rmet

rs & Sweets

مقامِ مصطفیٰ
بزبانِ
زوجۂ سیّد الانبیاء
علامہ اثیر جاڑوی

علامہ اثیر جاڑوی
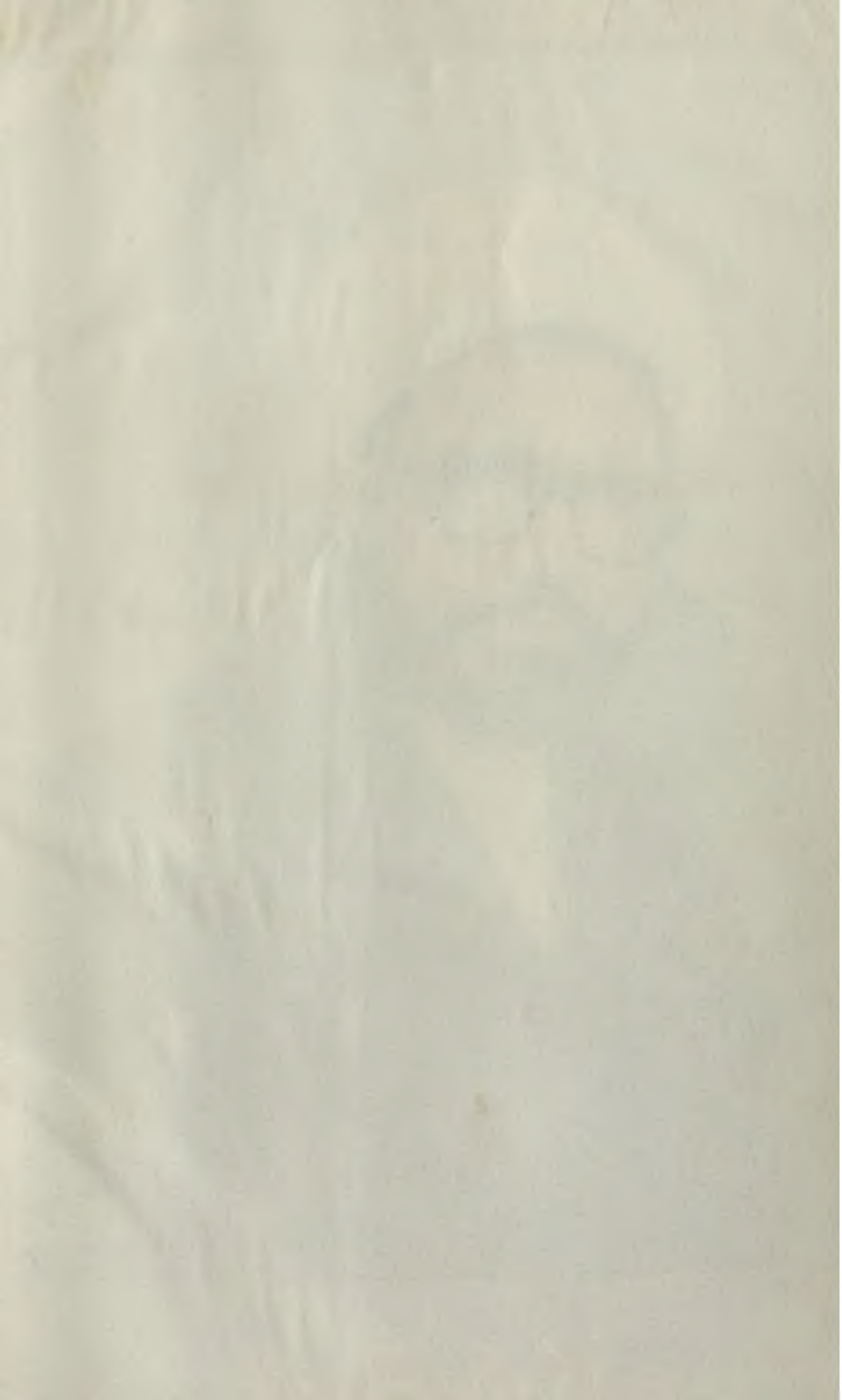
غیر جانبدارانہ پیش کش ۔ بے نظیر تالیف ۔ نادرۂ روزگار تحقیق

حصہ اول

نظامِ مصطفیٰ

بزبانِ

زوجۂ سیّد انبیاء

فخر المحققین علامہ اثیر جاڑوی پرنسپل مظفر المدارس ۲۸ بی ایمپریس روڈ ۔ لاہور

ناشر

چوہدری ضمیر الحسن شاہ جیونہ تحصیل و ضلع جھنگ

قیمت ــــــ ۵۴/۰ روپے

صدائے ضمیر

محترم قارئین !۔۔۔ زیر نظر کتاب یعنی نظام مصطفیٰ بزبان زوجہ سید انبیاءؑ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ایک تحقیق ہے، جد وجہد ہے، محنت ہے اور کاوش ہے۔ اس میں نہ اندھی تقلید وعقیدت ہے اور نہ ہی جذباتی تعصب صحیح بخاری شریف سے صرف ان احادیث کا انتخاب ہے جو ام المومنین حضرت عائشہ سے مروی ہیں۔ ایک صد بائیس (۱۲۲) شرعی مسائل ہیں۔ جن میں سے کچھ عقائد سے متعلق ہیں اور کچھ اعمال سے تعلق رکھتے ہیں۔ چند ایسے افراد جو دنیائے حقائق سے نہ صرف خود دُور بستے ہیں بلکہ اپنے ہمنواؤں کو بھی کسی دوسرے ویرانے میں رکھنا چاہتے ہیں وہ اس کے ضبط کر لینے کا مطالبہ بھی کریں گے۔ حالانکہ اگر آپ انصاف سے پڑھ لیں تو ایسے کسی مطالبہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ہمارا مقصد خلوص نیت سے۔ ایک دعوتِ فکر۔ کا مہیا کرنا ہے۔ آخر میں میں ممنون ہوں علامہ اثیر جاڑوی صاحب کا جنہوں نے مجھ ناچیز کو یہ سعادت بخشی ہے کہ ام المومنین عائشہ کی احادیث کا گلدستہ میں ہی پیش کروں۔

میری دعا ہے کہ خداوند عالم تمام اہالیان پاکستان کو حق آشنائی اور حقیقت بینی کی توفیق عنایت فرمائے۔ والسلام

(چوہدری) ضمیر الحسن شاہ جیونہ ضلع جھنگ

فہرست

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ حمد ہے خالق کونین کی اور درود و سلام ہو سرورِ کونین اور ان کی طاہر و طیب آل پہ حمد و صلوٰۃ و سلام کے بعد بندۂ حقیر عرض پرداز ہے کہ جیسا کہ میں اپنی گزشتہ تالیف و تصنیفات میں امت مسلمہ کے ذمہ دار افراد سے بارہا گذارش کر چکا ہوں کہ یوں تو اسلام سرورِ کونینؐ کی وفات کے لمحہ اول سے بلکہ آپ کے آثار وفات ظاہر ہونے سے ہی خود غرض افراد کی اغراض کا ہدف بن گیا تھا جس کے بعد احکام دین اور ارکان اسلام آئے دن مصلحت اندیشانہ تبدیلیوں کا نشانہ بنتے رہے اور اسلام کی مسند اقتدار پر بیٹھنے والے ہر گدی نشین نے اسلام کو آبائی میراث سمجھ کر کھلونا بنائے رکھا۔

- ایک وقت تھا جب اسلام کے مخالف فوجی اقتصادی اور معاشی لحاظ سے نہ صرف کمزور تھے بلکہ ملت مسلمہ کے دست نگر تھے۔

جبکہ آج دشمنانِ اسلام فوجی اقتصادی اور معاشی اعتبار سے نہ صرف مضبوط ہیں بلکہ امت مسلمہ کے ان داتا بنے ہوئے ہیں۔

- امن تقسیم کرتے ہیں تو اسلام دشمن۔
- اسلحہ تقسیم کرتے ہیں تو اسلام دشمن۔
- عالمی رقابتوں میں فیصلے کرتے ہیں تو اسلام دشمن
- اقتصادی منصوبہ بندی کرتے ہیں تو اسلام دشمن۔
- اور معاشی پلاننگ کرتے ہیں تو اسلام دشمن۔

ان حالات کے پیشِ نظر ملتِ اسلامیہ کے مذہبی پیشواؤں کا فرض تھا کہ

وہ یگانگت، ملی وحدت، اتحاد اور بھائی چارہ کی فضا پیدا کرتے۔ انتشار، افتراق اور اختلاف کے جراثیم کے خلاف متفقہ جدوجہد کرتے۔ متنازعہ فیہ مسائل جو انگلیوں پر گنے جانے والے ہیں۔ نہ چھیڑتے اور متحدہ مسائل جن کی تعداد بے شمار ہے کو امت مسلمہ کے پیش کرتے۔ ایک دوسرے کو برداشت کرتا۔

لیکن آج کل حالات ایسے نظر آتے ہیں کہ امت مسلمہ کے ارباب بست وکشاد گویا اختلافی خلیج کو دسیع سے وسیع تر کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اکثریتی فرقہ تعداد میں کم افراد کو شدھی کرنے یا صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے انداز میں لمحہ بہ لمحہ جارحیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ روزانہ لاؤڈ اسپیکروں پہ درس قرآن کے نام پر جو کچھ کہا جاتا ہے کاش ملت کے ذمہ دار افراد سنتے۔ کاش نت نئے پمفلٹ شائع کر کے بالخصوص شیعوں کے نام پوسٹ کئے جانے والے مواد کا پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس کی روشنی میں مطالعہ کیا جاتا۔

- کاش حکومتِ عالیہ کے ذمہ دار افراد ایسے افراد کا کھوج لگاتے اور
- حکومت عالیہ کو انتشار پسند عناصر کی فہرست مہیا کرتے۔

اس سال عشرۂ محرم الحرام میں شیعہ کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے کاش اس کا ملکی مفادات کے پیشِ نظر جائزہ لیا جاتا۔ راقم الحروف کے پیشِ نظر اس وقت بھی دو پمفلٹ ہیں جن میں دل کھول کر انتشار و افتراق میں اضافہ کی دعوت دی گئی ہے۔

ان حالات میں مجبوراً شیعہ افراد کو بھی نہ چاہتے ہوئے اپنا دفاع کرنا پڑتا ہے جو ان کا قانونی، اخلاقی اور اسلامی حق ہے۔ اسی حق کی بناء پر راقم الحروف نے زیرِ نظر کتاب مرتب کی ہے لیکن منصف قارئین ہمیں اس بات کی داد دیں گے کہ ہم نے جارحیت کا جواب جارحیت سے نہیں بلکہ حقائق سامنے رکھ کر دینے

کی کوشش کی ہے۔ اُمید ہے قارئین کی واضح اکثریت نظام مصطفیٰ بزبان زوجہ باصفا کا مطالعہ تعصب سے ہٹ کر حقیقت پسندی سے کرے گی تاکہ رات اور دن میں امتیاز ہو سکے۔

"توہین یا تنقید"

محترم قارئین آپ جانتے ہیں کہ توہین اور تنقید میں واضح فرق ہے۔

- توہین میں مؤلف یا مصنف کا مقصد عیوب و نقائص کی نشاندہی جارحانہ اور غیر مناسب انداز میں کر کے متعلقہ افراد کو قارئین کی نظروں سے گرانا ہوتا ہے۔ اور ایسا کرنا نہ صرف قانون اور اسلام کی نگاہ میں جرم ہے بلکہ الحمدللہ مملکت پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۸ الف کے مطابق بھی جرم ہے۔
- جبکہ تنقید میں مؤلف یا مصنف کا مقصد کسی کو قارئین کی نگاہوں میں گرانا نہیں ہوتا بلکہ قارئین کو شائستہ، شستہ اور سنجیدہ انداز میں حقائق سے آگاہ کرنا ہوتا ہے۔
- توہین میں تشدد ہوتا ہے جارحیت ہوتی ہے طنز ہوتے ہیں اور اخلاقی خامیاں ہوتی ہیں۔

تنقید میں اصلاح ہوتی ہے اصلاح میں اخلاقی خوبیاں ہوتی ہیں۔ اخلاقی

خوبیوں میں متانت ہوتی ہے۔ متانت کے نتیجہ میں شستگی آتی ہے شستگی کی کوکھ سے شائستگی جنم لیتی ہے اور شائستگی سے سنجیدگی پیدا ہوتی ہے بنابریں ہماری طرف سے عمومی دعوت ہے کہ

شیعہ کے خلاف لکھے جانے والے مواد کا مطالعہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ اس میں لہجہ کیسا ہے؟ الفاظ کیسے ہیں، تشدد کتنا ہے اور طنز کتنا ہے پھر بتایا جائے کہ جو لکھا گیا ہے وہ بری ہوئی ذہنیت کی علامت ہے یا نہیں؟ اور شیعہ کے قلم سے نکلے ہوئے مواد کا معائنہ کیا جائے اور اندازہ لگایا جائے کہ کیا بازاری لب ولہجہ اور سوقیانہ الفاظ ہیں یا حقائق کے ناقابل تسخیر پہاڑ۔ گالیاں ہیں یا آیات قرآن۔ سب وشتم ہیں یا احادیث نبویہ کے انبار، خود ساختہ تہمتیں ہیں یا تاریخی مسلمات کے جواہر پارے۔

توہین کون کرتا ہے؟

کسی مذہبی توہین کا مرتکب وہی ہوگا۔ جس کے ہاتھ میں قرآنی محکمات، مسلم بین الفریقین احادیث کے ناقابل تردید ذخیرے نہ ہوں۔ جس کے دامن میں تاریخی حقائق نہ ہوں اور عقل جس کا ساتھ دینے سے جواب دے دے۔

تنقید کون کرتا ہے ؟

جس کے پاس آیات الٰہیہ کا نہ ختم ہونے والا سرمایہ ہو۔ صحیح بخاری کی ناقابلِ تردید احادیث کے انبار ہوں ۔ تاریخی مسلمات جس کے دوش بدوش چلنے کو تیار ہوں اور شہباز عقل جس کا ساتھ دینے سے انکار نہ کرے ۔

ہم توہین کیوں کریں ؟

اولاً۔ تو کسی کی توہین کرنے کی اجازت ہمیں اپنی عقل ہی نہیں دیتی۔

ثانیاً۔ کسی کی توہین ہماری صدائے ضمیر کے خلاف ہے۔

ثالثاً۔ فقہ جعفریہ کی کڑی پابندیاں ہیں جو توہین کرنے کی اجازت نہیں دیتیں۔

اور رابعاً ملکی قانون اور ملکی حالات کی نزاکت مانع رہتی ہے۔

ہم نے جب بھی کوئی بات کی ہے۔ علم، عقل، قرآن، حدیث، تفسیر اور تاریخ کے حوالہ سے کی ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ

- تنقید ذہن کو سنوارتی ہے جبکہ توہین سے نفرت بڑھتی ہے۔
- تنقید سے ذہن بنتے ہیں جبکہ توہین کا نتیجہ تخریب ہوتا ہے۔
- تنقید سے حقائق سامنے آتے ہیں جبکہ توہین عیب جوئی کرتی ہے۔
- تنقید جائز اور توہین ناجائز ہے ۔

اگر تنقید اور توہین میں امتیاز نہ کیا جائے اور ہر دو کو ایک لاٹھی سے ہانک دیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم ۔ تاریخ اسلاف پر تبصرہ چھوڑ دیں ۔ قرآن کریم کی ان ایک سو انتالیس ۱۳۹ آیات کو قرآن سے نکال دیں ۔ جن میں منافقین کا ذکر ہے ۔ کیونکہ جیسے بھی تھے ۔ تھے تو بہر حال صحابہ اور بلا جرح ہر حدیث کو درست مان لیں اور کسی حدیث کو ضعیف ۔ ناقابل اعتماد اور غیر معتبر نہ کہیں کیونکہ جس حدیث کو بھی ہم ناقابل اعتماد کہیں گے ۔ جس حدیث کے راوی پر اعتماد نہیں

ہوگا۔ پہلے ہم اس راوی کے نقائص اور عیوب گنوائیں گے۔ پھر اس کی بات کو ماننے سے انکار کریں گے اور اسی کا نام تنقید ہے۔

بنابریں۔ عقل، اخلاق اور شریعت ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ تنقید کو تسلیم کریں اور تنقید کا جواب مہذب شائستہ اور شستہ انداز میں پیش کریں۔

نظریۂ صحابیّت

ہر وہ شخص جس کو سرور کونینؐ کا شرف معیت حاصل ہوا ہے صحابی کہلاتا ہے انہی صحابہ میں سے بعض صحابہ ایسے ہیں جنہیں علم رجال نے ۔ ناقابلِ اعتماد اور کذاب کہا ہے اور بعض کو سچا اور قابل اعتماد بتایا ہے اور یہی وہ اصولِ حدیث ہے جس کی بنیاد پر احادیث کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے بعض احادیث لے لی جاتی ہیں ۔ اور بعض کو ٹھکرا دیا جاتا ہے ۔

بنابریں ۔ یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ بعض اصحاب نے جو کچھ سرور کونینؐ سے سنا وہی کچھ پہنچایا اور بعض اصحاب نے سنا کچھ اور پہنچایا کچھ ۔

چونکہ برادرانِ سوادِ اعظم کو ہمیشہ سریر مملکت کی تاجوری حاصل رہی ہے اور یہ سلسلہ سرور کونینؐ کی وفات کے لمحہ اوّل سے شروع ہوا ہے اس لئے سوادِ اعظم کی اپنی مرتب کردہ تاریخ میں سے صحابہ کی تین اقسام حاصل ہوتی ہیں

(۱) وہ اصحاب جو بحیثیت حاکم میں ہمہ مقتدر تھے ۔

(۲) وہ اصحاب جو بحیثیت حاکم کے حاشیہ نشین تھے ۔

(۳) وہ اصحاب جو اقتدار اور حاشیہ نشینی دونوں سے محروم ہو کر گوشہ نشین ہو گئے تھے ۔

جمہور اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ نگاہ جمہور نے عہدۂ صحابیت کا حقدار یا تو حکام وقت کو سمجھا اور یا حکام وقت کے حاشیہ نشینوں کو اور اصحاب کی تیسری قسم کو ان حقوق سے محروم رکھا جو اقتدار اور بزم اقتدار سے علیحدہ رہے لیکن فرقہ جعفریہ نے روز اوّل سے اقتدار اور صحابیت کے باہمی تلازم

کو تسلیم نہیں کیا بلکہ تعریف صحابیت کے مطابق ہر ایک کو برابر کا درجہ دیا اور علم رجال کی تشریحات کے زیر سایہ سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا سمجھا۔ خواہ اس کے پاس کرسی اقتدار ہو یا نہ ہو۔

ہم کسی بھی شخص کی توہین خواہ وہ صحابی ہو یا نہ ہو۔ کرنا، مذہبی، اخلاقی اور فکری جرم سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے نہ تو کسی کی توہین کی ہے اور نہ کسی صحابی کی توہین کو جائز سمجھتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب

نظامِ مصطفٰی ۔ بزبان زوجہ باصفا ۔ میں صحیح بخاری سے صرف وہی احادیث جمع کی گئی ہیں جو اُم المومنین عائشہ نے زبان سرور کونین سے سُنی ہیں یا عمل سرور کونین نے بتایا ہے یا اپنے اعمال کا تذکرہ فرمایا ہے ۔ فرقہ جعفریہ میں کوئی بھی شخص اُم المومنین عائشہ کے قذف کا قائل نہیں ۔ جمہور اسلام تو اپنی پالیسی کی بنیاد پر ۔ ام المومنین عائشہ کے قاذفین کو کچھ نہیں کہتے لیکن ہم از روئے فقہ جعفریہ ام المومنین عائشہ کے قاذفین کو لعنت کے سوا یاد نہیں کرتے ۔ کیونکہ ہمارے اصول مذہب کے مطابق ناموس انبیاء کا محافظ پروردگار عالم ہے ہمارے عقیدہ کے مطابق زوجہ نبی منکر نبوت یا نافرمان رسول تو ہو سکتی ہے جس طرح حضرت نوح یا حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں تھیں لیکن زوجہ نبی زانیہ نہیں ہو سکتی ۔

بنابریں اگر ہمارے بھائی ہمارا ساتھ دیں تو ہم اس بات پر بھی تیار ہیں کہ آئیں صحاح ستہ اور کتب اربعہ کا مطالعہ کر کے معلوم کریں کہ ام المومنین عائشہ کے قذف میں کون کون شریک تھا آخر کافر تو نہیں تھے وہ تو اتنی جرأت نہیں کر سکتے تھے جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں فلاں صاحب ام المومنین کے قذف میں تھا تو پھر حسب ذیل امور پر اتحاد کر لیں ۔

(ا) ایسے تمام افراد کو صحابہ کی فہرست سے نکال دیں ۔

(ب) ایسے تمام افراد کی احادیث اور تاریخ کو اسلام سے خارج کر دیں ۔

(ج) ایسی تمام احادیث کو جو ان افراد سے نقل کی گئی ہوں اپنی کتب سے

قلم زد کر دیں۔

(د) ایسے تمام افراد سے تاج صحابیت چھین لیں اور انہیں احاطۂ صحابیت سے نکال باہر کریں۔

مقصد تالیف غالباً جون یا جولائی ۱۹۸۲ء تھا کہ علامہ شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ رہا تھا کہ اسمیں جلد اوّل صہ۲۴ پر یہ عبارت پڑھی۔

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں۔ جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں۔ اسی لئے عمر بن عبدالعزیز نے ان کی روایات سے زیادہ اعتنا کی۔

علامہ شبلی جیسے محقق وقت کی یہ بات معمولی نہ تھی چنانچہ اسی وقت یہ تہیہ کر لیا کہ دریا خان سے واپس جامعہ حسینیہ جھنگ جا کر پہلا کام ہی یہی کروں گا۔ کہ بخاری شریف سے ام المومنین عائشہ کی تمام احادیث کو یکجا کروں گا اور ان سے اخذ ہونے والے مسائل کی ایک فہرست مرتب کروں گا۔ تاکہ امت مسلمہ کو ان عقائد اور فقہی مسائل سے آگاہ کیا جا سکے جو ام المومنین عائشہ کی صحبت رسالت کا قیمتی سرمایہ حیات ہیں۔

۱۵ اگست ۱۹۸۲ء کو مدرسہ کھلا تو بخاری شریف کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اس وقت سے لے کر آج مورخہ ۲۰ اپریل ۸۳ء تک بہت کم راتیں ایسی ہوں گی جن میں مؤلف رات کے ایک بجے سے پہلے سویا ہو۔

پہلے تو سمجھا تھا کہ کام آسان ہو گا مگر جب ہاتھ لگایا تو معلوم ہوا کہ جتنا آسان سمجھ کر شروع کیا تھا۔ اس سے کئی گنا زیادہ مشکل تھا۔

اولاً سات ہزار احادیث میں سے صرف ام المومنین عائشہ کی احادیث کو علیحدہ کیا۔

ثانیاً :- علیحدہ کردہ احادیث کو باہم مربوط کیا۔

ثالثاً :- انہیں ترتیب دی۔ ایک موضوع سے متعلق احادیث کو یکجا کیا

رابعاً :- ان سے اخذ ہونے والے مسائل حسب استطاعت معلوم کئے

خلاصہ یہ کہ اس وقت آپ کے ہاتھ میں جو تھا لکھا ہُوا مسودہ ہے۔

میرے پاس بخاری شریف کا جو نسخہ ہے وہ حکیم فلک شیر صاحب محلہ یابوالہ جھنگ صدر سے حاصل کردہ ہے۔ جسے دینی کتب خانہ ۲۸۔ اردو بازار لاہور نے ۱۹۶۶ء میں شائع کیا ہے۔

اس کے ترجمہ کے فرائض جناب مولانا قاری محمد عادل خان نقشبندی اور مولانا قاری محمد فاضل قریشی مجددی نے انجام دیئے ہیں۔

کم و بیش ساڑھے چھ صد حدیث ام المومنین عائشہ سے امام بخاری نے نقل کی ہے۔ جن میں سے صرف ۹۹ احادیث اس وقت مؤلف پیش کر سکا ہے اگر زندگی اور حالات نے مہلت دی تو دیگر احادیث بھی جلد ہی پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

کل احادیث یکصد دو ہیں۔ ام المومنین عائشہ سے ۹۹ حدیث۔ عبداللہ ابن حضرت عمر سے دو احادیث اور عبادہ ابن صامت سے ایک حدیث پیش خدمت ہیں۔

حجرۂ اُمّ المومنین

بخاری

۱۔ جلد دوم — کتاب الجہاد والسیر — صفحہ ۱۲۷ — حدیث نمبر ۲۴۶

عن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال قام
النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
خطیبا فاشار نحو مسکن عائشۃ
فقال ھنا الفتنۃ ثلاثاً من
حیث یطلع قرن الشیطان۔

ترجمہ:۔ عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسالتمآب خطبہ دینے کی خاطر کھڑے ہوئے اور حجرۂ ام المومنین کی طرف اشارہ کرکے تین بار فرمایا۔ یہاں فتنہ ہے۔ اور وہیں سے شیطان کا گروہ نکلے گا۔

۲۔ جلد اوّل — ابواب الاستسقاء — صفحہ ۱۴۱ — حدیث نمبر ۹۷۶

عن ابن عمر قال اللّٰھم بارک لنا فی شامنا و فی یمننا قال
قالوا و فی نجدنا قال قال اللّٰھم بارک لنا فی شامنا و فی یمننا قالوا
و فی نجدنا۔ قال ھنالک الزلازل والفتن و بھا یطلع
قرن الشیطان۔

ترجمہ:۔ از قاری محمد عادل و قاری محمد فاضل۔

○ ابن عمر نے فرمایا:۔ اے اللہ ہمیں ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔

○ لوگوں نے کہا۔ اور ہمارے نجد میں

○ تو انہوں نے کہا۔ اے اللہ ہمیں ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے کہا۔ ہمارے نجد میں بھی۔

○ تو انہوں نے کہا کہ۔ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا گروہ بھی نکلے گا۔

محترم قارئین!

یہ دونوں حدیثیں عبداللہ ابن حضرت عمر سے منقول ہیں۔ محترم مترجمین نے حدیث اوّل میں یطلع قرن الشیطان کا معنی طلوع آفتاب کیا ہے اور دوسری حدیث میں اسی فقرہ کا معنی خروج گروہ شیطان کیا ہے۔ معانی کے اس اختلاف کی وجہ میری سمجھ میں تو نہیں آئی۔ بہر حال یہ تو آپ بھی مانیں گے کہ مترجمین کے ان دو معانی میں سے ایک غلط ہے۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ حدیث اوّل میں مترجمین کی نگاہ میں حجرہ ام المومنین کی جذباتی عقیدت شامل ہے جبکہ دوسری حدیث میں مترجمین نے جذبات سے بالا ہو کر درست ترجمہ کیا ہے کیونکہ سرور کونین ؐ کے سر پر ختم نبوت کا تاج فضیلت ہے اور آفتاب آیات اللہ میں سے ہے آپ کی عظمت نبویہ سے یہ بات بعید ہے کہ آپ ۔ جب جو آیت الہیہ ہے کو ۔ شیطان کے سینگ سے تشبیہ دیں یہ آپ خود سوچ لیں کہ

○ ایک طرف عظمت سلطان انبیاء ہے اور دوسری طرف حجرۂ ام المومنین ہے عقیدت کا اظہار ضرور کیا جائے۔ لیکن وہاں جہاں معاملہ نسائے امت۔

اور ام المومنین عائشہ کے درمیان ہو۔ اگر معاملہ، سرور کونین اور ام المومنین کی عظمت کا ہو تو میرے خیال میں ام المومنین کی عظمت پہ سرور کونین کی عظمت کو قربان نہیں کرنا چاہئے

کیونکہ سرور کونین کا احترام امت مسلمہ ام المومنین کی وجہ سے نہیں کرتی بلکہ ام المومنین کا احترام سرور کونینؐ کی نسبت سے ہوتا ہے۔

طے شدہ بات :

سرور کونینؐ حجرہ ام المومنین سے فتنہ اور خروج گروہ شیطان کی پیشگوئی فرماتے ہیں اور

حضرت عبداللہ ابن حضرت عمر نے سرزمین نجد سے فتنوں اور خروج گروہ شیطان کی پیش گوئی کر کے پوری امت کو سبق دے دیا ہے کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں سے جب میں اتنا علم غیب جانتا ہوں تو سلطان انبیاء علیہم السلام تو مجھ سے بھی زیادہ علم غیب جانتے ہوں گے اور سرور کونینؐ نے حجرۂ ام المومنین عائشہ کی طرف انگشت مبارک کے واضح اشارہ سے ۔ تین مرتبہ: هنا الفتنة۔ یہاں فتنہ ہے فرما کر اپنی امت کو خبردار کیا ہے کہ ام المومنین عائشہ میرے رشتۂ زوجیت کے ناطے سے واجب الاحترام ضرور ہے لیکن واجب الاطاعت نہیں ۔ کاش سرور کونینؐ کی تنبیہ پر کان دھرے جاتے اور جنگ جمل پیش نہ آتی؟

تسلی کے لئے المنجد جو عربی لغت کی معتبر ترین کتابوں میں سے ایک ہے بھی ملاحظہ فرمالیں ۔ ۲۳ ویں طبع ۔ دارالقرآن الکریم ۔ انتشارات ۔ اسماعیلیان، تہران ، ناصر خسرو صـ ۶۲۵

قرن الشيطان و قرناه المتبعون رأيه :

قرن الشیطان کا معنی.... گروہ شیطان ہے۔

المنجد اردو ۔ ناشر دارالاشاعت ۔ مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱ صـ ۹۸، قرن الشیطان ، شیطان کے تابع لوگ ۔ ۔

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی خاص حیثیت ہے
یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے
مہمات مسائل ہیں۔

سیرۃ النبی از شبلی نعمانی جلد اوّل ص۲۴۲

◎

بخاری
۔ جلد اوّل　　　کتاب الایمان　　　ص۱۳　　　حدیث ۱۹

هشام عن ۔ عائشة قالت کان رسول الله
اذا امرهم امرهم من الاعمال بما یطیقون قالوا انا لسنا
کهیئتك یارسول الله ان الله قد غفرلك
ماتقدم من ذنبك وما تأخر فیغضب حتی
یعرف الغضب فی وجهه ثمّ یقول ان
اتقاکم واعلمکم بالله انا ۔

ترجمہ :۔ ہشام ۔ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورکونین
جب صحابہ کو کسی بات کا حکم دیتے تھے تو اسی حد تک جس کی ان میں طاقت
ہوتی تھی تو صحابہ عرض کرتے ۔ یارسول اللہ ہم آپ کی طرح تو نہیں ہیں ۔ اللہ
نے آپ کے تو سابقہ اور لاحقہ تمام گناہ معاف فرما دیئے ہیں ۔
آپ اتنے ناراض ہوتے کہ آپ کے چہرہ سے ناراضگی ظاہر ہونے لگتی ۔
پھر فرماتے ۔ یقین رکھو کہ تم تمام کی نسبت میں سب سے زیادہ اللہ کا جاننے والا
اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں ۔

۲ ۔ جلد دوم　　　کتاب التفسیر　　　ص۹۱۷　　　حدیث ۱۹۴۷

عروه عن عائشة ان نبی الله کان یقوم
من اللیل حتی تتفطر قدماه ۔ فقالت عائشة
لما تصنع هذا یارسول الله وقد غفرالله

لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ قال
افلا احب ان اكون عبدًا شكورا۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کونین
رات کو اتنا کھڑا ہوتے تھے کہ آپ کے پاؤں پھٹ جاتے تھے۔ ام المومنین
عائشہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ اس قدر تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ
نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا مجھے پسند
نہیں کہ میں شکر گزار بنوں۔

حاصل مطالعہ:۔

جلد اوّل نمبر ۱۹ میں سرورِ کونین صحابہ کو ان کی طاقت کے مطابق اعمال بتاتے
ہیں۔ صحابہ آپ کی کثرتِ اعمال کو دیکھتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ ہمارے اور
آپ کے درمیان فرق ہے۔
اللہ میاں نے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ جبکہ
ہمارے لئے ایسا وعدہ نہیں کیا گیا۔
سرورِ کونین صحابہ کا یہ جواب سن کر اس قدر ناراض ہوتے ہیں کہ ناراضگی
آپ کے چہرہ سے ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اور جواب میں صرف اتنا کہہ پاتے
ہیں کہ:۔
تم نہ تو مجھ سے تقویٰ میں زیادہ ہو اور نہ ہی معرفت خدا میں۔
جلد دوم حدیث ۱۹۴۷ میں سرورِ کونین عبادت میں اس قدر کھڑے ہوتے
ہیں کہ آپ کے قدم پھٹ جاتے ہیں۔
ام المومنین عائشہ کہتی ہیں کہ آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ

اللہ نے آپ کے گزشتہ اور آئندہ تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ سرورِ کونینؐ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا عبدِ مشکور بننا چاہتا ہوں۔

قابلِ توجّہ:

دونوں احادیث امّ المومنین عائشہ کی ہیں۔ حدیث اوّل میں صحابہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ایک وقت تھا جب آپ گناہگار تھے اور آئندہ بھی ایسا وقت آئے گا جب آپ گناہ گار ہوں گے۔

البتہ صحابہ اور ام المومنین دونوں اس عقیدہ میں مشترک ہیں کہ سرورِ کونینؐ کے سابقہ گناہ اللہ نے معاف فرما دیئے ہیں اور آئندہ کے لئے بھی گناہ کرنے کی کُھلی چھٹی دے دی ہے کہ جو چاہو کرتے رہو تمہارے تمام گناہ معاف کئے جاتے رہیں گے۔

گویا ام المومنین عائشہ اور صحابہ کے عقیدہ کے مطابق سرورِ کونینؐ معصوم نہ تھے بلکہ دیگر صحابہ کی طرح گناہوں کے مرتکب ہوتے رہتے تھے۔

کیونکہ معصوم کے معنی یہ نہیں کہ اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔ بلکہ معصوم کا معنی ہے قوت گناہ ہوتے ہوئے ارتکاب گناہ نہ کرنا۔

ہاں! جلد اول ص۱۹ میں تو سرورِ کونینؐ نے دبے لفظوں میں یہ فرمایا تو ہے کہ میں معرفت اور تقویٰ میں تم سب سے زیادہ ہوں۔ لیکن نہ تو بی بی نے اس ارشاد سے عصمت سمجھی ہے اور نہ ہی صحابہ نے۔

چند سوالات:

(۱) صحابہ اور بی بی نے سرورِ کونینؐ کے گزشتہ گناہوں کی تفصیل نہیں بتائی کہ۔

(ب) وہ گناہ جو آپ سے سرزد ہوئے کون سے تھے ؟

(ج) اخلاقی گناہ تھے۔ شرعی گناہ تھے یا معاشرتی گناہ تھے ؟

(د) آئندہ گناہوں کا تذکرہ بھی کہیں نہیں ملتا کہ آپ نے وہ کونسا گناہ کیا تھا جو اللہ نے معاف کر دیا ہو ؟

(ہ) یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ کے گناہ نبوت سے پہلے تھے یا نبوت کے بعد ؟

(و) اگر نبوت سے پہلے کے گناہ تھے تو وہ کونسے تھے ؟

(ز) اگر نبوت کے بعد گناہ سرزد ہوئے تو وہ کون سے تھے ؟

(ح) کیا عصمت نبی کا ڈھنڈورا پیٹنا صرف عوام فریبی تو نہیں ؟

(ط) کیا اب بھی آپ یہ بات نہیں مانیں گے کہ مقام مصطفیٰ کو پست سے پست کرنے کی خاطر جو منظم سکیم تھی اس میں بی بی بھی حصہ دار تھی ؟

(ی) اب جو سُنی بھی نبی کو گناہگار نہیں مانے گا۔ وہ ایک طرف صحابہ کو جھٹلائے گا اور دوسری طرف ماں سے ٹکرائے گا جبکہ یہ دونوں کام توہین کے ضمن میں آتے ہیں

میرے دوستو! نبیؐ کو ولادت کے لمحۂ اول سے زندگی کے آخری سانس تک معصوم ماننے والے بہت ہیں۔ اس لئے آپ کے معصوم نہ ماننے سے ان کی عصمت میں فرق نہیں آئے گا۔ آپ صحابہ اور بی بی کی طرح نبی کو گناہگار مان لیں کیونکہ صحابیت کی لاج اور ماں سے عقیدت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ صحابہ اور ماں کو نہ جھٹلائیں۔ آپ کے معصوم نہ ماننے سے نبی اکرمؐ کا گزارا تو ہو جائے گا۔ لیکن اگر آپ نے نبی اکرم کو معصوم مان لیا تو صحابہ اور ماں کے عقیدہ پر پردہ ڈالنے والا۔ ان کے سوء عقیدہ کا ساتھ دینے والا۔ اور ان کی لاج رکھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں ملے گا۔

البتہ یہ نہ بھولیں کہ شیعہ اثنا عشریہ کے عقیدہ کے مطابق سرورِ کونین گناہوں سے پاک آئے، گناہوں سے پاک رہے اور گناہوں سے پاک رخصت ہوئے
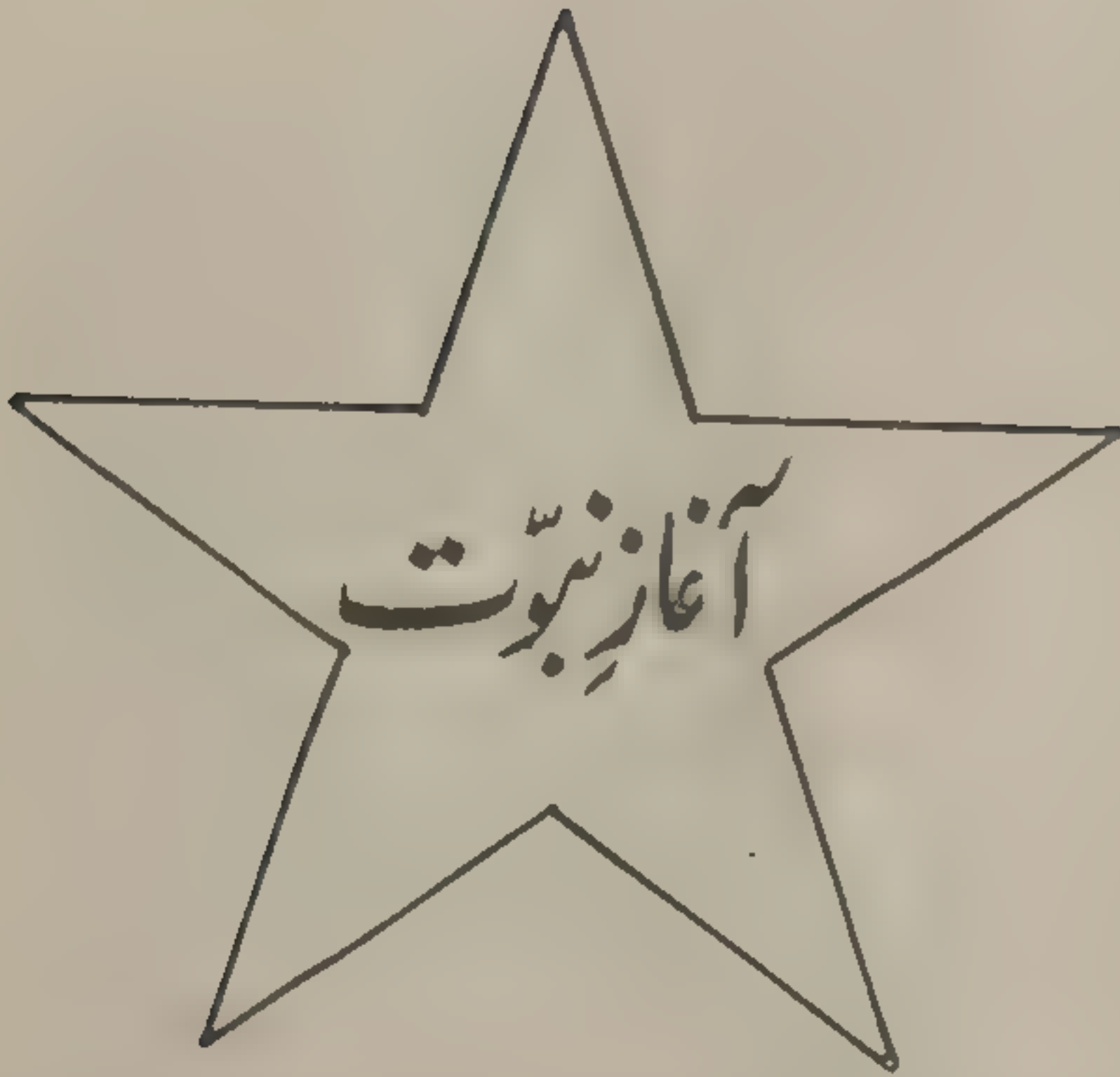
حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے، یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں۔

(سیرۃ النبی، از شبلی نعمانی، جلد اوّل، صفحہ ۲۲۴)

بخاری

جلد اوّل　　کتاب الوحی　　صلا　　حدیث ملا

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشه ان الحارث ابن هش م قال يارسول الله كيف ياتيك الوحى فقال رسول الله احيانا ياتينى مثل صلصلة الجرس وهو اشده فيفصم عنى و قد وعيت عنه قال و احيانا تيمثل لى الملك رجلا فيكلمنى فاعى ما يقول قالت عائشة ولقد رأيته ينزل عليه الوحى فى اليوم الشديد البرد فيفصم عنه و ان جبينه ليتفصد عرقا۔

ترجمہ:- ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے۔ ابن ہشام نے سرور کونین کی خدمت میں عرض کیا۔
یارسول اللہ آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کبھی تو گھنٹی کی آواز جیسی ہوتی ہے اور اقسام وحی میں سے یہ قسم سخت ترین ہوتی ہے۔ جب سلسلہ وحی ختم ہوتا ہے تو میں سب کچھ حفظ کر چکا ہوتا ہوں۔ اور کبھی فرشتہ انسانی شکل میں میرے سامنے آکر مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے چنانچہ جو کچھ وہ کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔
ام المومنین عائشہ کہتی ہے کہ میں نے کڑاکے کی سردی میں سلسلۂ وحی دیکھا ہے جب وہ ختم ہوتی تھی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ گر رہا ہوتا تھا۔

ماحصل:

حارث ابن ہشام سرورِ کونین سے کیفیت وحی پوچھتا ہے۔
آپ وحی کے دو انداز بتاتے ہیں۔

۱۔ صدائے گھنٹی کی طرح : جو انتہائی سخت ہے۔

۲۔ فرشتہ بشکل انسان۔

ام المومنین عائشہ وقت وحی کی شدت کی تصدیق کرتی ہیں کہ کڑاکے کی سردی میں سرورِ کونینؐ کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی تھی۔

جلد اوّل کتاب الوحی صہ ۸۲ حدیث ۳

عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ انہا قالت اول ما بدئ به رسول اللہ من الوحی الرویاء الصالحہ فی النوم فکان لایریٰ رؤیاء الاجاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء وکان یخلو بغار حرا فیتحنث فیہ وھوالتعبد اللیالی ذوات العد وقبل ان ینزع الیٰ اھلہ ویتزود لذلک ثم یرجع الیٰ خدیجۃ فیتزود لمثلھا حتی جاءہ الحق وھو فی غار حرا فجاءہ الملک فقال اقرء فقال قلت ما انا بقاری۔

قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی۔

فقال اقرء۔ فقلت ما انا بقاریٔ۔ قال فاخذنی فغطنی الثانیہ حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقراء فقلت ما انا بقاریٔ قال فاخذنی فغطنی

الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرءُ وربك الأكرم الذی
خلق خلق الانسان من علق -

فرجع بها رسول الله یرجف فؤاده فدخل علی خدیجه بنت
خویلد فقال زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع فقال
لخدیجة واخبرها الخبر لقد خشیت علی نفسی
فقالت خدیجة کلا والله ما یخزیك الله ابدًا انك
لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری
الضیف وتعین علی نوائب الحق -
فانطلقت به خدیجة حتی اتت به ورقة ابن
نوفل ابن اسد ابن عبد العزی ابن عم خدیجة
وکان امرءٌ تنصر فی الجاهلیه وکان یکتب الکتاب
العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبرانی ماشاء الله
ان یکتب وکان شیخًا کبیرًا قد عمی -
فقالت له خدیجة یابن عم اسمع من ابن اخیك
فقال ورقة یابن اخی ماذا تری فاخبره رسول الله خبر ما رای
فقال له ورقة هذا الناموس الذی نزل الله علی موسیٰ -
یالیتنی فیها جذعًا یالیتنی اکون حیا
اذ یخرجك قومك
فقال رسول الله اومخرجی هم؟ فقال نعم لم یأت رجل قط بمثل ما
جئت به الاعودی وان یدرکنی یومك انصرك نصرا
مؤزرا ثم لم ینشب ان توفی وفتر الوحی -

ترجمہ :- عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ابتدائے وحی سچے خوابوں سے ہوئی ۔ آپ جو خواب بھی دیکھتے صبح روز روشن کی طرح سچا ہوتا ۔ پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے ۔ آپ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن گھر پلٹے بغیر وہیں عبادت میں گزار دیتے ۔ جب زادِ راہ ختم ہو جاتا ۔ واپس ام المومنین خدیجہ ۔ کے پاس آتے ۔ سامان خورد و نوش لے کر واپس تشریف لے جاتے حتیٰ کہ حق آ گیا جبکہ آپ غارِ حرا ہی میں تھے ۔

فرشتہ آیا اور کہا پڑھ ۔ آپ نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ۔ فرشتہ نے پکڑ کر اتنا دبایا کہ میری سانس اکھڑنے لگی ۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ ۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ۔ فرشتہ نے دوسری بار پکڑ کر پہلے کی طرح سختی سے دبایا ۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ ۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ۔ فرشتہ نے تیسری بار پھر زور سے دبایا اور کہا پڑھ ۔ اپنے اللہ کے نام سے جس نے پیدا کیا ۔ جس نے انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا اور پڑھ تیرا رب کرم ہے ۔

آپ دھڑکتے دل کے ساتھ غارِ حرا سے ام المومنین خدیجہ کے پاس واپس تشریف لائے اور کہا مجھے کمبل اوڑھا دو ۔ مجھے کمبل اوڑھا دو جب آپ کو ذرا سا سکون ہوا تو ام المومنین خدیجہ کو واقعہ سنایا ۔ اور کہا مجھے تو اپنی عقل کی فکر ہے ۔ (نعوذ باللہ من ذالک) خدیجہ نے کہا ہرگز نہیں ۔ بخدا اللہ آپ کو کبھی —— رسوا نہ کرے گا ۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں ۔ ناداروں کے لئے کماتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں ۔ مصائب اٹھاتے ہیں اور راہِ حق میں تکلیفیں جھیلتے ہیں ۔

چنانچہ ام المومنین خدیجہ آپ کو ورقہ ابن نوفل بن اسد ابن عبدالعزیٰ اپنے

چچازاد کے پاس لائی۔ جو زمانۂ جاہلیت میں عیسائی ہو گیا تھا اور مشیت ایزدی کے مطابق عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتا تھا (ورقہ) سے کہا ذرا اپنے برادر زادہ کی تو سنیئے۔

ورقہ نے کہا۔ بھتیجے بھلا بتاؤ تو کیا دیکھا ہے۔

آپ نے جو دیکھا تھا سنا دیا۔

ورقہ نے کہا یہی تو وہ ناموس ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰؑ پر نازل کیا تھا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ جب آپ کی قوم آپ کو (اپنے گھر سے) نکال دے گی۔ کاشں میں جوان ہوتا۔ آپ نے پوچھا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟

ورقہ نے کہا۔ ہاں جو چیز تم لائے ہو، جو بھی ایسی چیز لایا ہے۔ اس سے دشمنی کی گئی ہے۔

کاش مجھے آپ کا زمانہ نصیب ہوتا۔ اگر میں زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا

حاصل مطالعہ :

(ل) ابتدائے وحی سچے خوابوں سے ہوئی۔

(ب) سچے خوابوں کا سلسلہ شروع ہونے پر آپ خلوت گزین ہو گئے۔

(ج) غارِ حرا میں مسلسل رہنے لگے صرف خورد و نوش حاصل کرنے کی خاطر گھر تشریف لاتے۔

(د) حق آگیا۔

(ہ) فرشتہ نے تین بار کہا پڑھ۔ آپ نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔

(و) ہر دفعہ فرشتہ نے پکڑ کر اتنی سختی سے دبایا کہ آپ کی سانس اکھڑنے لگی۔

(ز) تیسری بار دبانے کے بعد فرشتہ نے آپ کے جواب کا انتظار نہ کیا اور آیات

پڑھ ڈالیں۔

(ح) سرورِ کونینؐ کا دل دھڑکنے لگ گیا اور آپ ام المومنین خدیجہ کے پاس تشریف لائے

(ط) ام المومنین اور دیگر افرادِ خانہ سے کہا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔

(ی) جب کچھ سکون ہوا تو ام المومنین خدیجہ کو سارا حال سنا کر فرمایا۔

مجھے اپنی عقل کی فکر ہے۔

نوٹ:۔ جب آپ بخاری شریف میں زیرِ نظر حدیث کا ترجمہ دیکھیں گے تو آپ کو یہی فقرہ یوں ملے گا۔

مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔

محترم قارئین! جس جملے کے یہ دو ترجمے ہیں وہ یہ ہے۔

خشیت علی نفسی : مجھے اپنی عقل کی فکر ہے یعنی مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میری عقل میں کوئی فتور نہ ہو گیا ہو۔

مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ یعنی کہیں میں مر نہ جاؤں۔

امید ہے آپ کے ذہن میں دونوں ترجموں کا مفہوم آگیا ہوگا۔ اب ان دونوں ترجموں کا مقابلہ ذرا جناب خدیجۃ الکبریٰ کے جواب سے کیجئے اور خود ہی فیصلہ فرمائیے کہ ترجمہ کونسا درست ہے؟ اگر حدیث میں مذکورہ فقرے کا ترجمہ سابقہ اور لاحقہ کے لحاظ سے راقم الحروف نے درست کیا ہے تو سمجھ لیجئے کہ جلد دوم حدیث ۲۴۶ کی طرح اس حدیث میں بھی مترجمین کی دیانت پر ام المومنین عائشہ سے عقیدت غالب رہی۔ اور اگر حدیث کے سابقہ اور لاحقہ کے اعتبار سے مترجمین کا ترجمہ درست نظر آئے تو آپ کو حق ہے کہ آپ راقم الحروف کو "بد دیانت" کہہ کر میرے کئے ترجمہ کو ٹھکرا دیجئے۔

سابقہ تو آپ نے اُوپر دیکھ لیا ہے کہ سرورِ کونینؐ لرزتے کانپتے دھڑکتے دل کے

ساتھ ام المومنین خدیجہ کے پاس آتے ہیں۔ کمبل اوڑھانے کو کہتے ہیں۔ کچھ دیر زیرِ کمبل لیٹے رہتے ہیں جب سکون آجاتا ہے تو جناب خدیجہ سے آمد فرشتہ اور فرشتہ کے دبانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں اور آخر میں مذکورہ فقرہ کہتے ہیں۔ اب بی بی کا جواب

كَلَّا - وَاللهِ مَا يُخْزِيْكَ اللهُ اَبَدًا ؕ

ہرگز نہیں بخدا، اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔

اس کے بعد جناب خدیجہ آپ کے اوصاف گنواتی ہیں۔

اب آپ ہی بتائیے۔ اگر مذکورہ جملہ کا معنی کیا جائے کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے تو ام المومنین خدیجہ کے مذکورہ بالا قسمیہ جملہ کا مطلب کیا ہوگا۔ جسمیں آپ فرماتی ہیں کہ بخدا اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ کیا موت میں رسوائی ہے؟

اب میرے خیال میں آپ کے ذہن میں یہ بات آگئی ہوگی کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ نے بھی مذکورہ جملہ کا وہی معنی سمجھا ہے جو راقم الحروف نے کیا ہے۔ کیونکہ رسوائی موت میں نہیں۔ بلکہ فتورِ عقل میں ہے۔

اور ام المومنین عائشہ بھی یہی تاثر دینا چاہتی ہیں۔ جو میں نے عرض کیا ہے۔ لہٰذا اب آپ فیصلہ فرمائیے۔

ک ..... جناب خدیجۃ الکبریٰ آپ کو اپنے چچازاد ورقہ کے پاس لاتی ہیں اور کہتی ہیں ذرا ان کی بھی سنئیے۔

ل۔ جناب ورقہ نابینا اور بوڑھے تھے۔ پہلے یہودی تھے۔ پھر انہوں نے یہودیت چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر لی اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے۔

م۔ ورقہ نے آپ سے کہا بھلا بتاؤ تو آپ نے کیا دیکھا۔

(نوٹ) :- یہ بھی نوٹ کر لیں کہ جب جناب خدیجہ آپ کو ورقہ کے پاس لائیں تو آپ نے ورقہ سے کہا کہ ذرا اپنے بھتیجے کی بھی سنئیے۔ اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ

آخیتکَ جناب خدیجہ نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔ اب ذرا جناب ورقہ کا انداز سوال دیکھئے پوچھتے ہیں۔

ن ۔ ماذا تری ۔ آپ کیا دیکھتے ہیں؟

گویا جناب ورقہ کو پہلے سے کچھ علم تھا۔ اب یہ علم یا تو بصورت غیب ہونا چاہیئے اور یا ورقہ کو پہلے کسی نے کوئی تفصیل بتائی ہو۔ ام المومنین عائشہ کی زیرنظر حدیث آپ کے سامنے ہے۔ اس حدیث میں کہیں ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ملتا۔ جس سے معلوم ہو سکے کہ ورقہ کو پہلے کسی نے کچھ بتایا ہو۔ جب دوسری صورت نہ رہے تو پہلی صورت بچ جاتی ہے اور ورقہ کو علم غیب سے معلوم تھا۔ جبھی تو ورقہ آپ سے مخاطب ہوتے ہی کہتے ہیں کہ بتائیے آپ نے کیا دیکھا۔

گویا جناب ام المومنین عائشہ بتانا یہ چاہتی ہیں کہ ورقہ کو علم غیب تھا اور یہ علم غیب انجیل کی برکت سے تھا۔ اور ورقہ کے مقابلہ میں سرور کونین ؐ جنہیں سلسلۂ وحی سچے خوابوں کے ذریعے شروع ہو چکا تھا اپنی نبوّت و رسالت سے بالکل ناواقف تھے حتیٰ کہ وحی لانے والے فرشتہ کو نہ صرف پہچان نہ سکے۔ بلکہ اس سے اتنا ڈر گئے کہ کپکپی شروع ہو گئی۔ اور دل دھڑکنے لگا۔

س ۔ سرور کونین ؐ پر جو کچھ بیتی تھی آپ نے ورقہ کو سنا دی۔

ع ۔ ورقہ نے کہا کہ یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ پر بھیجا تھا۔

نوٹ :۔ اس بات پر بھی غور کر لیں کہ بقول ام المومنین عائشہ ورقہ یہودی مذہب چھوڑ چکا ہے عیسائی ہو کر انجیل نویسی میں مصروف ہے لیکن ورقہ کے ذہن پر ابھی تک یہودیت کی چھاپ لگی ہوئی ہے اور اگرچہ عیسائیت کو ظاہراً قبول کر چکا ہے پھر بھی حضرت عیسیٰؑ کے پاس ناموس آنے کا قائل نہیں۔ حضرت موسیٰ ہی کے پاس ناموس آنے کا قائل ہے۔ ورنہ اگر حضرت عیسیٰؑ

کے پاس ناموس آنے کا قائل ہوتا تو پھر حضرت موسٰی کا حوالہ نہ دیتا کیونکہ یہودی مذہب چھوڑ چکا تھا۔ اور اسے کہنا چاہیئے تھا یہ تو وہی ناموس ہے۔ جو حضرت عیسٰیؑ کے پاس آتا تھا۔

ف۔ ورقہ حسرت سے کہتا ہے کاش میں جوان ہوتا اور جب آپ ہجرت کریں گے کاش میں اس وقت زندہ ہوتا۔

نوٹ:۔ آپ نے ورقہ کی حسرت پر غور کر لیا ہے۔ سرورکونینؐ کو بتا رہا ہے کہ آپ کی ہجرت کے وقت میں زندہ نہیں ہوں گا۔ اب تو امید ہے میری پچھلی بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی کہ ام المومنین عائشہ یہ بتانا چاہتی ہے کہ ورقہ علم غیب جانتا تھا۔

ص۔ سرورکونینؐ پوچھتے ہیں۔ کیا میری قوم مجھے نکالے گی۔

ق۔ ورقہ کہتا ہے جو کچھ آپ لائے ہیں۔ اس سے دشمنی کی گئی ہے۔

نوٹ:۔ پھر غور فرمالیں۔ ورقہ یہ نہیں کہتا کہ ہر نبی کو ہجرت پر مجبور کیا گیا۔ بلکہ اس سے دشمنی کی گئی ہے ہجرت کے متعلق وہ پہلے بتا چکا ہے۔

جلد دوم کتاب بدؤ الخلق صفہ ۲۲۰ حدیث ۲۴۸

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة ان الحارث ابن هشام سأل النبیؐ كيف ياتيك الوحي قال كل ذالك ـ ياتي الملك احيانا في صلصلة الجرس فيفصم عني وقد وعيت وهو اشده علي ويتمثل لي الملك احيانا رجلاً فيكلمني فاعي ما يقول ـ

ترجمہ:۔ ہشام ابن عروہ اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ حارث ابن ہشام نے سرورکونینؐ سے پوچھا کہ آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟

آپ نے فرمایا ہر طریقہ سے آتی ہے۔
"کبھی تو فرشتہ گھنٹی کی سی آواز میں وحی سناتا ہے۔ جب وہ ختم ہوتی ہے تو میں سب کچھ یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ یہ وحی کی سخت ترین قسم ہے اور کبھی فرشتہ انسان کی شکل میں آتا ہے اور مجھ سے باتیں کرتا ہے چنانچہ میں اس کے کہنے کو یاد کر لیتا ہوں۔"

ماحصل :

جلد اوّل حدیث ۲ کی طرح ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جلد اوّل حدیث ۲ میں بی بی عائشہ نے آخر میں شدت وحی پر تبصرہ کیا تھا لیکن اس حدیث میں وہ تبصرہ نہیں

جلد دوم	کتاب التفسیر	صہ ۹۷۴	حدیث ۲۰۶۴

عروۃ ابن الزبیر اخبرہ ان عائشۃ زوج النبیؐ قالت کان اول ما بدی بہ رسول اللہ الرؤیا الصادقۃ فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء فکان یلحق بغار حراء یتحنث فیہ قال والتحنث التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان یرجع الی اھلہ ویتزود لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود لمثلھا حتی فجئہ الحق وھو فی غار حراء فجاءہ الملک فقال اقرء فقال رسول اللہ ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرء قلت ما انا بقاری فاخذنی فغطنی

الثانية حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرء قلت

ما انا بقاریٔ فاخذنی فغطنی الثالثه حتی بلغ منی الجهد

ثم ارسلنی فقال اقرء باسم ربك الذی خلق - خلق

الانسان من علق - اقرأ و ربك الاکرم الذی علم بالقلم

الآیات - الی قوله علم الانسان ما لم یعلم فرجع بها

رسول الله ترجف بوادره حتی دخل علی خدیجة

فقال زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع - قال

لخدیجة - ای خدیجة مالی - لقد خشیت علی نفسی

فاخبرها الخبر -

قالت خدیجة کلا - البشر فوالله - لا یخزیك الله

ابداً -

فوالله انك لتصل الرحم - تصدق الحدیث وتحمل الکل

وتکسب وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق -

فانطلقت به خدیجة حتی اتت به ورقة ابن نوفل

وهو ابن عم خدیجة اخی ابیها -

وکان امرأ تنصر فی الجاهلیة وکان یکتب الکتاب

العربی ویکتب من الانجیل بالعربی ما شاء الله ان یکتب

وکان شیخا کبیراً قد عمی

فقالت خدیجة یا ابن عم اسمع من ابن اخیك

قال ورقة یا ابن اخی ماذا تری فاخبره النبی خبر ما رأی

فقال ورقة هذا الناموس الذی انزل علی موسی لیتنی

فیہا جذعًا ۔ لیتنی اکون حیًا ۔ ثم ذکر حرفًا ۔ قال رسول اللہ ۔ او مخرجی ھم قال ورقۃ ۔ نعم لم یأت رجل بما جئت بہ الّا اوذی و ان یدرکنی یومك حیًا انصرك نصرًا موزرًا ۔

ثم لم ینشب ورقۃ ان توفی ۔ و فتر الوحی فترۃ حتی حزن رسول اللہؐ ۔

ترجمہ :۔ عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سلسلہ وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا ۔ آپ جو بھی خواب دیکھتے روز روشن کی طرح سچا ثابت ہوتا ۔ پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے ۔ چنانچہ آپ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور تحنث کرتے یعنی کئی کئی راتوں تک مسلسل مصروفِ عبادت رہتے ۔ پھر محبت خانہ واپس لے آتی ۔ آپ ام المومنین خدیجہ کے پاس واپس آتے ۔ کچھ زادِ حاصل کر کے پھر غار حرا میں واپس چلے جاتے ۔ حتیٰ کہ ایک دن غارِ حرا میں اچانک حق آگیا ۔

فرشتہ آیا اور اس نے کہا پڑھ ۔ آپ نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ۔ فرشتہ نے آپ کو پکڑا اور اتنا دبایا کہ آپ کی سانس اکھڑنے لگی ۔ اس نے چھوڑا اور کہا پڑھ ۔ آپ نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ، فرشتہ نے دوسری مرتبہ پھر پکڑا اور پہلے کی طرح دبایا ۔ حتیٰ کہ سانس اکھڑنے لگی ۔ پھر چھوڑ کر کہا پڑھ ۔ آپ نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ۔ فرشتہ نے تیسری مرتبہ پھر دبایا ۔ حتیٰ کہ سانس اکھڑنے لگی اور چھوڑ کر کہا پڑھ ۔

اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ۔ جس نے

انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب کریم
ہے وہ کہ جس نے قلم کے ذریعہ سکھا مالم یعلم
تک پڑھایا۔

سرور کونین ام المومنین خدیجہ کے پاس اس حال میں پلٹے کہ آپ کے اعضاء کانپ رہے تھے اور کہا۔ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ لوگوں نے آپ کو کمبل اوڑھا دیا۔ جب آپ کا کچھ خوف دُور ہُوا تو ام المومنین خدیجہ سے کہا۔

اے خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا ہے، مجھے تو اپنی عقل کی فکر ہے۔

ام المومنین خدیجہ نے کہا۔ ہرگز نہیں! بخدا اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپ کو بشارت ہو، بخدا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بات کرتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کے لئے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہ حق میں پیش آنے والی تکالیف میں مدد کرتے ہیں۔

ام المومنین خدیجہ آپ کو لے کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں ورقہ بن نوفل جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا۔ مشیت خدا کے مطابق عربی میں جتنی چاہتا انجیل لکھتا۔ ضعیف اور نابینا تھا۔

ام المومنین خدیجہ نے کہا۔ اے چچا ذرا اپنے بھتیجے کی تو سنئیے۔

ورقہ نے کہا۔ بھتیجے بھلا بتاؤ کیا دیکھتے ہو۔ آپ نے جو دیکھا تھا بتا دیا۔

ورقہ نے کہا۔ یہ تو وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا۔ کاش میں زندہ رہتا۔ پھر کچھ اور کہا۔

آپ نے پوچھا کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟

ورقہ نے کہا۔ ہاں! جو کوئی بھی ایسی چیز لایا جو تم لائے ہو۔ اس کو تکلیف

پہنچائی گئی۔ اگر میں تمہارے اس وقت تک زندہ رہ گیا تو آپ کی بھر پور مدد کروں گا۔
پھر کچھ ہی دن گزرے تھے۔ کہ ورقہ فوت ہوگیا اور سلسلہ وحی اتنے طویل
عرصہ کے لئے رکا کہ سرورِ کونین غمگین ہوگئے۔

حاصل مطالعہ:

یوں تو یہ حدیث بھی جلد اول حدیث ۳ کی طرح ہے البتہ چند مقامات پر
مختلف ہے جن کی نشاندہی کئے دیتا ہوں۔

ا۔ جلد اول حدیث ۳ ام المومنین عائشہ غار حرا میں آمد ملک کو۔
حتٰی جاء الحق۔ حتٰی کہ آپ کے پاس حق آگیا۔ سے تعبیر کیا ہے۔ جبکہ
زیر نظر حدیث میں آمد ملک کو۔ حتٰی فجئہ الحق۔ حتٰی کہ حق اچانک
آگیا۔ سے تعبیر کیا ہے۔

ب۔ جلد اوّل حدیث ۳ میں ام المومنین خدیجہ کا جواب قسم سے شروع کیا گیا ہے
جبکہ زیر نظر حدیث۔ میں ام المومنین خدیجہ قسم نہیں کھاتی بلکہ اِبْشِرْ کہہ کر
سرور کونین کو بشارت دیتی ہے پھر قسم کھا کر آپ کے اوصاف گنواتی ہے۔

ج۔ جلد اوّل حدیث ۳ میں ورقہ کی چار پشتیں گنی ہیں اور زیر نظر حدیث میں صرف
باپ کا نام لیا گیا ہے۔

د۔ جلد اول حدیث ۳ میں ورقہ کو عبرانی زبان میں انجیل لکھنے والا بتایا گیا ہے
جبکہ زیر نظر حدیث عربی لکھنے والا بتایا گیا ہے۔

ہ۔ جلد اوّل حدیث ۳ میں بتایا گیا ہے کہ ورقہ نے وضاحت سے آپکو بتایا کہ
یالیتنی اکون حیا اذا یخرجک قومک۔ کاش میں اس وقت
زندہ ہوتا جب آپکو آپکی قوم گھر سے نکالے گی۔ لیکن زیر نظر حدیث میں اسی

مقصد کو۔

ثم ذکر حرفاً۔ پھر کوئی بات کی ——— سے ظاہر کیا گیا ہے۔

۷۔ جلد اوّل حدیث ۳ میں وفات ورقہ اور رکاوٹ وحی کے بعد سلسلۂ حدیث ختم کر دیا گیا جبکہ زیرِ نظر حدیث میں رکاوٹ وحی کے بعد سرورِ کونینؐ کے غمگین ہونے کا ذکر ہے۔

۸۔ جلد دوم کتاب التفسیر ص۹۷۶ حدیث ۲۰۶۵

عن عروة ان عائشة قالت اوّل ما بدئ به رسولؐ الله الرؤیاء الصالحة فجاءه الملك فقال اقرء باسم ربك الذی خلق الانسان من علق اقرء وربّك الاكرم

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آغاز نبوت سچے خوابوں سے ہوا۔ فرشتہ آیا اور اس نے کہا اپنے رب خالق کے نام سے پڑھ۔ پڑھ تیرا رب مکرم ہے۔

حاصل مطالعہ:

سابقہ احادیث سے قطعی مختلف ہے۔ فرشتہ کے آنے کے بعد نہ تو فرشتے کا دبانا ہے اور نہ ہی آپ نے جواب میں کہا کہ: میں پڑھا ہوا نہیں

۹۔ جلد دوم کتاب التفسیر ص۹۷۷ حدیث ۲۰۶۶

عروة عن عائشة اوّل ما بدئ به رسولؐ الله الرؤیا الصادقة جاءه الملك فقال اقرء باسم

ربك الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق اقرء و

ربك الاکرم الـذی علم بالقلم ۔

ترجمہ :۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آغاز وحی سچے خوابوں سے ہوا ۔ حتی کہ فرشتہ آیا اور اس نے کہا : پڑھ اپنے رب خالق کے نام سے ۔ جس نے انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا ۔ پڑھ تیرا رب مکرم ہے ۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا ہے ۔

حاصل مطالعہ :

سابقہ حدیث کی طرح ہے صرف زیر نظر حدیث میں ۔ ایک آیت علم بالقلم کا اضافہ ہے ۔

۱۰ ۔ جلد دوم　　کتاب التفسیر　　صـ۹۷۷ ۔ حدیث نـ۲۰۶۷

عروة عن عائشة قالت فرجع النبیؐ الی خدیجة

فقال زملونی زملونی فذکر الحدیث کلا لئن لم

ینته لنسفعًا بالناصیة ناصیة کاذبة خاطئه

ترجمہ :۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونینؐ خدیجہ کے پاس واپس آئے اور کہا مجھے کمبل اڑھا دو ۔ مجھے کمبل اڑھا دو ۔ پھر پوری حدیث بیان کی ۔ اللہ کا ارشاد ہے ۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا ۔ اگر وہ باز نہ آئے تو پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے ۔ ایسی پیشانی جو جھوٹی اور خطا کار ہے ۔

حاصل مطالعہ :

یوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیرِ نظر حدیث جلد اوّل حدیث ۳ اور جلد دوم حدیث ۲۰۶۴ کا ٹکڑا ہے لیکن اس حدیث کا اختتام عجیب ہے جو کسی بھی حدیث سے میل نہیں کھاتا۔ زیرِ نظر حدیث میں ایسی آیات پر اختتام کیا گیا ہے۔ جن کا تعلق نہ تو آغاز وحی سے ہے اور نہ ہی سرور کونینؐ سے ہے۔ بلکہ آیات کا انداز بتاتا ہے ابوجہل یا ابوسفیان جیسے کسی کافر سے متعلق ہیں۔

- خدا معلوم یہ آیات ام المومنین عائشہ نے چسپاں کی ہیں یا راوی حدیث عروہ ابن زبیر نے؟
- یہ بھی نہیں معلوم کہ ان آیات کا آغاز وحی سے چسپاں کرنے کا کیا مقصد تھا؟
- ہاں اگر سرور کونینؐ کے بار بار کے اس اصرار کو سامنے رکھا جائے جو آپ نے فرشتہ کے جواب میں کہا تھا ـــــ کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ ـــــ تو پھر کچھ سمجھ آجاتی ہے کہ آغاز وحی کے ساتھ۔ ام المومنین عائشہ یا عروہ جس نے بھی ان آیات کو چسپاں کیا ہے اس کا مقصد یہ ہو کہ ان آیات کا خطاب کسی کافر کو نہیں بلکہ سرور کونینؐ سے ہے اور ذاتِ احدیت سرور کونینؐ کو یہ بتانا چاہتی ہو کہ

اگر اپنے اس اصرار سے باز نہ آئے اور
ان پڑھ ہونے کی رٹ لگائے رکھی تو
میں یہ حشر بھی کر سکتا ہوں۔

اس کی وضاحت تو شیعہ کے کفر و ارتداد پہ علماء کرام کا متفقہ فیصلہ۔ شائع کرنے والے علماء ہی کر سکتے ہیں کہ ایسا کس مصلحت یا سیاست کی

بنا پر کیا گیا ہے ؟

۱۱۔ جلد سوم کتاب الحیل صہ ۶۹۹ حدیث نمبر ۱۸۷۰

عروۃ عن عائشۃ انہا قالت اول ما بدی بہ رسول اللہ من الوحی الرؤیاء الصادقۃ فی النوم فکان لایری رؤیاءً الاجاءت مثل فلق الصبح فکان یاتی حراء فیتحنث فیہ وھو التعبد اللیالی ذوات العدد و تیزود لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فتزودہ لمثلہا حتیٰ نجئہ الحق وھو فی غار حرا نجاءہ الملک فیہ فقال اقرء ۔ فقال لہ لنبیؐ ما انا بقاریٔ فاخذنی فغطنی حتیٰ بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرء فقلت ما انا بقاریٔ ۔ فاخذنی فغطنی الثانیۃ حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی ۔ فقال اقرء فقلت ما انا بقاریٔ فغطنی الثالثۃ حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربک الذی خلق ۔ حتیٰ بلغ مالم یعلم ۔

فرجع بہا ترجف بوادرہ حتیٰ دخل علی خدیجۃ فقال زملونی ۔ زملونی ۔ فزملوہ ۔ حتی ذھب عنہ الروع فقال یا خدیجۃ مالی ؟ واخبرہا الخبر وقال قد خشیت علی نفسی ۔ فقالت لہ کلا ۔ البشر فواللہ لا یخزیک اللہ ابداً ۔ انک لتصل الرحم و تصدق الحدیث و تحمل الکل و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق ۔

ثم انطلقت به خدیجة حتی اتت به ورقة ابن نوفل ابن اسد ابن عبدالعزیٰ ابن قصی ابن عم خدیجة اخوابیہا۔

وکان امرءٌ تنصر فی الجاہلیۃ وکان یکتب الکتاب العربی فیکتب بالعربیۃ من الانجیل ما شاء اللہ ان یکتب وکان شیخاً کبیرًا قد عمی۔

فقالت لہ خدیجۃ۔ ای ابن عم اسمع من ابن اخیك - فقال ورقۃ ابن اخی ماذا تری ؟ فاخبرہ النبیؐ ما رأی فقال ورقۃ ھذا لناموس الذی انزل علی موسیٰ یالیتنی فیہا جذعًا ! اکون حیًا حین اذیخرجك قومك

فقال رسول اللہ اومخرجی ھم ؟

فقال ورقۃ نعم - لم یأت رجل قط بما جئت بہ الاعودی وان یدرکنی یومك انصرك نصرًا موزرا

ثم لم ینشب ورقۃ ان توفی وفترالوحی فترۃ حتی حزن النبیؐ فیما بلغنا حزنًا غدا منہ مرارًا کیٔ یتردی من رؤس شواھق الجبال فکلما اوفی بذروۃ جبل لکیٔ یلقی فیہ نفسہ بتدیٰ لہ جبریل فقال یا محمد انك رسولُ اللہ حقًا فیسکن لذلك جاشہ وتقرنفسہ فیرجع فاذا طالت علیہ فترۃ الوحی غدالمثل ذلك فاذا اوفی بذروۃ جبل بتدی

لہ جبریل فقال لہ مثل ذلک ۔

ترجمہ ۔ عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونین پر آغاز وحی سچے خوابوں سے ہُوا۔ آپ رات میں جو بھی خواب دیکھتے وہ ۔ روز روشن کی طرح سچا ہوتا ۔ آپ غارِ حرا میں آتے اور تحنث کرتے یعنی کئی کئی راتیں مسلسل مصروف عبادت رہتے ۔ وہاں رہنے کے لئے زاد لے جاتے ۔ جب وہ ختم ہو جاتا تو پھر ام المومنین خدیجہ کے پاس آتے ۔ ام المومنین خدیجہ پھر زاد پیش کرتیں اور آپ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے ۔

حتیٰ کہ (ایک دن) اچانک حق آگیا ۔ فرشتہ آیا اور اس نے کہا پڑھ ۔
آپ نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ۔ فرشتہ نے پکڑ کر اتنا دبایا کہ آپ کی سانس اکھڑنے لگی ۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ ۔ آپ نے کہا میں تو پڑھا ہُوا نہیں ۔ فرشتہ نے دوسری مرتبہ اتنا دبایا کہ سانس اکھڑنے لگی پھر چھوڑ کر کہا پڑھ ۔ آپ نے کہا ۔ میں تو پڑھا ہُوا نہیں ۔ فرشتہ نے پھر تیسری مرتبہ پکڑ کر اتنا دبایا کہ آپ کی سانس اکھڑنے لگی اور چھوڑ کر کہا ۔ پڑھ اپنے رب خالق کے نام سے مالم یعلم تک پڑھایا ۔

آپ دھڑکتے دل کے ساتھ کانپتے ہوئے ام المومنین خدیجہ کے پاس آئے اور کہا ۔

مجھے کمبل اوڑھا دو ، مجھے کمبل اوڑھا دو ۔ لوگوں نے آپ کو کمبل اوڑھا دیا ۔ حتیٰ کہ جب آپ سے خوف دُور ہُوا ۔ آپ نے ام المومنین خدیجہ سے کہا ۔

اے خدیجہ مجھے کیا ہو گیا ہے ؟ مجھے تو اپنی عقل کی فکر ہے ۔

اُمّ المومنین خدیجہ نے کہا۔
ہرگز نہیں۔ آپ کو بشارت ہو۔ بخدا اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بات کہتے ہیں، مصائب برداشت کرتے ہیں اور راہِ حق میں آنے والے مصائب پر امداد کرتے ہیں۔

ام المومنین خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل۔ ابن اسد۔ ابن عبدالعزیٰ ابن قصی جو ام المومنین خدیجہ کا چچازاد بھائی تھا، کے پاس لائیں۔

ورقہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا۔ عربی میں لکھ سکتا تھا اور مشیت ایزدی کے مطابق عربی میں انجیل لکھتا تھا ——— ام المومنین خدیجہ نے کہا ——— ذرا بھتیجے کی تو سنیئے۔

ورقہ نے کہا۔ آپ کیا دیکھتے ہیں؟ سرورِ کونینؐ نے جو کچھ دیکھا تھا۔ ورقہ کو بتا دیا۔

ورقہ نے کہا۔ یہ تو وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰؑ پر بھیجا گیا تھا۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا۔ جب آپ کی قوم آپ کو اپنے وطن سے نکالے گی۔

آپ نے پوچھا کیا مجھے نکال دیں۔

ورقہ نے کہا۔ ہاں! جو بھی آپ جیسی چیز لایا ہے اس کو اذیت پہنچائی گئی ہے اگر میں زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔

پھر کچھ ہی دن بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور سلسلہ وحی منقطع ہو گیا۔

ہماری اطلاع کے مطابق سرورِ کونینؐ اتنے غمزدہ ہوئے کہ آپ کئی مرتبہ پہاڑوں کی چوٹی پر اس لئے گئے کہ اپنے کو گرا کر ختم کر دیں۔ جب بھی آپ پہاڑ کی چوٹی پر جاتے اور اپنے کو گرانے کا ارادہ کرتے تو جبرئیل سامنے آجاتا اور کہتا۔ اے محمدؐ آپ یقیناً اللہ کے نبی ہیں۔ جس سے آپ کی بے چینی میں سکون آتا۔

اور آپ کا اضطراب ختم ہوتا۔ آپ واپس گھر آجاتے۔ پھر جب بندش وحی میں طول آتا تو آپ اپنے کو گرانے کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر جاتے۔ جب آپ اپنے کو گرانے کی نیت کرتے تو پھر جبریل آکر آپ کو یقین دلاتا کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں

حاصل مطالعہ:

جلد اوّل حدیث ۳ و جلد دوم حدیث ۲۰۶۴ سے کچھ مختلف ہے۔ وُہ دونوں احادیث وفات ورقہ اور بندش وحی پر ختم ہوگئیں۔ لیکن زیر نظر حدیث میں تین باتوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

① سلسلۂ آغاز وحی سرورِ کونین کا بیان کردہ نہیں بلکہ کفار و مشرکین کی ساختہ پرداختہ گھریلو حکایات ہیں۔

② سرورِ کونین کو اپنی نبوت میں شک تھا۔

③ سرورِ کونین نے تعزیرات پاکستان کے مطابق دفعہ ۳۰۹ یعنی کئی مرتبہ اقدام خودکشی کا ارتکاب کیا۔

① کفّار و مشرکین کی خود ساختہ کہانی

دیگر تمام احادیث میں تو ام المومنین عائشہ نے بھی اور آپ کے بھانجے عروہ ابن زبیر نے بھی یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ آغاز وحی کی حکایات خود سرورِ کونین نے سنائی ہیں لیکن زیر نظر حدیث یعنی جلد سوم ۱۸۰۰ میں یہ تصور ہرن ہو گیا۔ خدا معلوم انہیں یہ یاد کیوں نہ رہا کہ پہلے ہم نے کیا بیان کیا تھا؟ تاکہ مزید گفتگو بھی اسی کے مطابقت سے کی جائے۔

چونکہ حدیث کا آغاز بی بی عائشہ سے ہوا ہے اس لئے معلوم تو یہی ہوتا ہے

کہ اوّل سے آخر تک حدیث ام المومنین کی ہی ہے۔ لیکن ممکن ہے بی بی کا سلسلۂ کلام بندشِ وحی اور موت ورقہ پر ختم ہو جاتا ہو اور اگلا حصہ بی بی کے بھانجے عروہ ابن زبیر نے چسپاں کیا ہو۔

ویسے اگر اسی طرح ہوتا تو امام بخاری اس کی وضاحت ضرور کرتے چونکہ امام بخاریؒ نے درمیان میں کوئی ایسی علامت نہیں لگائی جس سے یہ سمجھا جا سکے کہ موت ورقہ اور بندشِ وحی کے بعد کا حصہ ام المومنین کا نہیں ——— اس لئے روایت میں درایت یہی کہتی ہے کہ حدیث اوّل سے آخر تک ام المومنین ہی کی ہے۔ اب ذرا زیرِ نظر حدیث میں موت ورقہ اور بندشِ وحی کے بعد کا حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

ام المومنین کہتی ہے۔

فِيمَا بَلَغَنَا۔ جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔

یعنی سنی سنائی ہے۔ اب آئیے ذرا دیکھیں کہ کہاں سے سُنی ہے؟

آغاز وحی کی احادیث بیان کرنے والے حسب ذیل افراد ہو سکتے ہیں۔

(۱) سرورِ کونینؐ بذاتِ خود ——— سابقاً بی بی کے اس فقرہ ——— جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے ——— نے اس خیال کو تو سرے سے غلط کر دیا کہ سرورِ کونینؐ بذاتِ خود تو بیان کرنے والے نہیں۔

(۲) ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ ——— نہ بی بی عائشہ نے ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کو سیر ہو کر دیکھا ہے نہ ان سے روایت بیان کی ہے کیونکہ نبوت کے چھٹے سال ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کی وفات ہو گئی اور بی بی کی شادی نابالغی میں ہجری مدینہ میں ہوئی جو نبوت کے چودہویں سال میں پڑتی ہے اور بوقت شادی بی بی کی عمر نو سال تھی۔

گویا ام المومنین خدیجہ کی وفات کے آٹھ سال بعد نو برس کی عمر میں بی بی عائشہ

زانۂ رسول میں پدھاریں۔ اس لحاظ سے ام المومنین خدیجہ کی وفات کے وقت بی بی کی عمر ایک برس تھی اور ایک برس کی بچی نہ تو بولتی ہے اور نہ ہی پہچان سکتی ہے۔ بلکہ آغوش مادر میں منمناتی ہے

(۳) محسن اسلام کفیل رسول جناب ابو طالب۔ بی بی عائشہ نے حدیث میں ابو طالب کا حوالہ بھی نہیں دیا اور نہ ہی ابو طالب سے حدیث سنی ہے کیونکہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ اور جناب ابو طالب کی وفات کا سن ایک ہے اسی لئے اس سال کو تاریخ اسلام "عام الحزن" سے یاد کرتی ہے کیونکہ سرور کونین کے دو عظیم سہارے۔ امینۂ نسل رسالت اور والدۂ دختر رسول ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ اور محسن اسلام والد گرامی قدر خلیفۂ چہارم سواد اعظم کفیل رسولؐ جناب ابو طالب اللہ کو پیارے ہو گئے اور اس وقت بی بی عائشہ گڑیاں کھیلنا تو درکنار اپنی ماں رومان کی جھولی میں کھیلتی تھی

(۴) پروردۂ آغوش رسالت۔ حضرت علیؑ۔ لیکن آگے آپ ام المومنین عائشہ اور حضرت علیؑ کے زیر عنوان دیکھیں گے کہ ام المومنین عائشہ تمام حالات میں بھی نام علی لینا گوارا نہ کرتی تھی۔ بھلا بتائیے جو بی بی کسی مرد کا نام لینا بھی گوارا نہیں کرتی۔ اس کی بات کیوں سُنے گی۔ اور اسے بیان کیوں کرے گی؟

(۵) ورقہ بن نوفل۔ وہ تو اس وقت فوت ہو گئے جب کہ ابھی تک بی بی شکم مادر سے کوسوں دور صلب ابو بکر میں تھی؟

اب جبکہ اسلامی ذرائع ختم ہو گئے اور خود سرور کونینؐ سے نہ بی بی نے پوچھا۔ اور نہ ہی عروہ نے پوچھا تو ایک ذریعہ بچ جاتا ہے اور وہ ہے۔

کفار و مشرکین مکہ کا۔

میں سمجھتا ہوں کہ بی بی کا ذریعۂ خبر یہی لوگ تھے اور انہی نے بی بی عائشہ کو یہ واقعہ

کیا سزا ہوگا۔ اب اس آغاز نبوت کا تصور بھی خود کرلیں جو بذریعہ کفار و مشرکین ہمارے پاس آیا ہے اور اس بات کی پرواز بھی دیکھ لیں جس نے ان حالات کی تصدیق یا تردید جن کا تعلق سرورِ کونینؐ کی ذات گرامی سے تھا۔ خود سرورِ کونینؐ سے نہ کی۔ بلکہ کفار و مشرکین کی خانہ ساز روایات کو امتِ مسلمہ کے لئے بطور ورثہ چھوڑ گئی۔

سرورِ کونینؐ کا نبوّت میں شک

اگر صلح حدیبیہ میں عمر صاحب نے آپ کی نبوّت میں شک کیا یا دوسرے لوگوں نے آپکو نبی ماننے سے انکار کر دیا تو کونسا بڑا جرم کیا۔ جبکہ خود سرورِ کونینؐ کو اپنی نبوت میں شک تھا۔

ملاحظہ فرمایئے۔

جلد اوّل حدیث ۲۔

حتی ذهب عنه الروع فقال لخديجة واخبرها الخبر۔ لقد خشيت على نفسی فقالت خديجة كلا والله ما يخزيك الله ابدًا	یہانتک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا۔ حضرت خدیجہ سے سارا واقعہ بیان کرکے فرمایا۔ کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے حضرت خدیجہ نے کہا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی بھی رسوا نہ کرے گا۔

جلد دوم حدیث ۲۰۶۴

حتی ذهب عنه الروع قال لخديجة۔ ای خديجة۔ مالی لقد خشيت على نفسی فاخبرها الخبر۔ قالت خديجة كلا البشر	جب آپ سے خوف دُور ہوگیا۔ تو آپ نے خدیجہ سے فرمایا کہ اے خدیجہ کیا ہوگیا ہے کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے اور پوری حالت بیان فرمائی حضرت خدیجہ

فواللہ لا یخزیك اللہ ابدًا	نے عرض کیا کہ ہرگز نہیں ۔ آپ خوش ہوں ۔ خدا کی قسم آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا ۔

جلد سوم حدیث ۱۸۷۰

حتی ذھب عنہ الروع ۔ فقال یاخدیجۃ مالی واخبرھا الخبر وقال قد خشیت علی نفسی فقالت کلا البشر فواللہ ما یخزیك اللہ ابدًا	یہاں تک کہ جب خوف کا اثر دُور ہو گیا ۔ تو فرمایا ۔ اے خدیجہ ! مجھے کیا ہو گیا ہے اور سارا ماجرا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے حضرت خدیجہ نے کہا ۔ ہرگز نہیں آپ خوش ہوں ۔ خدا کی قسم اللہ آپکو کبھی بھی رسوا نہ کرے گا ۔

ان تین احادیث کے مذکورہ فقرات اور مقابل میں ان کے دیئے گئے تراجم آپ نے دیکھ لئے ہیں ۔ یہ ترجمے میرے نہیں بلکہ مولینا قاری محمد عادل خان صاحب ادزان کے ساتھی کے ہیں ۔

ان ترجموں میں ایک دھوکا جو دیا گیا اور دیانت کی جگہ عقیدت کو لایا گیا ہے اس کی طرف تو راقم الحروف جلد اوّل حدیث ۳ کے ذیل میں عرض کر چکا ہے ۔ اب جو بات آپ کے ذہن میں لانا مقصود ہے ۔ وہ ہے سرور کونین کو اپنی نبوت میں شک دیکھ لیا ناں آپ نے ۔

بقول ام المومنین عائشہ آغاز وحی ، سچے خوابوں سے ہوا ۔ سچے خواب دیکھتے رہے ۔ اپنی نبوت پر خود ایمان نہ لائے ۔ فرشتہ پڑھانے آیا نہ تو فرشتے کو پہچان سکے اور نہ ہی فرشتہ کے مقابلہ میں جرأت سے ٹھیر سکے بلکہ گھبرا کر کمبل میں چھپ گئے اور کہتے کیا ہیں ؟ مجھے تو اپنی عقل میں گڑبڑ نظر آتی ہے ۔ اگر اپنی نبوت

کا یقین ہوتا تو پھر عقل کی کیا فکر تھی۔

ایک پہلو اور بھی ملاحظہ فرمائیے۔

جب ام المومنین خدیجہ آپ کو ورقہ ابن نوفل کے پاس لاتی ہے تو ورقہ کیا کہتا ہے

جلد اوّل حدیث ۳

هذا الناموس الذی نزل الله علی موسٰی یالیتنی فیها جذعًا یالیتنی اکون حیا اذ یخرجك قومك۔ فقال رسول الله اَوَ مخرجی هم۔ قال نعم لم یأت رجل قط بمثل ما جئت به الا عودی وان یدرکنی یومك انصرك نصرًا مؤزرًا۔

یہ وہی ناموس ہے جو موسٰی پر بھیجا گیا تھا کاش میں جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا۔ جب آپ کو آپ کی قوم نکالے گی۔ آپ نے کہا: کیا وہ مجھے نکالیں گے۔ ورقہ نے کہا۔ ہاں! جو شخص بھی آپ کی طرح چیز لایا ہے اس سے عداوت کی گئی ہے اگر مجھے آپ کا دن نصیب ہوا تو آپ کی بھرپور امداد کروں گا۔

جلد دوم حدیث ۲۰۶۴

هذا الناموس الذی انزل علی موسٰی، لیتنی فیها جذعًا لیتنی اکون حیا۔ ثم ذکر حرفا قال رسول الله او مخرجی هم قال ورقة نعم لم یات رجل بما جئت به الا اوذی وان یدرکنی یومك حیا انصرك نصرًا مؤزرا۔

یہی وہ ناموس ہے جو حضرت موسٰی کے پاس بھیجا گیا۔ کاش میں جوان ہوتا۔ کاش میں زندہ ہوتا۔ پھر ایک بات کی۔ آپ نے کہا۔ کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں! جو شخص بھی آپ جیسی چیز لایا ہے اسے اذیت پہنچائی گئی ہے اگر میں آپ کے دن تک زندہ رہا تو آپ کی بھرپور امداد کروں گا۔

جلد سوم حدیث نمبر ۱۴۷۰

هذا الناموس الذی انزل علی موسٰی یالیتنی فیها جذعًا اکون حیًا حین یخرجك قومك فقال رسول الله اومخرجی هم فقال ورقة نعم لم یأت رجل قط بما جئت به الاعودی وان یدرکنی یومك انصرك نصرًا مؤزرًا

یہی وہ ناموس ہے جو موسٰی پر بھیجا گیا۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا۔ جب آپ کو قوم نکالے گی۔ آپ نے کہا۔ کیا وہ مجھے نکالیں گے؟ ورقہ نے کہا۔ ہاں جو شخص بھی آپ جیسی چیز لایا ہے۔ اس سے عداوت کی گئی ہے۔ اگر آپ کے دن تک میں زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔

ملاحظہ فرمالیا آپ نے ورقہ اور سرورِ کونین ؐ کا مکالمہ ورقہ کتنے یقین سے کہتا ہے کہ آپ رسول ہیں۔ کتنے یقین سے کہتا ہے کہ میں آپ کی ہجرت کے وقت اس دنیا میں نہیں رہوں گا۔ اور کتنے یقین سے کہتا ہے کہ اگر ہوا تو بھرپور امداد کروں گا۔

اب امتی کے یقین اور نبی کے اطمینان کا اندازہ کیجیے۔

ورقہ کو یقین ہے کہ آپ نبی ہیں۔ لیکن اگر آپ کو بھی یقین ہوتا تو زیرِ نظر حدیث جلد سوم نمبر ۱۴۷۰ میں بھلا اقدام خودکشی کیوں کرتے؟

ام المومنین خدیجہ کی بشارت اور حوصلہ افزائی اس بات کی غماز ہے کہ انہیں بھی آپ کے نبی ہونے کا یقین تھا۔ ورقہ کی باتیں اشارہ کی حدود سے آگے حقیقت و وضاحت کے الفاظ میں ہیں کہ آپ نبی ہیں؟

فرشتہ کا آکر پڑھانا اس بات کی تصدیق ہے کہ آپ نبی ہیں؟

جبریل نے ایک مرتبہ کہا کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں دوسری مرتبہ کہا کہ

آپ اللہ کے رسول ہیں۔ بلکہ ام المومنین عائشہ کی معلومات کے مطابق کئی مرتبہ کہا کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

اتنے یقینی حالات کے باوجود آپ نہ تو اپنی عقل سے مطمئن ہیں اور نہ ہی اپنی نبوت کا یقین رکھتے ہیں۔

محترم قارئین یہ ہے ام المومنین عائشہ کا نبی ـــــ مزید غور خود فرمائیے۔

◎

اقدامِ خودکشی

محترم قارئین! بی بی عائشہ نے سرور کونینؐ کے اقدام خودکشی کو اشارہ کنایہ میں بیان نہیں کیا۔ بلکہ کھلے لفظوں میں بیان کیا ہے اور ایک مرتبہ بھی نہیں بلکہ کئی مرتبہ کے متعلق بتایا ہے۔ بھلا ہو جبریل کا جس نے ہم پر احسان کیا۔ ورنہ آج ہمارا دھرم نشٹ ہو چکا ہوتا۔

کاش! اس وقت پاکستانی پولیس ہوتی تو سرور کونینؐ کو اقدام خودکشی کی قیمت کا پتہ چل جاتا۔ اب بھلا کوئی عادل خان اور ان کے ساتھی سے پوچھے جنہوں نے خشیت علی نفسی ـــ کا ترجمہ ـــ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے ـــ کیا ہے۔ بھلا کوئی دانش مند اور باہوش آدمی بھی اقدام خودکشی کرتا ہے؟

بھلا ایسا شخص جو خود اقدام خودکشی پر تل تل جاتا ہے اس قابل ہے کہ اس کے نام کا کلمہ پڑھا جائے۔ ام المومنین عائشہ نے تو سب کچھ بتا دیا ـــ

اب آپ کی مرضی۔
تعزیرات پاکستان کے مطابق دفعہ ۳۰۹ کا مجرم بھی نبی ہو سکتا ہے ؟
اگر ایسا ہو تو میرے خیال میں دنیا تو درکنار ہمیں پاکستان میں بھی بے شمار نبی مل جائیں گے ؟
جس شخص کو نہ اپنی نبوت پر یقین ہو اور نہ ہی اپنی عقل پر اعتماد ہو اس سے تو ہمارے سیاست دان ہی بہتر ہیں۔ جو زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے کو باہوش اور خردمند سمجھتے رہے ہیں۔

نعوذ باللہ من ذلک کلھا

ایک تضاد اور

جلد اول ۳ جلد دوم ۲۰۹۴ اور جلد سوم ۱۸۰۰ میں اختلاف کے باوجود ایک نقطہ اور بھی متحد ہے۔ ذرا ایک بار پھر تینوں حدیثیں پلٹ کر دیکھ لیں۔
ہر حدیث میں فرشتہ کہتا ہے پڑھ۔ آپ کہتے ہیں میں پڑھا ہوا نہیں۔
تیسری بار فرشتہ آپ کا انتظار کئے بغیر پڑھ دیتا ہے۔
ربك الاكرم۔ الذی علم بالقلم تیرا رب کرم ہے۔ اس نے قلم سے تعلیم دی ہے۔
فرشتہ کہتا ہے آپ پڑھے پڑھائے آئے ہیں اور نہ صرف پڑھ سکتے ہیں بلکہ اللہ نے آپ کو لکھنا بھی سکھا دیا ہے۔
اور سرور کونین کہتے ہیں —— میں تو پڑھا ہوا نہیں۔
اللہ نے پہلی وحی ہی میں یہ وہم دُور کر دیا کہ۔ میرا نبی پڑھا پڑھایا آیا ہے۔
اب آپ ہی بتائیں۔ بی بی عائشہ کی مانیں۔ یا اللہ کی ؟

آخر میں آئیے آغاز نبوت کی مذکورہ نو احادیث کے مطابق حسب ذیل عقائد مرتب کرلیں :-

① ام المومنین عائشہ نے جو تصور نبوت دیا ہے سو فیصد درست ہے۔

② ہمارے پیارے نبی کی نبوت غار حرا میں خلوت نشینی کا نتیجہ تھی۔

③ ہمارے پیارے نبی کو نبوت کی بشارت آپ کی زوجہ ام المومنین خدیجہ نے دی۔

④ ہمارے پیارے نبی کو ایک عیسائی عالم ورقہ نے بتایا کہ آپ نبی ہیں۔

⑤ عیسائی عالم ورقہ علم غیب جانتا تھا۔

⑥ عیسائی عالم ورقہ کا علم ہمارے پیارے نبی سے زیادہ تھا۔

⑦ ہمارے پیارے نبی کو اپنی نبوت میں شک تھا۔

⑧ ہمارے پیارے نبی کو فرشتہ نے نبوت کا پہلا سبق خوب دبا کر پڑھایا۔

⑨ ہمارے پیارے نبی نبوت کا پہلا سبق پڑھ کر فرشتہ سے اتنا ڈر گئے کہ آپ کو اپنی عقل میں بھی شک پڑ گیا۔

⑩ ہمارے پیارے نبی نے کئی مرتبہ اقدام خودکشی کیا۔

گیارہ عورتیں

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں۔ (السیرۃ النبی از شبلی نعمانی جلد اوّل ص ۲۴)

۱۲۔ جلد سوم		کتاب النکاح		ص۱۰۷	حدیث ۱۶۴

عروہ عن عائشة قالت جلسن احدی عشرة امراةً فتعاعهدن و تعاقدن ان لا یکتمن من اخبار ازواجهن شیئاً۔

قالت الاولی زوجی لحم جمل غث علی رأس جبل لا سهل فیرتقی ولا سمین فینتقل۔

و قالت الثانیة زوجی لا ابث خبره انی اخاف لا ازره ان اذکره اذکر عجره و بجره

وقالت الثالثة زوجی العشنق ان انطق اطلق و ان اسکت اعلق۔

وقالت الرابعة۔ زوجی کلیل تهامة لا حر ولا قر ولا بخافة ولا سامة۔

وقالت الخامسة۔ زوجی ان دخل فهد۔ و ان خرج اسد ولا یسأل عما عهد

وقالت السادسة۔ زوجی ان اکل لف ان شرب اشتف و ان اضطجع التف ولا یولج الکف لیعلم البث۔

وقالت السابعة زوجی غیایاء اوعیایاء۔ طباقاء۔ کل داءله داء شجك او فلك اوجمع کلالك

وقالت الثامنة زوجی المس مس ارنب والریح ریح زرنب

وقالت التاسعة زوجی رفیع العماد طویل النجاد - عظیم الرماد قریب البیت من الناد

وقالت العاشرة زوجی مالك وما مالك مالك خیر من ذلك له ابل کثیرات المبارك قلیلات المسارح واذا سمعن صوت المزهر الیقن انهن هوالك -

وقالت الحادیة عشرة - زوجی ابو زرع فما ابو زرع اناس من حلی اذنی وملا من شحم عضدی وبجحنی فبجحت الی نفسی وجدنی فی اهل غنیمة بشق فجعلنی فی اهل صهیل واطیط ودائس ومنق فعنده اقول فلا اقبح وارقد فاتصبح - واشرب فاتقنح ام ابی ذرع فما ام ابی ذرع عکومها رداح وبیتها فساح - ابن ابی ذرع فما ابن ابی ذرع مضجعه کمسل شطبته ویشو ابی ذرع الجفرة بنت ابی ذرع فما بنت ابی ذرع طوع ابیها وطوع امها وملء کسائها وغیض جارتها جاریة ابی ذرع فما جاریة ابی ذرع لاتبث حدیثنا تبثیثا ولا تنقث میرتنا تنقیثا ولا تملأ بیتنا تعشیشا قالت خرج ابو ذرع ولاوطاب تمخض فلقی امرأة معها ولد ان لها کالفهدین یلعبان من تحت خصرها برمانتین فطلقنی ونکحها فنکحت بعده رجلا سریا - رکب شریا واخذ خطیاً وارح علی نعماً سریا واعطنی من کل

رائحة زوجا قال کلی ام ذرع ومیری اھلک قالت فلو
جمعت کلشیئ اعطانیه ما بلغ اصغرانیة ابی ذرع
قالت عائشة قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم
کنت لک کابی زرع لام زرع

ترجمہ :- عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ گیارہ عورتوں نے ایک جگہ بیٹھ کر باہمی عہد و پیمان کیا کہ اپنے اپنے شوہروں کا حال بیان کریں۔

پہلی عورت نے کہا میرا شوہر دُبلے پتلے اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑوں کی چوٹی پر رکھا ہے۔ راستہ بڑا کٹھن ہے نہ چوٹی پر چڑھا جا سکتا ہے اور نہ وہ گوشت ہی عمدہ ہے کہ اس کے لانے کی خاطر مصیبت اٹھائی جائے۔

دوسری نے کہا میں اس کی حالت ظاہر کرتے ہوئے ڈرتی ہوں کہ اس تذکرہ کے بعد کہیں میں اسے چھوڑ ہی نہ بیٹھوں۔ اگر ذکر کروں تو بتانا پڑے گا کہ اس کی خوبیاں کتنی ہیں اور خامیاں کون کون سی ہیں۔ کمزوری کی بدولت اس کے جسم پر جگہ جگہ جھریاں ہیں۔ اور اس جیسی بیسیوں برائیاں ہیں۔

تیسری بولی میرا خاوند لمبا تڑنگا ہے اگر اس کی کیفیت بیان کروں تو طلاق ملتی ہے اور اگر خاموش رہوں تو مجھے معلق چھوڑ رکھا ہے۔

چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر شب تہامہ کی طرح متوسط ہے نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈا وہ ہمیشہ یکساں رہتا ہے نہ زیادہ ڈرتا ہے اور نہ بہت اکتاتا ہے۔

پانچویں نے کہا میرا شوہر گھر میں آئے تو چیتا ہے اور باہر جائے تو شیر۔ گھر میں جو کچھ ہو جائے باز پرس نہیں کرتا۔

چھٹی نے کہا میرا شوہر پیٹو ہے۔ کھانے بیٹھے تو سب ہضم کر جائے اور پینے لگے تو سب صاف کر جائے۔ جب سوئے تو اکیلا ہی پڑا رہے اور میری طرف

ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا تاکہ پوچھ لے۔
ساتویں نے کہا کہ میرا شوہر گم کردۂ راہ ہے۔ عاجز ہے۔ سینے دبانیوالا ہے۔ عورتوں کا ہر عیب اس کے لئے عیب ہے۔ اس میں سب بیماریاں ہیں اگر بات کرے تو سر پھوڑ دے۔ زخمی کر دے یا دونوں کام کر ڈالے۔
آٹھویں نے کہا میرے شوہر کا چھونا خرگوش جیسا۔ ہے اور خوشبو زرنب جیسی ہے۔
نویں نے کہا میرا شوہر اونچی تعمیروں والا۔ لمبے ہاتھ والا۔ اور بہت سخی ہے اس کا گھر مجلس شوریٰ کے قریب ہے۔
دسویں نے کہا میرے شوہر کا نام مالک ہے بھلا مالک کی کیا تعریف کی جائے۔ جو کچھ ذہن میں آ سکے وہی اس کی تعریف ہے۔ مہمانوں کے لئے ہمیشہ اونٹ ذبح کرتا ہے چراگاہ سے زیادہ اونٹ گھر میں رکھتا ہے۔ اور گھنٹیوں کی آواز سن کر ذبح ہونے والے اونٹوں اور مہمانوں کی تعداد بتاتا ہے۔
گیارہویں نے کہا۔ میرا شوہر ابو ذرعہ۔ واہ وا۔ اس کے کیا کہنے۔ میرے کانوں کا زیور ہے اتنا کس دیا کہ چربی سے میرے بازو بھر گئے اتنا خوش رکھا کہ ناپار داد دینا پڑتی ہے میں نادار لڑکی تھی۔ میرے میکے چند بکریوں کے مالک تھے لیکن اس نے مجھے ایسے خوش حال سسرال دیئے کہ ہر وقت گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور کجاووں کی چرچراہٹ سے بہار رہتی ہے۔ ڈائیں چلانے والے بیل اور اناج صاف کرنے والے نوکروں کی کمی نہیں ——— اگر بات کروں تو عیب جوئی کوئی نہیں کرتا۔ اگر سو جاؤں تو صبح تک جگانے والا کوئی نہیں۔ اگر پینے کی ضرورت ہو تو رکاوٹ نہیں ——— میری ساس ابو ذرعہ کی ماں انتہائی لائق ہے اس کے صندوق بھرے رہتے ہیں ——— ابو ذرعہ کے بیٹے کا کیا کہوں ——— اس کی خواب گاہ عمدہ ہے۔ اتنا کم خور

کہ چار یا بزغالے کا چوتھا حصہ ہی کافی ہو۔ ابوذرعہ کی بیٹی بھی کتنی اچھی ہے والدین کی فرمانبردار۔ بھرا ہوا جسم اور سوکن کے لئے قہر ہے ابوذرعہ کی کنیز دیکھو تو سبحان اللہ! ہمارے گھر کی بات باہر نہیں کرتی۔ نقصانات کا خیال رکھتی ہے اور گھر کو صاف رکھتی ہے۔

ایک دن ابوذرعہ ایسے وقت میں باہر نکلا جب دودھ بلو کر مکھن نکالنے کی تیاری ہو رہی تھی کہ ابوذرعہ کا سامنا ایک ایسی عورت سے ہوا جس کے چیتے جیسے دو بچے تھے اور اس کے انار نما پستانوں سے کھیل رہے تھے۔ اسے دیکھتے ہی ابوذرعہ کی رال ٹپک پڑی۔ مجھے طلاق دے کر اس سے بیاہ رچا لیا۔

پھر میں نے مجبوراً ایک شخص سے شادی کر لی جس کے ہاتھ میں خطی نیزہ تھا۔ تیز رو گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے مجھے ہر قسم کی سہولت دی۔ ہر قسم کے مویشیوں کا ایک جوڑا دیا اور کہا ام ذرعہ خود بھی کھاؤ اور اپنے اقرباء کو بھی کھلاؤ۔ صدقہ و خیرات بھی دو۔ مگر یہ سب داد و دہش ابو ذرعہ کے ایک چھوٹے سے برتن کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی۔

جناب ام المومنین عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ قصہ سن کر سرور کونین نے فرمایا۔

"اے عائشہ میں بھی تیرے لئے
ابوذرعہ جیسا ہوں ——————
فرق صرف اتنا ہے کہ اس نے
بیوی کو طلاق دے دی اور میں نے
طلاق نہیں دی۔ یعنی بیوی کے
ساتھ ایسی ہی اچھی زندگی بسر کرنا چاہیئے"

محترم قارئین!

○ ام المومنین کی علمی اور فقہی احادیث میں سے ایک حدیث ہے ممکن ہے آپ نے بہت کچھ سمجھ لیا ہو۔ لیکن چند امور ایسے ہیں جو مجھے سمجھ نہیں آئے۔

ا۔ ام المومنین نے ہلکا سا اشارہ کر کے بھی نہیں بتایا کہ یہ چوکڑی کہاں لگی تھی؟

ب۔ یہ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ سرور کونینؐ نے خود یہ کہانی سنی یا بعد میں کسی وقت بی بی نے سنائی؟

ج۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ ان گیارہ عورتوں کا تعلق کس کس خاندان سے ہے؟

د۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ واقعہ مدینہ کا ہے یا دوران سفر کا؟

ہ۔ امام بخاری نے بھی نہیں بتایا کہ اقسام حدیث میں یہ حدیث کونسی قسم ہے؟

و۔ امام بخاری نے یہ بھی نہیں بتایا کہ اس گیارہ رکنی اسمبلی کی مفصل رپورٹ درج کرنے کا مقصد کیا ہے؟

ز۔ امام بخاری نے یہ بھی نہیں بتایا کہ اس حدیث سے کتنے اور کون کونسے مسائل کا حل ہوتا ہے؟

البتہ مترجمین نے اپنی طرف سے خط کشیدہ الفاظ کا ترجمہ میں اضافہ کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ——————

○ سرورِ کونین کو ام المومنین سے اُتنی محبت تھی جتنی ابو ذرعہ کو اپنی بیوی سے تھی۔

○ ابوذرعہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور سرورِ کونین نے ام المومنین کو طلاق نہیں دی۔

گویا ابو ذرعہ ایک مثالی شوہر تھا کہ خاتم الانبیاء کو بھی یہ ضرورت پیش آئی کہ وہ اپنے کو ابوذرعہ سے تشبیہہ دے کر ام المومنین کو مطمئن کریں۔

یہ ہے مقامِ مصطفیٰ ——— اور یہ ہیں علامہ شبلی نعمانی کے عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔
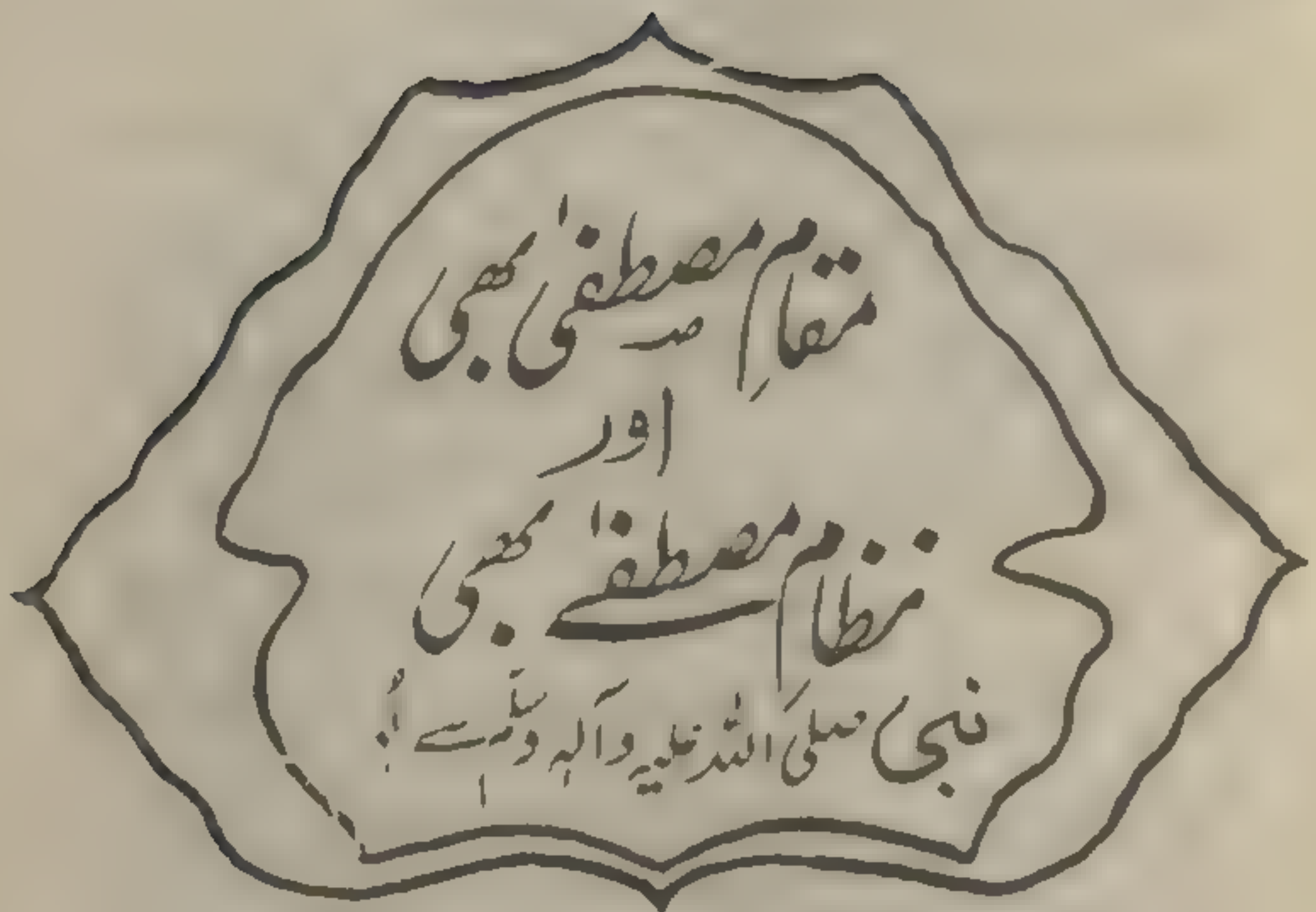
حدیث میں حضرت عائشہؓ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں۔ (سیرۃ النبی از شبلی نعمانی جلد اول صفحہ ۲۴)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بُو

۱۳۔ جلد دوم　　کتاب التفسیر　　صفحہ ۹۵۰　　حدیث ۲۰۱۹

عبید ابن عمیر عن عائشة قالت كان رسول الله يشرب عسلاً عند زينب بنت جحش ويمكث عندها فواطيت انا وحفصة عن ايتنا دخل عليها فلتقل له اكلت مغافير انى اجد منك ريح مغافير قال لا ولكنى كنت اشرب عسلاً عند زينب بنت جحش۔

ترجمہ:۔ عبید ابن عمیر ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونین زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتے تھے اور کچھ دیر کے لئے ٹھیر جایا کرتے تھے چنانچہ حفصہ اور میں نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی سرورِ کونین تشریف لائیں تو ان سے کہا جائے کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ آپ سے مغافیر کی بُو آتی ہے۔ (جب آپ تشریف لائے تو ہم نے یہی کیا) آپ نے جواب دیا کہ میں نے زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے۔

۱۴۔ جلد سوم　　کتاب الطلاق　　صفحہ ۱۳۶　　حدیث ۲۴۸

عبید ابن عمیر عن عائشة ان النبی صلی الله عليه واله وسلم كان يمكث عند زينب بنت جحش و يشرب عنده عسلاً فتواصيت انا وحفصة ان ايتنا دخل عليها النبی صلی الله عليه واله وسلم فلتقل انى اجد منك

ریح مغافیر فدخل علی احدٰیھما فقالت لہ ذلک فقال لا بل شربت عسلاً عند زینب بنت جحش۔

ترجمہ:۔ عبید ابن عمیر ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین ؐ زینب بنت جحش کے پاس کچھ دیر ٹھیر کر شہد پیا کرتے تھے۔ چنانچہ حفصہ اور میں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا۔ اب جس کے پاس بھی آپ تشریف لائیں وہ کہے کہ مجھے آپ سے مغافیر کی بُو آتی ہے آپ سے حفصہ نے یہی کہا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے۔

۱۵۔ جلد سوم کتاب الطلاق ص ۱۳۶ حدیث نمبر ۲۴۹

عروہ عن ابیہ عن عائشہ قالت کان رسول اللہ یحب العسل والحلواء وکان اذا انصرف من العصر دخل علی نسائہ فیدنو من احدیھن فدخل علی حفصۃ بنت عمر فاحتبس اکثر ما کان یحتبس فغرت فسألت عن ذلک فقیل لی اھدت لھا امرأۃ من قومھا عکۃ من عسل فسقت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم منہ شربۃً فقلت اما واللہ لنحتالن لہ فقلت لسودۃ بنت زمعۃ سید نومنک فاذا دنا منک فقولی اکلت مغافیر؟ فانہ سیقول لک لا - فقولی ما ھذہ الریح الذی اجد منک؟ فانہ سیقول لک سقتنی حفصۃ شربۃ عسل۔ فقولی جرست نحلہ العرفط وما تقول ذلک وقولی انت یا صفیۃ ذاک۔ قال تقول

سودة فواللہ ماھو الا ان قام علی الباب فاردت ان اباديه بما امرتنی فرقا منك فلما دنا منها قالت له سودة - يارسول اللہ اكلت مغافير؟ قال لا قالت فما ھذہ الريح التی اجد منك ؟ قال سقتنی حفصة شربة عسل - فقالت جرست نحلة العرفط - فلما دار الی صفية قالت له مثل ذلك -

ترجمہ :- عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونین کا نمازِ عصر سے واپسی کے بعد تمام ازواج کے گھروں میں آنا اور ان کے قریب ہونا معمول تھا - ایک دن آپ خلافِ معمول حفصہ کے گھر زیادہ دیر ٹھیر گئے مجھے غیرت آئی جس کی بنا پر میں نے وجہ معلوم کی تو معلوم ہوا کہ حفصہ کو اس کی قوم کی کسی عورت نے شہد کا عکہ تحفہ دیا ہے اور حفصہ نے اسی شہد سے آپ کو شربت پلایا ہے -

میں نے کہا بخدا ہم حفصہ کے خلاف کوئی حیلہ کریں گے - چنانچہ میں نے سودہ بنت زمعہ سے کہا کہ جب سرورِ کونین تیرے پاس آئیں تو کہنا کہ ---- شاید آپ نے مغافیر کھایا ہے - آپ فرمائیں گے نہیں بلکہ حفصہ نے شہد کا شربت پلایا ہے ---- تو کہنا پھر شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہوگا اور صفیہ تجھے بھی یہی کہنا ہے -

سودہ کہتی ہے کہ جب آپ میرے دروازے پر آئے تو بخدا آپ کے ڈر سے جب آپ دروازے پر کھڑے ہوئے تو کہہ دینا چاہا - جب آپ قریب ہوئے تو سودہ نے کہا -

سودہ - یارسول اللہ آپ نے مغافیر کھایا ہے ؟

سرور کونینؐ ۔ نہیں تو۔

سودہ ۔ پھر آپ سے یہ بو کیسی آ رہی ہے ؟

سرور کونینؐ ۔ حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے سودہ ۔ تو پھر شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہو گا اور جب صفیہ کے پاس گئے تو اس نے بھی وہی کہا۔

۱۶ ۔ جلد سوم کتاب الایمان صنمبر ۵۹۰ حدیث نمبر ۱۵۹۵

عبید ابن عمیر یقول سمعت عائشۃ تزعم ان النبی کان یمکث عند زینب بنت جحش فیشرب عندھا عسلاً فتواصیت انا وحفصہ ان ایتنا دخل علیہا النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلتقل انی اجد منک ریح مغافیر فدخل علی احدیھما فقالت ذلک لہ ۔ فقال لابل شربت عسلا عند زینب بنت جحش۔

ترجمہ :۔ عبید ابن عمیر کہتا ہے کہ میں نے ام المومنین عائشہ سے سنا۔ ان کا خیال یہ تھا کہ سرور کونینؐ زینب بنت جحش کے ہاں ٹھیر کر شہد پیتے ہیں ۔ چنانچہ حفصہ اور میں نے باہمی معاہدہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی سرور کونینؐ تشریف لائیں ۔ وہ آپ سے کہے ۔ کہ مجھے آپ سے مغافیر کی بو آتی ہے ۔ آپ ان دو میں سے ایک کے پاس آئے تو اس نے آپ سے کہا ۔ آپ نے فرمایا ۔ نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے۔

۱۷ ۔ جلد سوم کتاب الحیل صنمبر ۶۹۴ حدیث نمبر ۱۹۶۰

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ یحب الحلواء و یحب العسل وکان اذا صلی العصر اجاز علی نسائہ

فيدنو منهن - فدخل على حفصة فاحتبس عندها اكثر
مما كان يحتبس فسألت عن ذلك فقال لى اهدت لها
امرأة من قومها عكة عسل فسقت منه رسول الله شربة
فقلت اما والله لنحتالن له - فذكرت ذلك سودة
قلت اذا دخل عليك فانه سيدنو منك فقولى له - ماهذه
الريح يارسول الله اكلت مغافير ؟ وكان رسول الله يشتد
عليه ان يوجد منه الريح - فانه سيقول سقتنى حفصة
شربة عسل فقولى له جرست النخلة العرفط - وساقول
ذلك - وقوليه انت ياصفية ـــــ فلما دخل على
سودة قالت تقول سودة والذى لا إله الاهو - لقد
كدت ان ابادره بالذى قلت لى - و انه لعلى الباب
فرقًا منك فلما دنا -
قلت يارسول الله - اكلت مغافير ؟ ـــ قال لا ـــ
قلت فماهذه الريح ؟ قال سقتنى حفصة عسلًا ـــ
قلت جرست النخلة العرفط - فلما دخل على قلت له مثل ذلك ودخل على صفية
فقالت له مثل ذلك - فلما دخل على حفصة - قالت
له يارسول الله الا اسقيك منه - قال لا حاجة لى - قال
تقول سودة سبحان الله لقد حرمناه قال قلت
لها اسكتى -

ترجمہ ہشام اپنے باپ کے ذریعے ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ
سرورِ کونین شیرینی اور شہد کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے آپ کا معمول تھا کہ

نماز عصر کے بعد تمام ازواج کے پاس جاتے ایک دن آپ حفصہ کے ہاں معمول سے زیادہ ٹھیر گئے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ حفصہ کو اس کی کسی ہم قوم عورت نے شہد کا ایک عکہ بطور تحفہ دیا ہے۔ جس سے حفصہ نے آپ کو شربت پلایا ہے۔

میں نے کہا بخدا ہم اس کے خلاف کوئی تدبیر کریں گے۔ چنانچہ میں نے سودہ سے کہا کہ جب سرور کونینؐ تیرے پاس تشریف لائیں تو کہنا۔ کیا آپ نے منافیر کھایا ہے ؟ سرور کونینؐ بدبُو کو بہت ہی ناپسند کرتے تھے۔ آپ فرمائیں گے نہیں۔ حفصہ نے مجھے شہد پلایا ہے تو کہنا کہ ——— پھر شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہوگا۔ میں بھی یہی کہوں گی اور صفیہ تو بھی یہی کہنا۔ سودہ کہا کرتی تھیں کہ بخدا میں تو آپ کے ڈر کے مارے ابھی آپ ہی دروازے پر ہی تھے کہنے لگی تھی ——— جب آپ میرے قریب تشریف لائے تو میں نے کہا۔

سودہ :۔ یارسول اللہ آپ نے منافیر کھایا ہے ؟

سرور کونینؐ ۔ نہیں تو

سودہ :۔ پھر یہ بُو کیسی ہے ؟

سرور کونینؐ ۔ حفصہ نے شہد پلایا ہے۔

سودہ ۔ پھر شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہوگا۔

آپ جب صفیہ کے پاس گئے۔ اس نے بھی یہی کہا۔ پھر جب حفصہ کے پاس گئے تو اُس نے کہا۔ یارسولؐ اللہ! کیا آپ کو اس سے نہ پلاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں مجھے ضرورت نہیں۔ سودہ نے کہا۔ سبحان اللہ بخدا ہم نے آپ کو محروم کر دیا ہے۔ میں نے کہا۔ چپ رہ۔

۱۸۔ جلد سوم　　کتاب النکاح　　ص ۱۱۹　　حدیث نمبر ۲۰۰

هشام عن ابیه عن عائشة کان رسول الله اذا انصرف
من العصر دخل علی نسائه فیدنو من احدیهن
فدخل علی حفصة فاحتبس اکثر ما کان یحتبس۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے۔ کہ سرورِ کونینؐ نماز عصر کے وقت گھر تشریف لاتے تو تمام بی بیوں کے پاس جاتے (ایک دن) آپ حفصہ کے گھر معمول سے زیادہ ٹھیر گئے۔

محترم قارئین!

یہ چھ احادیث ہیں

① جلد دوم حدیث نمبر ۲۰۱۹ راوی عبید ابن عمیر۔ کتاب التفسیر
② جلد سوم حدیث نمبر ۲۴۸ راوی عبید ابن عمیر۔ کتاب الطلاق۔ باب لم تحرم ما احل الله لك۔
③ جلد سوم حدیث نمبر ۲۴۹ راوی زبیر۔ کتاب الطلاق۔ باب۔ لما تحرم ما احل الله لك۔
④ جلد سوم حدیث نمبر ۱۵۹۵ راوی عبید ابن عمیر۔ کتاب الایمان۔ اذا حرم طعامہ
⑤ جلد سوم حدیث نمبر ۱۰۶۰ راوی عروہ ابن زبیر۔ کتاب الحیل۔ باب۔ ما یکرہ من احتیال المرأة علی الزوج والضرائر۔
⑥ جلد سوم حدیث نمبر ۲۰۰ راوی عروہ ابن زبیر۔ کتاب النکاح۔ باب۔ ایک دن میں تمام بی بیوں کے پاس جانا۔

تجزیہ :

ا۔ عبید ابن عمیر کی تینوں روایات میں شہد پلانے والی ام المومنین زینب بنت جحش ہے اور مغافیر کا پروگرام بنانے والی ام المومنین عائشہ اور ام المومنین حفصہ ہیں۔

ب۔ زبیر اور عروہ ابن زبیر کی دو احادیث یعنی جلد سوم ۲۴۹ اور ۱۹۶۰ میں شہد پلانے والی ام المومنین حفصہ ہے۔ مغافیر کا پروگرام بنانے والی ام المومنین عائشہ ہے اور اس پر عمل کرنے والی ام المومنین سودہ اور ام المومنین صفیہ ہے

ج۔ عروہ ابن زبیر کی ایک حدیث یعنی جلد سوم ۲۰۰ میں سرورِ کونین کے خانۂ حفصہ میں معمول سے زیادہ ٹھیرنا مذکور ہے۔

د۔ جلد دوم ۱۰۱۹ میں سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المومنین عائشہ اور ام المومنین حفصہ دونوں نے اپنے پروگرام پر عمل کیا ہے۔ جبکہ جلد سوم ۱۵۹۵ میں یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ کس ام المومنین نے سرورِ کونین سے مغافیر کی بو محسوس کی۔ صرف یہی کچھ بتایا گیا ہے کہ۔ دونوں میں سے ایک کے پاس سرورِ کونین تشریف لائے اور اسی نے کہا۔ البتہ جلد سوم ۲۴۸ میں ام المومنین عائشہ نے دبے لفظوں میں یہ بتانے کی کوشش فرمائی ہے کہ آپ ام المومنین حفصہ کے پاس آئے اور انہی نے آپ سے بو ئے مغافیر کا ذکر کیا۔

ہ۔ جلد سوم ۲۴۹ مفصل حدیث ہے جسمیں آپ کی داستان موجود ہے سرورِ کونین ام المومنین حفصہ کے گھر جاتے ہیں۔ معمول سے زیادہ ٹھیرتے ہیں۔ ام المومنین عائشہ غیرت کھاتی ہیں۔ جاسوسی کرتی ہیں۔ حقیقت حال معلوم

ہو جانے کے بعد۔ کوئی چال چلنے کی قسم کھاتی ہیں۔ پلان بن جاتا ہے۔
اپنے گروپ کی دیگر دو امہات المومنین سودہ اور صفیہ کو ساتھ ملا کر انہیں
پلان سے مطلع کرتی ہیں اور پھر سرورِ کونینؐ کے ان کے ہاں تشریف لانے
پر ام المومنین سوچی سمجھی سکیم کے مطابق آپ سے کہتی ہے کہ
آج آپ سے بدبو کیسی ہے کہیں مغافیر تو نہیں کھایا؟ آپ مغافیر
کھانے کی نفی کرتے ہیں۔ ام المومنین عائشہ کی ہدایات کے مطابق سرورِ کونینؐ
کو ام المومنین سودہ اور صفیہ کی طرف سے ایک ہی جواب ملتا ہے کہ اگر
مغافیر نہیں تو شہد کی مکھی نے ضرور عرفط چوسا ہوگا۔ جس کی بدولت آپ
سے بدبو آتی ہے۔

امام بخاری کی تقسیم در کتب والواب

جلد دوم ص۲۰۱۹ کو امام بخاری نے سورۂ تحریم کے ذیل میں نقل کیا ہے۔
جلد سوم ص۲۰۰ کو امام بخاری نے کتاب النکاح کے باب۔ مرد کا ایک دن
تمام بیویوں کے پاس جانا ——— پر ذکر کیا ہے۔
جلد سوم ص۲۴۸ کو کتاب الطلاق، باب۔ اللہ نے جو آپ کے لئے حلال
کیا ہے کیوں حرام کرتے ہو؟ ——— میں لکھا ہے۔
جلد سوم ص۲۴۹ کو بھی کتاب الطلاق کے اسی مذکورہ باب میں لکھا ہے۔
جلد سوم ص۱۵۹۵ کو کتاب الایمان۔ باب۔ جب کوئی اپنے پر ہر کسی چیز کو
حرام کر لے۔ میں لکھا ہے۔
اور جلد سوم ص۱۸۶۰ کو کتاب الحیل۔ باب۔ سوکن اور شوہر کے خلاف ناپسندیدہ
حیلہ گری ——— میں لکھا ہے۔
اب دیکھنا ——— یہ ہے کہ ان چھ احادیث میں سے قرآن اور

بخاری بھی تائید کیسے ممکن ہے کیونکہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ بعض احادیث میں شہد زینب بنت جحش پلاتی ہے اور عائشہ اور حفصہ باہم مشورہ کرکے آنحضورؐ سے بدبُو کے نام پر ناک سکیڑتی ہیں ——— اور بعض احادیث میں شہد حفصہ پلاتی ہے اور آنحضورؐ سے بدبُو کا کہنے والی ۔ عائشہ ۔ سودہ اور صفیہ ہیں ۔

بنابریں بخاری شریف سے ہی پوچھیں گے کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ تو لیجئے ۔

۱۹ ۔ جلد دوم کتاب التفسیر صفحہ ۹۵۰ حدیث نمبر ۲۰۲۱

ابن عباس يقول اردت ان اسئل عمر فقلت يا امير المومنين من المراءتان اللتان تظاهرتا على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فما اتممت كلامى ۔ حتى قال ۔ عائشة وحفصة ۔ قوله ۔ ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما وان تظاهرا عليه فان الله مولاه وجبريل وصالح المومنين والملائكة بعد ذلك ظهير

ترجمہ :۔ ابن عباس کہتا ہے کہ میں نے عمر سے کچھ پوچھنا چاہا ۔ اور کہا ۔ اے امیرالمومنین وہ دو عورتیں کون سی تھیں ۔ جنہوں نے سرور کونینؐ کے خلاف دھڑا بنالیا تھا ۔ ابھی میری بات ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ (عمر) نے کہا کہ وہ دونوں عورتیں عائشہ اور حفصہ تھیں ۔ (جن کے متعلق یہ آیت آئی) یقیناً تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں ۔ بارگاہِ ایزدی میں توبہ کرو اور اگر نبی اکرمؐ کے خلاف تمہاری کاروائیاں جاری رہیں (تو یاد رکھو) اللہ جبرئیل ۔ صالح المومنین اور ملائکہ نبی کے مددگار ہیں ۔

اس سلسلہ میں بخاری شریف کی احادیث ۲۰۲۰، ۲۰۲۲ اور ۲۰۲۳ کا مطالعہ انتہائی مفید ہوگا۔ میں تطویل سے بچنے کی خاطر انہیں چھوڑ رہا ہوں۔

نتیجہ:۔ کتنا حسین اتفاق ہے کہ ہمیں از خود یہ تعین نہیں کرنا پڑا کہ مذکورہ احادیث میں شہد پلانے والی کون ہے۔ زینب بنت جحش۔ یا حفصہ۔ جبکہ خود امام بخاری ہی نے جلد دوم کی مذکورہ احادیث میں عمر صاحب کی زبانی خود ہی تعیین کر دی، کہ

- ٹیڑھے دل والیاں عائشہ اور حفصہ ہیں۔
- اللہ نے براہ راست عائشہ اور حفصہ کو کج قلب کہا ہے۔
- اللہ نے براہ راست انہیں توبہ کی دعوت دی ہے۔
- اللہ نے براہ راست صرف ان دو ہی کو آئندہ تخریبی کارروائیاں نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔

لہٰذا اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم کی نص۔ عمر صاحب کی وضاحت اور امام بخاری کی روایت نے ان دو روایات جن میں حفصہ کے شربت پلانے کا تذکرہ ہے کو سفید جھوٹ کہہ دیا اور انہی روایات کی تصدیق کر دی جن میں شہد پلانے والی زینب بنت جحش ہے۔

بنا بریں جن روایات میں حفصہ کی طرف شہد کو منسوب کیا گیا ہے وہ صرف واقعہ کو غلط ملط کرنے اور حفصہ کا دامن بچانے کے لئے کیا گیا ہے۔

گویا! زینب بنت جحش نے شربت پلایا۔ عائشہ اور حفصہ نے پلان بنایا اور سودہ وصفیہ نے اس پلان میں شرکت کی۔

چند سوالات:

۱۔ نص قرآن وضاحت عمر۔ اور روایت بخاری کے مطابق عائشہ اور حفصہ دونوں

کے دل ٹیڑھے ہیں اور انہیں توبہ کا حکم دیا گیا ہے۔ بصورت عدم توبہ طلاق کی
کھلی دھمکی دی گئی ہے۔ خود ساختہ طہارت کا بھانڈا تو قرآن نے پھوڑ دیا ہے۔
عمر نے تصدیق کر دی ہے۔

۱۔ اب ان دونوں نے توبہ کی یا نہیں؟ اگر کی تو کب؟ کیسے؟ اور کہاں؟
اگر نہیں کی تو گویا طلاق پر عمل کر دیا گیا۔ اگر توبہ کی ہے تو کیا اللہ نے
قرآن میں اس کا ذکر کیا ہے؟ اگر توبہ کا ذکر ہے تو کہاں؟ اگر توبہ کا ذکر نہیں
تو گویا توبہ ہی نہیں؟

اس پر یہ نہ کہیے کہ اگر قرآن کسی کو نامزد گنہگار کہتا ہے اور اسے توبہ
کا حکم دیتا ہے تو متعلقہ فرد کے توبہ کرنے کے بعد اس کا اعلان بھی قرآن
ہی کو کرنا ہوگا۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ اس واقعہ میں تمام ازواج ملوث نہیں۔ بلکہ صرف اور
صرف دونوں خلیفوں کی صاحبزادیاں ہیں۔ لہٰذا توبہ کی قبولیت کا قرآنی اعلان بھی صرف
انہی دو کے لئے چاہیے۔ بصورت دیگر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔

۲۔ اگر عائشہ نے قرآنی سرزنش کے بعد توبہ کر لی تھی تو پھر بعد میں مزے لے
لے کر اس واقعہ کا ذکر کیوں کیا؟

۳۔ کیا اس واقعہ کا تذکرہ اس بات کی دلیل نہیں کہ عائشہ اپنے فعل پہ فخر کرتی ہے؟

۴۔ ذات احدیت کی اس واضح سرزنش کے باوجود عائشہ کے توبہ نہ کرنے
اور بار بار تذکرہ کرنے سے حکم قرآن کا مذاق اڑانا نہیں ہوگا؟

۵۔ کیا مغافیر کا جھوٹا پلان عائشہ کی صداقت کو خود ساختہ محل مسمار نہیں کر دیتا؟

۶۔ عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ — عنقریب اگر تمہیں یہ طلاق دیدے تو رب نبی تمہارے
ازواجاً خیراً منکن مسلمات مومنات — عوض اسے تم سے بہتر بیویاں دیدے جو اسلام ایمان اختیار

قانتات۔ تائبات۔ عابدات۔ سائحات — توبہ، عبادت اور میانہ روی میں تم سے بہتر ہوں
ثیبات و ابکارًا — اور وہ بیوہ بھی ہوسکتی ہیں اور کنواری بھی ہوسکتی ہیں

یہ حکم قرآن اسی سابقہ آیت جسمیں عائشہ اور حفصہ کو حکم توبہ دیا گیا ہے کے بعد کی آیت ہے۔ ذات احدیت نے اس آیت میں جبکہ تقدس و طہارت کا بھانڈا بیانگ دہل ذرہ بینی اور صراحت سے بتا دیا ہے کہ اس وقت امت رسول میں۔

ایسی بیوہ اور کنواری عورتوں کی کمی نہیں، جن کی عبادت تمہاری عبادت سے جنکا اسلام تمہارے اسلام سے، جنکا ایمان تمہارے ایمان سے، جنکی انکساری تمہاری انکساری سے، جن کی توبہ تمہاری توبہ سے اور جنکی میانہ روی تمہاری میانہ روی سے بدرجہا افضل ہے"۔

میرے دوستو! اب فیصلہ آپ خود فرمائیں کہ قرآن کے اس حتمی فیصلہ کے بعد کے تمہاری نسبت ایمان، اسلام، عبادت، توبہ اور انکساری میں کئی نسائے امت بہتر موجود ہیں۔ اب عائشہ یا حفصہ کو نسائے امت سے افضل ماننا قرآن کی مخالفت نہیں اور کیا قرآن کی کھلی مخالفت کفر نہیں؟

ح۔ کیا سابقہ حکم توبہ اور مندرجہ بالا آیت انتباہ کے بعد اگر از روئے قرآن عائشہ اور حفصہ کی توبہ ثابت نہ ہو تو پھر مذکورہ آیت انتباہ رہے گا یا اس کی عملی شکل بھی ہوگی؟

ط۔ اگر یہ انتباہ برائے انتباہ ہے تو کیا یہ جہنم کی دھمکیاں بھی کھوکھلی نہیں ہوں گی؟

ی۔ اگر یہ انتباہ نہیں تو ماننا ہوگا کہ اس کی عملی شکل بھی سامنے آئی ہے اگر آئی ہے تو وہ کونسی؟

ک۔ باتیں دو ہیں جو قدرت نے بتا دی ہیں کہ یا عائشہ اور حفصہ توبہ کریں۔ اگر توبہ نہ کریں تو تم طلاق دے دو۔ اگر توبہ قرآن سے ثابت نہ ہو تو کیا طلاق ماننا نہیں پڑے گی؟

ل۔ توبہ تو یقیناً ثابت نہیں ہے اگر توبہ ہوتی تو عائشہ اس واقعہ کا تذکرہ نہ کرتی۔ اور اسے چھپانے کی کوشش کرتی۔ اب دوسری بات آپ خود سوچ لیں کہ کیا ہوا؟

م۔ کہیں حضرت علیؑ سے مخالفت اسی جرم کی گواہی تو نہیں؟

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی خاص حیثیت ہے
یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات
مسائل ہیں۔ (سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد اول ۲۴۶)

تحفے

۲۰۔ جلد اوّل کتاب الہبہ صہ ۸۸۷ حدیث ۲۳۹۸

هشام عن ابیه عن عائشة قالت کان الناس یتحرون بهدایاهم یومی - وقالت ام سلمه ان صواحبی اجتمعن فذکرت له فاعرض عنها۔

ترجمہ :۔ ہشام اپنے باپ عروہ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ لوگ نبی اکرم کو تحفے دینے میں میری باری کا انتظار کرتے تھے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میری ساتھی (ازواج) اکٹھی ہوئیں۔ میں نے سرورِ کونین سے تذکرہ فرمایا۔ تو آپ نے منہ پھیر لیا۔

۲۱۔ جلد اوّل کتاب الہبہ صہ ۸۸۶ حدیث ۲۳۹۲

هشام عن ابیه عن عائشه ان الناس کانوا یتحرون بهدایاهم یوم عائشة یبتغون بها او یبتغون بذلك مرضاة رسول الله

ترجمہ :۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ لوگ سرورِ کونین کو تحفے دینے کے لئے عائشہ کی باری کا انتظار کرتے تھے۔ جس سے ان کا مقصد عائشہ یا سرورِ کونین کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا تھا۔

۲۲۔ جلد اوّل کتاب الہبہ صہ ۸۸۶ حدیث ۲۳۹۹

هشام عن ابیه عن عائشة ان نساء النبی صلی الله علیه وآله وسلم کن حزبین فحزب فیه عائشة

وحفصة و صفية وسودة - والحزب الآخر ام سلمة
وسائر نساء رسول الله صلى الله عليه و اله وسلّم
وكان المسلمون قد علموا حب رسول الله عائشة فاذا كان عند
احدهم هدية يريد ان يهد يها الى رسول الله صلى
الله عليه و آله وسلم اخرها حتى اذا كان رسول الله صلى
عليه و اله وسلّم فى بيت عائشة بعث صاحب الهديتهم الى رسول الله
فى بيت عائشة فكلم حزب ام سلمة فقلن لها كلمى رسول الله
صلى الله عليه واله وسلّم يكلّم النّاس فيقول من اراد ان يهدى
الى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم هدية فليهدٌ
حيث كان من بيوت نسائه فكلمته ام سلمة بما
قلن - فلم يقل لها شيئًا فسألنها فقالت ماقال لى شيئاً فقلن لها
كلميه حتى يكلمك فدار اليها فكلمته حين دار اليها ايضا فلم يقل
لها شيئاً فسألنها فقالت ما قال لى شيئًا فقلن لها
كلميه حتى يكلمك فدار اليها فكلمته فقال لها لاتوذينى
فى عائشة فان الوحى لم يأتنى و انا فى ثوب
امرأة الاعائشة - قالت فقالت اتوب الى الله من
ايذاك يارسول الله ثم انهن دعون فاطمة بنت
رسول الله فارسلن الى رسول الله - تقول ان نساءك
ينشدنك الله العدل فى بنت ابى بكر - فكلمته
فقال يا بنية ألا تحبين ما احب قالت بلى فرجعت
اليهن فاخبرتهن فقلن ارجعى اليه فابت ان ترجع

فارسلن زینب بنت جحش فاتته فاغلظت وقالت
ان نسائک ینشدنک الله العدل فی بنت ابن ابی قحافه
فرفعت صوتها حتی تناولت عائشة وهی قاعدة
فسبتها حتی ان رسول الله لینظر الی عائشة هل تکلم
قال فتکلمت سلمة بما قلن لها فلم یقل شیئاً فسالنها فقالت فنظر
النبیؐ الی عائشة فقال انها بنت ابی بکر -

ترجمہ :- ہشام اپنے باپ کے ذریعہ عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ
ازواج نبیؐ کے دو گروہ تھے - ایک گروپ میں عائشہ ، حفصہ ، صفیہ اور سودہ
تھیں جبکہ دوسرے گروپ میں ام سلمہ اور دیگر ازواج تھیں -
تمام مسلمانوں کو سرور کونینؐ کے عائشہ سے پیار کا علم تھا - اس لئے جو
بھی سرور کونینؐ کو کوئی تحفہ پیش کرنا چاہتا تو عائشہ کی باری کا انتظار کرتا تھا
چنانچہ جس دن آپ خانۂ عائشہ میں ہوتے اس دن وہ تحفہ پیش کرتے -
ام سلمہ کے گروپ نے ام سلمہ سے کہا -
آپ سرور کونینؐ کی خدمت میں عرض کریں کہ وہ تمام مسلمانوں سے فرما دیں کہ جس
کے پاس کوئی تحفہ دینے کو ہو وہ جس بی بی کے گھر بھی آپ ہوں پیش کرے
ام سلمہ نے آپ سے گزارش کی تو آپ نے ام سلمہ کو کوئی جواب نہ دیا -
ازواج نے ام سلمہ سے پوچھا تو ام سلمہ نے کہا کہ میں نے عرض تو کیا ہے لیکن
مجھے آپ نے کوئی جواب نہیں دیا -
ازواج نے کہا آپ پھر کہیں -
جب پھر ام سلمہ کی باری آئی تو ام سلمہ نے پھر کہا - آپ پھر خاموش ہو گئے اور
کوئی جواب نہ دیا - ازواج نے پوچھا تو ام سلمہ نے کہا کہ میں نے کہا تو سہی

لیکن آپ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج نے کہا آپ اس وقت تک بات کرتی رہیں۔ جب تک آنحضورؐ کوئی جواب نہ دیں۔

ام سلمہ نے اپنی باری پر پھر کہا تو آنحضورؐ نے فرمایا۔

مجھے عائشہ کے بارے میں اذیت مت دو۔ عائشہ کے سوا کسی زوجہ کے کپڑے میں مجھ پر وحی نہیں آتی۔

امّ سلمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں آپ کو اذیت پہنچانے سے اللہ کے حضور توبہ کرتی ہوں۔

ازاں بعد ازواج نے فاطمہ بنت رسول کو بلایا اور کہا کہ آپ آنحضورؐ سے یوں کہیں۔

"آپ کی بیویاں آپ سے اللہ کے نام
پر ابوبکر کی بیٹی کے مقابلہ میں انصاف چاہتی ہیں"

بنتِ رسولؐ نے جا کر کہا تو آپ نے فرمایا۔ بیٹی! کیا تجھے اس سے محبت نہیں۔ جس سے مجھے ہے؟

بنت رسولؐ نے عرض کی۔ کیوں نہیں؟ بنتِ رسول پلٹ آئی۔ ازواج نے پھر جانے کو کہا تو بنتِ رسولؐ نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا۔ پھر ازواج نے زینب بنت جحش کو بھیجا۔ بنت جحش نے آ کر خوب سخت دشمست کہا اور کہا۔

آپ کی بیویاں اللہ کے نام پر آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی کے مقابلہ میں انصاف مانگتی ہیں۔

زینب بنت جحش کی آواز بلند ہو گئی، اور اس نے عائشہ کو خوب سنائیں اور گالیاں بھی دیں۔ عائشہ بیٹھی ہوئی تھی اور (رسول) مومنینؐ عائشہ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ کیا وہ بولتی ہے یا نہیں چنانچہ عائشہ نے ازواج کے اعتراضات کا جواب دیا سرور کونینؐ نے عائشہ ...

کچھ بھی نہ کہا۔ آپ نے عائشہ کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ آخر ابوبکر کی بیٹی ہے۔

۲۳۔ جلد اوّل — کتاب الھبہ — صد ۸۹۲ — حدیث ۲۴۱۰

عروہ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ اذا اراد سفرًا اقرع بین نسارہ فایتھن خرج سھمھا خرج بھا معہ وکان یقسم لکل امرأۃ منھا یومھا ولیلتھا غیر اِنّ سودۃ بنت زمعۃ وھبت یومھا ولیلتھا لعائشۃ تبتغی بذلک رضا رسول اللہ۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین جب کبھی سفر میں تشریف لے جاتے تو ازواج میں قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے اور آپ ہر بی بی کو ایک دن اور رات دیتے تھے۔ البتہ سودہ بنت زمعہ نے اپنا شب و روز ام المومنین عائشہ کو ہبہ کر رکھا تھا بس میں اس کا مقصد سرور کونین کی خوشنودی حاصل کرنا تھا۔

۲۴۔ جلد اوّل — کتاب الشہادات — صد ۹۲۹ — حدیث ۲۴۹۷

عروہ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ اذا اراد سفرًا اقرع بین نسائہٖ فایتھن خرج سھمھا خرج بھا معہ وکان یقسم لکل منھن یومھا ولیلتھا غیر ان سودۃ بنت زمعۃ وھبت یومھا ولیلتھا لعائشۃ۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین جب کبھی سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج میں قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔ ویسے ہر بی بی کو ایک دن رات دیتے تھے۔ البتہ سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری ام المومنین عائشہ کو ہبہ کر رکھی تھی۔

محترم قارئین! یہ ہیں پانچ احادیث۔
جلد اوّل ۲۲۹۸ ، جلد اوّل ۲۲۹۲ ، جلد اوّل ۲۲۹۹ ، جلد اول ۲۴۱۰
اور جلد اول ۲۴۹۷۔ تمام احادیث کا راوی ام المومنین عائشہ کا بھانجا، اسماء بنت ابوبکر اور زبیر کا فرزند ہے۔
جلد اوّل ۲۲۹۸ اور جلد اوّل ۲۲۹۲ میں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ لوگوں کو سرور کونین کی اس محبت کاملہ کا علم تھا جو ام المومنین عائشہ سے آپ کو تھی۔ اسی بنا پر تمام لوگ اپنے تحائف دینے میں صرف ام المومنین عائشہ کی باری کا انتظار کرتے تھے اور جس دن سرور کونین بی بی کے گھر ہوتے، اسی دن اپنے تحفے پیش کرتے تھے۔
جلد اوّل ۲۲۹۹ میں انہی مذکورہ دو احادیث کے اجمال کی تفسیر ہے جس میں بی بی عائشہ نے خانہ نبی میں گروہ بندی، ہر گروپ کی لیڈر بی بی اور اس کی ہمنوا ازواج کا نام بتانے کے بعد بتایا ہے کہ میرے ہاں تحفے آتے تھے جس کی بدولت ام سلمہ کا گروپ نالاں تھا۔ انہوں نے احتجاج کیا۔ تین مرتبہ ام سلمہ نے اپنے گروپ کے مطالبہ پر سرور کونین سے احتجاج کیا۔ دو مرتبہ تو آنحضورؐ نے خاموشی کو جواب بنایا۔ تیسری مرتبہ آپ نے ام سلمہ سے فرمایا کہ
خبردار عائشہ کے معاملہ میں مجھے اذیت مت دو۔ جب جبریل بھی اسی وقت آتا ہے جب میں عائشہ کے ساتھ ایک کپڑے میں ہوتا ہوں تو پھر تحفہ دینے والے لوگوں کا کیا قصور ہے۔
ام سلمہ اپنی اس اذیت دینے کی توبہ کرتی ہے۔ ملاحظہ فرمالیا آپ نے۔ ام سلمہ نے صرف سرور کونین کے ارشاد گرامی کے فوراً بعد اپنی توبہ کا اعلان کر دیا۔ جس کی حکایت بی بی عائشہ نے کردی۔ اب ام سلمہ کی توبہ کو نہ ماننا بی بی عائشہ کو جھٹلانا ہوگا۔ چونکہ بی بی عائشہ کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ لہٰذا ام سلمہ کی توبہ مسلّم ہے۔

لیکن خود بی بی عائشہ نے بروایت حضرت عمر ذات احدیت کے واضح اور غیر مبہم حکم کے مطابق (سابقاً بی سے بُو کے زیر عنوان گزر چکی ہے) اپنی توبہ کا اعلان نہیں کیا۔ اگر کبھی کیا ہوتا تو نہ اپنے جُرم کا بار بار اعلان کرتیں۔ اور نہ ہی اپنی توبہ پر پردہ ڈالتیں۔ جب ازواج کو اس بات کا علم ہو گیا کہ عائشہ کے معاملہ میں سرورِ کونین سے گفتگو آپ کے لئے باعثِ اذیت ہے اس کے باوجود ام سلمہ کا گروپ خاموش نہیں بیٹھا اور بقول بی بی عائشہ کے ام سلمہ کے گروپ نے بنت رسول کو بیچ میں ڈالا۔ اور بات عدالت رسول پر جا پہنچی۔ بنت رسول نے جب آپ کی خدمت میں گزارش کی تو آپ نے اپنی بیٹی کو یہ فرما کر خاموش کر دیا کہ

بیٹی جسے میں چاہتا ہوں کیا تو اسے نہیں چاہتی ؟

بنت رسولؐ صرف ۔ جی ۔ کہہ کر واپس ہو گئی اور پھر ازواج کے اصرار کے باوجود اس سلسلہ میں آپ سے بات نہ کی۔

ام سلمہ کے جواب اور بنت رسولؐ کے انکار کے باوجود ازواج نے ہمت نہیں ہاری اور پھر ام المومنین زینب بنت جحش جو کہ ام سلمہ کے گروپ سے تھیں کو اپنا ترجمان بنا کر بھیجا۔ چنانچہ ام المومنین زینب نے خانہ بی بی عائشہ میں آکر پہلے تو سرورِ کونین کی عدالت پر ماتم کیا۔ پھر ام المومنین عائشہ کو وہ صلواتیں سنائیں کہ ، رہے نام اللہ کا ۔ بی بی عائشہ بیٹھی سُن رہی ہیں ۔ سرورِ کونین خود تو مہر بہ لب ہیں ۔ زینب کو کوئی جواب نہیں دیتے ۔ نہ تو ام سلمہ جیسا جواب دیا کہ مجھے عائشہ کے معاملہ میں اذیت نہ دے ، اور نہ ہی اپنی بیٹی جیسا جواب دیا کہ جسے میں چاہتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر ۔ بلکہ اپنی عدالت کا جنازہ نکلتے ہوئے انتہائی بیچارگی کے ساتھ کنکھیوں سے بی بی عائشہ کی طرف دیکھتے ہیں ۔ بی بی عائشہ نے بھی سمجھا

کہ بنارہ شوہر تو کچھ نہیں بولتا ۔ البتہ مظلومانہ خاموشی کے ساتھ مجھے دیکھے جا رہا ہے گویا مجھے دعوت ہے کہ تجھے جواب دینے کی کھلی چھٹی ہے ۔ چنانچہ اب جو میں نے زینب کو ترکی بہ ترکی جواب دینے شروع کیے اور اس سے بڑھ بڑھ کر حملے کیے تو زینب کو خاموشی اختیار کرنا پڑی ۔

قربان جاؤں اس بے چارے شوہر پر جس کی
دونوں بیویاں ان کی موجودگی میں ایک دوسرے کو
کوسنے دے رہی ہیں لیکن وہ کسی کو کچھ نہیں کہتا
بلکہ انتہائی اطمینان سے پوری کارروائی سن رہا ہے

جب زینب خاموش ہوگئی اور بی بی عائشہ نے اپنے "جوہر" دکھا کر اس کے ہونٹ سی دیئے تو سرور کونین کی جان میں جان آئی ، سانس سیدھی ہوئی ۔ اور بی بی عائشہ کو بنگاہِ تحسین دیکھ کر تھپکی دی اور فرمایا ——— آخر کیوں نہ ہو ابوبکر کی بیٹی ہے ۔ کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ اصحاب باوفا جنہوں نے خانۂ نبوت سے گلشن نبوت کی اس بہار کی مہک مسجد میں بیٹھ کر سنی ہوگی جب سرور کونین نے بی بی عائشہ کو داد تحسین دے دی تو پھر وہ بھی تحفے بھیجنے میں بی بی کی باری کا انتظار کرتے تھے کیسے نہ مسکرا اٹھے ہوں گے اور ان کی زبان داد دیئے بغیر کیسے خاموش رہی ہوگی ۔

اب کتاب الہبہ ص ۲۴۱ اور کتاب الشہادت ص ۲۴۹ میں غور فرمائیے ۔

ام المومنین عائشہ کے بقول ام المومنین سودہ خوشنودی سرور کونین حاصل کرنے کی خاطر اپنی باری مجھے ہبہ کر دیا کرتی تھیں ۔ اس لئے میرے دو راتیں اور دو دن بن جاتے تھے جبکہ دیگر ازواج کی ایک رات اور ایک دن ہوتا تھا ۔ اور ام المومنین سودہ بغیر سرور کونین کے گزارتی تھیں ۔

ان دو احادیث میں بی بی عائشہ نے بی بی سودہ کے ایثار کا تذکرہ فرمایا ہے اور ایثار کا سبب حصول رضائے رسول بتایا ہے ——— اس ایثار کو سامنے رکھ کر ذرا ساتھ عنوان - نبی سے بُو - میں جلد سوم حدیث ۲۴۹ اور حدیث ۱۸۶۰ کو ایک بار پھر ملاحظہ فرمائیں - جن میں بی بی عائشہ کے پلان بلکہ اور سودہ اور صفیہ کو پلان پر عمل کرنے کی ہدایت دیتی ہیں - وہاں آپ کو ام المومنین سودہ کی مجبوری کا اندازہ ہوگا - فرماتی ہیں -

فواللہ ماھو الا ان قدم علی الباب فاردت ان اباديه بما امرتنی فرقا منك - سوم ۲۴۱	(سودہ کہا کرتی تھیں) بخدا ابھی وہ دروازہ ہی پر کھڑے تھے کہ میں نے تیرے ڈر سے تیرے حکم کی تعمیل کرنا چاہی -
۱۸۶۰ والذی لا إله الا هو لقد كدت ان اباذره بالذی قلت لی وانه لعلی الباب فرقا منك -	(سودہ کہا کرتی تھیں) اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تیرے ڈر سے قریب تھا کہ میں تیرے کہنے پر عمل در وقت کر دیتی بلکہ آپ ابھی دروازہ پر تھے -

محترم دوستو! ان دونوں احادیث کے مذکورہ الفاظ ام المومنین سودہ کے ہیں - جو بی بی عائشہ نے روایت کئے ہیں اور ہبہ کی دونوں احادیث بھی بی بی عائشہ کی نقل کردہ ہیں - مؤخر کی احادیث میں بی بی عائشہ بتاتی ہیں کہ ام المومنین سودہ کو میرا اتنا ڈر رہتا تھا - ان احادیث میں بی بی بتاتی ہیں کہ رضائے رسول حاصل کرنے کی سودہ نے اپنے شب و روز مجھے ہبہ کر رکھے تھے -

اب فیصلہ فرمائیے کہ ان میں سے کون سچ ہے اور کون جھوٹ ؟

چونکہ - نبی سے بُو - کی احادیث کی تصدیق قرآن کریم - امام بخاری اور عمر صاحب نے کر دی ہے اس لئے لامحالہ ماننا پڑتا ہے کہ ان ہبہ کی روایات میں ہبہ کی داستان خود ساختہ ہے - اور

جناب ام المومنین سودہ نے جس طرح بی بی عائشہ کے حوالہ کر دینے میں بھی بی بی عائشہ کا رعب و دبدبہ ۔ اور ام المومنین سودہ کی مرعوبیت اور بزدلی شامل ہیں۔
یا رضائے رسول کے حصول کا نظریہ غلط ہے بلکہ اُم المومنین سودہ نے جس طرح مغافیر پلان میں بی بی عائشہ سے ڈر کر ساتھ دیا تھا ۔ ہو سکتا ہے شب و روز کے ہبہ میں بھی بی بی عائشہ کی خوشامد کرنا چاہتی ہوں ۔

اب چند سوالات :-

میری طرح آپ بھی ان احادیث کو پڑھ کر یہی فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں گے کہ ان پانچ احادیث میں بی بی عائشہ کا مرکزی نقطہ ۔ سرورِ کونینؐ کا اپنے ساتھ پریم ہے

- لوگ اگر ہدیے دیتے تو سرورِ کونینؐ کے پریم کو مدِنظر رکھ کر ۔
- ازواج اگر چند بار رتابت پر تڑپ تڑپ جاتی ہیں تو بھی سرورِ کونینؐ کا بی بی سے پیار دیکھ کر ۔
- اور ام المومنین سودہ اگر اپنے شب و روز بی بی کو ہبہ کرتی ہے تو بھی سرورِ کونینؐ کی محبت کے پیش نظر ۔

گویا سابقاً "گیارہ عورتیں" کے زیر عنوان بیان کردہ داستان محبت اور ان احادیث خمسہ میں بیان کردہ محبت کا مرکزی نقطہ ۔

بی بی عائشہ کا یہ تاثر دینا ہے کہ آنحضورؐ کو جتنی
محبت مجھ سے تھی اور کسی سے نہ تھی ۔ اور
میری محبت کے مقابلہ میں آپ ۔ اپنی دختر اور
دیگر ازواج سب کو ہیچ سمجھتے تھے ۔

ان احادیث کا مرکزی کردار متعین کر لینے کے بعد اب بتائیے کہ

ا۔ سابقاً احادیث مغافیر میں یہ محبت کس رولدل میں پھنس گئی تھی ؟

ب۔ یہ تحفے دینے والے صاحبان کون تھے۔ مسلمان یا کافر ؟

ج۔ اگر تحفے دینے والے کافر تھے تو ان کے تحفے کس قسم کے ہوتے تھے ؟

د۔ اگر تحفے دینے والے مسلمان تھے۔ تو انہیں کیسے پتہ چلا کہ سرور کونین کو بی بی عائشہ سے زیادہ محبت ہے ؟

ہ۔ تحفے دینے والوں کو کیسے پتہ چلتا تھا کہ آج بی بی کی باری ہے ؟

و۔ کیا سرور کونین صحابہ کو اپنی باریوں کی فہرست مہیا کرتے تھے ؟

ز۔ اگر سرور کونین صحابہ کو نہیں بتاتے تھے اور یقیناً نہیں بتاتے ہوں گے۔ تو پھر ازواج کی باریوں کی فہرست کون دیتا تھا۔ کیا ازواج خود یہ کوشش کرتی تھیں ؟

ح۔ اگر ازواج کی اپنی کوشش نہیں تھی تو باریاں بتانے والی ایجنسی کا نام کیا ہے ؟

ط۔ صحابہ کو باریاں بتانے میں کیا فائدہ تھا ؟

ی۔ جب اصحاب تحفے دیتے ہی بی بی کی باری میں تھے تو مغافیر پلان بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟

ک۔ کیا بی بی کو تحفہ میں کبھی شہد نہیں ملا تھا ؟

ل۔ اگر شہد ملتا تھا تو کہاں جاتا تھا ؟

م۔ جبکہ بی بی سے رسول اکرم کی محبت بھی اور بی بی کی اپنی روایت کے مطابق سرور کونین شہد کو پسند بھی فرماتے تھے تو کیا وجہ تھی۔ کہ بی بی نے آپ کو کبھی شہد نہیں پلایا ؟

ن۔ خانہ رسول میں گروہ بندی کا مکروہ دھندہ کب سے شروع ہوا۔ کس نے شروع کیا اور کیوں ؟

(س)

صحابہ تحفوں میں کیا پیش کرتے تھے ؟

(ع)

پوری بخاری سے کوئی ایک حدیث جس میں کسی تحفہ کا نام لیا گیا ہو ؟

(ف)

اپنی باری ہبہ کرنے والی ام المؤمنین سودہ کو آنحضورؐ سے کیا رنجش تھی ؟

(ص)

کیا سودہ کو آنحضورؐ کا قرب ناپسند تھا ؟

اگر ناپسند تھا تو کیوں ؟ اور

اگر پسند تھا تو ہمیشہ کے لیئے اپنی باری ہبہ کر دینے کا کیا مقصد ؟

(ق)

کہیں یہ سب کچھ عظمتِ رسول کو پامال کرنے کی منظم سازش تو نہیں ؟

(ر)

کہیں یہ عیسائی یا یہودی شکست خوردہ ذہنیت کا پرتو تو نہیں ؟

(ش)

جو زوجہ جذبۂ رقابت سے مغلوب ہو کر مقامِ رسالت، عظمتِ نبوت، اور احکام الٰہیہ تک کا پاس نہیں کرتی اور مغافیر پلان مرتب کر سکتی ہے اس زوجہ سے کیا کچھ ممکن نہیں ؟

زندہ باد عداوت اہلبیتؑ اور محبت اصحاب و ازواج

مقام مصطفیٰؐ رہے یا نہ رہے۔

عظمت نبوتیہ رہے یا نہ رہے۔

عدالت نبی، پامال ہو جائے۔
عزت رسول خاک میں مل جائے پرواہ

نہیں۔

لیکن ام المؤمنین عائشہ کی داستان پریم مجروح

نہ ہو۔
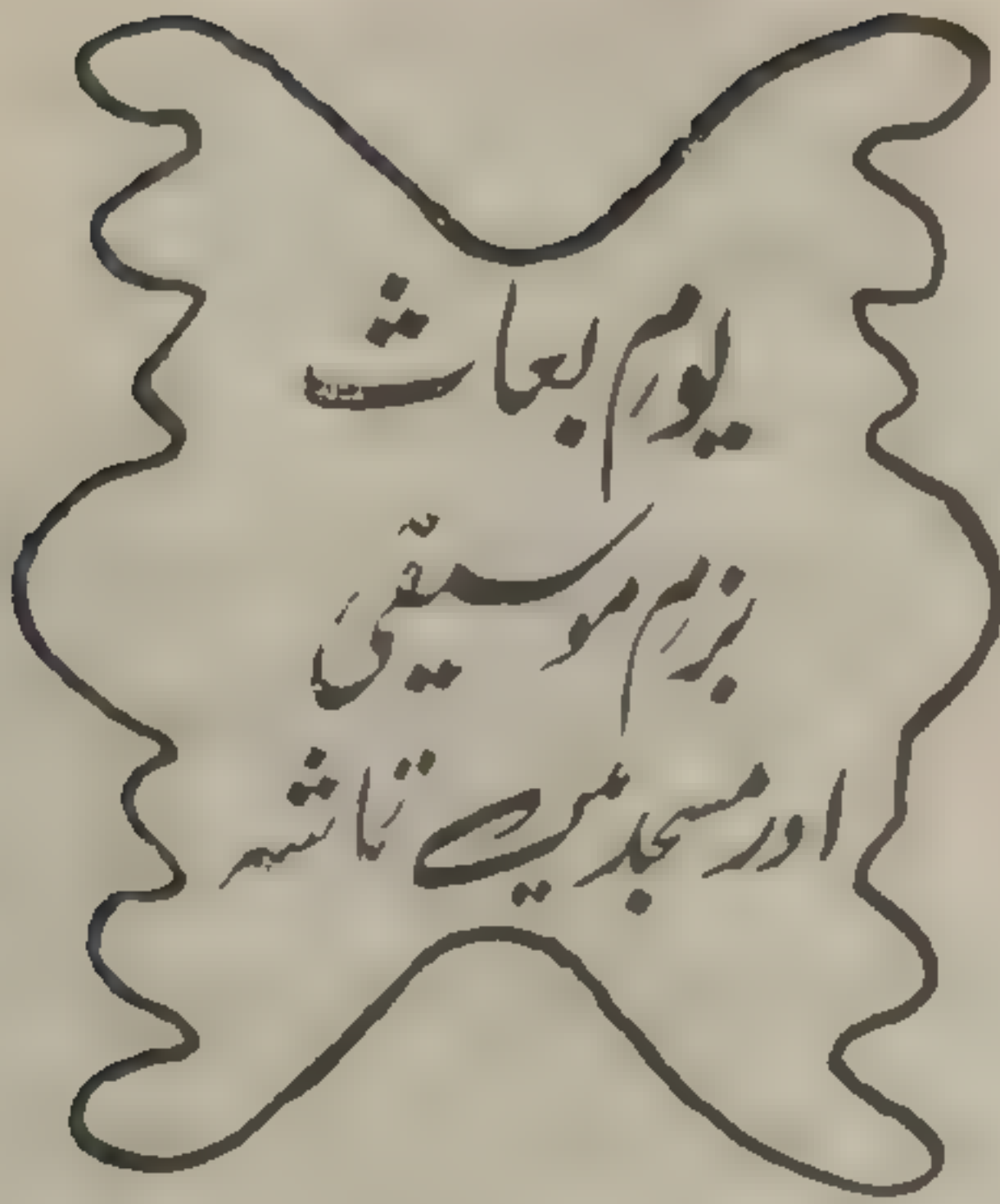
یہ۔ ہے حقیقی اسلام اور یہ ہے خدمت مذہب

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی خاص حیثیت ہے
یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے
مہمات مسائل ہیں۔ (سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد اول)

یوم بعاث

۲۵۔ جلد دوم   کتاب الانبیاء   صـ ۴۲۲   حدیث ۹۶۳

ہشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان یوم بعاث یومًا
قدم اللہ لرسولہ وقد افترق ملؤھم وقتلت
سراتھم وجرحوا فقدمہ اللہ لرسولہ فی
دخولھم الاسلام

ترجمہ: ہشام اپنے باپ عروہ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے۔
کہ ذات احدیت نے یوم بعاث کو سرورِ کونین کی تمہید قرار دیا۔ ان کی
جمعیت ٹوٹ گئی۔ اُن کے سردار مارے گئے یا زخمی ہو گئے گویا ان کے
اسلام میں داخل ہونے کی تمہید بن گئی۔

۲۶۔ جلد دوم   کتاب الانبیاء   صـ ۴۴۶   حدیث ۱۰۲۷

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان یوم بعاث
یوم قدمہ لرسول اللہ قدم رسول اللہ وقد افترق
ملؤھم وقتلت سراتھم وجرحوا قدمہ اللہ
لرسولہ فی دخولھم الاسلام

ترجمہ: ہشام اپنے والد کے ذریعہ سے روایت کرتا ہے کہ یوم بعاث وہ
دن تھا۔ جسے اللہ نے سرورِ کونین کی تمہید قرار دیا۔ ان کے سردار مارے
یا زخمی ہو گئے۔ اور ان کی جمعیت ٹوٹ گئی۔

۲۷۔ جلد دوم　　کتاب الانبیاء　　صفحہ ۸۸۴　　حدیث ۱۱۰۹

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان یوم بعاث
یومًا قدمہ اللہ لرسولہ فقدم رسول اللہ المدینۃ
وقد افترق ملؤھم وقتلت سراتھم فی
دخولھم الاسلام

ترجمہ: ہشام اپنے والد کے ذریعہ ام مومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ اللہ نے یوم بعاث کو سرور کونین کے لئے تمہید قرار دیا۔ سرور کونین اس وقت داخل مدینہ ہوئے۔ جب ان کی جمعیت ٹوٹ چکی تھی اور ان کے سردار مارے جا چکے تھے۔

محترم قارئین!

یہ تین احادیث ہیں۔ جن میں یوم بعاث کا ذکر ہے۔

- خدا معلوم امام بخاری نے ان تین فرامین کو احادیث کی فہرست میں کیوں لکھا ہے کیونکہ حدیث کی تعریف جو بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ——
- سرور کونین کا ارشاد گرامی ہو۔ یا۔ سرور کونین کا عمل ہو —— اور یا سرور کونین نے کوئی کام کرتا دیکھیں اور منع نہ فرمائیں اس کی کام کی حکایت ہو۔ میری طرح آپ بھی دیکھ رہے ہیں۔ کہ یوم بعاث۔
- نہ تو سرور کونین کا ارشاد ہے —— نہ سرور کونین کا عمل ہے —— اور نہ ہی سرور کونین نے کسی کو یوم بعاث کا عمل کرتے دیکھ کر سکوت اختیار کیا ہے۔ البتہ ام المومنین نے یوم بعاث کے سلسلہ میں کہے گئے اشعار کا ذکر سنا ہے جو آگے عنوان بزم موسیقی میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

علاوہ ازیں کوئی دوسری خصوصیت ان میں نہیں ملتی۔ بہر صورت کچھ بھی ہو یہ ہیں تینوں احادیث۔

یوم بعاث کیا ہے؟

تاریخ اسلام میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ البتہ مولانا شبلی نعمانی نے یوم بعاث کا ذکر سیرۃ النبیؐ جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ میں ان الفاظ سے کیا ہے۔

"انصار کے جو دو قبیلے تھے یعنی اوس اور خزرج ان میں باہم جو اخیر معرکہ ہوا تھا (جنگ بعاث) اس نے انصار کا زور بالکل توڑ دیا تھا یہود اس مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے کہ انصار باہم کبھی متحد نہ ہونے پائیں۔ ان اسباب کی بنا پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو پہلا کام یہ کیا تھا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے تعلقات واضح اور منضبط ہو جائیں۔ آپ نے انصار اور یہود کو بلا کر حسب ذیل شرائط پر ایک معاہدہ لکھوایا جس کو دونوں فریق نے منظور کیا۔

یہ ہے جنگ بعاث یا یوم بعاث جس کا تذکرہ مولینا شبلی نے کیا میری سمجھ میں تو نہیں آیا کہ۔

ا۔ جنگ بعاث کے وقت اوس اور خزرج مسلمان تھے یا کافر؟

ب۔ یہ لڑائی اسلام کی خاطر لڑی گئی یا قبائلی عصبیت کی بناء پر؟

ج۔ البتہ مولانا شبلی کے مطابق اس جنگ نے انصار کو کمزور کر دیا تھا؟

د۔ اگر یہ جنگ اسلام کے لیے لڑی گئی تھی تو اسلامی جنگوں میں اس کا نام کیوں نہیں؟

ہ۔ اگر اس جنگ کا محرک قبائلی عصبیت تھی تو بی بی عائشہ کو کیوں دلچسپی تھی؟

و ۔ اگر انصار کو اس جنگ نے کمزور کر دیا تھا ؟
ز ۔ اگر یہودیوں کو فائدہ ہوا تھا تو جنگ بعاث میں کہے گئے اشعار میں کیا خوبی تھی جس کی بنا پر بی بی عائشہ سنتی تھی ؟
ح ۔ اگر انصار کو فائدہ ہوا تھا تو پھر علامہ شبلی انہیں کمزور کس بنا پر کہتے ہیں ؟

۲۸ ۔ جلد اول کتاب صلوٰۃ الخوف ص ۲۹۲ حدیث نمبر ۹۰۰

عروۃ عن عائشۃ قالت دخل علی النبیؐ وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث فاضطجع علی الفراش وحول وجھہ و دخل ابوبکر فانتھرنی وقال مزمارۃ الشیطان عند النبیؐ فاقبل علیہ رسول اللہ فقال دعھما فلما غفل غمزتھما فخرجتا ۔ وکان یوم عید یلعب السودان بالدرق والحراب فاما سألت رسول اللہ واما قال تشتھین تنظرین فقلت نعم فاقامنی وراءہ وخدی علی خدہ وھو یقول دونکم یا بنی ارفدۃ حتی اذا مللت قال لی حسبک قلت نعم قال فاذھبی

ترجمہ :۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ (ایک دن) سرور کونینؐ میرے ہاں تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں (یوم) بعاث کے گانے گا رہی تھیں آپ بستر پر لیٹ گئے اور منہ دوسری طرف پھیر لیا ۔ پھر ابوبکر داخل ہوا ۔ اور مجھے ڈانٹا (اور کہا) یہ شیطانی باجہ (اور وہ بھی) رسول پاکؐ کے پاس ! سرور کونینؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ۔ انہیں کچھ نہ کہہ ۔ جب (ابوبکر) غافل ہوئے میں نے ان دونوں کو (آنکھ سے) اشارہ کیا وہ چلی گئیں ۔
یہ دن عید کا تھا ۔ حبشی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے ۔ یا تو میں

نے درخواست کی اور یا سرورِ کونینؐ نے پوچھا۔ کیا دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے
عرض کی۔ جی ہاں! آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسارہ آپ
کے رخسارہ پر تھا اور آپ فرما رہے تھے۔ اے بنی ارفدہ کھیلے جاؤ۔
حتیٰ کہ جب میں تھک گئی تو فرمایا۔ بس کافی ہے؟ میں نے کہا۔ جی ہاں!
تو آپ نے فرمایا۔ پھر جاؤ۔

۲۹۔ جلد اوّل کتاب صلوٰۃ الخوف صـ ۲۹۳ حدیث نمبر ۹۰۲

هشام عن ابيه عن عائشة قالت دخل ابوبكر وعندى
جاريتان من جوارى الانصار تغنيان بما تقاولت الانصار
يوم بعاث قالت وليستا بمغنيتين فقال ابوبكر بمزامير
الشيطان فى بيت رسول الله وذلك فى يوم
عيد فقال رسول الله يا ابابكر لكل قوم عيد وهذا۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں
کہ میرے پاس ابوبکر آئے تو پہلے سے انصار کی دو ایسی لڑکیاں جو
پیشہ ور گانے بجانے والی نہیں تھیں۔ بیٹھ کر انصار کے جنگ بعاث میں
کہے جانے والے اشعار گا رہی تھیں۔
ابوبکر نے کہا۔ یہ شیطانی باجے خانۂ رسول میں؟
دن عید کا تھا سرورِ کونینؐ نے فرمایا۔
اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری ہے۔

۳۰۔ جلد اوّل کتاب العیدین صـ ۴۰۲ حدیث نمبر ۹۲۳

عروه عن عائشة ان ابابكر دخل عليها وعندها
جاريتان فى ايام منى تدففان و تضربان والنبى

متغش ثبوبہ فانتہرھما ابوبکر فکشف النبیؐ عن
وجھہ فقال دعھما یا ابابکر فانھا ایام عید و تلک الایام ایام منی
وقالت عائشۃ رأیت النبیؐ یسترنی و انا انظر
الی الحبشۃ وھم یلعبون فی المسجد فزجرھم
عمر فقال النبیؐ دعھم - امناً نبی ارفدہ -

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ایام منی میں ابوبکر میرے ہاں آئے تو میرے پاس دو لڑکیاں دف (ڈھولک) اور باجا بجا رہی تھیں جبکہ سرور کونینؐ منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے تھے ——— ابوبکر نے ان دونوں لڑکیوں کو ڈانٹا۔ سرور کونینؐ نے منہ سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا۔
عید کے دن ہیں۔ اے ابوبکر انہیں کچھ نہ کہو۔
ام المومنین عائشہ کہتی ہے کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ سرور کونینؐ نے مجھے ڈھانپ رکھا ہے اور میں مسجد میں کھیلنے والے حبشیوں کا تماشہ دیکھ رہی ہوں۔ عمر نے ڈانٹ کر حبشیوں کو منع کیا تو سرور کونینؐ نے فرمایا۔
(اے عمر) منع نہ کر (حبشیوں سے مخاطب ہو کر) اے نبی ارفدہ اطمینان سے کھیلو۔

۳۱۔ جلد دوم　　　کتاب الجہاد والسیر　　　صـ۹۵　　　حدیث ۱۶۷

عروہ عن عائشۃ دخل علی رسول اللہ وعندی جاریتان
تغنیان بغناء بعاث فاضطجع علی الفراش وحول وجھہ
فدخل ابوبکر فانتہرنی وقال مزمارۃ الشیطان
عند رسول اللہ فاقبل علیہ رسول اللہ فقال دعھما
فلما غفل غمزتھما فخرجتا وکان یوم عید۔

یلعب السودان بالدرق والحراب فاما سألت رسول اللہ و اما قال تشتھین ان تنظری فقلت نعم فاقامنی وراءہ خدی علی خدہ و یقول دونکم بنی ارفدہ حتیٰ اذا مللت قال حسبك قلت نعم قل فاذھبی۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین میرے گھر آئے اور میرے پاس دو لڑکیاں بعاث کے گانے گا رہی تھیں۔ آپ منہ دوسری طرف کر کے بستر پر لیٹ گئے پھر ابوبکر آئے اور مجھے ڈانٹ کر کہا۔ یہ شیطانی باجہ اور وہ بھی رسول کے پاس؟
سرور کونین نے فرمایا۔ اے ابوبکر انہیں کچھ نہ کہو۔
جب ابوبکر غافل ہوئے تو میں نے انہیں آنکھ سے اشارہ کیا وہ چلی گئیں۔ یہ عید کا دن تھا اور حبشی چمڑی گنکے سے کھیل رہے تھے (اب مجھے یاد نہیں) کہ سرور کونین نے مجھے دعوت نظارہ دی اور میں نے کہا! جی ہاں یا میں نے دیکھنے کی درخواست کی۔ آپ نے مجھے پیچھے کھڑا کر لیا میرا رخسارہ آپ کے رخسارہ پر تھا۔ اور فرماتے رہے۔ اے بنی ارفدہ کھیلے جاؤ۔ حتیٰ کہ جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا بس کافی ہے۔ میں نے کہا۔ جی ہاں!

۲۲۔ جلد دوم　　　کتاب الانبیاء　　　ص ۲۳۹　　　حدیث ۷۴۲

عروہ عن عائشۃ ان ابا بکر دخل علیھا و عندھا جاریتان فی ایام منی تدففان و تضربان والنبی متغش بثوبہ فانتھرھما ابوبکر فکشف النبی عن وجھہ فقال دعھما یا ابا بکر فانھا ایام عید و تلك الایام ایام منی وقالت رأیت النبی یسترنی و انا انظر

الی الحبشۃ وھم یلعبون فی المسجد فزجرھم (عمر)
فقال النبیؐ دعھم - امنًا نبی ارفدہ -

ترجمہ :- عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ایام منٰی میں ابوبکر میرے ہاں آیا اور دو لڑکیاں بیٹھی دف اور باجا بجا رہی تھیں اور سرور کونینؐ منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے تھے ابوبکر نے انہیں ڈانٹا - سرور کونینؐ نے منہ سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا - اے ابوبکر عید کے دن ہیں انہیں کچھ نہ کہہ -
ام المومنین عائشہ کہتی ہے کہ میں (چشم تصور سے) دیکھ رہی ہوں کہ سرور کونینؐ نے مجھے چھپایا ہوا ہے اور میں مسجد میں کھیلنے والے حبشیوں کو دیکھ رہی ہوں - عمر نے انہیں منع کیا تو آپ نے فرمایا انہیں مت روکو - اے بنی ارفدہ اطمینان سے کھیلو -

۲۲ - جلد دوم　　کتاب الانبیاء　　ص۴۸۹　　حدیث ۱۱۱۰

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ ابابکر دخل علیھا والنبیؐ عندھا یوم فطر او ضحی وعندھا قینستان تغنیان بما تقاذفت الانصار یوم بعاث فقال ابوبکر مزمار الشیطان مرتین فقال دعھما یا ابابکر ان لکل قوم عید وان عیدنا ھذا الیوم -

ترجمہ :- ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ابوبکر میرے ہاں آئے - سرور کونینؐ پہلے موجود تھے (یہ نہیں دیکھ) دن عید الفطر کا تھا یا عید الضحیٰ اور میرے پاس دو کنیزیں انصار کا وہ گالی گلوچ گا رہی تھیں جو انہوں نے جنگ بعاث میں ایک دوسرے کو دیا تھا - ابوبکر نے دو مرتبہ کہا - یہ شیطانی باجہ ہے -

سرور کونین ؐ نے فرمایا ، ابوبکر انہیں نہ روک ۔ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے ۔

۳۴ ۔ جلد سوم ۔ کتاب النکاح صفحہ ۹۹ حدیث نمبر ۱۴۸

عروۃ عن ابیه عن عائشة انها زفت امراءة الی رجل من الانصار فقال نبی الله یا عائشة ما کان معکم لهو فان الانصار یعجبهم اللهو

ترجمہ :۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے ایک لڑکی کی شادی ایک انصاری مرد سے کرائی ۔ سرور کونین نے پوچھا ۔ اے عائشہ ، انصار کو سرود سے بہت محبت ہے تمہارے پاس بھی آلات سرود تھے ؟

تماشہ بینی

۳۵ ۔ جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۲۴۰ حدیث نمبر ۴۳۸

عن عروہ عائشة قالت لقد رأیت رسول الله یومًا علی باب حجرتی والحبشة یلعبون فی المسجد و رسول الله یسترنی بردائه انظر الی لعبهم

ترجمہ :۔ عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے ایک دن سرور کونین ؐ کو اپنے حجرہ کے دروازہ پر دیکھا ۔ حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے اور سرور کونین نے مجھے اپنی چادر سے ڈھانپ رکھا تھا اور میں ان کا تماشہ دیکھ رہی تھی ۔

۳۶۔ جلد سوم کتاب النکاح صٓ ۱۰۸ حدیث ۱۶۵

عروہ عن عائشۃ قالت کان الحبش یلعبون بحرابھم فسترنی رسول اللہ و انا انظر فما زلت انظر حتی کنت انا انصرف فاقدروا قدر الجاریۃ الحدیثۃ السن تسمع اللھو۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ حبشی چھڑی گتکا کھیل رہے تھے سرور کونینؐ نے مجھے ڈھانپ لیا اور میں دیکھنے لگی۔ میں دیکھتی رہی حتی کہ تھک گئی۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ نوخیز لڑکی کتنی دیر تک سرود سن سکتی ہے

۳۷۔ جلد سوم کتاب النکاح صٓ ۱۲۵ حدیث ۲۲۰

عروہ عن عائشۃ قالت رأیت النبیؐ یسترنی بردائہ انا انظر الی الحبشۃ یلعبون فی المسجد حتی اکون انا الذی اسأم فاقدروا اقدر الجاریۃ الحدیثۃ السن الحریصۃ علی اللھو۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ سرور کونینؐ نے مجھے اپنی چادر سے ڈھانپ رکھا ہے اور میں مسجد میں کھیلتے ہوئے حبشیوں کو دیکھ رہی ہوں۔ حتی کہ میں ہی تھک جاتی۔ خود ہی اندازہ کرلو کہ ایک ایسی نوخیز لڑکی جو تماشہ دیکھنے کی شوقین ہو کتنی دیر تک دیکھ سکتی ہے؟

۳۸۔ جلد سوم کتاب الآداب صٓ ۴۰۱ حدیث ۱۰۶۲

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کنت العب بالبنات عند النبیؐ وکان لی صواحب یلعبن معی فکان رسول اللہ اذا دخل یتقمعن منہ فیسربھن الی فیلعبن معی۔

ترجمہ :۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلتی تھی۔ جب سرور کونینؐ آتے تو میری سہیلیاں شرما کر دوڑ جاتیں۔ سرور کونینؐ انہیں ڈھونڈ کر لاتے اور پھر وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

ماحصل :۔

۱۔ ○ جلد اوّل ص۹۰ کے مطابق ام المومنین عائشہ کے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث کا گانا گا رہی ہیں۔

○ سرور کونینؐ تشریف لاتے ہیں۔ گانا سُن کر بستر پر لیٹ جاتے ہیں اور منہ دوسری طرف پھیر لیتے ہیں۔

○ ابوبکر ام المومنین کو شیطانی باجہ اور رسول کے پاس۔ کہہ کر ڈانٹتا ہے۔

○ سرور کونینؐ ابوبکر کو ڈانٹنے سے روکتے ہیں۔

○ جب ابوبکر غافل ہو جاتا ہے تو ام المومنین گانے والیوں کو آنکھ سے نکل جانے کا اشارہ کرتی ہے۔

○ حبشی گتکا کھیلتے ہیں۔

○ سرور کونینؐ ام المومنین کو اپنی پشت پر سوار کر کے ام المومنین کو کھیل بھی دکھاتے ہیں اور حبشیوں کی حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں۔

نوٹ :۔ میں نے پشت پر سوار کرنا لکھا ہے کیوں ؟

ام المومنین کے الفاظ میں غور فرمائیے۔ فرماتی ہیں۔

فاقامنی ورآءہ خدی علی خدہ۔ آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا میرا رخسارہ آپ کے رخسارہ پر تھا۔

ذرا غور کیجئے۔ سرور کونینؐ کی عمر اور ام المومنین کی عمر دیکھتے ہوئے سرور کونینؐ

کا قد بی بی سے بڑا ہو گا یا برابر ہو گا اور یا چھوٹا ہو گا۔

اگر ام المومنین کا قد آپ کے برابر ہو یا آپ سے چھوٹا ہو تو بی بی کا رخسار آپ کے رخسارہ پر اسی صورت میں آسکتا ہے۔ جب بی بی سرور کونین ؐ کی پشت پر سوار ہو۔

جہاں تک سرور کونین ؐ اور ام المومنین کی عمر کا تعلق ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سرور کونین ؐ سے بی بی کا قد بڑا نہیں تھا۔ کیونکہ مسلمہ تاریخوں کے مطابق سرور کونین ؐ کا قد درمیانہ تھا اور آپ کی عمر ڈھل رہی تھی۔ عمر کے لحاظ سے قد میں اضافے کا وقت ختم ہو چکا تھا۔

جبکہ بی بی نو برس کی عمر میں بیاہی گئی اور بی بی کا قد ابھی اضافہ کی منزل میں تھا جو یقیناً درمیانہ سے کم تھا۔

اب خود اندازہ لگائیے کہ چھوٹے قد کا آدمی بڑے قد والے کے پیچھے کھڑا ہو کر کس طرح رخسارے پر رخسارہ رکھ سکتا ہے۔ اگر رخسارے پر رخسارہ رکھنا ہو تو اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ بڑے قد والا چھوٹے قد والے کو اپنی پشت پر سوار کر لے۔

۲۔ ○ جلد اوّل حدیث ۹۰۲ کے مطابق سرور کونین ؐ کے متعلق یہ نہیں بتایا گیا کہ آپ پہلے سے آرام فرما رہے تھے یا گانا پہلے ہو رہا تھا یہ وضاحت بھی نہیں کہ آپ کا رُخ انور گانے والیوں کی طرف تھا یا کسی دوسری طرف اور یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ نے منہ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا یا نہیں۔

○ گانے والی لڑکیاں انصار کی تھیں اور پیشہ ور نہیں تھیں۔

○ گانا یوم بعاث میں کہے گئے اشعار کا گایا جا رہا تھا۔

○ دن عید کا تھا۔

○ ابوبکرؓ نے جلد اوّل نمبر ۹۰۰ کی طرح نہ تو ام المومنین کو مخاطب کرکے ڈانٹا اور نہ ہی گانے والیوں کو مخاطب کیا۔ بلکہ یونہی کہا۔ رسول کے گھر میں شیطانی باجہ۔

○ سرورِ کونینؐ نے جلد اوّل نمبر ۹۰۰ کی طرح ابوبکرؓ کو ڈانٹنے سے یونہی منع نہیں کیا۔ بلکہ ابوبکرؓ کو یاد دلایا کہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔

○ علاوہ ازیں یہ تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ۔

ان دونوں احادیث کو امام بخاری نے۔ کتاب صلوٰۃ الخوف۔ میں لکھا ہے

۴۔ ○ جلد اوّل حدیث نمبر ۹۳۲ میں سرورِ کونینؐ منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے ہیں۔

○ ام المومنین کے پاس دو لڑکیاں بیٹھی گا رہی ہیں۔

○ یہ خیال رکھیں کہ سابقہ احادیث میں گائے جانے والے اشعار یوم بعاث سے متعلق تھے۔ لیکن زیرِ نظر حدیث میں گائے جانے والے اشعار کے متعلق اس قسم کی کوئی وضاحت نہیں۔

○ سابقہ دونوں احادیث میں صرف گانا تھا جبکہ زیرِ نظر حدیث میں ڈھولک اور کوئی دوسرا آلۂ غنا ہے کیونکہ غنا میں۔ ضرب۔ کا استعمال بالعموم سارنگی۔ رباب اور بینجو وغیرہ کیلئے ہوتا ہے چونکہ ام المومنین نے ڈھولک کے ساتھ والی چیز کا نام نہیں لیا۔ اس لئے ہم بھی یہ جسارت نہیں کر سکتے کہ وہ دوسری چیز کیا تھی۔ البتہ تھی ضرور۔

۹۰۲

○ جلد اول حدیث نمبر ۹۰۰ میں ابوبکرؓ نے ام المومنین کو ڈانٹا تھا۔ جلد اوّل حدیث میں ابوبکرؓ کا مخاطب نہ ام المومنین تھی اور نہ ہی گانے والیاں تھیں جبکہ زیرِ نظر حدیث میں ابوبکرؓ کا مخاطب گانے والیاں ہیں۔

○ جلد اوّل نمبر ۹۰۰ اور جلد اوّل نمبر ۹۰۲ میں ابوبکرؓ نے۔ گانے کو شیطانی باجہ۔

سے تعبیر کیا تھا۔ جبکہ زیر نظر حدیث میں ابوبکر نے ۔شیطانی باجہ۔ سے تعبیر نہیں کیا۔ بلکہ یونہی ڈانٹ پلائی ہے

ممکن ہے ان دونوں احادیث میں چونکہ صرف گانا تھا۔ اس لئے ابوبکر کو وہ ۔شیطانی باجہ۔ نظر آیا ہو۔ اور زیر نظر حدیث میں صرف گانا نہیں بلکہ گانے کے ساتھ بجانا بھی ہے۔ اس لئے ابوبکر نے محفل سماع کو کامل سمجھ کر ۔شیطانی باجہ۔ نہ کہا ہو۔

- جلد اول حدیث نمبر ۹۰۲ کی طرح زیر نظر حدیث میں سرور کونین ؐ کا تذکرہ ضمناً نہیں کیا گیا۔ بلکہ وضاحت سے بتا دیا گیا ہے کہ آپ پہلے سے منہ پر کپڑا ڈالے سو رہے تھے۔
- حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے۔
- سرور کونین ؐ ام المومنین کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور بی بی محو تماشہ ہیں۔
- عمر حبشیوں کو مسجد میں کھیلنے سے روکتے ہیں۔
- سرور کونین ؐ عمر کو روکتے ہیں اور کھیلنے والوں کو اطمینان سے کھیلنے کی تلقین کرتے ہیں۔
- جلد اول حدیث نمبر ۹۰۰ میں حبشیوں کے کھیلنے کی جگہ نہیں بتائی گئی۔ جبکہ زیر نظر حدیث میں جگہ بتا دی گئی ہے کہ یہ کوئی معمولی جگہ نہ تھی بلکہ مسجد نبوی تھی۔ جلد اول حدیث نمبر ۹۰۰ میں کھیل کا سامان گتکا بتایا تھا۔ جبکہ زیر نظر حدیث میں ایسی کوئی وضاحت نہیں۔
- جلد اول نمبر ۹۰۰ میں ام المومنین نے بوقت تماشہ بینی اپنی کیفیت بتا دی تھی کہ میں کیسے کھڑی تھی۔ لیکن زیر نظر حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں۔
- زیر نظر حدیث میں ام المومنین نے بتایا ہے کہ سرور کونین ؐ نے مجھے ڈھانپ

رکھا تھا۔ البتہ یہ نہیں بتایا کہ کیسے ڈھانپا اور کیوں ڈھانپا؟

- جلد اوّل حدیث ۹۰۰ میں حبشیوں کو کھیل سے روکنے والا کوئی نہیں تھا۔
- جبکہ زیرِ نظر حدیث میں عمر حبشیوں کو مسجد میں کھیلنے سے روکتا ہے۔

۳- جلد دوم حدیث ۱۶۷ جلد اوّل ۹۰۰ کی طرح ہے۔

۴- جلد دوم حدیث ۴۲۷ جلد اوّل ۹۰۲ کی طرح ہے۔

۵- جلد دوم ۱۱۱ میں عید کا تعین نہیں کہ کونسی تھی۔ جبکہ سابقہ احادیث میں۔ ایام منیٰ۔ کا ذکر ہے یا صرف عید کا تذکرہ ہے۔ جبکہ زیرِ نظر حدیث میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں اشتباہ ہے۔

- سابقہ۔ احادیث میں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ یوم بعاث میں انصار کے کہے گئے اشعار گائے جا رہے تھے۔ جبکہ زیرِ نظر حدیث میں لفظ تقاذفت سے ہلکی توضیح ہے۔ تقاذف۔ قذف کا باب تفاعل ہے۔ قذف کا معنیٰ ہے کسی مرد یا عورت کو تہمت زنا دینا اور تقاذف کا معنیٰ ہے۔ تہمت زنا کا باہمی تبادلہ کرنا۔ یعنی دو افراد یا دو قبائل میں سے ہر ایک دوسرے پر زنا کی تہمت لگائے۔ بالفاظ دیگر جنگ بعاث میں انصار اور ان کے ساتھ لڑنے والوں نے ایک دوسرے کی بیویوں، بہنوں اور ماؤں پر اشعار میں جو تہمت زنا لگائی تھیں۔ انہی اشعار کو وہ لڑکیاں ڈھولک اور کسی دوسرے آلۂ غنا کی مدد سے گا رہی تھیں۔
- سابقہ احادیث میں ابوبکر نے صرف ایک مرتبہ شیطانی باجہ۔ کہا جبکہ زیرِ نظر حدیث میں ابوبکر نے ایک مرتبہ کہنے پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ دو مرتبہ محفل سماع کو شیطانی باجہ کہا۔

۶- جلد اوّل حدیث ۴۳۸ میں سرورِ کونینؐ ام المومنین عائشہ کو اپنی چادر میں چھپائے

ہوئے بی بی کے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے مسجد میں کھیلنے والے حبشیوں کا خود بھی تماشہ دیکھ رہے ہیں اور بی بی کو بھی تماشہ دکھا رہے ہیں۔

۷۔ ○ جلد سوم حدیث ۱۷۵ میں حبشی کھیل رہے ہیں۔ یہ نہیں بتایا کہ کہاں کھیل رہے ہیں
○ سرور کونینؐ نے ام المومنین کو چھپا لیا۔ یہ نہیں بتایا کہ کیسے چھپایا اور کیوں چھپایا۔
○ سرور کونینؐ ام المومنین کو چھپا کر تماشہ دکھاتے ہیں۔
○ بی بی نوخیز ہے۔
○ بی بی نے اپنے سننے والوں کو دعوت دی ہے کہ یہ اندازہ خود لگاؤ کہ میں کتنا وقت کھیل دیکھتی رہی۔ کیونکہ فرماتی ہیں ایک نوخیز لڑکی جب لہو و لعب دیکھنے یا سننے لگے تو اندازہ کرلو کہ وہ کتنی دیر تک دیکھتی — اور سنتی رہے گی۔
○ زیر نظر حدیث میں ام المومنین ایک طرف تو اپنا وقت بتانا چاہتی ہیں کہ میں کتنی دیر تک دیکھتی رہی اور دوسری طرف سرور کونینؐ کا حوصلہ اور قوت برداشت بتانا چاہتی ہیں کہ جب تک تماشہ دیکھتے دیکھتے میں نہ تھکی کیا مجال جو سرور کونینؐ نے اپنی تھکاوٹ کا اظہار کیا ہو یا حوصلہ ہارا ہو بلکہ مجھے لئے کھڑے رہے حتیٰ کہ میں خود تھک گئی۔

۸۔ ○ جلد سوم حدیث ۲۲۰۔ جلد سوم ۱۰۵ کی طرح ہے۔ لیکن صرف ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ۔ بی بی اپنی نوخیزی اور نوعمری کے علاوہ یہ بتا رہی ہیں کہ میں بھی ان لڑکیوں میں سے تھی جنہیں تماشہ بینی کا شوق حرص کی حد تک ہوتا ہے اور تماشہ دیکھتے دیکھتے کبھی نہیں تھکتیں۔

۹۔ ○ جلد سوم حدیث ۱۰۶۲ میں نہ بی بی تماشہ دیکھتی ہیں اور نہ گانا سنتی ہیں نہ کوئی

روکنے والا ہے اور نہ ہی کوئی ٹوکنے والا ہے۔ بلکہ بی بی اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڈی، گڈے کا کھیل کھیلتی ہے۔ سرورِ کونین تشریف لاتے ہیں۔
——— تو بی بی کی سہیلیاں آپ سے شرما کر چھپ جاتی ہیں۔
سرورِ کونین جاتے ہیں۔ بی بی کی چھپی ہوئی سہیلیوں کو ڈھونڈھتے ہیں اور ڈھونڈھ کر لاتے ہیں۔ لاکر بی بی کے پاس بٹھاتے ہیں۔ پھر بی بی اور اس کی سہیلیوں میں گڈی، گڈے کا کھیل شروع ہو جاتا ہے۔
البتہ یہ نہیں بتایا کہ جب آپ بی بی کی سہیلیاں ڈھونڈھ کر لاتے تھے۔ تو کیا انہیں بی بی کے پاس بٹھا کر پھر باہر تبلیغ رسالت کے لئے چلے جاتے تھے؟ یا پڑھ کر سو رہتے تھے؟ اور یا خود بھی گڈی، گڈے کے کھیل میں شریک ہو کر تبلیغ رسالت کی تھکان دور فرماتے تھے؟

مغالطہ ۱

احادیث کا مطالعہ کر لینے کے بعد مناسب ہوگا اگر مترجمین کے دو مغالطوں پر بھی غور کر لیں۔ پہلا مغالطہ دینے کی جو کوشش کی گئی ہے۔ وہ ہے۔
جلد اوّل حدیث نمبر ۹۔ جلد دوم حدیث نمبر ۱۶۷ میں لفظ درق و حراب اور جلد سوم حدیث نمبر ۱۷۵ میں لفظ حراب موجود ہیں۔ مترجمین نے ترجمہ میں تو ان کا چھڑی گتکا لکھا ہے اور بریکٹس میں جنگی مشقیں کیا ہے۔
اگر حبشی مسجد میں جنگی مشقیں ہی کر رہے تھے تو میری طرح ہر صاحب ہوش چند سوال پوچھے گا۔ ممکن ہے کوئی علامہ جواب دے سکے۔
۱۔ کیا جنگی مشقوں کے لئے مسجد کا انتخاب صرف حبشیوں نے کیا تھا؟

ب ۔ حبشیوں کی جنگی مشقوں سے پہلے یا بعد تاریخ اسلام کوئی ایسا واقعہ بتا سکتی ہے جسمیں صحابہ نے مسجد میں جنگی مشقیں کی ہوں ؟

ج ۔ اگر صحابہ نے جنگی مشقوں کے لئے مسجد کو منتخب کیا ہوا تھا تو کس تاریخ میں ہے؟

د ۔ مسجد میں جنگی مشقیں کرنے والے مسلمان تھے یا غیر مسلم ؟

ہ ۔ اگر غیر مسلم حبشی تھے تو انہیں مسجد نبوی میں آنے کی جرأت کیوں ہوئی؟

و ۔ اگر یہ حبشی مسلمان تھے تو اس وقت دیگر صحابہ بالعموم اور اصحاب صفہ بالخصوص کہاں تھے ؟

ز ۔ اگر دیگر اصحاب بھی مسجد ہی میں تھے تو وہ بھی ان جنگی مشقوں میں شریک تھے یا نہ؟

ح ۔ اگر شریک نہ تھے تو کیوں ؟ اور اگر شریک تھے تو کس تاریخ میں ہے ؟

ط ۔ اگر یہ جنگی مشقیں ہی تھیں تو عمر صاحب کو ان جنگی مشقوں سے کیا دکھ تھا جس کی بناء پر انہوں نے حبشیوں کو ڈانٹ پلائی ؟

ی ۔ کیا عمر صاحب کو مسلمانوں کی جنگی مہارت حاصل کرنے پر اعتراض تھا ؟

ک ۔ اگر کوئی اعتراض تھا تو کیوں ؟

ل ۔ اگر کوئی اعتراض نہیں تھا تو منع کیوں کیا ؟

م ۔ اگر یہ جنگی مشقیں ہی تھیں تو سرور کونین نے عمر کو روکنے سے منع کرتے وقت جنگی کرتبوں کا حوالہ کیوں نہ دیا ؟

ن ۔ اگر یہ جنگی مشقیں ہی تھیں تو ام المومنین عائشہ کے لئے ان میں کیا دلچسپی تھی ؟

س ۔ کیا سرور کونین بی بی کو جنگ کی ٹریننگ دینا چاہتے تھے ؟

ع ۔ اگر آپ بی بی کو جنگ کی ٹریننگ دینا چاہتے تھے تو کیوں ؟

ف ۔ جنگی کرتبوں کے دیکھنے کا حق صرف بی بی کو تھا یا دیگر ازواج نبی اور ازواج اصحاب بھی یہ کارخیر دیکھ سکتی تھیں ؟

ص ۔ اگر بی بی کے سوا دوسرا کسی کو دیکھنے کا حق نہ تھا تو کیوں ؟
ث ۔ اگر دوسری ازواج بھی دیکھ سکتی تھیں تو کسی زوجۂ صحابی کا نام بتایا جائے ؟
علاوہ ازیں ۔ ایک مرتبہ پھر احادیث میں غور فرمائیے ۔ خود بی بی عائشہ نے اپنے مریدوں کی ان بے ہودہ تاویلات کو غلط کر دیا ہے ۔

- جلد اوّل حدیث ۹۰۰ یلعب السودان حبشی کھیل رہے تھے ۔
- جلد اوّل حدیث ۱۲۳ وھم یلعبون فی المسجد جبکہ وہ مسجد میں کھیل رہے تھے
- جلد دوم حدیث ۱۶۷ یلعب السودان حبشی کھیل رہے تھے ۔
- جلد دوم حدیث ۲۴۲ وھم یلعبون فی المسجد جبکہ وہ مسجد میں کھیل رہے ہیں ۔
- جلد اول حدیث ۴۳۸ الحبشۃ یلعبون فی المسجد حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے ۔
- جلد سوم حدیث ۱۷۵ کان الحبش یلعبون حبشی کھیل رہے تھے ۔
- ایضاً فاقدروا قدر الجاریۃ الحدیثۃ السن تسمع اللھو ۔ نوخیز نوعمر لڑکی جو ۔ لہو ۔ سنتی ہے کے وقت کا اندازہ کرلو ۔
- جلد سوم حدیث ۲۲۰ الحبشۃ یلعبون فی المسجد ۔ حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے ۔
- ایضاً ۔ فاقدروا قدر الجاریۃ الحدیثۃ السن الحریصۃ علی اللھو ۔ نوخیز ۔ نوعمر ۔ ایسی لڑکی جو ۔ لہو ۔ میں حریص ہو ۔ کے (تماشہ دیکھنے کے) وقت کا اندازہ خود کرلو ۔

سات احادیث میں بی بی بتا رہی ہیں کہ حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے یا دلیے کھیل رہے تھے ۔ بھلا لعب کا معنی جنگی کرتب ۔ یا جنگی مشقیں کہیں اور بھی استعمال ہوا ہے یا صرف اندھی عقیدت نے یہ سب ، کچھ کرنے پر مجبور کیا ہے ؟

جلد سوم ۱۷۵ اور ۲۲۰ میں حدیث کا اختتامیہ فقرا جو اوپر ۔ ایضاً سے علیحدہ لکھا گیا ہے کیا اس بات کا واضح ثبوت نہیں کہ حبشی جنگی کرتب نہیں بلکہ مسجد نبوی میں

تفریحی کھیل کھیل رہے تھے اور بی بی کھیل دیکھنے کی شوقین تھی۔ جیسا کہ اس نے اپنے پیروکاروں کو بتایا ہے کہ ـــــ اس وقت کا اندازہ تم خود کر لو جو ایک ایسی نوخیز اور نوعمر لڑکی جو تماشہ دیکھنے میں حریص ہو صرف کرتی ہے۔

امید ہے قارئین کرام کے ذہن میں جنگی کرتبوں کی پوری ہیئت آجانے کے ساتھ مقام مصطفیٰ بھی آگیا ہوگا۔

مغالطہ نمبر ۲ :

جلد سوم حدیث ۱۰۶۲ میں مترجمین نے۔

کنت العب بالبنات عند النبیؐ میں سرورِ کونینؐ کے ہاں گڑیوں سے کھیلتی تھی۔

کا معنی کیا ہے ـــــ میں سرورِ کونینؐ کے ہاں لڑکیوں سے کھیلتی تھی۔

حالانکہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد والی بات ہے۔ مذکورہ فقرہ میں۔ بنات کا معنی لڑکیاں کیا ہے اور پھر اگلے لفظ۔

کان لی صواحب یلعبن معی۔ میری سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔

کا معنی گول کر گئے ـــــ اگر معنی ویسے کیا جاتا۔ جیسے بی بی خود فرماتی ہیں۔ بی بی کا بھانجا ہشام کا باپ عروہ روایت کرتا ہے اور امام بخاری لکھتے ہیں تو سیدھا سادا ترجمہ تھا۔ نہ تکلف کی ضرورت تھی اور نہ ہی کسی خیانت کی۔

کنت العب بالبنات میں گڑیوں سے کھیلتی تھی۔

کان لی صواحب یلعبن معی میری سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں

ام المومنین سودہ کی اپنی باری ام المومنین عائشہ کو ہبہ کر دینے کے ذیل میں چند سوالات ہیں جو مجھے سمجھ نہیں آئے۔

ا۔ ام المومنین سودہ نے اپنی باری کے شب و روز ام المومنین عائشہ کو کیوں ہبہ کئے ؟

ب۔ اگر یہ ہبہ ام المومنین عائشہ کی خوشنودی کے لئے تھا تو اس کی وجہ کیا تھی ؟

ج۔ اگر یہ ہبہ سرور کونین کی خوشنودی کیلئے تھا تو آپکی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ صرف یہی ؟

د۔ اگر سرور کونین کی خوشنودی کا ذریعہ صرف یہی تھا تو دیگر ازواج نے اپنی باریاں بی بی عائشہ کو ہبہ کر کے رضائے رسول کیوں نہ حاصل کی ؟ (ہ) کیا دیگر ازواج خوشنودی رسول نہیں چاہتی تھیں ؟

و۔ اگر نہیں چاہتی تھیں تو ان کا احترام کیوں ؟ (ز) اگر چاہتی تھیں تو اپنی باری ہبہ کیوں نہ کی ؟

ح۔ کیا ام المومنین سودہ اپنی باری کے روز شب میں سرور کونین کی خدمت کر کے آپ کو خوش نہیں رکھ سکتی تھی ؟ (ط) اگر خوش نہیں رکھ سکتی تھی تو کیوں ؟

ی۔ اگر خوش رکھ سکتی تھی تو اسے سرور کونین کو ایک دن اور رات اپنے گھر رکھنے میں کیا تکلیف تھی ؟

ک۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ام المومنین سودہ کسی مجبوری کے تحت خانہ نبویہ میں آگئی ہو اور وہ سرور کونین کو پسند نہ کرتی ہو اور نہ ہی اپنی ناپسندگی کا اظہار کر سکتی ہو ؟

ل۔ کہیں ام المومنین سودہ نے اپنے سے سرور کونین کو دور رکھنے کی خاطر یہ صورت تو پیدا نہیں کی تھی شادی والی حدیث میں چند سوال ایسے ہیں۔ جن کی سمجھ نہیں آئی۔ ممکن ہے، آپ سمجھے ہوں ؟

ا۔ وہ عورت کون تھی جس کی شادی بی بی نے کرائی تھی ؟

ب۔ کس مصلحت کی بنا پر اس کا نام نہیں لیا گیا ؟

ج۔ وہ انصاری مرد کون تھا جس کی شادی بی بی نے کرائی تھی ؟

د۔ ان دونوں میاں بیوی کے نام صیغہ راز میں کیوں رکھے گئے ؟

ہ۔ کہیں سرود کو جائز ثابت کرنے کے لئے یہ فرضی داستان تو نہیں ؟
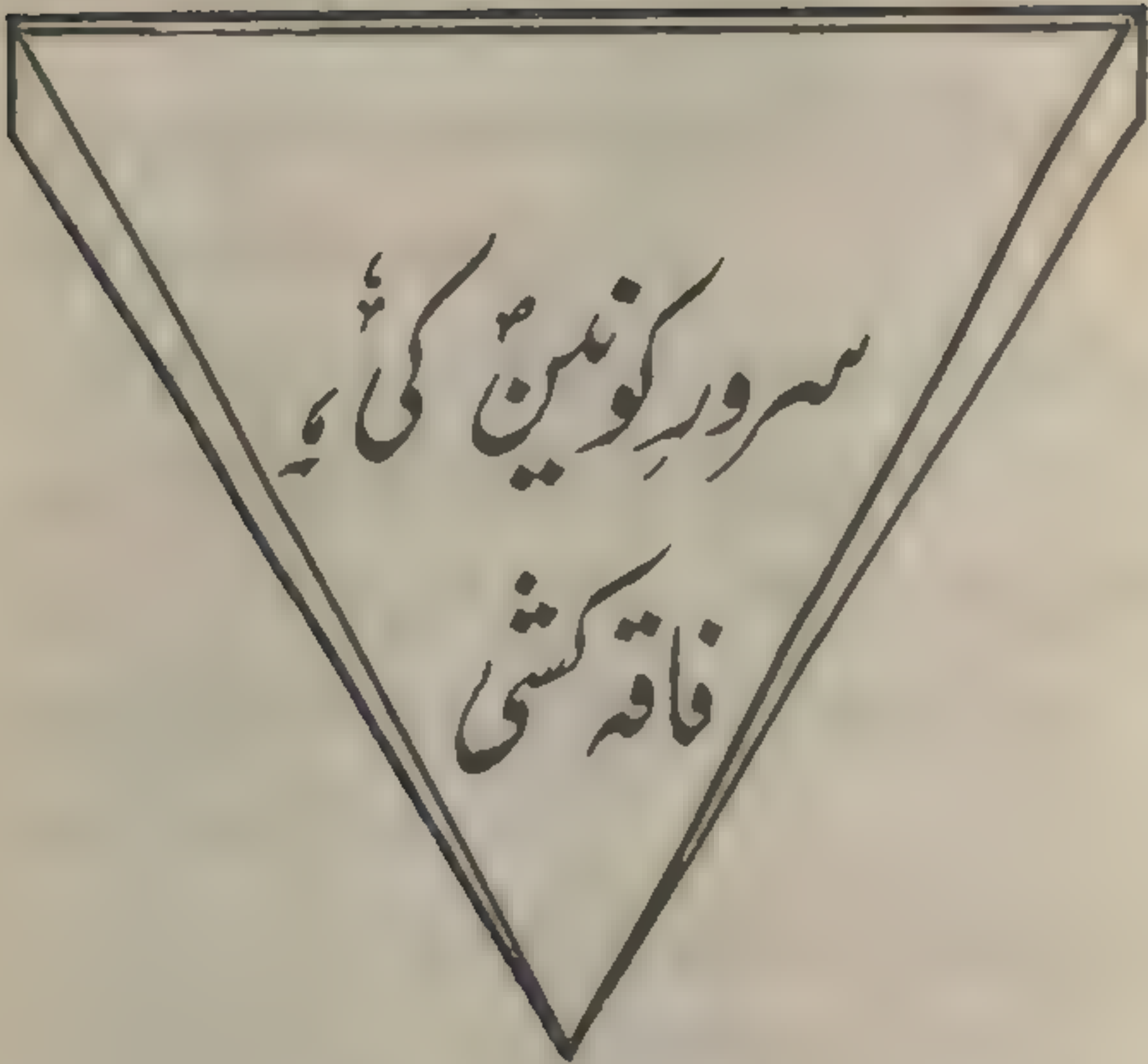
حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی خاص حیثیت ہے۔ یعنی
ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات
مسائل ہیں۔ (سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد اوّل)

۳۹۔ جلد اوّل　　کتاب المساقات　　ص ۸۲۳　　حدیث ۲۲۲۰

اسود عن عائشة ان النبیؐ اشتری طعاما من یہودی
الی اجل ورهنه درعا من حدید۔

ترجمہ:۔ اسود ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے ایک یہودی سے مدت معینہ تک کیلئے ذرہ گروی رکھ کر کھانا خریدا۔

۴۰۔ جلد اوّل　　کتاب الرہن　　ص ۸۶۶　　حدیث ۲۳۲۵

اسود عن عائشة قالت اشتری رسول اللہ من یہودی
طعاما ورهنه درعه۔

ترجمہ:۔ اسود ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے ایک یہودی کے پاس اپنی ذرہ گروی رکھ کر کھانا خریدا۔

۴۱۔ جلد اوّل　　کتاب المکاتب　　ص ۸۸۳　　حدیث ۲۳۸۵

عروہ عن عائشة انها قالت یا بن اختی ان کنا
لننظر الی الهلال ثم الهلال ثلاثة اهلة فی شهرین
وما اوقدت فی ابیات رسول اللہ نار فقلت یا خالة ما کان
یعیشکم قالت الاسودان التمر والماء الا انه قد کان
لرسول اللہ جیران من الانصار کانت لهم منائح
وکانوا یمنحون رسول اللہ من البانهم فیسقینا۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا میرے بھانجے! ہم ایک چاند کے بعد دوسرے چاند تک پھر تیسرے چاند تک

انتظار کرتے گزار دیتے لیکن سرور کونینؐ کے گھروں میں آگ تک نہ جلتی تھی
میں نے عرض کی۔ خالہ جان! پھر آپ کی زندگی کیسے گزرتی تھی؟ فرمانے
لگیں۔ کھجور اور پانی سے۔ البتہ سرور کونینؐ کے انصار میں سے پڑوسی
تھے اور ان کی دودھ والی ناقائیں تھیں۔ وہ سرور کونینؐ کو دودھ دیتے تھے
جو آپ ہمیں پلاتے تھے۔

۴۲۔ جلد دوم کتاب الجہاد والسیر صہ ۹۹ حدیث نمبر ۱۷۶

اسود عن عائشۃ قالت توفی رسول اللہ و درعہ مرھونۃ
عند یھودی بثلاثین صاعاً من شعیر۔

ترجمہ:۔ اسود ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سرور کونینؐ کی وفات
ہوئی تو آپ کی ذرہ تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔

۴۳۔ جلد دوم کتاب المغازی صہ ۶۱۸ حدیث نمبر ۱۳۹۰

عکرمہ عن عائشۃ قالت لما فتحت خیبر قلنا
الآن نشبع من التمر۔

ترجمہ:۔ عکرمہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا۔
کہ اب کھجور سے پیٹ بھر کر کھائیں گے۔

۴۴۔ جلد دوم کتاب المغازی صہ ۷۰۶ حدیث نمبر ۱۵۸۴

اسود عن عائشۃ قالت توفی النبیؐ و درعہ مرھونۃ
عند یھودی بثلاثین۔

ترجمہ:۔ اسود ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونینؐ کی وفات ہوئی تو آپ
کی ذرہ تیس کے عوض رہن تھی۔

---

۴۵ - جلد سوم　　کتاب الاطعمہ　　ص ۱۷۷　　حدیث نمبر ۳۵۰

منصور عن امہ عن عائشۃ (قالت) توفی النبیؐ حین
شبعنا من الاسودین ۔ التمر والماء

ترجمہ :- منصور اپنی ماں کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونینؐ کی وفات اس وقت ہوئی جب ہم پانی اور کھجور سے سیر ہو چکے ۔

۴۶ - جلد سوم　　کتاب الاطعمہ　　ص ۱۸۶　　حدیث نمبر ۳۸۱

اسود عن عائشۃ ما شبع آل محمد منذ قدم المدینۃ
من طعام البر ثلاث لیال تباعا حتی قبض ۔

ترجمہ :- اسود ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سے سرور کونینؐ مدینہ تشریف لائے آپ کی وفات تک آل محمدؐ نے تین راتیں متواتر گندم نہیں کھائی

۴۷ - جلد سوم　　کتاب الاطعمہ　　ص ۱۹۳　　حدیث نمبر ۴۰۳

عبدالرحمٰن ابن عابس عن ابیہ عن عائشۃ قالت ما
فعلہ الا فی عام جاع الناس اراد ان یطعم الغنی الفقیر
وان کنا لنرفع الکراع بعد خمس عشرۃ وما شبع آل محمد
من خبز مادوم ثلاثا ۔

ترجمہ :- عبدالرحمٰن ابن عابس اپنے والد (عابس) کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ : آپ نے ایسا صرف اس سال کیا تھا جس سال قحط تھا ۔ آپ کا مقصد فقط یہ تھا کہ دولتمند ناداروں کو کھلائیں ۔ ورنہ ہم تو (قربانی کے گوشت سے) پندرہ پندرہ دن بعد تک بھی گوشت کے ٹکڑے رکھ لیتے تھے اور آل محمدؐ نے تین دن مسلسل کبھی بھی روٹی اور سالن نہیں کھایا ۔

۴۸۔ جلد سوم　　کتاب الرقاق　　صہ ۵۱۴　　حدیث ۱۳۰۴

اسود عن عائشۃ قالت ماشبع آل محمد منذ قدم المدینۃ من طعام بر ثلاث لیال تباعًا حتی قبض۔

ترجمہ :۔ اسود ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونینؐ کی مدینہ سے وفات تک آل محمد نے تین شب مسلسل گندم کا کھانا نہیں کھایا۔

۴۹۔ جلد سوم　　کتاب الرقاق　　صہ ۵۱۴　　حدیث ۱۳۰۵

عروہ عن عائشۃ قالت ما اکل آل محمد اکلتین فی یوم الا احدیٰھما۔

ترجمہ :۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آل محمد نے (ایک وقت) دو چیزیں کبھی نہیں کھائیں (ہمیشہ) ایک چیز میسر آتی ہے۔

۵۰۔ جلد سوم　　کتاب الرقاق　　صہ ۵۱۴　　حدیث ۱۳۰۶

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان فراش رسول اللہ من ادم وحشوہ من لیف۔

ترجمہ :۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ سرور کونینؐ کا گدا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔

۵۱۔ جلد سوم　　کتاب الرقاق　　صہ ۵۱۴　　حدیث ۱۳۰۸

ھشام عن ابیہ عن عائشہ قالت کان یأتی علینا الشھر ما نوقد فیہ نارًا انما ھو التمر والماء الا ان نوتی باللحیم۔

ترجمہ :۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ہمارے گھر مہینہ گزر جاتا تھا اور چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی ۔ صرف پانی اور کھجور

ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ کبھی ہمیں (تھوڑا) سا گوشت مل جاتا۔

۵۲۔ جلد سوم　　کتاب الرقاق　　صفحہ ۵۱۴　　حدیث ۱۲۰۱

عروہ عن عائشۃ انہا قالت لعروۃ یا ابن اختی
انا کنا لننظر الی الھلال ثلاثۃ اھلۃ فی شہرین
وما اوقدت فی ابیات رسول اللہ نار فقلت ما کان
یعیشکم قالت الاسودان التمر والماء الا انہ قد کان
لرسول اللہ جیران من الانصار کان لھم منائح وکانوا
یمنحون رسول اللہ (من البانھم) فیسقینا۔

ترجمہ:- عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے مجھے فرمایا۔ اے بھانجے! ہم دو دو ماہ تک دیکھتے اور خانہ ہائے نبیؐ میں آگ تک نہیں جلتی تھی میں نے کہا پھر کیسے گزرتی تھی تو فرمایا بس کھجور اور پانی سے۔ البتہ سرور کونینؐ کے انصار پڑوسی تھے جن کی ناقائیں تھیں اور آپ کو ان کا دودھ دیتے تھے۔ جو آپ ہمیں پلاتے تھے۔

۵۳۔ جلد اوّل　　کتاب الزکوٰۃ　　صفحہ ۵۳۲　　حدیث ۱۳۲۸

عروہ عن عائشۃ قالت دخلت امرأۃ معھا ابنتان
لھا تسئل فلم تجد عندی شیئاً غیر تمرۃ فاعطیتھا
ایاھا فقسمتھا بین ابنیتھا ولم تاکل (منھا) ثم قامت فخرجت
ودخل النبیؐ علینا فاخبرتہ فقال النبیؐ من ابتلی
من ھذہ البنات بشیئٍ کن لہ ستراً من النار۔

ترجمہ:- عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی بیٹیاں تھیں اور وہ کچھ مانگ رہی تھی مگر میرے ہاں ایک دانہ کھجور کے سوا

کچھ نہ تھا جو میں نے اسے دے دیا۔ اس نے خود نہ کھایا اور دونوں بیٹیوں
میں تقسیم کر دیا۔ وہ چلی گئی اور سرورِ کونین تشریف لائے۔ میں نے آپ سے
ذکر کیا تو فرمانے لگے کہ جو کوئی ان لڑکیوں میں مبتلا کیا جائے تو اس کے لئے
لڑکیاں آتشِ جہنم کی ڈھال ہوں گی۔

۵۴۔ جلد سوم کتاب الآداب صہ ۳۵۹ حدیث ۹۲۳

عروه ابن الزبير اخبره ان عائشة حدثته قالت جاءتني
امرأة معها ابنتان تسألني فلم تجد عندي غير تمرة
واحدة فاعطيتها فقسمتها بين ابنتيها ثم قامت فخرجت
فدخل النبيّ فحدثته فقال من يلي من هذه البنات
شيئاً فاحسن اليهن كن له ستراً من النار۔

ترجمہ:۔ عروہ ابن زبیر نے بیان کیا کہ مجھے ام المومنین عائشہ نے روایت سنائی ہے
کہ میرے پاس ایک عورت کچھ مانگنے کے لئے آئی جس کے ساتھ اس کی دو
بیٹیاں تھیں۔ لیکن میرے گھر سے اسے ایک دانہ کھجور سے زیادہ نہ ملا۔ میں نے
اسے دیا۔ اس نے اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر اٹھ کر چلی گئی۔ ازاں بعد
سرورِ کونین تشریف لائے میں نے آپ سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ جسے ان
لڑکیوں سے کچھ ملے اور وہ ان پر احسان کرے تو یہ لڑکیاں اس کے لئے آتشِ
جہنم کی ڈھال ہونگی۔

ماحصل :۔ ان سولہ احادیث کا حاصل مطالعہ یہ ہے۔

۱۔ جلد اوّل حدیث ۲۲۲۰، ۲۲۳۵، جلد دوم حدیث ۱۷۹ اور حدیث ۱۵۸۴
میں سرورِ کونین کی ناداری کا تذکرہ ہے اور انتہائے ناداری یہ بتائی گئی ہے کہ وقت

وفات سرور کونینؐ کی زرہ تک بندکیلو جَو کے عوض رہن تھی۔

ب۔ جلد سوم حدیث ۴۰۳۔ حدیث ۲۸۱۔ حدیث ۱۲۰۷ اور حدیث ۱۲۰۵ میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب سے آپ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تا وفات آں حضرت نے سیر ہو کر نہیں کھایا۔

ج۔ جلد اوّل حدیث ۱۲۸۵۔ جلد سوم حدیث ۱۲۷۰ اور حدیث ۱۲۷۹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ سرور کونینؐ کے ہاں ناداری کی یہ حالت تھی کہ دو دو ماہ تک چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی۔

د۔ جلد دوم حدیث ۱۲۹۰ اور جلد سوم حدیث ۲۵۰ میں یہ بتایا گیا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا کب نصیب ہوا۔

ہ۔ جلد سوم حدیث ۱۲۰۶ میں سرور کونینؐ کے گدیلے کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

و۔ جلد اوّل حدیث ۱۳۲۹ اور جلد سوم حدیث ۹۲۳ میں ایک ایسی بھکارن کا واقعہ ہے جو ام المومنین عائشہ کے گھر کچھ مانگنے آئی۔ مگر ایک دانہ کھجور کے سوا اسے کچھ حاصل نہ ہوا جسے لے کر اس نے خود نہ کھایا۔ بلکہ آدھا آدھا کرکے دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا۔

چند سوالات:

گذشتہ اوراق میں آپ، تحفے کے زیرِ عنوان ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ صحابہ سرور کونین کو کچھ پیش کرنے کی خاطر ام المومنین عائشہ کی باری کا انتظار کرتے تھے۔ حتیٰ کہ صحابہ اور سرور کونینؐ کی اس جانبداری کے خلاف ازواج نے احتجاج بھی کیا۔ ام المومنین ام سلمہ ام السادات دختر رسول جناب فاطمہ اور ام المومنین زینب بنت جحش نے ازواج کی ترجمانی بھی کی۔ لیکن سرور کونینؐ نے کسی کی نہ مانی اور صحابہ سے صرف اتنا تک نہ فرمایا

کہ تحفے دینے کی خاطر جانبداری سے کام نہ لیا کرو۔

ام المومنین عائشہ کی محبت میں سرورِ کونینؐ نے تمام دیگر ازواج کو ناراض کر دیا گھر کا نظام درہم برہم ہونا گوارا کر لیا۔ لیکن نہ صحابہ سے کچھ کہا اور نہ ہی بی بی عائشہ کو کچھ کہا۔

پھر آپ کو تاریخ میں یہ بھی متعدد مقامات پر ملے گا کہ سرورِ کونینؐ کے سسر ابوبکرؓ نے مدینہ سے باہر مقام سُنح میں کارخانہ لگا رکھا تھا اور وہ بہت بڑے کاروباری آدمی تھے۔

آپ تاریخ میں یہ بھی دیکھتے ہوں گے کہ عثمان ابن عفان نے راہِ اسلام میں سب کچھ قربان کر دیا اور وقتاً فوقتاً سرورِ کونین کی امداد بھی کیا کرتا تھا۔

بخاری شریف کی مسلمہ احادیث تحفہ جات۔ ابوبکر کے کارخانہ اور عثمان کی مالی قربانیوں کے پیشِ نظر ہر صاحبِ فکر کے ذہن میں چند سوالات سامنے آئیں گے امید ہے سقیفائی گروپ کے وکلاء ان کے جوابات مرحمت فرمائیں گے۔

ا۔ جن مسلمانوں کو تحفہ جات پیش کرنے کی خاطر ام المومنین عائشہ کی باری کا علم ہو جاتا تھا۔ انہیں سرورِ کونینؐ اور آپ کی ازواج کی اس فاقہ کشی کا علم کیوں نہ ہوتا تھا؟

ب۔ ام المومنین عائشہ کے باپ ابوبکر جو کارخانہ دار تھے انہیں سرورِ کونین کی فاقہ کشی کا علم کیوں نہ ہوتا تھا؟

ج۔ کیا وہ کبھی سرورِ کونینؐ کے دکھ درد پوچھنے نہیں آتا تھا؟

د۔ اگر آتا تھا تو کیا اس فاقہ کشی کا مداوا بھی کرتا تھا؟

ہ۔ اگر ابوبکر اپنی آمد سے فاقہ کشی کا مداوا کرتا تھا تو کیا ام المومنین یہ درست کہتی ہے کہ سرورِ کونینؐ ذرہ گروی رکھ کر یہودیوں سے کھانے کا

سامان خریدتے تھے ؟

و۔ اگر درست ہے تو ابوبکر نے کیا مدادا کیا ؟

ز۔ اگر غلط ہے تو۔ ان احادیث کے راوی۔ ام المومنین عائشہ اور امام بخاری کے متعلق کیا فتویٰ ہوگا ؟

ح۔ کیا ان احادیث نے صحابی رسول اور خسر نبی کی قربانیوں کو پامال نہیں کر دیا ؟

ط۔ عثمان صاحب نے جو مدینہ کے دولت مندوں میں شمار ہوتے تھے۔ اور بقول سواد اعظم سرور کونین کے داماد بھی تھے نے سرور کونین کی اس فاقہ کشی میں کیا امداد کی ؟

ی۔ اگر اسے معلوم نہ ہو سکا تو کیسے ؟

ک۔ اگر اسے معلوم ہوتا تھا تو پھر اس کی طرف سے کیا ردعمل ہوا ؟

ل۔ اگر کچھ بھی ردعمل نہ ہوا جیسا کہ ام المومنین بتا رہی ہے۔ تو کیوں ؟

م۔ کیا ام المومنین عائشہ کی یہ سولہ احادیث صحیحہ عثمان کی مالی قربانیوں کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کے منہ پر طمانچہ نہیں ——— ؟

ن۔ سرور کونین کے بیان کردہ فاقہ کشی کے سلسلہ میں دیگر ازواج نبی کیوں مہر بلب ہیں ؟

س۔ ام المومنین عائشہ نے جس زرہ گروی ہونے کا تذکرہ کیا ہے ؟ آپ کی وفات کے بعد

وہ لی گئی تھی یا نہیں ؟

ع۔ اگر لی گئی تھی تو کس نے لی تھی اور کسے دی تھی ؟

ف ———

اگر نہیں لی گئی تو کیوں ؟

ص ———

یہ بھکارن کون تھی جو ام المومنین عائشہ کے پاس آئی ؟

ث - مدینہ کی تھی یا ——— بیرون مدینہ کی کسی دوسری بیوی سے بھی اس نے کچھ مانگا یا نہیں ؟

خ ———

کیا فاقہ کشی کے واقعات صرف اس لئے تو نہیں سنائے گئے . کہ لوگوں کے دلوں سے سرورِ کونین کی عظمت کم ہو جائے ؟

ذ ———

اگر ان واقعات سنانے کا مقصد درسِ قناعت دینا تھا . تو بطور داستان گوئی کے کیوں بیان کئے گئے ؟ ——— کسی فضول خرچی کے موقعہ پر کیوں نہ سنائے گئے ؟

ض۔

سائلہ کے سوال اور بی بی کی فیاضانہ عمل کے بعد اس واقعہ کا تذکرہ — سرورکونین سے کیوں ضروری سمجھا گیا ؟ ——— اگر مقصد اذن رسول تھا تو وہ آگے چل کر آپ دیکھیں گے کہ وہ جائز ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد تھا ——— ؟ — تو وہ بتایا جائے کہ کیا تھا ؟

ظ ———

کیا یہ واقعہ صرف ام المومنین کی داستان سخاوت بیان کرنے کی خاطر

تو نہیں گھڑا گیا ؟

غ ــــــــــــ

کیا یہ واقعات فاقہ کشی بھی ــــــــ سابقہ احادیث ــــ مغافیر ــــ بزم موسیقی ــــ تماشہ بینی ــــ یوم بعاث ــــ ازواج میں گروہ بندی اور تحفہ جات کی طرح عظمت نبویہ کو کم کرنے کی باقاعدہ سکیم کا حصّہ تو نہیں ؟

ــــــــــــ

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی خاص حیثیت ہے یعنی
ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں - جو عقائد یا فقہ کے مہمات
مسائل ہیں -
(سیرۃ النبیؐ شبلی نعمانی جلد اوّل)
اُمّ المومنین عائشہ
کا
سُنہری فیصلہ
اتھاں علم عقل دی لوڑ نہیں ذرا دیکھ سنجوگ مزاراں دا !
کہنے والے کے رُخ پر
زنّاٹے دار طمانچہ

۵۵ - جلد اوّل کتاب الجنائز ص۵۲۲ حدیث ۱۳۰۲

هشام عن ابیه عن عائشة انها اوصت عبدالله ابن الزبیر لا تدفننی معهم وادفننی مع صواحبی بالبقیع لا ازکیٰ به ابدًا۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے والد عروہ ابن زبیر کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ بی بی نے عبداللہ ابن زبیر کو وصیت کہ
مجھے ان لوگوں کے ساتھ دفن نہ کرنا۔ بلکہ میری سوکنوں کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا۔ میں آپ کے ساتھ دفن کئے جانے کے سبب پاک نہیں کی جاؤں گی۔

محترم قارئین! —— دیکھ لیا ہے آپ نے حدیث کو بھی۔ اور حدیث کے ترجمہ کو بھی۔ شیعوں کو کافر کہہ لینا آسان ہے۔ رافضی کہہ لینا کوئی مشکل نہیں۔ مسجد بھی آپ کی اپنی۔ منبر بھی اپنا، مصلّی بھی اپنا، سپیکر بھی اپنا، گلا بھی اپنا۔ اور سننے والے بھی۔ لم یجد شیئًا مذکورا۔ کوئی روکنے والا ہے نہ ٹوکنے والا
لیکن یہ یاد رکھیں جب کبھی اماں جی کے سامنے آنے کی کوشش کی تو وہ جوتیاں پڑیں گی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا —— بھلا بتائیے۔ ہشام رافضی ہے یا ہشام کا باپ عروہ رافضی ہے یا عروہ کا باپ زبیر رافضی ہے۔ بی بی عائشہ رافضن ہے۔ یا امام بخاری رافضی ہے۔ ترجمہ کرنے والا محمد عادل خان رافضی ہے یا چھاپنے والی مشین رافضی ہے۔

چلو نہ سہی، یہ بتادو۔

ہشام سبائی ہے، یا ہشام کا باپ عروہ سبائی ہے یا عروہ کا باپ اور بی بی کا بہنوئی زبیر سبائی ہے۔ بی بی عائشہ کا سبائیوں سے رابطہ ہے یا امام بخاری سبائی تھے۔ ترجمہ کرنے والا محمد عادل خان سبائی ہے یا چھاپنے والی مشین سبائی تھی حالانکہ طبری کے مفروضہ عبداللہ ابن سبا کی ایجاد اختراع سے قبل بی بی عائشہ اور عروہ ابن زبیر یہ حدیث نقل کر چکے تھے۔ جبھی تو امام بخاری نے پورے صبر سے اور اعتماد کے ساتھ اپنی صحیح میں لکھا ہے۔

یقین جانیئے آپ ان میں سے نہ تو کسی کو سبائی کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی رافضی۔

اب جبکہ آپ کو یقین ہو چلا ہے کہ یہ حدیث کسی رافضی کی بیان کردہ نہیں۔ بلکہ سقیفائی گروپ کے انتہائی اہم رکن نے نقل کی ہے تو آئیے اور پڑھئے۔ کہ ام المومنین اس وصیت کے ذیل میں کیا سبق دینا چاہتی ہیں۔

ا۔ ام المومنین اپنے عزیز بھانجے عبداللہ ابن زبیر کو وصیت فرماتی ہیں کہ

ب۔ دیکھو بیٹا مجھے روضۂ رسول میں دفن نہ کرنا۔

ج۔ روضۂ رسولؐ میں دفن ہو جانے سے میرے گناہوں کی تختی نہیں دھلے گی۔

د۔ روضۂ رسول میں دفن ہونا میری تطہیر کا موجب نہیں بن سکے گا؟

ہ۔ مجھے جنت البقیع میں میرے ساتھ والیوں کے ساتھ دفنانا۔

و۔ روضۂ رسولؐ میں اتنی طاقت کہاں کہ میری لغزشوں کو دامن عفو مہیا کر سکے۔

ز۔ کسی کے گناہوں پر مقام دفن پردہ نہیں ڈال سکتا۔

ح۔ مقام دفن کی خوبی سے کوئی گناہگار بخشا نہیں جاتا۔

ط۔ جب روضۂ رسول میں دفن ہونا ام المومنین عائشہ کے لئے بقول ام المومنین سود مند نہیں تو دوسرے دفن ہونے والوں کا کیا فائدہ ہوگا؟

ی۔ وہ محبت کیا ہوئی جو سرورِ کونین ؐ کو ام المومنین سے تھی؟

ک۔ اس عشقِ رسول کا کیا بنا جس کی داستانیں امام بخاری بیان کرتے ہیں؟

ل۔ کیا ام المومنین نے روضۂ رسول میں دفن نہ کرنے کی وصیت کرکے بوبکر و عمر کی توہین تو نہیں کی؟

م۔ کیا اب بھی شیخین کے سر پر روضۂ رسول میں دفن ہونے کی دستارِ فضیلت موجود ہے؟

ن۔ کیا شیخین اور دیگر امتِ مسلمہ کی نسبت مذکورہ وصیت سے ام المومنین کا ضعفِ عقیدہ ثابت نہیں ہوتا؟ جبکہ روضۂ رسول میں دفن ہونے کی خواہش شیخین نے کی اور آجتک امتِ مسلمہ کی واضح اکثریت گلے پھاڑ پھاڑ کر روضۂ رسول میں دفن کو مقامِ افتخار سمجھتی ہے اور عقیدہ یہ ہے کہ جو روضۂ رسول میں دفن ہو گیا۔ اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے۔

س۔ کیا ام المومنین نے اپنے تمام ماننے والوں کی عقیدت کے منہ پر طمانچہ نہیں مارا؟ کہ خبردار یہ مت سمجھو کہ روضۂ رسول میں دفن ہونا کسی کو اس کے گناہوں سے بچائے گا۔ بلکہ صرف اعمال ہی گناہ سے بچا سکتے ہیں۔

ع۔ کیا بی بی کی اس حدیث نے سرورِ کونین ؐ کے مقامِ مصطفیٰ کی توہین تو نہیں کی؟

ف۔ اگر توہین نہیں تو کیسے؟

ص۔ اگر توہین ہے تو کیا امتِ مسلمہ کے پاس اس توہین کا جواز ہے؟

ق۔ اگر کوئی جواز ہے تو للہ ہمیں بھی بتا دیا جائے کہ وہ کیا ہے۔

ر۔ اگر اس توہین کا کوئی جواز نہیں تو پھر کیا امتِ مسلمہ بھی کچھ غور کرے گی؟

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی خاص حیثیت ہے۔ یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں۔ (سیرۃ النبیؐ شبلی نعمانی جلد اوّل صـ ۲۴)

۵۶ - جلد دوم　　صد ۲۰۳　　کتاب الجہاد　　حدیث ۴۱۲

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ ان النبیؐ سحر کان
یُخیل الیہ انہ صنع شیئًا ولم یصنعہ۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونین پر جادو کیا گیا (جس کا اثر یہ ہُوا) آپ کسی ایسے کام کو جسے انہوں نے نہ کیا ہوتا تھا خیال کرتے تھے کہ کر چکا ہوں۔

حاصل مطالعہ:

آپ نے نماز نہیں پڑھی ہوتی تھی۔ خیال کرتے پڑھ چکا ہوں۔ قرآن نہیں پڑھا ہوتا تھا۔ خیال کرتے پڑھ چکا ہوں۔ لوگوں کو وعظ نہیں کیا ہوتا تھا، خیال کرتے کر چکا ہوں کسی بی بی کی باری نہیں گزاری ہوتی اور خیال کرتے کہ گزار چکا ہوں۔

۵۷ - جلد دوم　　صد ۲۳۵　　کتاب بدؤ الخلق　　حدیث ۵۰۰

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت سحر النبیؐ وقال
اللیث کتب الی ھشام انہ سمعہ ووعاہ عن ابیہ
عن عائشۃ قالت سحر النبیؐ حتی کان یخیل الیہ
انہ یفعل الشیئ وما یفعلہ حتی کان ذات یوم
دعا ودعا ثم قال اُشعرت ان اللہ افتانی فیما
فیہ شفائی - اتانی رجلان فقعد احدھما عند رأسی والآخر
عند رجلی فقال احدھما ما وجع الرجل قال مطبوب

قال دمن طبه قال لبيد ابن الاعصم قال فيماذا قال
فی مشط ومشاقة وجف طلعة ذكر قال فاين هو
قال فی بئر ذروان فخرج اليها النبیؐ ثم رجع - فقال
لعائشة حين رجع نخلها كانها رؤس الشياطين فقلت
استخرجته فقال لا - اما انا فقد شفانی الله وخشيت
ان يثير ذلك على الناس شرا - ثم دفنت البئر -

ترجمہ :- ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ
سرور کونینؐ پر جادو کیا گیا۔ لیث کا کہنا ہے کہ مجھے ہشام نے لکھا کہ میں نے
اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے سنا ہے اور اسے یاد کیا ہے
کہ سرور کونینؐ پر جادو کیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ کو خیال آتا تھا کہ میں فلاں کام کر رہا
ہوں حالانکہ کر نہیں رہے ہوتے تھے حتیٰ کہ ایک دن آپ نے بہت
طویل دعا کی اور پھر (مجھے) فرمایا (اے عائشہ) کیا تجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ
نے مجھے ایسی بات بتا دی ہے جسمیں میری شفا ہے۔ میرے پاس دو مرد
آئے۔ ایک سرہانے اور دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ ایک نے کہا۔ اس آدمی کو کیا ہے؟
دوسرے نے کہا یہ جادو زدہ ہے۔ پہلے نے کہا جادو کس نے کیا ہے؟
دوسرے نے کہا لبید ابن اعصم نے۔ پہلے نے کہا۔ کس چیز میں کیا ہے؟
دوسرے نے کہا۔ کنگھی۔ روئی کے گالے اور کھجور کی کلی کے اوپر والے چھلکے
میں۔ پہلے نے کہا۔ یہ چیزیں اب کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا۔ چاہ ذروان میں
آپ وہاں تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو ام المومنین عائشہ سے کہا
کہ اس کنوئیں کے قریب کھجور کے درخت ایسے معلوم ہوتے تھے۔ جیسے
شیطان کی کھوپڑیاں۔ میں نے عرض کی وہ چیزیں آپ نے نکلوالیں۔ آپ نے

فرمایا۔ نہیں اللہ نے مجھے شفاء عطا فرمادی ہے اور یہ اندیشہ تھا کہ لوگوں میں شور و فساد نہ پھیل جائے پھر وہ کنواں بند کر دیا گیا۔

حاصل مطالعہ :

ا۔ ہشام ابن عروہ نے لیث کو باقاعدہ طور پر سرور کونین کی جادو زدگی کا حال لکھ کر بھیجا۔ خدا معلوم دوسرے کتنے افراد کے پاس یہ اشتہار بھیجا ہوگا۔

ب۔ سرور کونین پر لبید ابن اعصم نے کنگھی، روئی کے گالے اور کھجور کی کلی کے اوپر والے چھلکے میں جادو کر کے ان چیزوں کو چاہ ذروان میں ڈال دیا۔ سرور کونین پر اثر یہ ہوا کہ آپ نے

مثلاً۔ نماز نہیں پڑھی ہوتی تھی۔ خیال کرتے کہ پڑھ چکا ہوں۔ تلاوت قرآن نہیں کی ہوتی تھی خیال کرتے کہ کر چکا ہوں وغیرہ وغیرہ

ج۔ آپ کو یہ معلوم تھا کہ مجھ پر جادو کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک دن آپ مصلّی پر بیٹھ گئے اور بڑی طویل دعا مانگی پھر ام المومنین عائشہ سے مخاطب ہوئے اور کہا۔ اے عائشہ کیا تجھے بھی معلوم ہے کہ اللہ نے مجھے میری دوا بتادی ہے میرے پاس دو آدمی آئے۔ انہوں نے باہمی گفتگو سے مجھے سب کچھ بتادیا آپ چاہ ذروان پر گئے۔ پلٹ کر آئے تو کہا۔ اے عائشہ چاہ ذروان کی کھجوریں تو شیطان کے سر معلوم ہوتی ہیں۔

د۔ ام المومنین نے پوچھا وہ چیزیں آپ نے نکوالیں؟ سرور کونین نے فرمایا۔ مجھے تو اللہ میاں نے شفا دے دی ہے لیکن خطرہ تھا کہ کہیں لوگوں میں فساد نہ پھیل جائے اس لئے نہیں نکوائیں۔

چند باتیں جو سمجھ میں نہیں آئیں۔

ا۔ سرور کونینؐ دیگر امور میں تو خیال کرتے تھے کہ کر چکا ہوں لیکن یہ جو دعا مانگی اس میں انہیں یہ خیال کیوں نہ آیا کہ مانگ چکا ہوں ؟ پھر بی بی عائشہ کو بتاتے ہوئے یہ خیال کیوں نہ آیا کہ بتا چکا ہوں ؟ اور چاہ ذروان پہ جاتے ہوئے یہ خیال کیوں نہ آیا کہ جا چکا ہوں ؟

ب۔ سرور کونینؐ نے صرف بی بی عائشہ ہی کو کیوں بتانا مناسب سمجھا۔ دیگر ازواج کے سامنے یہ تذکرہ کیوں نہ کیا ؟

ج۔ سرور کونینؐ نے جادو کا اثر اتارنے کے لئے کیا کیا ؟ نہ تو ان چیزوں کو وہاں سے نکالا، نہ کوئی دم پڑھا۔ نہ کوئی سورت پڑھی۔ صرف چاہ ذرون پہ جاکر واپس پلٹ آئے اور بی بی عائشہ کے سامنے چاہ ذروان کی وحشت کا قصیدہ پڑھا اور جادو کا اثر ختم ہوگیا۔

د۔ سرور کونینؐ نے تو اس واقعہ جادو سے بچنے کی کوشش کی کہ کہیں عوام میں پھیل کر موجب فساد نہ بن جائے لیکن ام المومنین عائشہ آپ کے بھانجے عروہ اور بھانجے کے بیٹے ہشام بن عروہ نے اس واقعہ کو شہرت دینے میں کیوں دلچسپی لی۔

۵۸۔ جلد سوم کتاب الطب صـ ۲۹۳ حدیث ۱۳

هشام عن ابيه عن عائشة قالت سحر رسول الله رجل من بنى زريق يقال له لبيد ابن الاعصم حتى كان رسول الله يخيل اليه انه يفعل الشئ وما فعله حتى اذا كان ذات يوم (او ذات ليلة وهو عندى) دعا ودعا ثم قال يا عائشة اشعرت ان الله افتانى فيما استفتيه فيه اتانى رجلان فقعد احدهما عند رأسى والآخر عند رجلى فقال مطبوب قال من طبه

قال لبید ابن الاعصم قال فی ای شیئ قال فی مشط و مشاطة وجف طلعة نخل ذکر قال و این هو۔ قال فی بئر ذروان فاتاها رسول الله فی ناس من اصحابه فجاء فقال یا عائشة! کان ماءها نقاعة الحناء او کان رؤس نخلها رؤس الشیاطین قلت یارسول اللهِ افلا استخرجته قال قد عافانی الله فکرهت ان اثور علی الناس فیه شرًا فامر بها فدفنت۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ پر بنی زریق کے لبید ابن اعصم نامی شخص نے جادو کیا۔ حتیٰ کہ سرورِ کونینؐ کسی ناکردہ کام کے متعلق خیال کرتے کہ میں اسے کر چکا ہوں۔ ایک دن میری باری تھی۔ دن تھا یا رات سرورِ کونینؐ نے طویل وقت تک دعا مانگی۔ پھر فرمایا۔ اے عائشہ کیا تجھے بھی کچھ پتہ چلا ہے کہ جس چیز کے متعلق میں نے ذات احدیت سے پوچھا تھا۔ اللہ نے مجھے وہ چیز بتا دی ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے ایک سرہانے دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ ایک نے کہا یہ جادو زدہ ہے۔ دوسرے نے کہا کس نے کیا ہے؟ پہلے نے کہا۔ لبید ابن اعصم نے۔ پہلے نے کہا کس چیز میں؟ دوسرے نے کہا۔ کنگھی۔ کنگھی سے گرے ہوئے بالوں اور نر کھجور کی کلی کے اوپر والے چھلکے میں۔ پہلے نے کہا یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا۔ چاہ ذروان میں۔ سرورِ کونینؐ کچھ صحابہ کو لے کر چاہ ذروان پر گئے۔ پھر واپس لوٹے اور کہا۔ اے عائشہ چاہ ذروان کا پانی مہندی کے نچوڑ کی طرح تھا۔ اور اس کے گرد کھجور کے درختوں کے سر شیطانی سروں جیسے تھے۔ میں نے کہا۔ یارسولؐ اللہ کیا میں اس کی تحقیق نہ کروں؟ آپ نے کہا۔

مجھے اللہ نے شفا دے دی ہے۔ اب لوگوں میں اس کی برائی کو مشہور کرنا مجھے پسند نہیں۔ پھر آپ نے اس (کنگھی) کے دفن کرنے کا حکم دیا۔

حاصل مطالعہ :

ا۔ جلد دوم ۵۰۰۰ سے مختلف حدیث ہے۔

ب۔ زیر نظر حدیث میں باری بی بی عائشہ کی ہے۔

ج۔ زیر نظر حدیث میں لبید ابن اعصم کا قبیلہ بھی بتا دیا گیا ہے۔

د۔ زیر نظر حدیث میں تیسری چیز کنگھی سے گرے ہوئے بال بتائے گئے ہیں جبکہ جلد دوم ۵۰۰۰ میں روئی کا گالہ بتایا گیا تھا۔

ھ۔ جلد دوم حدیث ۵۰۰۰ میں سرور کونین کے چاہ ذروان پر جانے کے وقت کسی صحابی کا ذکر نہیں کہ کوئی اور بھی آپ کے ساتھ گیا یا آپ تنہا گئے لیکن زیر نظر حدیث میں آپ کے ساتھ چند صحابہ بھی جانے والے ہیں خدا معلوم بی بی عائشہ کو معلوم ہی نہیں کہ کون کون تھے یا بی بی ان کے نام لینا پسند نہیں کرتی یا ویسے کسی سیاسی مصلحت کی وجہ سے ان کے نام نہیں لئے۔

و۔ جلد دوم ۵۰۰۰ میں بی بی پوچھتی ہیں کہ ان جادو کردہ چیزوں کو آپ نے نکلوایا یا نہیں ؟ لیکن زیر نظر حدیث میں بی بی سرور کونین سے تفتیش کی اجازت لیتی ہیں اور عرض کرتی ہیں اگر اجازت دیں تو میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں کہ ایسا کیوں ہوا ؟

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ بی بی کس بات کی تفتیش کرنا چاہتی تھی۔ جبکہ جادو کرنے والے اور جادو کردہ چیزوں کے نام تو آنے والے دو مرد سرور کونین کو بتا گئے تھے اور سرور کونین نے بی بی کو چاہ ذروان پر جانے سے قبل بتا دیا تھا۔ اب تفتیش کس

کی کرنا تھی ؟

البتہ ایک چیز قابلِ تفتیش تھی اور وہ جادو کردہ چیزوں کی لبید ابن اعصم تک رسائی تھی۔ تعویذ گنڈوں والے حضرات اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ جن چیزوں کا نام لیا گیا ہے۔ یہ چیزیں اسی فرد کے زیرِ استعمال ہوتی ہیں۔ جس پر جادو کرنا ہو۔ اور چونکہ سرورِ کونینؐ کو کنگھی کرنے کا کام بالعموم بی بی کرتی تھیں۔ جیسا کہ آگے چل کر آپ کو معلوم ہوگا۔ اس لئے بی بی کے لئے یہ مسئلہ ضرور قابلِ غور تھا کہ کنگھی تو سرورِ کونینؐ کو میں کرتی ہوں۔ کنگھی کرنے سے جو بال جھڑتے ہیں وہ بھی میرے پاس ہوتے ہیں پھر یہ چیزیں لبید ابن اعصم تک کیسے پہنچ گئیں ؟

یہ خیانت کس نے کی ؟

سابقاً احادیث وحی۔ احادیث مغافیر۔ احادیث تماشہ بینی اور احادیث گانا نقل کر لینے کے بعد اب میرا تو دل دھڑکتا ہے۔ ہاتھ کانپتا ہے اور قلم لرزتا ہے کہ ان احادیث جادو۔ لبید ابن اعصم تک کنگھی، کنگھی سے گرے ہوئے بال یا روئی کا گالہ پہنچنے اور بی بی کی پریشانی کے متعلق کیا لکھوں ؟ آپ خود سوچ لیں۔ کہ بی بی کیا بتا رہی ہیں اور کیا چھپا رہی ہیں ؟

۵۹ ۔ جلد سوم کتاب الطب صـ ۲۹۵ حدیث ۱۵

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ سحر حتی کان یری انہ یأتی النساء ولم یأتیھن قال سفیان ھذا اشد ما یکون من السحر اذا کان کذا ۔ فقال یا عائشۃ أعلمت ان اللہ قد افتانی فیما استفتیتہ فیہ ۔ اتانی رجلان فقعدا احدھما عند رأسی والاٰخر عند رجلی ۔ فقال

الذی عند رأسی للآخر ما بال الرجل قال مطبوب قال
وما طبه قال لبید ابن الاعصم من بنی زریق حلیف رجل
لیہود کان منافقاً ——— قال فی جف طلعة ذکر تحت
رعوفة فی بئر ذروان قالت فاتی النبیؐ البئر حتی استخرجه
فقال ھذه البئر التی اریتھا وکان ماءھا نقاعة الحناء، و
کأن نخلھا رؤس الشیاطین قال فاستخرج قالت فقلت
افلا تنشرت فقال أما واللہ فقد شفانی واکرہ ان
اثیر علی احد من الناس شراً -

ترجمہ :- ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے
کہ سرور کونینؐ پر جادو کیا گیا (جس کا اثر یہ ہوا) آپ خیال کرتے کہ میں ازواج
کے پاس ہو آیا ہوں ۔ حالانکہ آپ ازواج کے پاس نہیں آئے ہوتے تھے
سفیان کا کہنا ہے کہ جس جادو کا یہ اثر ہو وہ جادو کی سخت ترین قسم ہے
آپ نے فرمایا۔ عائشہ کیا تجھے معلوم ہے جو کچھ میں نے اللہ سے پوچھا
تھا۔ اللہ نے مجھے بتا دیا ہے ۔ میرے پاس دو آدمی آئے ۔ ایک سرہانے
دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ سرہانے بیٹھے ہوئے نے دوسرے سے کہا۔ اس آدمی
کو کیا ہے ؟ دوسرے نے کہا۔ جادو زدہ ہے ۔ پہلے نے کہا کس نے جادو
کیا ہے ؟ دوسرے نے کہا ، بنی زریق جو یہودیوں کے حلیف ہیں کے ایک
آدمی لبید ابن اعصم نے کیا ہے جو منافق تھا (پہلے نے پوچھا جادو کس چیز
میں کیا گیا ہے) دوسرے نے جواب دیا۔ کنگھی اور ان بالوں پر جو کنگھی سے
جھڑتے ہیں ۔ پہلے نے پوچھا (یہ چیزیں کہاں ہیں) دوسرے نے کہا چاہ ذروان
میں کھجور کی جھلی میں پتھر کے نیچے ہیں ۔ آپ اس کنویں پر گئے تاکہ اس کنگھی وغیرہ

کو نکال لیں۔ آپ نے (وہاں پہنچ کر) فرمایا یہی کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا ہے اس کا پانی مہندی کے نچوڑ کی طرح بالکل سرخ ہے اور کھجور کا درخت شیطان کے سروں کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ ام المومنین عائشہ کہتی ہے۔ میں نے کہا۔ آپ نے اس کا اعلان کیوں نہیں کیا ؟ آپ نے فرمایا۔ بخدا مجھے تو شفا ہو گئی ہے اور مجھے ناپسند ہے کہ میں کسی کی برائی کو مشہور کروں۔

حاصل مطالعہ :

جلد دوم حدیث ۵۰۰ اور جلد سوم حدیث ۲۱۳ سے قطعی مختلف حدیث ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ آپ پر جادو کا اثر یہ ہوا کہ نہ کئے ہوئے کام کے متعلق خیال فرماتے کہ کر چکا ہوں۔ تفصیل معلوم نہیں تھی لیکن اس حدیث نے وہ راز کھول دیا ہے اور بی بی نے کھلے لفظوں میں وہ کچھ بتا دیا ہے جو سابقہ حدیثوں میں بوجوہ نہ بتا سکی تھی۔

آپ نے ازواج کی باری نہ گزاری ہوتی اور خیال کرتے کہ گزار چکا ہوں۔

یہ تھا وہ راز۔ اور یہ تھی وہ حقیقت جس کی تلاش تھی۔ اب میرا خیال ہے قارئین کرام اس حقیقت کے قریب پہنچ جائیں گے۔ جس کی آپ کو اور مجھے ضرورت تھی۔ کیونکہ صرف اسی راز کی بدولت نہ تو لبید ابن اعصم تک کنگھی اور کنگھی سے جھڑے ہوئے سرورِ کونین کے بال پہنچانے والے ہاتھ مل رہے تھے اور نہ دیگر ازواج کی وجہ سکوت مل رہی تھی۔

صحاح ستہ کے خلاف مزاج اس حدیث نے ایک اور مسئلہ بھی حل کر دیا ہے اور وہ ہے لبید ابن اعصم کا منافق ہونا۔ میرے خیال میں اب تاریخ اسلام کے طلبہ کے لئے منافقین کی جستجو بھی آسان ہو جائے گی۔ کیونکہ ام المومنین عائشہ نے

ایک منافق کو معین کر دیا ہے ۔ اب تو صرف تاریخ سے یہ پوچھنا ہے کہ لبید ابن اعصم کی سوسائٹی میں کون کون لوگ شامل تھے ؟ سرورِ کونین ؐ کی وفات کے بعد بھی لبید ابن اعصم موجود تھا یا نہیں ؟ اگر تھا تو اس کا تعلق مسلمانوں کے کون سے گروہ سے تھا ؟ اگر آپ کی زندگی ہی میں آنجہانی ہو گیا تھا تو اس کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی تھی ؟ وغیرہ وغیرہ

جلد دوم ص۵۰۰ اور جلد سوم ص۱۳۰ کی نسبت زیرِ نظر حدیث اس لحاظ سے بھی مختلف ہے کہ جلد دوم ص۵۰۰ میں سرورِ کونین ؐ نے جادو کردہ اشیاء کو نکالا ہی نہیں تھا بلکہ کنوئیں کو ہی دفن کر دیا ۔ جلد سوم ص۱۳۰ میں صرف کنگھی نکالی گئی جسے دفن کر دیا گیا ۔ زیرِ نظر حدیث میں آپ نے تمام جادو کردہ چیزوں کو نکال تو لیا لیکن ان کے دفن کرنے کا ذکر نہیں ۔

زیرِ نظر حدیث اس لحاظ سے بھی سابقہ احادیث سے مختلف ہے کہ سابقہ احادیث میں آپ چاہ ذروان پر چلے گئے لیکن اس حدیث میں جب آپ چاہ زروان پر جاتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا یعنی عالمِ خواب میں ۔

سابقہ احادیث کی نسبت زیرِ نظر حدیث اس اعتبار سے بھی مختلف ہے کہ ان میں جادو کا اثر بتانے پر اکتفا کی گئی ہے جبکہ زیرِ نظر حدیث میں جادو کی نوعیت بیان کر کے سفیان کا تصدیقی سرٹیفیکیٹ بھی چسپاں کیا گیا ہے کہ جب انسان پر جادو کیا جائے اور اسے جادو کے اثر سے ازواج کی باری ہی بھول جائے تو یہ جادو کی سخت ترین قسم ہوتی ہے ۔

۶۰ ۔ جلد سوم   کتاب الطب   ص۲۹۵   حدیث ۷۱۶

هشام عن ابیه عن عائشة قالت سحر رسول الله حتی

انه یخیل الیه انه یفعل الشیئ وما فعله حتی اذا کان

ذات یوم وهو عندی دعا الله ثم قال أشعرت یاعائشة

ان اللہ قد افتانی فیما استفتیہ فیہ قلت وما ذاک یارسول اللہ قال جاءنی رجلان فجلس احدھما عند رأسی والآخر عند رجلی ثم قال احدھما لصاحبہ ما وجع الرجل قال مطبوب۔ قال من طبہ۔ قال فذھب لبید ابن الاعصم الیھودی من بنی زریق۔ قال فیماذا۔ قال فی مشط ومشاطۃ وجف طلعۃ ذکر قال فاین ھو۔ قال فی ئبرذروان قال فذھب النبیؐ فی اناس من اصحابہ الی البئر فنظر الیھا وعلیھا نخل ثم رجع الی عائشۃ فقال واللہ لکان ماءھا نقاعۃ الحناء ولکأن نخلھا رءُس الشیاطین۔ قلت یارسول اللہ أفا خرجتہ قال لا اما انا فقد عافانی اللہ وشفانی وخشیت ان اثور علی الناس منہ شرًا وأمربھا فدفنت۔۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ سرور کونینؐ پر جادو کیا گیا۔ جس کے اثر سے آپ نہ کئے ہوئے کام کے متعلق خیال کرتے تھے کہ کر چکا ہوں۔ حتیٰ کہ ایک دن آپ میرے ہاں تھے۔ آپ نے اللہ سے بہت بہت دعا کی۔ پھر کہا اے عائشہ کیا تجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ جو کچھ میں نے اللہ سے پوچھا تھا۔ اس نے مجھے بتا دیا ہے۔ میں نے کہا وہ کیا یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا دو آدمی میرے پاس آئے ایک سرہانے اور دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ اس آدمی کو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا، جادو زدہ ہے۔ پہلے نے کہا کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے کہا بنی زریق سے لبید ابن اعصم یہودی نے۔ پہلے نے کہا کس چیز میں کیا ہے؟

دوسرے نے کہا، کنگھی، کنگھی سے جھڑتے ہوئے بالوں اور کھجور کی کلی کے چھلکے میں۔ پہلے نے کہا یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا، چاہ ذروان میں چنانچہ آپ چند صحابہ کے ساتھ چاہ ذروان پر آئے۔ آپ نے کنوئیں کو دیکھا۔ اس پر کھجور کے درخت تھے۔ پھر آپ ام المومنین عائشہ کی طرف واپس پلٹے اور کہا بخدا اس کا پانی گویا مہندی کا نچوڑ تھا۔ اور اس کے کھجور کے درخت گویا شیطانوں کے سر تھے۔ میں نے کہا یارسول اللہ! آپ نے ان چیزوں کو نکالا نہیں؟ آپ نے کہا، نہیں۔ مجھے تو اللہ نے تندرست کر دیا ہے اور میں اس آدمی کے شر کو لوگوں میں مشہور کرنے سے ڈرا۔ پھر آپ نے اس جادو کی چیز کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

حاصل مطالعہ:

- جلد دوم حدیث ۵۰۰، جلد سوم حدیث ۱۳۰ اور جلد سوم حدیث ۱۵۰ سے بالکل مختلف ہے۔
- جلد دوم ۵۰۰ میں لبید ابن اعصم غیر معروف ہے
- جلد سوم ۱۳۰ میں لبید ابن اعصم یہودیوں کے حلیف قبیلہ بنی زریق سے ہے۔
- جلد سوم ۱۵۰ میں لبید ابن اعصم منافق ہے جبکہ زیر نظر حدیث میں لبید ابن اعصم کو یہودی بتایا گیا ہے۔
- جلد سوم ۱۳۰ کی طرح زیر نظر حدیث میں بھی سرور کونین تنہا تشریف نہیں لے گئے بلکہ صحابہ کی ایک تعداد بھی آپ کے ساتھ ہے۔
- سابقہ کسی بھی حدیث میں جب بی بی عائشہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا تجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ اللہ نے مجھے میرا مقصود بتا دیا ہے تو بی بی عائشہ کی طرف

سے کوئی جواب مثبت یا منفی نہیں ملتا۔ لیکن زیر نظر حدیث میں بی بی عائشہ نے پوچھ لیا کہ وہ کیا ہے۔

۶۱۔ جلد سوم　　کتاب الآداب　　صفحہ ۳۸۰　　حدیث نمبر ۱۰۰۰

هشام ابن عروه عن ابيه عن عائشة قالت مكث النبیؐ كذا وكذا حتى يخيل اليه انه يأتى اهله ولا يأتى - قالت عائشة فقال لى ذات يوم يا عائشة ان الله افتانى فى امر استفتيته فيه اتانى رجلان فجلس احدهما عند رجلى والآخر عند رأسى فقال الذى عند رجلى للذى عند رأسى ما بال الرجل قال مطبوب يعنى مسحور - قال من طبه - قال لبيد ابن الاعصم قال وفيما قال فى جف طلعة ذكر فى مشط ومشاقة تحت رعوفة فى بئر ذروان فجاء النبیؐ فقال هذه البئر التى اريتها كان رؤس نخلها رؤس الشياطين وكان ماءها نقاعة الحناء فامر به النبیؐ فاخرج قالت عائشة قلت ! يارسول الله فهلا ؟ تعنى تنشرت فقال النبیؐ اما والله فقد شفانى و اما انا فاكره ان اثير على الناس شرا قالت ولبيد ابن الاعصم رجل من بنى زريق حليف اليهود -

ترجمہ:- ہشام ابن عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونینؐ اتنے اتنے دنوں تک اس حال میں رہے کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ زوجہ کے پاس سے ہو آیا ہوں۔ حالانکہ ہو نہیں آئے ہوتے تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا۔ عائشہ جو چیز اللہ سے میں نے پوچھی تھی، اللہ نے بتا دی ہے

دو مرد میرے پاس آئے ایک سرہانے دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ پائنتی بیٹھنے
والے نے سرہانے بیٹھے ہوئے سے پوچھا کہ اس آدمی کو کیا ہے؟ دوسرے
نے کہا جادو زدہ ہے یعنی مسحور ہے۔ پہلے نے پوچھا۔ جادو کس نے کیا ہے؟
دوسرے نے کہا لبید ابن اعصم نے۔ پہلے نے کہا کس چیز میں کیا ہے؟
دوسرے نے کہا۔ کنگھی اور بالوں کو نر کھجور کے چھلکے میں ڈال کر چاہ ذروان
میں ایک پتھر کے نیچے رکھ کر۔ چنانچہ سرور کونینؐ اس کنوئیں پر آئے اور فرمایا
کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا۔ اس کے پاس کھجوروں
کے درخت گویا شیطانوں کے سر ہیں اور اس کا پانی گویا مہندی کا دھوون ہے
آپ نے اس کو بند کرنے کا حکم دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ پھر آپ نے کیوں
نہیں؟ یعنی آپ نے اسے مشتہر کیوں نہیں کیا؟ آپ نے کہا اللہ نے مجھے
شفا دے دی ہے۔ اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ لوگوں کے سامنے کسی کے
شر کو مشتہر کروں۔ بنی زریق یہودیوں کا ایک حلیف قبیلہ تھا۔ لبید ابن
اعصم اسی قبیلہ کا ایک فرد تھا۔

حاصل مطالعہ:

سابقہ پانچ احادیث کے خلاف اس حدیث میں بی بی عائشہ نے ایام جادو
زدگی بیان نہیں کیے چنانچہ ابن عروہ نے ہم بدنصیب پڑھنے والوں کو ان دنوں کی
تعداد سے آگاہ نہیں کیا تاہم انہوں نے "کذا و کذا" کہہ کر غالباً عروہ کو انگلیوں سے
دنوں کی تعداد کا اشارہ کر دیا ہے۔

زیر نظر حدیث میں سرور کونینؐ کی دعا کا کوئی ذکر نہیں۔

زیر نظر حدیث میں سرور کونینؐ کو جادو سے آگاہ کرنے کی خاطر آنے والوں میں

سے ابتدائے کلام پائنتی بیٹھنے والا کرتا ہے جبکہ سابقہ احادیث میں ابتدائے کلام سرہانے بیٹھنے والا کرتا رہا ہے۔

زیر نظر حدیث میں ۔مسبوب کا معنی مسحور ہی بتا دیا گیا ہے۔

۶۲۔ جلد سوم۔ کتاب الدعوات صفحہ ۴۹۰ حدیث ۱۲۱۴

هشام عن ابيه عن عائشه ان رسول الله طب حتى انه ليخيل اليه انه قد صنع الشيئ وما صنعه وانه دعا ربه ثم قال أشعرت ان الله قد افتاني فيما استفتيه فيه فقالت عائشة فما ذاك يارسول الله قال جاءني رجلان فجلس احدهما عند رأسي والآخر عند رجلي فقال احدهما لصاحبه ما وجع الرجل؟ قال مطبوب۔ قال من طبه؟ قال لبيد ابن الاعصم۔ قال فيماذا۔؟ قال في مشط ومشاطة وجف طلعة قال فاين هو قال في ذروان بئر في بني زريق۔ قالت فاتاها رسول الله۔ فرجع الى عائشه۔ فقال والله لكان ماؤها نقاعة الحناء۔ ولكأن نخلها رؤس الشياطين۔ قالت فاتى رسول الله فاخبرها عن البئر فقلت يارسول الله! فهلا اخرجته؟ قال اما انا فقد شفاني الله وكرهت ان اثير على الناس شرا۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ عروہ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین پر جادو کیا گیا۔ جس کے اثر سے آپ کسی بھی کام کے لئے جسے نہ کیا ہوتا تھا خیال کرتے تھے کہ کر چکا ہوں۔ آپ نے اللہ سے دعا کی پھر کہا (اے عائشہ) کیا تجھے بھی پتہ چلا ہے کہ اللہ سے جو کچھ میں نے پوچھا تھا مجھے بتا دیا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ وہ کیا ہے؟ آپ نے کہا میرے پاس دو

آدمی آئے ایک سر ہانے دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا جادو زدہ ہے۔ پہلے نے کہا کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا۔ کنگھی سے گرے ہوئے بالوں اور کھجور کے غلاف میں۔ پہلے نے کہا یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا چاہ ذروان میں! ذروان بنی زریق کا کنواں تھا۔ سرور کونین ؐ چاہ ذروان پہ آئے۔ پھر عائشہ کے پاس واپس گئے اور کہا بخدا! اس کا پانی مہندی کے نچوڑ اور اس کی کھجوریں شیطان کے سروں کی طرح ہیں۔ میں نے کہا۔ یارسول اللہ! آپ نے اس کو نکالا کیوں نہیں؟ آپ نے کہا۔ اللہ نے مجھے شفا دیدی ہے اور میں نے لوگوں میں شر کو برانگیختہ کرنا اچھا نہیں سمجھا۔

حاصل مطالعہ:

زیر نظر حدیث سابقہ احادیث سے اس لئے مختلف ہے کہ بی بی نے انتہائی سادگی اور اختصار کے ساتھ آپ کی دُعا۔ سرور کونین ؐ پر جادو کے اثر۔ بتانے والوں کی آمد۔ ان کا باہمی مکالمہ، جادو کردہ اشیاء وغیرہ کا تذکرہ کر دیا ہے۔

جائزہ:

انفرادی مطالعہ کے بعد آئیے ذرا ان بکھری ہوئی احادیث کو جمع کر لینے کے بعد ان کا اجتماعی جائزہ بھی لے لیں تاکہ بات ذہن میں اچھی طرح بیٹھ سکے۔

① تمام احادیث سحر کے راوی صرف ہشام اور اس کا باپ عروہ ابن زبیر ہے عروہ بی بی عائشہ کا بھانجا۔ ابوبکر کا نواسہ۔ اور اسماء بنت ابوبکر کا بیٹا ہے

(۲) تمام احادیث کی بیان کنندہ بلا شرکت غیرے تنہا بی بی عائشہ ہیں۔

(۳) تمام احادیث میں سرورِ کونین کو جادو زدہ بتایا گیا ہے۔

(۴) مجموعی طور پر تو تمام احادیث میں جادو کا اثر یہ بتایا گیا ہے کہ نہ کئے ہوئے کام کے متعلق آپ سمجھتے تھے کہ کر چکا ہوں۔ البتہ جلد سوم ۲۱۵ میں ناکردہ کاموں میں سے ایک کا نام بھی لے لیا گیا ہے اور وہ یہ کہ سرورِ کونین اپنی تمام ازواج یا کسی زوجہ کے پاس نہ آئے ہوتے تھے اور خیال یہ کرتے تھے کہ تمام ازواج یا کسی زوجہ کی باری گزار چکا ہوں۔

(۵) تمام احادیث میں سرورِ کونین بی بی عائشہ ہی کے گھر میں اللہ سے دعا کرتے ہیں

(۶) تمام احادیث میں جادو کی تفصیلات بتانے کے لئے آنے والے بی بی عائشہ ہی کے گھر میں آکر بتاتے ہیں۔

(۷) تمام احادیث میں سرورِ کونین جادو کی تفصیل سے صرف بی بی عائشہ ہی کو آگاہ کرتے ہیں۔

(۸) تمام احادیث میں سرورِ کونین چاہ ذروان پر بی بی عائشہ ہی کے گھر سے جاتے ہیں اور پھر بی بی عائشہ ہی کے گھر واپس پلٹتے ہیں۔

(۹) تمام احادیث میں جادو کی تفصیل بتانے کے لئے خواب میں آنے والے دونوں افراد کو سرورِ کونین نہیں جانتے کہ وہ کون ہیں؟

(۱۰) تمام احادیث میں جادو کی تفصیل بتانے کی خاطر آنے والے دونوں مرد سرورِ کونین کو نبی یا رسول نہیں سمجھتے بلکہ ایک عام انسان سمجھ کر آ بیٹھتے ہیں کیونکہ آپ ایک مرتبہ احادیث میں غور کریں۔ آنے والے دونوں نہ تو آپ کو سلام کرتے ہیں۔ ایک چپکے سے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور دوسرا پائنتی۔ اور نہ ہی باہمی گفتگو میں یہ اظہار کرتے ہیں کہ آپ رسول ہیں۔ پوچھنے والا خواہ جو بھی ہے

وہ کہتا ہے۔

مَا وَجْعُ الرَّجُلِ ؟ اس آدمی کو کیا ہے ؟

(۱۱) تمام احادیث میں جادو کرنے والا تنہا لبید ابن اعصم ہے۔

(۱۲) تمام احادیث میں جادو کردہ اشیاء بیر ذروان میں رکھی جاتی ہیں۔

(۱۳) تمام احادیث میں سرور کونین خود چاہ ذروان پر جاتے ہیں۔

(۱۴) تمام احادیث میں دیگر ازواج کا کردار خاموش ہے۔

(۱۵) تمام احادیث میں آپ پر جان چھڑکنے والے ابوبکر و عمر موجود نہیں ہیں۔

امام بخاری کی بے بسی :

امام بخاری بے چارے اٹھانے کو تو جمع حدیث کا بیڑا اٹھا بیٹھے لیکن بحرِ حدیث میں یوں گھرے کہ نہ جائے رفتن اور نہ پائے ماندن والی بات بن گئی۔ دیگر احادیث کی طرح چونکہ احادیث جادو کو بھی بے انتہا شہرت دی گئی تھی اور مقام نبوت کو پامال کرنے کی خاطر ہر کہ و مہ کو یہ واقعہ سنا دیا گیا تھا۔ اب جو امام بخاری کے پاس مختلف ذرائع سے یہ احادیث آئیں جن کا مرکزی نقطہ سرورِ کونین کی مدہوشی، جادو کے اثر میں بے بسی اور کارہائے رسالت میں کچھ دنوں کے لئے سہی تعطل تھا ——— اب امام بخاری اس مشکل میں پھنس گئے کہ ان تمام احادیث کو کہاں لے جائیں۔ ان کو بی بی عائشہ سے عقیدت نہ تو اس بات کی اجازت دیتی تھی کہ تمام احادیث سے صرفِ نظر کر کے اپنی صحیح میں جگہ ہی نہ دیں اور نہ ہی دل مانتا تھا کہ ان احادیث کو اکٹھا لکھ کر پڑھنے والوں کو پریشان کریں۔ بی بی عائشہ کے اس گلدستہ جادو کو بکھیر دیا۔ اندازہ کیجئے۔

(۱) جلد دوم حدیث نمبر ۴۰۲ لو کتاب الجہاد میں جا کھپایا۔ بھلا بتایئے جادو اور جہاد

کا آپس میں کیا رابطہ ہے اور کیا مناسبت ؟

(۲) جلد دوم حدیث ۱۱۰۵ کو کتاب بدء الخلق میں گھسیڑا۔ بدء الخلق کے معنی ہیں ابتدائے تخلیق۔ بھلا سرور کونینؐ پر جادو کے اثر اور ابتدائے تخلیق کی احادیث میں کیا نسبت ؟

(۳) جلد سوم ۱۳ ، جلد سوم ۱۵ اور جلد سوم ۱۶ کو کتاب الطب میں جا لگایا۔ دیکھنے کو تو ان احادیث کو۔ علاج معالجہ کی کتاب میں رکھ دیا۔ لیکن پھر بھی مدت کوئی نہ بتایا۔ کہ سرور کونینؐ نے کہیں سے علاج بھی کرایا یا نہیں ؟ اگر کرایا تو کس جالینوس سے ؟

(۴) جلد سوم ۱۰۱ کو کتاب الآداب میں پھنسا دیا۔ خود سوچیں کتاب الآداب اور جادو زدہ شخص کا آپس میں کیا جوڑ ؟ پھر کتاب الآداب میں حدیث سحر کا کیا تک ؟

(۵) جلد سوم ۱۳۱۴ واحد حدیث ہے۔ جیسے امام بخاری اپنے مقام پر رکھ سکے اور وہ ہے کتاب الدعوات۔

مترجمین کی پریشانی :

پتہ ہے کسی چیز کی محبت انسان کو بہرا اور گونگا کر دیتی ہے۔ شدت محبت اور انتہائے عقیدت ہی کا نتیجہ ہے کہ مترجمین بے چارے احادیث کو دیکھتے ہیں تو وہ ... بی بی عائشہ کی ہیں۔ متعلقہ فرد کو دیکھتے ہیں تو وہ سرور کونینؐ کی ذات ہے۔ بے چارے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ ایک ہی جملہ کا ترجمہ ایک جگہ جو کرتے ہیں ... نہیں ہوتا۔ دوسری جگہ اور ترجمہ کرتے ہیں یہی سلسلہ آخر تک چلتا ہے لیکن سکون پھر بھی نہیں۔ البتہ ایک چیز جو آپ بھی محسوس کریں گے۔ وہ یہ ہے بی بی عائشہ کا تحفظ۔ سرور کونینؐ کی ذات نقائص سے محفوظ رہے یا نہ رہے

کی پرواہ نہیں لیکن بی بی کی طرف کوئی اعتراض منسوب نہ کیا جائے۔

حالانکہ حق یہ تھا کہ چونکہ ہم بی بی عائشہ کا احترام اس لئے کرتے ہیں کہ وہ زوجہ سرور کونینؐ ہے۔ سرور کونینؐ کا کلمہ اس لئے نہیں پڑھتے کہ آپ بی بی عائشہ کے شوہر ہیں۔ یعنی بی بی کا احترام سرور کونینؐ کی نسبت سے ہے۔ سرور کونینؐ کا احترام بی بی کی بدولت نہیں۔

اس لئے حق تو یہ تھا کہ بدوں تولنا! عمر سرور کونینؐ کے مقام نبوت کو پامال کرتا۔ ہم کسی رشتہ اور نسبت کی پرواہ کئے بغیر اس سے ٹکرا جاتے۔ اب ہماری حالت یہ ہے کہ ہم نے سرور کونینؐ کی حیثیت ثانوی بنا لی ہے اب ہم سرور کونینؐ کو قرآن کے آئینہ میں نہیں دیکھتے بلکہ اصحاب اور ازواج کے بیانات میں دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے مقام مصطفیٰ کو اتنا پست کر دیا ہے کہ جس کا اندازہ ہمیں اسلامی ماحول میں تو شاید نہ ہو۔ لیکن جب ہمارے نظریات نبوت غیر مسلم مفکرین کے سامنے آتے ہیں تو وہ ہمارے نبی کو اپنے سے بھی کم انسان سمجھ کر نبوت ہی سے انکار کر دیتے ہیں۔

خیر بات میں جو جانے کی آئیے مترجمین کی پریشانی دکھاؤں۔

(۱) جلد دوم حدیث نمبر ۵ : فَقُلْتُ اِسْتَخْرَجْتَهُ ؟ میں نے عرض کیا وہ جادو کی ہوئی چیزیں آپ نکلوا لیں ؟

(۲) جلد سوم حدیث ۱۴۱۳ - قلت یارسول اللہ افلا استخرجته ؟ میں نے عرض کیا یارسولؐ اللہ کیا میں اس کی تحقیق نہ کروں ؟

(۳) جلد سوم حدیث ۱۴۱۵ فقلت افلا تنشرت ؟ میں نے عرض کیا آپ نے اس کا اعلان کیوں نہیں کیا ؟

(۴) جلد سوم حدیث ۱۴۱۶ - قلت یارسول اللہ أما اخرجته ؟ میں نے عرض کیا آپ نے اس کو ذرا برآمد کیوں نہیں کیا؟

جلد سوم حدیث ۔۔۔ قلت یا رسول اللہ فهلا تعنی تنشرت؟ میں نے عرض کیا آپ! نے اسے مشتہر کیوں نہیں کیا؟

جلد سوم حدیث ۱۲۱۴ ۔ فقلت یا رسول اللہ فهلا اخرجته؟ میں نے عرض کیا آپ نے اس کو نکال کیوں نہیں دیا؟

ملاحظہ فرمایا آپ نے جلد دوم ۵۰۰ اور سوم ۱۲۱۴ کے علاوہ کوئی ترجمہ درست نہیں ۔ اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن پلے کچھ نہیں پڑتا ۔ اور یہ سب نتیجہ ہے اس اندھی عقیدت کا جو مترجمین کو بی بی کے ساتھ تھی ۔ ورنہ ۵۰۰ میں جس لفظ کا معنی نکالنا کیا ہے ۱۲۱۴ میں اسی لفظ کا معنی تحقیق کرنا نہ کیا جاتا ۔

جادو کنندہ لبید ابن اعصم کے متعلق دیکھئے ۔ کہیں صرف نام ملے گا ۔ کسی حدیث میں قبیلہ ملے گا ۔ کہیں اسے منافق بتایا گیا ہے ۔ اور کہیں یہودی کہا گیا ہے ۔

مجموعی جائزہ :

یوں تو فرداً فرداً ہر حدیث کے ذیل میں تبصرا نکر دی جاتی رہی ہے ۔ اب آئیے مجموعی طور پر ان سات احادیث کو دیکھیں ۔ آخر سلطان الانبیاء کا جادو زدہ ہونا معمولی بات نہ تھی ۔ ایک بہت بڑا حادثہ تھا ۔

مقام فکر یہ ہے کہ

(۱) بی بی عائشہ کے سوا اور کسی ام المومنین نے اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا آخر کیوں؟

(۲) صحابہ میں سے بی بی کے بھانجے عروہ اور بھانجے کے صاحبزادے ہشام کے علاوہ اور کسی صحابی نے بی بی عائشہ سے بھی یہ روایت نہیں کی ۔ کیا وجہ ہوگی؟

(۳) کیا دیگر امہات المومنین اور صحابہ کو سرور کونین کی مسلسل کئی دن تک جادو زدگی کا علم ہی نہیں ہو سکا! انہیں علم ہو گیا تھا ۔ لیکن انہوں نے اس کا ذکر مناسب نہیں سمجھا؟

(۴) خدا معلوم بی بی عائشہ نے زیرِ جادو زدگی کی تعداد کیوں نہیں بتائی؟

(۵) بی بی نے زیرِ جادو زدگی میں ازواج کی باریوں کے زیر و زبر ہونے کا ذکر تو کیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس عالم میں آپ کی نمازیں کتنی قضا ہوئیں؟

(۶) ذرا احادیث میں غور کریں سرورِ کونینؐ دیگر ازواج کی باری تو جادو کے اثر کی بدولت بھول جاتے ہیں لیکن بی بی کی باری کے متعلق خیال نہیں آیا کہ وہ بھی گزر چکی ہے جبکہ جادو کے اتارنے کی دعا بھی بی بی ہی کی باری میں مانگتے ہیں؟ کیا وجہ تھی؟

(۷) بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ اس عرصہ میں نزولِ قرآن بھی ہوا یا نہیں؟

(۸) اگر قرآن نازل ہوا تو وہ بھی جادو کی نظر ہو گیا یا آپ نے سنایا؟

(۹) ان سات احادیث میں یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ سرورِ کونینؐ کے جادو زدہ ہونے کا علم کفار و مشرکین کو بھی ہو پایا تھا یا نہیں؟

(۱۰) اگر انہیں علم ہو گیا تھا تو ان کا ردِ عمل کیا تھا؟

(۱۱) اگر علم نہیں ہو پاتا تو کیا وجہ تھی؟

(۱۲) بی بی نے ان چند خوش قسمت اصحاب کے نام بھی نہیں بتائے جو سرورِ کونینؐ کے ساتھ چاہِ ذروان پر گئے تھے؟

(۱۳) یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ لبید ابن اعصم کو یہ چیزیں کس نے فراہم کی تھیں؟

(۱۴) کہیں یہ احادیث مغافیر کی طرح جادو زدگی بھی رقیبانہ جذبات کا نتیجہ تو نہیں؟

(۱۵) بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ جادو زدگی کے ان ایامِ مصیبت میں سرورِ کونینؐ کے جانثار ابوبکر اور ان کے ساتھی عمر صاحب کہاں تھے؟

(۱۶) ابوبکر و عمر نے لبید ابن اعصم کے متعلق کن جذبات کا اظہار کیا؟

خیال: میں سمجھتا ہوں، سرورِ کونینؐ کا قرآن بھول جانا شبقدر بھول جانا کتنا بگاڑ ہوتا۔

قرآن بھول گئے

حدیث میں حضرت عائشہ کی روایات کی ایک خاص حیثیت ہے۔ یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں۔ (سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد اول ص۱۴)

◎

۶۳۔ جلد اول کتاب الشہادات صـ۹ حدیث ۱۶۶۲

هشام عن ابيه عن عائشة قالت سمع النبيؐ رجلًا
يقرأ في المسجد فقال رحمه الله لقد اذكرني كذا
آية اسقطتهن من سورة كذا وكذا۔
و زاد عباد ابن عبدالله عن عائشة تهجد النبيؐ في
بيتي فسمع صوت عباد يصلي في المسجد فقال ياعائشة
أصوت عباد هذا؟ قلت نعم۔ قال: اللهم ارحم عباد

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے مسجد میں کسی کو قرأت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا۔ اللہ اس پر رحمت کرے۔ اس نے مجھے اتنی آیات فلاں فلاں سورت سے یاد دلا دیں۔
عباد بن عبداللہ نے ام المومنین عائشہ سے مذکورہ روایت پر بطور اضافہ یوں نقل کیا ہے کہ سرور کونینؐ نے میرے حجرہ میں عباد کی آواز سنی جو مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے کہا۔ اے عائشہ! کیا یہ عباد کی آواز ہے؟ میں نے کہا ہاں: تو فرمایا۔ اے اللہ عباد پر رحم فرما۔ (یعنی اس کی قرأت سے مجھے بھولی ہوئی آیات یاد آگئیں)

۶۴۔ جلد سوم کتاب التفسیر صـ۵۸ حدیث نمبر ۲۰

عروه عن عائشة قالت سمع النبيؐ رجلا يقرأ في
المسجد فقال يرحمه الله لقد اذكرني كذا وكذا آية من
سورة كذا۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے مسجد سے کسی آدمی کے پڑھنے کی آواز سُنی تو فرمایا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ اس نے مجھے فلاں سورۃ کی فلاں فلاں آیت یاد دلا دی۔

۶۵۔ جلد سوم کتاب التفسیر ص۵۸ حدیث ۳۲

هشام ابن عروه عن ابیه عن عائشة قالت سمع رسول الله رجلاً یقرأ فی سورة باللیل فقال یرحمه الله لقد اذکرنی کذا وکذا آیة کنت انسیتها من سورة کذا وکذا۔

ترجمہ:۔ ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے بوقت شب کسی شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا۔ اللہ اس پر رحمت بھیجے اس نے مجھے فلاں فلاں سورۃ کی فلاں فلاں آیت یاد دلادی۔ جو مجھے بھلا دی گئی تھی؟

۶۶۔ جلد سوم کتاب التفسیر ص۶۰ حدیث ۲۶

هشام عن ابیه عن عائشة قالت سمع النبیؐ قاریاً یقرأ فی المسجد فقال یرحمه الله لقد اذکرنی کذا وکذا آیة اسقطتها من سورة کذا وکذا۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے مسجد میں قرأت کرنے والے کسی آدمی کی قرأت سُنی تو فرمایا۔ اللہ اس آدمی پر رحم کرے۔ اس نے مجھے فلاں فلاں سورۃ کی فلاں فلاں آیت یاد دلادی ہے جو میں بھول چکا تھا۔

حاصلِ مطالعہ:

(۱) چاروں حدیثیں عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے۔

(۲) چاروں احادیث میں یاد دلانے والا کوئی قاری ہے۔

(۳) جلد اول صفحہ ۱۰۰ سے تتمہ میں قاری کا نام عباد بتانے کی کوشش کی گئی ہے بقیہ تین احادیث میں کسی قاری کا نام نہیں۔ کہ پڑھنے والا کون تھا؟

(۴) جلد سوم صفحہ ۲۱ میں وقت قرأت رات بتایا گیا ہے لیکن مقام قرأت علم نہیں کہ کہاں تھی؟ البتہ دیگر تین احادیث میں مقام قرأت مسجد ہی بتایا گیا ہے۔

(۵) جلد اول صفحہ ۱۴۶ اور جلد دوم صفحہ ۲۶ میں تو سرور کونین کھلے لفظوں اعتراف کرتے ہیں کہ فلاں فلاں سورت کی فلاں فلاں آیت میں خود ہی بھول گیا تھا جبکہ جلد سوم صفحہ ۲۱ میں کھلا اعتراف نہیں کرتے۔ دبے دبے لفظوں میں اعتراف ہے البتہ یاد دہانی کی بات واضح کی ہے۔ جبکہ جلد سوم صفحہ ۲۲ میں بھول جانا نہیں فرماتے بلکہ بھلا دینا فرماتے ہیں یعنی کسی اور نے وہ آیات میرے ذہن سے بھلا دی ہیں۔

- اب خدا معلوم یہ بھلا دینے والی ذات شریف کون ہے؟
- خدا تو غالباً تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اگر وہ بھلا دے تو پھر بھیجے کیوں؟
- اگر آیت ایسی ہو جس کا حکم ختم ہو جائے تو اسے منسوخ کر دے۔ بھلا دینے کا مقصد کیا ہوگا؟
- اگر اللہ بھلا دے تو گویا وہ خود اپنی مخلوق کو اپنے نبی سے بدظن کرنا

ہے کہ دیکھو اس پر زیادہ تلاوت کرو۔ بلکہ کبھی کبھی قبروں میں بھی جاتا ہے
اور جب آفت کا شبہ پڑا ستاد نہ رہے تو خود تب [illegible] رہتے ہیں۔

○ اگر خدا نے آیات نہیں بھلائیں۔ تو کیا پیغمبر یا شیطان نے
بھلا دی ہوں گی؟

میرے بھائیو! خود ہی سوچو۔ سمجھ تو پڑیا نہیں۔

قابلِ توجّہ :

سوادِ اعظم کے وہ علمائے کرام جو اپنے مذہب کے حقائق سے ناآشنائے محض ہوتے ہیں۔ ایسی کامیں کرتے پھرتے ہیں کہ :-

چونکہ شیعوں کے دل میں بغض صحابہ ہوتا ہے اس لئے ان کو قرآن حفظ نہیں رہ سکتا۔ اور اللہ ان کے دل سے قرآن مٹا دیتا ہے

—— اب ذرا بخاری شریف میں اپنی پیاری ماں کی ان چار احادیث کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ یہاں بی بی عائشہ نے شیعوں کی وکالت ہر طرح سے کردی ہے۔

ایک حدیث میں سرورِ کونینؐ کے دل سے قرآن کسی نے اٹھا لیا ہے اگر اللہ قلب رسولؐ سے اٹھانے والا ہے تو مبارک ہو۔ کیونکہ بقول آپ کے اسی دل سے اللہ قرآن مٹاتا ہے جس میں بغض صحابہ ہو چنانچہ اللہ نے سرورِ کونینؐ کے دل سے قرآن اٹھا لیا ہے۔ گویا سرورِ کونینؐ کے دل میں بھی بغض صحابہ تھا۔ تو اب بقول آپ کے بغض صحابہ سنتِ رسول بن گیا۔

اور اگر اللہ نے قلب رسول سے نہیں اٹھایا تو ذرا اس ہستی کا نام تو بتا دیجیے

جس نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے اور کچھ مبارک باد تو بخاری صاحب ۔ ۔ ۔ پچھ مرد ازینت
سے بڑھ گئے کیونکہ آپ کے دل سے قرآن ۔ ۔ ہمیشہ ________

اور دیکھیے کہ بی بی عائشہ نے درست نہیں کہا ____ اور یا کہیے بی بی کے
بجائے راوی حدیث عروہ ابن زبیر نے غلط کہا ہے اگر کہیے بی بی نے درست نہیں
کہا تو پھر آپ کو صدیقہ کا لقب واپس لینا پڑے گا اگر کہیے راوی حدیث عروہ نے
غلط کہا ہے تو پھر عروہ کی دیگر احادیث کا کیا بنے گا جبکہ بی بی عائشہ کی غالب
اکثریت احادیث کے راوی یہی کہا جا رہا ہے۔

اور کہیے کہ امام بخاری نے غلط روایت کی ہے اگر ایسا کہا تو پھر بخاری
صحیح بخاری کی بجائے غلط بخاری بن جائے گی اور جب بخاری صحیح نہ رہی تو بتائیے
آپ کے پلّے کیا بچ جائے گا؟

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی خاص حیثیت ہے یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں۔ جو عقائد یا فقہ کے مہات مسائل ہیں۔ سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد اول صفحہ ۲۲۴

۶۷۔ جلد سوم　　کتاب النکاح　　صـ۲　　حدیث ۲

عن عروۃ ان النبیؐ خطب عائشۃ الی ابی بکر فقال
لہٗ ابوبکر انما انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ
وکتابہ وھی لی حلال۔

ترجمہ :۔ عروہ سے منقول ہے کہ سرورِ کونینؐ نے ابوبکر سے ام المومنین عائشہ
کا رشتہ مانگا۔ ابوبکر نے کہا۔ میں تو آپ کا بھائی ہوں۔ آپ نے کہا تو
دین اور قرآن کی رُو سے میرا بھائی ہے جبکہ عائشہ میرے لئے حلال ہے۔

محترم قارئین! اپنے موضوع سے ہٹ کر یہ حدیث لکھی ہے بیان کرنے
والی حضرت عائشہ نہیں بلکہ بی بی کا بھانجا عروہ ہے، چونکہ بی بی کی شادی میں اس
حدیث کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ اس لئے عرض کر دی ہے۔
ذرا اصل حدیث میں غور کیجئے۔ انداز یہی ہے کہ ابوبکر سے رشتہ مانگتے
وقت ابوبکر کا یہ نواسہ آپ کے ساتھ تھا۔ کیونکہ عروہ نے حدیث کو کسی دوسرے
کی طرف منسوب نہیں کیا کہ مجھے فلاں نے بتایا ہے نہ ہی سرورِ کونینؐ سے منسوب
کیا ہے۔ بلکہ ایک واقعہ سنا رہا ہے کہ آپ نے رشتہ مانگا اور میرے نانا نے
یہ جواب دیا۔
اب اندازہ یہ کیجئے کہ عروہ عبداللہ ابن زبیر سے سن میں چھوٹا ہے اور
عبداللہ ابن زبیر کی ولادت مدینہ میں ہوئی ہے جبکہ رشتہ مکہ میں ہجرت سے
قبل اس وقت طے ہو چکا ہے۔ جب بی بی کی عمر چھ برس کی تھی۔

ایک بات اور جو نوٹ کرنے کے قابل ہے وہ ہے سرورِ کونینؐ اور ابوبکر کا باہمی مکالمہ۔

- سرورِ کونینؐ بی بی عائشہ کا رشتہ مانگتے ہیں۔ ابوبکر آپ کو مسئلہ بتاتا ہے کہ میں آپ کا بھائی ہوں اور بی بی عائشہ آپ کی بھتیجی ہے۔ لہذا یہ رشتہ نہیں ہو سکتا۔ سرورِ کونینؐ فرماتے ہیں کہ نہیں تیرا اور میرا نسب جُدا جُدا ہے اسلامی بھائی چارہ ہے اور یہ بھائی چارہ رشتوں سے مانع نہیں ہے۔
- کیا اس میں عروہ نے ابوبکر کو لا علم نہیں بتایا؟ اور کیا ایسا کرنا ابوبکر کی توہین نہیں؟ میرا اندازہ تو یہ ہے کہ عروہ نے سرورِ کونینؐ سے ابوبکر کی برادری ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔
- لیکن پوری امت مسلمہ کی تاریخ اور خود اس حدیث میں سرورِ کونینؐ کے جواب نے عروہ کی محنت پر پانی پھیر دیا ہے۔ تاریخ نے دو مرتبہ بھائی چارہ قائم کرنے کا ذکر کیا ہے اور دونوں مرتبہ سرورِ کونینؐ نے اپنا بھائی حضرت علیؑ ہی کو بنایا ہے اور سرورِ کونینؐ نے زیرِ نظر حدیث میں اسلامی بھائی چارہ کا بتا کر واضح کر دیا ہے کہ بھائی چارہ کا تعلق خدائے واحد پر اشتراک ہے۔ باقی تو تو اور میں میں۔

۶۹۔ جلد سوم	کتاب النکاح	صفحہ ۸	حدیث نمبر ۱۱۲

هشام عن ابیه عن عائشة قالت قال لی رسول اللهؐ
رأیتك فی المنام یجیٔ بك الملك فی خرقة من حریر
فقال لی هذه امرأتك فکشفت عن وجهك الثوب
فاذا انت هی فقلت ان یك هذا من عند الله یمضه۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا۔

کہ سرور کونینؐ نے مجھے بتایا کہ۔ میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ تجھے ریشمی کپڑے میں لئے میرے پاس آیا اور کہا یہ آپ کی بیوی ہے میں نے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو وہ تو تھی۔ پھر میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گا۔

۶۹۔ جلد سوم　　کتاب الرؤیار　　صد۱۲　　حدیث نمبر ۹۹۰

هشام عن ابيه عن عائشة قالت قال لى رسول الله اريتك في المنام مرتين اذا رجل يحملك في سرقة من حرير فيقول هذه امرأتك فاكشفها فاذا هى انت فاقول ان يك هذا من عند الله يمضه -

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا تو خواب میں مجھے دو مرتبہ دکھائی گئی ایک مرد تجھے ریشمی کپڑے میں لئے ہوتا تھا اور کہتا تھا یہ آپ کی بیوی ہے جب کپڑا ہٹاتا تو وہ تو ہوتی تھی۔ میں کہا کرتا تھا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گا۔

۷۰۔ جلد سوم　　کتاب الرؤیار　　صد۱۳　　حدیث نمبر ۹۹۵

هشام عن ابيه عن عائشة قالت قال رسول الله اريتك قبل ان اتزوجك مرتين رأيت الملك يحملك في سرقة من حرير فقلت له اكشف فكشف فاذا هى انت فقلت ان يكن هذا من عند الله يمضه -

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے مجھے بتایا کہ شادی سے قبل میں تجھے دو مرتبہ خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ ریشمی کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھا۔ میں نے کہا ذرا نہ

کھولا تو وہ تو تھی۔ میں نے کہا اگر اللہ کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گا۔

۱۷۔ جلد سوم — کتاب النکاح — صفحہ ۷ — حدیث ۶۹

ھشام ابن عروہ عن ابیہ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ اریتک فی المنام مرتین اذا رجل یحملک فی سرقۃ حریر فیقول ھذہ امرأتک فاکشفھا فاذا ھی انت فاقول ان یکن ھذا من عند اللہ لیمضہ۔

ترجمہ:۔ ہشام ابن عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے مجھے بتایا کہ تو خواب میں مجھے دو مرتبہ دکھائی گئی تھی۔ ایک شخص تجھے ریشمی کپڑے میں اٹھائے ہوئے تھا اور مجھے کہہ رہا تھا کہ یہ آپ کی بیوی ہے میں نے جب چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو وہ تو تھی۔ میں کہا کرتا تھا اگر یہ چیز اللہ کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گی۔

حاصلِ مطالعہ:

- جلد سوم صفحہ ۷ کے بعد: جلد سوم صفحہ ۱۱۲، صفحہ ۱۹۹، صفحہ ۱۹۹۱ اور صفحہ ۶۹ کو ملاحظہ فرمائیں
- جلد سوم صفحہ ۷ میں ام المومنین عائشہ کے بھانجے نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ سرورِ کونینؐ بی بی عائشہ کا رشتہ چاہتے تھے۔ لیکن ابوبکر کو یہ رشتہ کرنے میں پس و پیش تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب سرورِ کونینؐ نے یہ فرمایا کہ اسلامی رشتہ بی بی عائشہ سے عقد میں رکاوٹ نہیں بنتا تو اس جواب کے بعد ابوبکر کچھ نہ بولے اور خاموش رہے۔ ابھی عنقریب۔ بی بی کی رخصتی میں دیکھیں گے کہ رخصتی میں بھی ابوبکر شریک نہیں ہوئے صرف بی بی کی ماں

ام رومان ہی نے پکڑ کر سرورِ کونینؐ کے گھر جا بٹھایا۔

اب ان احادیث کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔ جن میں بی بی سرورِ کونین کا شوق بنا چاہتی ہے۔ قابلِ ذکر نکتہ یہ ہے کہ جب عقیدہ یہ ہے۔ خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ۔ ہر نیکی، بدی اللہ کی طرف سے ہے۔ تو پھر بی بی کی تصویر سرورِ کونین کو خواب میں دکھانے کے بعد۔ سرورِ کونینؐ کے اس جملہ کی کیا قیمت رہ جاتی ہے کہ اگر اللہ کی طرف سے تو ہو کر رہے گا؟

- اگر ہو جاتا، تو بھی اللہ کی طرف سے تھا اور اگر نہ ہوتا تو بھی اللہ کی طرف سے تھا۔
- چونکہ ذہن میں صرف ام المومنین سے محبت رسول کا اجاگر کرنا تھا۔ اس لئے نہ تو عروہ کو یہ خیال رہا اور نہ ہی امام بخاری کو۔

پھر نوع پاروں احادیث آپ کے سامنے ہیں۔ ذرا ان کا تجزیہ فرمالیں۔

ا۔ جلد سوم ۱۲ اور ۱۹۹ میں بی بی کو اٹھانے والا کوئی فرشتہ ہے۔ جبکہ جلد سوم ۱۸۹۸ اور ۶۹ میں کوئی مرد ہے۔

ب۔ جلد سوم ۱۲ میں سرورِ کونینؐ نے صرف ایک مرتبہ دکھانے کا ذکر کیا ہے جبکہ دیگر تین احادیث میں دو مرتبہ دکھانے کا ذکر ہے۔

ج۔ جلد سوم ۱۹۹ میں سرورِ کونینؐ بی بی کو اٹھانے والے فرشتے سے نقاب رخ سرکانے کو کہتے ہیں اور باقی تین احادیث میں سرورِ کونینؐ خود دستِ محبت بڑھاتے ہیں۔

چند سوالات :

① یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اٹھانے والے بذاتِ خود بی بی کو بستر سے اٹھا کر سرورِ کونین کو دکھانے کے لئے لے گئے تھے یا بی بی کی تصویر ریشم میں پیش کی تھی؟

(۲) بذات خود بی بی کا اٹھا لے جانا تو بڑا مشکل ثابت ہوگا۔ کیونکہ بی بی کی اس گمشدگی کے وقت بی بی کی والدہ، بی بی کے والد اور بھائی بہنوں نے آہ وبکا کی ہوگی کہ ہماری ننھی منی بچی کہاں چلی گئی اور اگر ایسا ہوتا تو تاریخ ضرور اسے کہیں نہ کہیں بتادیتی۔

(۳) جب بذات خود بی بی کا لایا جانا ثابت نہ ہو اور ہے بھی نہیں تو اب یا بی بی کی تصویر ہوگی یا بی بی کی شبیہہ ــــ کیونکہ فوٹو سسٹم تو اس زمانہ میں تھا نہیں؟

(۴) اگر تصویر ہو یا شبیہہ دونوں صورتوں میں وہ سایہ دار ہوگی۔ ایسی صورت میں معاملہ مشکل ہوجائے گا ــــ کیونکہ جب شیعہ شبیہہ بناتے ہیں تو بدعت بن جاتی ہے۔ اب اگر خدا خود کرنے لگے تو پھر کیا کہا جائے گا؟

(۵) کیا دیوبندی اور اہل حدیث حضرات اتنی ہمت کریں گے کہ شبیہہ سازی کے سلسلہ میں جو فتویٰ شیعہ کے خلاف دیتے ہیں۔ اس فتویٰ میں ــــ حدیث شبیہہ لکھنے والے امام بخاری۔ روایت کرنے والے بی بی کے بھانجے عروہ۔ عروہ کو بتانے والی ام المومنین عائشہ۔ ام المومنین عائشہ کو سنانے والے سرورِ کونین، سرورِ کونین کو دکھانے والے فرد۔ اور دکھانے والے فرد کو بھیجنے والے خدائے قدوس کو بھی شریک کرلیں؟

(۶) اٹھو میرے دوستو! بس تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے۔ دین بچانا ہے اور بی بی کی صداقت کا بھرم رکھنا ہے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ جو فہرست میں نے دی ہے۔ ان سب کو شیعہ کے ساتھ فتویٰ میں شریک کرلو۔ خدمت دین کے مواقع روز روز نصیب نہیں ہوتے۔ ایسے چانس کبھی کبھی ہاتھ آتے ہیں ــــ ہاں ہاں کہہ دو اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے؟

(۷) اگر اتنی ہمت نہیں تو پھر یا ان احادیث کو بخاری سے نکال پھینکو اور اعلان کردو

کہ بخاری کی احادیث صحیح نہیں۔ یہ تو آسان ہے۔

⑧ اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ تو پھر شیعوں کے خلاف زہر اگلنا چھوڑ دو۔ مک و ملت کا اسی میں بھلا ہے اور دین کا بھرم بھی اسی میں رہے گا۔

۷۲۔ جلد دوم — کتاب الانبیاء — ص ۲۶۶ — حدیث ۱۰۴۲

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت تزوجنی النبیؐ وانا بنت ست سنین فقدمنا المدینۃ۔ فنزلنا فی بنی الحارث ابن خزرج فوعکت فتمرق شعری۔ فوفی جمیمۃ فاتتنی امی ام رومان وانی لفی ارجوحۃ ومعی صواحب لی۔ فصرخت بی۔ فاتیتھا لا ادری ما ترید بی۔ فاخذت بیدی حتی اوقفتنی علی باب الدار وانی لانھج حتی سکن بعض نفسی ثم اخذت شیئاً من ماء فمسحت بہ وجھی وراسی ثم ادخلتنی الدار فاذا نسوۃ من الانصار فی البیت فقلن علی الخیر والبرکۃ وعلی خیر طائر فاسلمتنی الیھن فاصلحن من شانی۔ فلم یرعنی الا رسول اللہ ضحیً فاسلمتنی الیہ وانا یومئذ بنت تسع۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ سرورِ کونینؐ نے مجھ سے نکاح کیا تو میری عمر چھ برس کی تھی۔ پھر ہم مدینہ آگئے۔ اور بنی حارث ابن خزرج کے ہاں قیام کیا۔ مجھے بخار ہو گیا جس سے کانوں کے اُوپر کے سوا باقی تمام سر کے بال جھڑ گئے۔ میری ماں ام رومان میرے پاس آئی بلکہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ میری ماں نے میرا نام لے کر پکارا۔ میں اپنی ماں کے پاس آئی مجھے معلوم نہیں تھا کہ کیوں بلایا

سے ہے۔ میں ہانپ رہی تھی۔ جب ذرا سا سکون ہُوا، تو میری ماں نے تھوڑا سا پانی لیا۔ میرے منہ اور سر پر ڈالا۔ پھر مجھے گھر کے اندر لے گئی۔ جہاں انصار کی چند عورتیں بیٹھی تھیں۔ انہوں نے کہا۔ خیر برکت اور نیک فال کے ساتھ آؤ۔ میری ماں نے مجھے ان کے حوالہ کر دیا۔ انصاری عورتوں نے مجھے سنوارا مجھے بالکل خوف محسوس نہ ہُوا۔ مگر جب رسول اللہؐ دوپہر کو آئے۔ اور انصاری عورتوں نے مجھے آپ کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت میری عمر نو برس تھی

۱۷۔ جلد سوم　　　کتاب النکاح　　　صہ ۹۱　　　حدیث ۱۲۱

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة ان النبيؐ تزوجها وهي بنت ست وبني بها وهي بنت تسع سنين ۔

ترجمہ:۔ ہشام ابن عروہ اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب سرورِ کونینؐ سے میرا نکاح ہُوا تو میری عمر چھ برس تھی اور بوقتِ خلوت میری عمر نو برس تھی۔

حاصلِ مطالعہ:

تاریخ ہمیں جو کچھ بھی بتائے اس کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی احادیث کا پلہ بھاری رہے گا۔ پھر صحیح بخاری کی احادیث میں سے ام المومنین عائشہ کی احادیث دیگر محدثین کی نسبت زیادہ قابلِ اعتماد ہوں گی اور بی بی کی وہ احادیث تو ایک سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جن کا تعلق سرورِ کونینؐ کے ساتھ زندگی گزارنے میں آپ بیتی سے ہے۔ بنا بریں کتب تاریخ جو کچھ بھی بی بی کی رخصتی کا واقعہ سنائیں وہ بخاری شریف میں بی بی کی اپنی زبانی واقعہ کے مقابلہ میں ایک من گھڑت اور خانہ ساز افسانہ ہی ہوگا۔

رخصتی کا واقعہ بی بی نے خود سُنا دیا ہے۔ ترجمہ آپ نے پڑھ لیا ہے
ذرا ایک مرتبہ پھر اسی واقعہ کو ملخص انداز میں بھی دیکھ لیجئے اور ساتھ ساتھ گردوپیش
کا جائزہ بھی لیتے چلیئے۔

ا۔ چھ برس کی عمر میں سرورِ کونینؐ سے رشتہ زوجیت جڑ جاتا ہے۔
یہ تو معلوم ہے کہ یہ رشتہ مکہ میں ہُوا؟ لیکن نکاح کس نے پڑھا؟ عقد میں
کون کون مسلمان شامل تھے؟ چھ برس کی عمر میں عقد کرنے کی ضرورت کیوں
پیش آئی؟ عقد کہاں پڑھا گیا؟ ابوبکر کے گھر یا سرورِ کونینؐ کے گھر۔ یا
بیت اللہ میں؟ کیا نابالغہ سے نکاح کی رسم پہلے بھی تھی یا نہیں؟
وغیرہ وغیرہ جیسے سوالات کے جوابات سے یہ روایت خاموش ہے۔

ب۔ ابھی تک رخصتی تک نوبت نہیں پہنچی تھی کہ ہجرت کرنا پڑی اور ابوبکر مدینہ
آکر بنی حارث ابن خزرج کے ہاں قیام پذیر ہو گئے۔
اس جملہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بی بی عائشہ اپنے پدر بزرگوار کے
ساتھ مدینہ آئی تھی۔ لیکن چونکہ تاریخ نے ابوبکر کی ہجرت سرورِ کونینؐ کے
ساتھ بتائی ہے اس لئے بی بی عائشہ اور دیگر افرادِ خانہ سرورِ کونینؐ کے بعد
ہجرت کر کے مدینہ میں آئے۔ اب بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ ہم لوگ سرورِ کونینؐ
کے بعد کتنا عرصہ مکہ میں رہے؟ کب مدینہ آئے؟ کتنے دنوں میں سفر
کیا؟ کس کے ساتھ آئے؟ لانے والے غیر مسلم تھے یا مسلمان؟ گر
مسلمان تھے تو کون؟ اور اگر غیر مسلم تھے تو کون؟

ج۔ مجھے بخار ہو گیا۔ جس کی بدولت کانوں کے اُوپر کے سوا باقی سر کے تمام بال جھڑ
گئے۔ میں سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی کہ میری ماں ام رومان نے میرا
نام لے کر بلند آواز سے مجھے بلایا۔ میں ہانپتی ہوئی آئی۔ مجھے معلوم نہیں تھا

کہ کیوں بڑی کی گئی ہوں۔ یہ سب سانس سیدھی ہوئی تو میری امّی نے میرے منہ اور سر پہ پانی کے چھینٹے مارے، مجھے اندر لے گئیں۔ وہاں انصاری عورتوں نے مجھے دعائے برکت دی۔ میری امی مجھے ان کے سپرد کر کے واپس چلی گئیں۔ انصاری عورتوں نے مجھے سنوارا۔ اور دوپہر کے وقت سرورِ کونینؐ کے سپرد کر دیا۔

بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ رخصتی کے وقت سر کے بال اُگ آئے تھے۔ یا ویسے بیماری سے پیدا شدہ گنجا پن تھا؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ یہ رخصتی کی تقریب اس انداز سے کیوں کی گئی؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ سرورِ کونینؐ بارات لے کر کیوں نہیں گئے؟

بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ میری امّی نے مجھے اپنے گھر لا کر سنوار نے کی بجائے سرورِ کونینؐ کے دروازہ پر کیوں لائی؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ میری امی مجھ جیسے لختِ جگر کو انصاری عورتوں کے سپرد کر کے کیوں چلی گئی؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ رخصتی کے وقت میرے شفیق ابا نے میرے سر پہ ہاتھ کیوں نہیں رکھا؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ رخصتی کے اس نازک وقت میں ابو جان کہاں تھے؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ شفیق والدین کے گھر سے اس انوکھے اور نرالے انداز الوداع کے وقت میرے دوسرے بہن بھائی کہاں تھے؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ مجھے اپنے ابو کے گھر سے جہیز میں کیا کیا ملا تھا؟

محترم قارئین:-

آپ بی بی کی زبانی سرورِ کونینؐ کا اشتیاق تو ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سرورِ کونینؐ کو خوابوں میں بھی بی بی عائشہ نظر آتی تھی۔ اب اس شوق طلب کو بھی دیکھئے جو آپ

نے اپنے سسر سے بوقت خواستگاری کیا تھا۔ پھر شدت انتظار بھی ملاحظہ فرمائیے کہ نیند میں بی بی کی تصویر نگاہوں میں رہتی تھی۔ اور اب اس رخصتی کی تقریب کو بھی دیکھئے۔ ابوبکر کے دعوائے برادری کو بھی نگاہوں میں رکھیئے اور بی بی کی رخصتی کا وہ منظر بھی دیکھئے جو بی بی اپنی زبانی سناتی ہے۔ پھر دولہا میاں کے ابتدائی شوق کو بھی دیکھئے اور رخصتی کی اس تقریب کو بھی دیکھئے۔ اور باقی سب کچھ خود سوچئے:۔

ہاں یہ مت بھولئے گا۔ کہ امام بخاری سے لے کر بی بی عائشہ تک سلسلۂ روایت میں نہ کوئی سبائی ہے اور نہ کوئی رافضی ہے۔ نہ کوئی بقول دیوبندی مرتد ہے اور نہ کوئی کافر ہے بلکہ پورا سلسلہ روایت خالص مسلمانوں کا ہے اور مخلص چاہنے والوں کا ہے۔

سرورِ کونینؐ کے ساتھ

۴۷۔ جلد سوم کتاب النکاح نمبر ۱۲۲ حدیث ۱۱۲

هشام عن ابيه عن عائشة قالت قال لي رسول الله انى لاعلم اذا كنت عنى راضيه واذا كنت علىّ غضبى - قلت فقلت من اين تعرف ذلك - فقال اما اذا كنت عنى راضية تقولين لا ورب محمد. واذا كنت غضبى قلت لا ورب ابراهيم قالت قلت اجل والله يارسول الله ما اهجر الا اسمك۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے

کہ سرورِ کونینؐ نے مجھے فرمایا کہ تیری خوشی اور ناراضگی کا پتہ مجھے چل جاتا ہے۔
میں نے کہا وہ کیسے؟
آپ نے فرمایا کہ جب تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے۔ لا ورب محمد۔
اور جب تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے۔ لا ورب ابراہیم۔
میں نے کہا۔ یا رسولؐ اللہ واقعاً ایسا ہی ہے۔ بخدا میں آپ کے نام کے سوا کچھ ترک نہیں کرتی۔

۴۷۔ جلد سوم　　　کتاب الآداب　　　صفحہ ۳۸۵　　　حدیث ۱۰۱۲

عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ انی لاعرف غضبك و رضاك قالت قلت وکیف تعرف ذالك یارسول اللہ ۔ قال انك اذاکنت راضیۃً قلت بلٰی و ربك محمد و اذاکنت ساخطۃً قلت لا و رب ابراھیم ۔ قالت قلت اجل لست اھاجر الا اسمك ۔

ترجمہ:۔ عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ سرورِ کونینؐ نے فرمایا کہ مجھے تیری ناراضگی اور خوشی کا علم ہو جاتا ہے۔
میں نے کہا۔ یا رسولؐ اللہ وہ کیسے؟
آپ نے فرمایا۔ جب تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے۔ بلی و رب محمد۔
اور جب تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے۔ لا و رب ابراہیم۔
میں نے کہا واقعاً یا رسولؐ اللہ میں صرف آپ کا نام ترک کرتی ہوں۔

حاصل مطالعہ:

انتہائی سادہ اور معنی خیز احادیث ہیں ہر دو احادیث کا راوی بی بی کا بھانجہ عروہ بن زبیر ہے اور دونوں حدیثیں غیر سبائی راویوں کی نقل کردہ ہیں۔ احادیث بذاتِ خود کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ البتہ چند ایک سوالات ہیں جو میری طرح ہر فکر میں آ سکتے ہیں اگر روح احادیث کے جاننے والے اہل حدیث اور بی بی کے انتہا پسند وکلا توضیح فرمادیں تو نوازش ہوگی۔

(۱) بی بی عائشہ کو سرور کونینؐ سے ناراض ہونے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی تھی؟
(۲) ناراضگی کا سبب شرعی معاملات ہوتے تھے یا گھریلو؟
(۳) ناراضگی باری قضا ہونے کی بدولت ہوتی تھی یا احادیث مغافیر کی طرح رقیبانہ جذبات کا نتیجہ؟
(۴) بی بی کتنے کتنے دنوں تک سرور کونینؐ سے ناراض رہتی تھی؟
(۵) بی بی کے ایام ناراضگی میں سلسلہ وحی جاری رہتا تھا یا منقطع ہو جاتا تھا؟
(۶) سرور کونینؐ سے ناراضگی کے بعد۔ رب محمد۔ اور رب ابراہیم میں آ فرق کا فلسفہ کیا تھا؟
(۷) کیا سرور کونینؐ سے ناراضگی کے بعد بی بی نماز بھی پڑھتی یا ترک کر دیتی تھی؟
(۸) اگر بی بی ایام ناراضگی میں نماز پڑھتی تھی تو اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ اور اللھم صل علی محمد و علی آل محمد میں سرور کونینؐ کا اسم گرامی لیتی تھی یا نہیں؟
(۹) اگر آپ کا نام نماز میں لیتی تھی تو پھر۔ میں صرف آپ کا نام ترک کرتی ہوں؟ کا کیا معنی؟
(۱۰) اگر نماز میں آپ کا نام نہیں لیتی تو کونسا نام استعمال کرتی تھی؟

(۱۱) اگر کوئی نام ہی نہ لیتی تھی تو فقہ اہل حدیث اور فقہ حنفیہ کے مطابق بی بی کی وہ نماز درست تھی ؟

(۱۲) کیا سرور کونینؐ کی نبوت کا کلمہ پڑھ لینے کے بعد کسی امتی کو آپ پر اس قدر ناراض ہونے کا حق ہے کہ وہ آپ کا نام چھوڑ دے ؟

(۱۳) کیا کبھی کوئی دوسری ام المومنین بھی آپ سے ناراض ہوتی تھی ؟

(۱۴) اگر تاریخ میں کوئی اور ام المومنین ہے تو اس کا نام بتایا جائے ۔

(۱۵) اگر دوسری کوئی ام المومنین نہ مل سکے تو کیا یہ حق صرف بی بی کیلئے مخصوص تھا ؟

(۱۶) بی بی عائشہ سے جذباتی عقیدت سے بالا ہو کر ذرا سوچئے کہ بی بی کی سرور کونینؐ سے ناراضگی کی کیا حیثیت ہے ؟

(۱۷) ہاں ! بقول بی بی کے اپنے ۔ کہ میں آپ کا نام ترک کرتی ہوں ۔ ایام ناراضگی میں بی بی کلمہ بھی پڑھتی تھی یا نہیں ؟

(۱۸) اگر کلمہ پڑھتی تھی تو سرور کونینؐ کے نام ترک کرنے کا کیا معنی ؟

(۱۹) اگر کلمہ نہیں پڑھتی تھی تو کیا کہا جائے گا ؟

آپ خود سوچئے ۔ ہم تو نہ کچھ لکھ سکتے ہیں اور نہ ہی لکھنے کی برداشت ہے ۔

فصاحت و بلاغت میں جذبات

۷۵ ، جلد سوم　　　کتاب النکاح　　　صہ ۱۷　　　حدیث ۶۹

ھشام ابن عروہ عن ابیہ عن عائشۃ قالت قلت یا رسول اللہ أرأیت لو انزلت وادیا دفیہ شجرۃ قد أکلَ منھا ۔ ووجدت شجرًا لم یؤکل منھا فی ایھا کنت ترتع بعیرک قال فی الذی لم یُرتع منھا ۔

ترجمہ :۔ ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر آپ کسی ایسی وادی میں اتریں۔ جہاں دو قسم کے درخت ہوں۔ ایک ایسے درخت جن سے چرایا جا چکا ہو اور دوسرے ایسے درخت جن سے کچھ نہ چرایا گیا ہو۔ آپ اپنا اونٹ کون سے درخت سے چرائیں گے۔

آپ نے فرمایا۔ اس درخت سے جس سے کچھ نہ چرایا گیا ہو۔

محترم قارئین :

جو کچھ بی بی کہنا چاہتی ہے اور جس انداز میں بی بی نے اپنا مافی الضمیر پیش کیا ہے۔ آپ کے سامنے ہے۔ میرے خیال میں اس حدیث کی توضیح کے لئے مزید ضرورت نہیں۔ آپ خود سمجھ گئے ہوں گے۔

تعجب یہ ہے کہ :

سرور کونینؐ کی طرف سے بی بی کی باری پوری کرنے اور ام المومنین سودہ کے اپنی باری کے ہبہ کے باوجود بی بی عائشہ کو ان جذبات کے اظہار کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟

بس مزید خود سوچئے۔ میرے لئے کچھ اور لکھنا ناممکن ہے۔
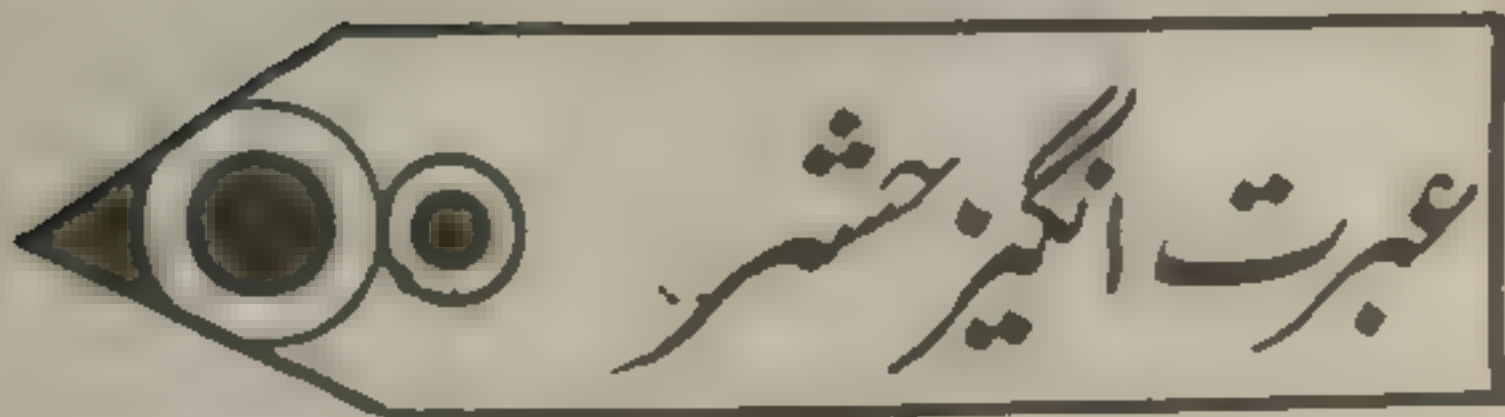
حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں۔ جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں۔

(سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد اول ص۲۴)

۷۶۔ جلد اول   کتاب الصیام   ص۱۱؎   حدیث ۱۸۸۱؎

ابو سہیل عن ابیہ عن عائشۃ ان رسول قال تحروا

لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان

ترجمہ:۔ ابو سہیل اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین نے فرمایا۔ شب قدر ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

۷۷۔ جلد اول   کتاب الصیام   ص۱۲؎   حدیث ۱۸۸۳؎

ہشام قال اخبرنی ابی عن عائشۃ عن النبیؐ قال

التمسوا۔

ترجمہ:۔ ہشام نے اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کی ہے کہ سرور کونین نے فرمایا (شبقدر) تلاش کرو۔

۷۸۔ جلد اول   کتاب الصیام   ص۱۲؎   حدیث ۱۸۸۴؎

ہشام ابن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان

رسول اللہ یجاور فی العشر الاواخر من رمضان

ویقول تحروا لیلۃ القدر فی العشر الاواخر

من رمضان۔

ترجمہ:۔ ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے شبقدر ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

۶۹۔ جلد اول کتاب الصیام ص۲۱۳ حدیث ۱۹۹۷

عن عبادة ابن صامت قال خرج النبي يخبرنا بليلة القدر فتلاحى رجلان من المسلمين فقال خرجت لاخبركم بليلة القدر فتلاحى فلان وفلان فرفعت وعسى ان يكون خيرًا لكم فالتمسوها في التاسعة والسابعة والخامسة ۔

ترجمہ :۔ عبادہ ابن صامت کہتا ہے کہ سرور کونین ہمیں شبقدر بتانے کے لئے گھر سے چلے (اسی اثنا میں) دو مسلمان آپسمیں اُلجھ پڑے ۔ آپ نے فرمایا۔ میں نکلا تو تھا کہ تمہیں شب قدر بتاؤں لیکن فلاں اور فلاں جھگڑنے لگے اور شب قدر میرے ذہن سے نکل گئی ۔ ممکن ہے اسی میں تمہاری بہتری ہو لہذا شب قدر نویں ، ساتویں اور پانچویں میں تلاش کرو۔

جائزہ :

کل چار احادیث ہیں ۔ تین تو ام المومنین عائشہ سے منقول ہیں ۔ جن میں سے دو کا راوی آپ کا بھانجا زادہ ہشام ابن عروہ ہے اور ایک ابو سہیل کے باپ سے ہے ۔

جبکہ حدیث ۱۹۹۷ ام المومنین عائشہ کی نہیں بلکہ عبادہ ابن صامت کی ہے لکھی اس لئے ہے کیونکہ اس میں شب قدر گم ہو جانے کی ذرا تفصیل ہے ۔

یہ ہیں ہمارے خاتم الانبیاء ۔ اللہ بھیجتا ہے جاؤ تبلیغ کرو ۔ میری مخلوق کو احکام بتاؤ ۔ ہمارے پیارے نبی گھر سے احکام بتانے چلتے ہیں ۔ راستہ میں حکم خد بھول جاتے ہیں ۔ پھر امت سے کہتے ہیں ——— لو دوستو ! چلا تو تھا تمہیں

علم خدا سے آگاہ کرنے لیکن راستہ میں بھول گیا۔ اب نشانی میں بتائے دیتا ہوں۔ تلاش خود کر لینا۔

گویا اب :-

شب قدر تلاش کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ذات احدیت نے جبرئیل کے ذریعہ سرورکونینؐ تک پہنچا دی۔ ذات احدیت کی ذمہ داری بھی ختم ہوگئی جبرئیل نے ڈیوٹی ادا کر دی اور سرورکونینؐ ابھی تک پہنچا نہ پائے تھے۔ کہ بھول گئے۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ۔

شب قدر میں کیا واقعا کوئی اہمیت ہے ؟

ا۔ اگر شب قدر میں کوئی اہمیت نہیں تو سرورکونینؐ کا بار بار یہ فرمانا کہ تلاش کرو۔ ڈھونڈو، چہ معنی دارد ؟

ب۔ اگر شب قدر میں کوئی اہمیت ہے تو پھر سرورکونینؐ سے ذات احدیت نے کوئی بازپرس کی یا نہیں ؟

ج۔ اگر آپ سے کوئی بازپرس ہوئی تو کب۔ کیسے اور کہاں ؟

د۔ اگر بازپرس نہیں ہوئی تو سرورکونینؐ نے اصحاب کو حکم جستجو دینے کی بجائے خود ذات احدیت سے رجوع کیوں نہ کیا ؟

ہ۔ خود اصحاب اور بی بی عائشہ نے یہ مشورہ کیوں نہ دیا کہ قبلہ آپ خود بھی مشقت اٹھا رہے ہیں۔ ہمیں بھی مشقت میں ڈال رہے ہیں۔ خود بھی تلاش شبقدر میں ماہ رمضان کے آخری دس دن مسجد میں گزارتے ہیں۔ ہم بھی مسجد میں گزار دیتے ہیں اور نہ آپ کو حاصل ہو رہی ہے۔ نہ ہمیں کچھ معلوم ہو رہا ہے۔ ذات احدیت ہی سے درخواست کر لیجئے وہی بتا دے۔ ؟

و۔ کیا شبقدر بھول جانے سے یہ گمان نہیں ہوتا کہ سرورِ کونینؐ دیگر احکامِ خداوندی بھی بھول جاتے ہوں گے۔

ز۔ کیا شبِ قدر کا بھول جانا سرورِ کونینؐ کے فرائضِ منصبی میں غفلت کے ذیل میں نہیں آئے گا؟

ح۔ اگر فرائضِ منصبی کی بجاآوری میں غفلت شمار ہو تو عہدۂ نبوت متاثر ہوگا یا نہیں؟

ط۔ اگر نہیں ہوگا تو کیوں؟

ی۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ مسجد میں جو دو اصحاب باہم تو تکار میں مصروف تھے عبادہ نے ان شریفوں کے نام بھی نہیں بتائے؟

ک۔ یہ بھی نہیں بتایا کہ ان کے لڑنے کی وجہ کیا تھی؟

ل۔ یہ بھی نہیں بتایا کہ ان کی لڑائی سے جو اتنا بڑا حکمِ الٰہی سرورِ کونینؐ بھول گئے پھر ان کی لڑائی کا نتیجہ کیا ہوا؟

م۔ ان کی لڑائی میں سرورِ کونینؐ نے کوئی دلچسپی لی یا نہ؟

ن۔ کیا مسجد میں باہمی تو تکار مسلمانوں کا معمول تھی؟

اہم مسئلہ:

مولانا صادق حسین صاحب خطیب جامعہ مسجد غلہ منڈی اور سرپرست خدام حق جارہ عشرۂ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ کے فوراً بعد چوبیس صفحات پر مشتمل ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے، شیعہ اثنا عشریہ کے کفر و ارتداد کے متعلق علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ۔

اس میں دیگر اسباب کفر کے علاوہ ایک سبب یہ بھی بتایا ہے کہ شیعہ بدا۔ کے قائل ہیں اور کافر ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ پڑھ لیجئے۔ پمفلٹ ص ۱۵

آخری دو سطر ہیں۔

دوسرا کفر شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بدا ہو جایا کرتا ہے۔ یعنی علم الہٰی میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عواقب امور سے جاہل ہیں۔ (معاذاللہ)

یہ مولینا کے الفاظ ہیں۔

ملاحظہ فرمالیا ہے آپ نے بھی ——— اب ذرا اس عبارت کو دیکھنے کے بعد۔ انہی احادیث شبقدر کو بھی ملاحظہ فرمالیجیئے۔

شبقدر جس کا تذکرہ ذات احدیت نے سورہ انا انزلنٰہ میں یوں فرمایا ہے کہ۔ ایک شبقدر ہزار ماہ پر بھاری ہے۔ ظاہر ہے ذات احدیت ہی نے سرور کونین کو بتائی ہوگی کہ ماہ رمضان میں فلاں شب شبقدر ہے اور یہ بھی ملے ہے کہ ذات احدیت ہی نے سرور کونین کو بھی اجازت دی ہوگی کہ جا اور اپنی امت کو بھی بتا دے۔ اب جو سرور کونین بتانے چلے تو آپ کے ذہن سے شبقدر اٹھالی گئی ——— ذرا پڑھیئے ناں۔ عبادہ کی حدیث فرماتے ہیں۔ فَرُفِعَتْ پس اٹھالی گئی۔

اب سرور کونین سے اٹھانے والا کون ہو سکتا ہے؟ (۱) ذات احدیت (۲) شیطان

اگر سواد اعظم بھائی یہ بات مان لیں تو انہیں اختیار ہے کہ اٹھانے والا شیطان تھا۔ ہم شیعہ اثنا عشریہ تو یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ شیطان سرور کونین پر مسلط ہو سکے اور ہم اپنا یہ عقیدہ قرآن کریم کی قطعی نصوص سے ثابت کر سکتے ہیں۔

اب دوسری صورت رہی۔ شبقدر ذہن نبی سے ذات احدیت نے اٹھالی۔ بھلا اب بتائیے۔

جب امت کو بتانے کی اجازت مل چکی تھی کیا اس وقت علم الہٰی اور تھا؟ اور جب بتانے کی اجازت سلب کرنے کی بجائے خود علم شبقدر سرور کونین

سے لے لیا تو اس وقت علم الٰہی ادر ہو گیا یا نہیں ؟

اگر علم الٰہی بدل گیا تو مان لو۔ یہ بدأ ہے اور اگر علم الٰہی نہیں بدلا تو پھر علم شبقدر ذہن رسول سے کیوں اٹھا لیا گیا ؟

علاوہ ازیں۔

ایک مرتبہ پھر حدیث عبادہ میں غور فرمائیں سرور کونین فرماتے ہیں۔

عسیٰ ان یکون خیرًا لکم ممکن ہے تمہاری بہتری اسی میں ہو۔

جب ذات احدیت کی اجازت سے سرور کونینؐ مسلمانوں کو شب قدر سے آگاہ کرنے چلے تھے۔ اس وقت علم الٰہی کے مطابق۔ مسلمانوں کو شب قدر بتا دینے میں بہتری تھی۔

اور جب ذاتِ احدیت نے علم شب قدر ذہن رسولؐ سے اٹھا لیا۔ تو اس وقت مسلمانوں کی بہتری شب۔ قدر سے لاعلم ہونے میں ہو گئی۔ کیا یہی بدا نہیں ؟ کیا بخاری کی ان احادیثِ صحیحہ نے شیعہ مسلک ثابت نہیں کر دیا۔

یہ تو تھا ایک الزامی جواب جو ان احادیث کے سلسلہ میں سامنے آگیا اور راقم الحروف نے گزارش کر دی۔ ویسے مسئلہ بدا کے متعلق انشاء اللہ فتویٰ کا مفصل جواب شائع ہونے پر آپ کو مل جائے گا۔ یہ ایک علمی مسئلہ ہے۔ بیچارے صادق حسین صاحب کیا جانیں کہ

تغیر و تبدل علم کا مفہوم کیا ہے ؟

آخری سوال :

ا۔ جب بقول سرور کونینؐ ہماری بہتری ہی اسی میں تھی کہ آپ کے ذہن سے شبقدر کا علم اٹھا لیا جائے اور ہمیں معلوم نہ ہو۔ تو۔

پھر بی بی عائشہ کی تین احادیث اور عبادہ ابن صامت کی حدیث میں سرور کونینؐ کے اس ارشاد گرامی کا کیا مطلب کہ : تلاش کرو ۔ ڈھونڈو ؟

ب ۔ جب سرور کونینؐ کی زندگی تک شب قدر معین نہ ہو سکی تو پھر آپ کے بعد ستائیس ماہ رمضان کی شب کو کیسے شب قدر بنا لیا گیا ؟ کب یہ شب قدر بنی ؟ کس نے بنائی ؟ اور کیوں بنائی ؟

میرے خیال میں تو خلیفۂ چہارم حضرت علیؑ کی خبر شہادت شام میں پہنچنے کے بعد امت مسلمہ کے ماموں جان نے ۔ شہادت علیؑ کی خوشی منانے کی خاطر ایک ترکیب نکالی تھی ۔ کیونکہ مقصد جشن منانا تھا اور جشن شہادت علیؑ کے نام پر منایا نہیں جا سکتا تھا ۔ شب قدر کے نام پر منا لیا گیا ۔ ورنہ جس رات کو سرور کونینؐ تمام زندگی تلاش کرتے رہے اور نہ مل سکی ۔ آپ کے بعد وہ رات کیسے ہاتھ آگئی ؟

- اور ستائیسویں ماہ رمضان کا جشن شہادت علیؑ بالکل اسی طرح ہے جس طرح آج امت مسلمہ ۱۲ ربیع الاوّل کو جشن میلاد مناتی ہے ۔
- ہمارے شیعہ اثنا عشریہ کے ہاں تو سرور کونینؐ کی تاریخ ولادت ۱۷ ربیع الاوّل ہے ۔ آپ کی تاریخ شہادت ۲۸ صفر ہے ۔ ہم شیعہ تو ۲۸ صفر کو آپ کی شہادت اور ۱۷ ربیع الاوّل جشن میلاد منا لیتے ہیں ۔

- لیکن سواد اعظم کے نزدیک ــ یوم ولادت اور یوم وفات دونوں ۱۲ ربیع الاوّل ہیں ۔
- ولادت تریسٹھ برس قبل تھی ۔ وفات تریسٹھ برس ـــــ بعد میں ہوتی ہے ۔
- وقت ولادت کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ بچہ آگے چل کر کیا بننے والا ہے جبکہ وقت وفات دنیا آپ کے نام کا کلمہ پڑھ رہی تھی ۔
- ولادت کی مسرت بجا سہی لیکن وفات کا قلق اور غم کہیں زیادہ ہوتا ہے ۔
- اسی صحیح بخاری میں احادیث وفات سرورِ کونینؐ کے ذیل میں آپ آگے چل کر دیکھیں گے کہ اصحاب پر آپ کی وفات کا اتنا شدید اثر ہوا کہ
- حضرت علیؓ پر سکتہ کی حالت طاری ہو گئی ۔ حضرت عمرؓ اتنا مضطرب ہوئے کہ آپ کو آپ کی وفات کا یقین ہی نہ آتا تھا ۔ حضرت ابوبکرؓ آیات الٰہی کی تلاوت کرتے تھے ۔
- جب اصحاب کا یہ حال تھا تو امت کے لئے بھی تو کچھ ہونا چاہئیے تھا ۔ لیکن آج امت مسلمہ نے سرورِ کونینؐ کے یوم وفات کو ایک

بہت بڑے جشن سے بدل ڈالا ہے۔ گویا امت سرورِ کونینؐ کی وفات پر خوش ہوتی ہے۔

میرے ذاتی خیال کے مطابق :

جشنِ میلادالنبی۔ ولادت سرورِ کونینؐ کا جشن نہیں ہوتا۔ بلکہ حضرت ابوبکر کی تاجپوشی کا جشن ہوتا ہے۔

اگر یہ جشنِ میلاد ہی ہوتا تو سال کے باقی ۳۶۴ دنوں میں سے کسی دن کو منتخب کر کے سرورِ کونینؐ کی وفات کا دن بھی تو منایا جاتا۔ جس میں امتِ مسلمہ اپنے محسنِ اعظمؐ کے جُدا ہونے پر اظہارِ رنج و غم کرتی۔

اُمّ المومنین کا

اذنِ جہاد

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے
یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہات
مسائل ہیں۔ (سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد اوّل ص۲۴)

۸۰ - جلد اوّل　　ابواب العمرۃ　　ص ۲۶۶　　حدیث ۱۰۲۲

عائشۃ بنت طلحۃ عن عائشۃ قالت قلت یارسول الله -

الا نغزو و نجاھد معکم؟ فقال ولکن احسن الجهاد واجمله الحج

ترجمہ:- عائشہ بنت طلحہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتی ہے. کہ میں نے عرض کیا　　یارسول اللہ کیا ہم (عورتیں) آپ کے ساتھ (شانہ بشانہ) جہاد نہ کریں؟

آپ نے فرمایا. (تمہارا) حسین وجمیل جہاد حج ہے۔

۸۱ - جلد دوم　　کتاب الجہاد　　ص ۵۶　　حدیث ۵۳

عائشہ بنت طلحۃ عن عائشۃ قالت یارسول الله -

نری الجهاد افضل العمل افلا نجاھد؟ قال لکن افضل الجهاد حج مبرور -

ترجمہ:- عائشہ بنت طلحہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتی ہے کہ اس نے عرض کی۔

یارسول اللہ! ہم تو جہاد کو افضل العمل سمجھتے ہیں کیا ہم آپ کے ساتھ (دوش بدوش) جہاد نہ کریں؟

آپ نے فرمایا۔ بلکہ (تمہارے لئے) افضل ترین جہاد حج مبرور ہے۔

۸۲ - جلد دوم　　　کتاب الجہاد　　　صفحہ ۸۵　　　حدیث ۱۳۹

عائشة بنت طلحة عن عائشة : قالت استاذنت النبیؐ

فی الجهاد - فقال جهادکن الحج -

ترجمہ :- عائشہ بنت طلحہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتی ہے کہ

میں نے سرور کونینؐ سے جہاد کی اجازت مانگی۔

آپ نے فرمایا۔ تمہارا جہاد حج ہے۔

۸۳ - جلد دوم　　　کتاب الجہاد　　　صفحہ ۸۶　　　حدیث ۱۴۰

عائشه بنت طلحة عن عائشة ساله نسائه عن

الجهاد فقال نعم الجهاد الحج -

ترجمہ :- ازواج نبیؐ نے سرور کونینؐ سے اذن جہاد مانگا۔ آپ نے فرمایا۔

(تمہارا) بہترین جہاد حج ہے۔

جائزہ :

(۱) ہر چہار احادیث کی راویہ تنہا عائشہ بنت طلحہ ہے۔

(۲) تین احادیث میں اذن جہاد ام المومنین عائشہ خود مانگتی ہیں۔

(۳) ایک حدیث میں اذن جہاد امہات المومنین خود مانگتی ہیں۔ ام المومنین صرف

ان کے سوال اور سرور کونینؐ کے جواب نقل کر دیتی ہیں۔

انداز احادیث سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ

ا۔ پہلے دو مرتبہ بی بی عائشہ نے سیدھے سادے انداز میں اذن جہاد

مانگا ہوگا۔

ب۔ تیسری مرتبہ بی بی نے جہاد کے فضائل سنا کر سرور کونینؐ سے اذن جہاد

مانگا۔

ج۔ سرورِ کونین کی مسلسل نفی کے بعد بی بی نے اپنے گروپ کی ازواج نبی کو اذن جہاد مانگنے پر آمادہ کیا ہوگا اور خود خاموشی سے سرورِ کونین کے جواب کا انتظار کیا ہوگا۔

سرورِ کونین کا جواب تو آپ نے دیکھ ہی لیا ہے ہر مرتبہ ایک سے ہے اور وہ ہے۔ تمہارا جہاد حج ہے۔

کونسا جہاد:

میرے سادہ لوح اور خوش عقیدہ قارئین ممکن ہے آپ کو علمائے کرام یہ باور کرانے کی کوشش کریں کہ بی بی عائشہ تلوار بدست نیزہ ببغل۔ ڈھال بپشت خود بسر، زرہ بجسم اور گھوڑا زیرِ راں، مردوں کی طرح میدان جنگ میں مقابلہ کی اجازت نہیں مانگ رہی۔ بلکہ

بی بی کی مراد مجاہدین کی خدمت، مجروحین کی مرہم پٹی اور پیاسوں کو پانی پلانا ہے تو گذارش یہ ہے کہ اس نظریہ کو خود امام بخاری کے مترجمین نے غلط کر دیا ہے۔ سابقاً احادیث تماشہ بینی میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ مترجمین نے حبشیوں کے کھیل تماشہ کو جنگی کرتبوں سے تعبیر کیا ہے۔

اور حال ہی میں مولانا نور الحسن بخاری نے۔ علامہ حسین بخش صاحب کی ترجمہ کتاب "مناظرہ بغداد" کے جواب میں "اصحاب رسول" نامی ایک کتابچہ شائع کیا ہے۔ جس میں موصوف نے حبشیوں کے مسجد میں کھیل تماشہ کو جنگی مشقوں سے تعبیر کیا ہے؟

ان دو نظریات کی بنیاد پر بی بی عائشہ کا مجاہدین کی خدمت کی اجازت مانگنا بے جوڑ سا لگتا ہے۔ کیونکہ سرورِ کونین بی بی کو جنگی مشقیں دکھاتے ہیں اور بی بی،

مجاہدین کی خدمت کا اذن مانگتی ہے۔

علاوہ ازیں، انشاء اللہ اسی نظام مصطفیٰ کے حصہ دوم میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ بی بی سے مروی احادیث انکی نیں امام بخاری نے بی بی کی اپنی زبانی اس خیال کو مسترد کر دیا ہے کہ اذن جہاد سے مراد ——— مجاہدین کی خدمت تھی۔ کیونکہ مجاہدین کی خدمت کے لئے تو سرور کونینؐ اور دیگر صحابہ اپنی ازواج کو لے جاتے تھے۔

لہٰذا: ان چار احادیث میں جس جہاد کی اجازت بی بی مانگ رہی ہے وہ ہے صرف اور صرف؛ گھڑ سواری، نیزہ بازی، تلوار زنی اور تیر اندازی اور یہ سب کچھ بی بی کے سپاہیانہ جذبات اور جنگجویانہ تصورات کی عکاسی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو جنگ جمل میں

- امت مسلمہ کے صحیح اور منتخب خلیفہ چہارم حضرت علیؑ کے خلاف جنگ کا آغاز نہ کرتیں
- سرور کونینؐ کی صریح اور واضح ممانعت کے باوجود امت مسلمہ میں دروازہ جنگ نہ کھولتیں۔
- جمہوری اصول کے مطابق چنے گئے خلیفہ کے خلاف مسلح لشکر کشی کا راہ نہ دکھاتیں۔
- جنگ صفین اور جنگ نہروان کی بنیاد نہ رکھتیں۔
- اور امت مسلمہ کے مسلمہ مصلح اعظم، فرزند رسول، امام حسن کے جنازہ پہ تیر نہ چلاتیں۔

عذر لنگ:

ممکن ہے محراب و منبر کے اجارہ دار یہ عذر پیش کریں کہ جنگ جمل بی بی کی اجتہادی غلطی تھی۔ جس طرح علامہ قوشجی نے، عمر صاحب کی حرمت متعہ اور اذان میں حی علی خیر العمل، پر پابندی لگانے کے جواب میں کہا ہے۔ سرور کونینؐ کے اجتہاد سے اجتہاد عمر کا تصادم ہے اور یہ کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ دو مجتہد آپس میں مختلف ہو سکتے ہیں

راقم الحروف نے اپنے کتابچہ، جواز متعہ میں انتہائی تفصیل سے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ بی بی کا جنگ جمل اور عمر کا متعہ اور اذان میں حی علی خیر العمل پہ پابندی عائد کرنا ———

دو مجتہدوں کا اختلاف رائے نہیں۔
بلکہ یہ نص اور اجتہاد کا تصادم ہے۔

○ سرورِ کونین نبیؐ ہیں۔ بی بی اور عمر صاحب امت ہیں۔
○ قول نبی نص کہلاتا ہے کیونکہ نبی کا تعلق براہ راست ذات احدیت سے ہوتا ہے جبکہ امتی کا قول اجتہاد کہلاتا ہے۔ امتی اقوال نبی کی روشنی میں اجتہاد کرتا ہے۔
○ نص کے مقابلہ میں اجتہاد کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔
○ جہاں بھی نص کے مقابلہ میں اجتہاد آئے گا۔ نص کو قبول کیا جائے گا اور اجتہاد کو ٹھکرا دیا جائے گا۔

اب۔ اس نص اور اجتہاد کے مختصر سے فرق کے بعد بتلا بتائیں۔

① بی بی عائشہ کا جنگِ جمل میں خلیفہ وقت کے خلاف نبرد آزمائی امام بخاری کی نقل کردہ گذشتہ چار احادیث صحیحہ کی خلاف ورزی نہیں؟
② اگر خلاف ورزی نہیں تو اسے کیا کہا جائے گا؟
③ کیا ارشاد رسول حکم خدا نہیں؟
④ کیا فرمانِ مصطفیٰؐ کی توہین نہیں؟
⑤ کیا زوجۂ مصطفیٰؐ کا بنفس نفیس میدان جدال میں آکر امت مصطفیٰؐ کو دو لخت کر کے ایک فریق کی کمان کرنا۔ نظام مصطفیٰؐ اور مقام مصطفیٰؐ دونوں کی توہین نہیں؟

خدیجہ سے حسد

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں۔ (سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد اول ص ۲۴)

۸۴ - جلد دوم کتاب الانبیاء ص۳۶۴ حدیث ۱۰۰۳

هشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت ماغرت علی
امرأۃ للنبیؐ ماغرت علی خدیجۃ - هلکت قبل
ان یتزوجنی النبیؐ لما کنت اسمعه یذکرها
وامرہ اللہ ان یبشرها ببیت من قصب -

ترجمہ :- ہشام اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھے ازواج نبی میں سے کسی زوجہ سے اتنی غیرت نہیں آئی جتنا ام المومنین خدیجہ سے - حالانکہ میری شادی سے قبل وہ فوت ہو چکی تھی اور اللہ نے سرورِ کونین کو بھی حکم دیا تھا کہ ام المومنین خدیجہ کو جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے محل کی بشارت سنا دو۔

۸۵ - جلد دوم کتاب الانبیاء ص۳۶۴ حدیث ۱۰۰۵

هشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت ماغرت علی احد
من نساء النبی ماغرت علی خدیجۃ وما رأیتها
لکن کان النبی یکثر ذکرها وربما ذبح الشاۃ ثم
یقطعها اعضاء ثم یبعثها فی صدائق خدیجہ فربما
قلت کانه لم تکن فی الدنیا امرأۃ الا خدیجۃ فیقول
انها کانت وکان لی فیها ولد -

ترجمہ :- ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ ازواج نبی میں سے مجھے کسی زوجہ سے اتنی غیرت نہیں آئی جتنا ام المومنین خدیجہ

ہے۔ حالانکہ میں نے اسے دیکھا بھی نہ تھا۔ البتہ سرورِ کونینؐ ام المومنین خدیجہ کا تذکرہ اکثر فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات آپ بکری ذبح فرماتے اس کے اعضاء کاٹ کر ام المومنین خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ بسا اوقات میں کہہ بیٹھتی گویا دنیا میں خدیجہ سے سوا کوئی عورت ہی نہیں۔ آپ فرماتے خدیجہ ہی سے میری اولاد ہے۔

۸۶۔ جلد دوم کتاب الانبیاء ص۴۳۶ حدیث ۱۰۰۴

هشام عن ابيه عن عائشة قالت ماغرت على امرأة ماغرت على خديجة من كثرة ذكر رسولؐ الله اياها قالت وتزوجنى النبىؐ بعدها بثلاث سنين وامره عز وجل اوجبريل ان يبشرها ببيت فى الجنة من قصب۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھے کبھی کسی عورت سے اتنی غیرت نہیں آئی جتنی خدیجہ سے۔ کیونکہ سرورِ کونینؐ کثرت سے خدیجہ کا ذکر کرتے تھے۔ حالانکہ خدیجہ کے تین برس بعد سرورِ کونینؐ نے مجھ سے شادی کی اور آپ کو اللہ۔ یا۔ جبرئیل نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ خدیجہ کو موتیوں سے بنے ہوئے محل کی جنت میں بشارت دیدیں۔

۸۷۔ جلد سوم کتاب النکاح ص۱۲۲ حدیث ۲۱۳

هشام اخبرنى ابى عن عائشة انها قالت ماغرت على امرأة من نساء النبىؐ كما غرت على خديجة بكثرة ذكر رسول اللهؐ اياها وثنائه عليها وقد اوحى

الی رسول اللہ یبشرہا ببیت فی الجنۃ من قصب۔

ترجمہ :۔ ہشام نے اپنے باپ عروہ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کی ہے کہ مجھے ازواج نبی میں سے کسی زوجہ پر اتنی غیرت نہیں آئی۔ جتنی ام المومنین خدیجہ سے۔ کیونکہ سرورکونینؐ اکثر ام المومنین خدیجہ کا تذکرہ اور تعریف کرتے تھے۔ حالانکہ اللہ نے بذریعہ وحی سرورکونینؐ کو فرمایا تھا۔ کہ ام المومنین خدیجہ کو جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے محل کی بشارت سُنا دے۔

۸۸۔ جلد سوم کتاب الآداب صـ۳۶۲ حدیث ۹۲۲

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت ما غرت علی امرأۃ ما غرت علی خدیجۃ ولقد ھلکت قبل ان یتزوجنی بثلاث سنین لما کنت اسمعہ یذکرھا ولقد امرہ ربہ ان یبشرھا ببیت فی الجنۃ من قصب وان کان لیذبح الشاۃ ثم یھدی فی خلتھا منھا۔

ترجمہ :۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھے کبھی کسی عورت سے اتنی غیرت نہیں آئی۔ جتنا ام المومنین خدیجہ سے حالانکہ میری شادی سے تین برس قبل اس کی وفات ہو چکی تھی۔ کیونکہ میں سرورکونینؐ سے اکثر اس کا ذکر سنتی تھی اور اللہ نے سرورکونینؐ کو حکم دیا تھا کہ ام المومنین خدیجہ کو جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے محل کی بشارت سُنا دے۔ بعض اوقات سرورکونینؐ بکری ذبح کرتے اور ام المومنین خدیجہ کی سہیلیوں میں بانٹ دیتے تھے۔

هشام عن ابيه عن عائشة قالت ما غرت على امرأة ما غرت على خديجة ولقد امره ربه ان يبشرها ببيت فى الجنة۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھ کو کبھی کسی عورت سے اتنی غیرت نہیں آئی، جتنا ام المومنین عائشہ سے حالانکہ سرورِ کونین کو اللہ نے حکم دیا ہوا تھا کہ ام المومنین خدیجہ کو جنت میں مکان کی خوشخبری سنا دے۔

جائزہ:

① تمام احادیث کا راوی تنہا عروہ ابن زبیر ہے۔

② سرورِ کونین کی ام المومنین عائشہ سے شادی ام المومنین خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد ہوئی۔

③ سرورِ کونین ام المومنین خدیجہ کا تذکرہ بی بی عائشہ کی قوت برداشت سے زیادہ فرماتے ہیں۔

④ بی بی عائشہ سرورِ کونین پر اعتراض کرتی ہے

⑤ سرورِ کونین فرماتے ہیں کہ خدیجہ میری نسل کی امینہ تھی۔

⑥ سرورِ کونین بحکم خدا ام المومنین خدیجہ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

⑦ سرورِ کونین ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کی یاد منانے کے بطور بکری ذبح کرتے ہیں اور ام المومنین خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجتے ہیں۔

غیرت کیوں؟

خود بی بی عائشہ نے ام المومنین خدیجہ سے غیرت کے جو اسباب بتلائے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) بی بی کے لئے سرور کونین کی زبانی ام السادات خدیجہ الکبریٰ کی تعریف ناقابل برداشت تھی۔

(۲) بی بی کے لئے سرور کونین کی زبانی ام السادات خدیجۃ الکبریٰ کا کثرت سے تذکرہ ناقابل برداشت تھا۔

(۳) بی بی کے لئے ام السادات خدیجۃ الکبریٰ کی اولاد کا وجود بصورت حضرت فاطمہ ناقابل برداشت تھا۔

(۴) بی بی عائشہ کی اپنی آغوش کا خالی رہنا ام السادات خدیجۃ الکبریٰ سے موجب غیرت تھا۔

(۵) خداوند عالم کا سرور کونین کو ام السادات خدیجہ کے لئے بشارت کا حکم دینا بی بی عائشہ کے لئے موجب غیرت تھا۔

(۶) سرور کونین کا ام السادات خدیجۃ الکبریٰ کی سہیلیوں کو گوشت بھیجنا باعث غیرت تھا؟

(۷) بی بی عائشہ کا احساس کمتری سبب غیرت تھا۔

(۸) سرور کونین کا ام المومنین خدیجہ کی زندگی میں دوسری شادی نہ کرنا اور ام المومنین عائشہ کی زندگی میں آٹھ بیویاں اور کر لینا بھی باعث غیرت تھا۔

رشک یا حسد :

ممکن ہے آپ تصدیق احادیث کے لئے بخاری شریف دیکھیں اور ترجمہ میں آپ کو غیرت کا لفظ نظر نہ آئے بلکہ غیرت کی جگہ قاری عادل خان کا ترجمہ۔ رشک نظر آئے اور آپ مجھ غریب پر برسنے لگیں تو آئیے ابھی سے میں خود ہی یہ معاملہ بھی صاف کر دوں تاکہ اشتباہ نہ رہے۔

تمام احادیث میں بی بی فرماتی ہیں : ماغِرْتُ - قاری عادل صاحب نے معنی کیا ہے۔ میں نے رشک نہیں کیا۔ جبکہ راقم الحروف نے معنی کیا ہے۔ میں نے غیرت نہیں کی۔ قاری صاحب کو چونکہ بے انتہا عقیدت تھی۔ اس لئے عقیدت ان کے علم پر غالب آگئی اور انہوں نے مذکورہ ترجمہ کیا ہے جبکہ راقم الحروف کو سرورِ کونینؐ کی نسبت سے عقیدت تو ضرور ہے لیکن میری عقیدت میرے علم اور دیانت میں حائل نہیں ہوگی۔

آئیے ذرا پہلے رشک اور حسد میں امتیاز کرلیں پھر میں آپ سے پوچھوں گا کہ بتائیں معنی میرا درست ہے یا قاری صاحب کا۔

(۱) رشک میں محبت ہوتی ہے۔ حسد میں نفرت ہوتی ہے۔
(۲) رشک میں اُنس ہوتا ہے۔ حسد میں رقابت ہوتی ہے۔
(۳) رشک میں اپنے لئے بھی اس چیز کی خواہش کی جاتی ہے جو دوسرے کے پاس ہو۔

جبکہ حسد میں دوسرے سے چھن جانے کی خواہش ہوتی ہے خواہ آپ کو کچھ ملے یا نہ ملے۔

اس امتیاز کے بعد اب ذرا احادیث میں غور فرمائیے۔

- جلد دوم ص۱۰۰۳، اور جلد ص۹۴۲ میں بی بی فرماتی ہے۔
- ھلکت قبل ان یتزوجنی النبی۔ سرورِ کونینؐ کے ساتھ میری شادی سے قبل خدیجہ ہلاک ہو چکی تھی۔ ذرا عربی زبان کی وسعت اور بی بی عائشہ کی فصاحت وبلاغت کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ بی بی کے ان الفاظ میں رشک ہے یا حسد۔
- نہ تو عربی زبان کا دائرہ تنگ ہے اور نہ ہی بی بی کے پاس ذخیرۂ الفاظ کی کمی ہے۔ لیکن وفات ام السادات خدیجہ کا تذکرہ کرتی ہیں۔ لفظ، ہلاکت سے اب بتائیے۔ یہ حسد ہے یا رشک ؟
- مجھ جیسا عربی ناآشنا شخص بھی لفظ ہلاکت استعمال کئے بغیر کئی الفاظ کے ساتھ وفات خدیجہ کا تذکرہ کر سکتا ہے اگر بی بی میں حسد نہ ہوتا اور رشک ہوتا تو۔
- مضت قبل ان یتزوجنی۔ میری شادی سے قبل گزر چکی تھی۔
- خلت قبل ان یتزوجنی۔ " " " "
- توفت قبل ان یتزوجنی " " " " وفات پا چکی تھی۔

وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ازیں سابقاً "حسد کیوں ؟" کے زیرِ عنوان اسبابِ حسد بھی عرض کئے جا چکے ہیں۔ جن میں سے زیادہ بی بی کے اپنے بیان کردہ ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ قاری صاحب کے قلم پر حقیقت کی نسبت عقیدت غالب آگئی۔

تین برس :

ایک مرتبہ پھر حدیث ص۱۰۰۴ میں اور ص۹۴۲ میں غور فرمائیے۔ بی بی فرماتی ہیں۔

وفات ام السادات خدیجۃ الکبریٰ اور میری شادی میں تین برس کا فاصلہ تھا۔ آئیے ذرا سا تجزیہ کر لیں کہ یہ کیا بات ہے؟

- مسلمہ تاریخ کے مطابق ام السادات خدیجۃ الکبریٰ کی رحلت نبوت کے چھٹے برس ہوئی۔
- سرورِ کونینؐ نے مکہ سے ہجرت نبوت کے تیرھویں برس میں کی۔
- ام المومنین عائشہ کا عقد نبوت کے گیارہویں برس ہوا۔
- ام المومنین عائشہ کی رخصتی ہجرت کے پہلے یا دوسرے برس ہوئی۔
- اگر ام المومنین عائشہ کی شادی سے مقصود عقد ہے تو بی بی کے عقد اور وفات خدیجۃ الکبریٰ میں فاصلہ پانچ برس بنتا ہے۔

بہرصورت راقم الحروف، تو ان احادیث میں بی بی کی بتائی گئی مدت کی تردید کر سکتا ہے نہ تائید یہ مورخین کا کام ہے وہ خود فیصلہ کریں گے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

نتیجہ:

ام المومنین عائشہ کی اپنی بیان کردہ احادیث کی رو سے جو بات ہماری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ سرورِ کونینؐ اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک ام السادات خدیجۃ الکبریٰ کو بھولے نہیں تھے اور آپ کبھی کبھار یادِ خدیجہ میں بکری تک ذبح کر لیتے تھے۔

گویا ام السادات خدیجۃ الکبریٰ کی یاد منانا اور خدیجہ الکبریٰ کا کثرت سے تذکرہ کرنا، سنت رسولِ اعظم ہے اور یہ کہ

کنواری ام المومنین عائشہ کی نسبت نگاہِ رسالت میں۔ بقول سوادِ اعظم بیوہ

ام السادات خدیجۃ الکبریٰ کا مقام زیادہ تھا اور یہی احساس سرور کونینؐ ام المومنین کو دلاتے رہتے تھے۔ کہ

- یہ درست ہے تو کنواری ہے لیکن بے اولاد ہے۔ اور
- یہ درست ہے خدیجہ بیوہ (بقول سواد اعظم) تھی لیکن صاحب اولاد تھی اور میری نسل کی بقا اسی کی بدولت تھی۔

اب کیا اپنے نام کے ساتھ اہل سنت والجماعت کا سابقہ یا لاحقہ لگانے والے بتا سکتے ہیں کہ وہ سنت رسول یعنی: بکثرت ذکر ام السادات خدیجۃ الکبریٰ اور تعریف وثنائے خدیجۃ الکبریٰ کیوں نہیں کرتے؟

اُن کی محافل میں جناب خدیجۃ الکبریٰ کا تذکرہ کیوں نہیں ہوتا۔

کیا شیعہ کے لئے کفر و ارتداد کا فتویٰ شائع کرنے والے بتا سکتے ہیں کہ وہ ام المومنین عائشہ کی اس بتائی گئی سنت سے کیوں منحرف ہیں؟

کیوں اپنے عوام کو سرور کونینؐ کی اس سنت سے آگاہ نہیں کرتے؟

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں۔ (سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد اوّل صہ ۱۲)

۹۰ ۔ جلد اوّل کتاب الوضوء صـ ۱۶۲ حدیث ۱۹۵

عبداللہ ابن عتبہ ان عائشۃ قالت لما ثقل النبیؐ
واشتدبہ وجعہ استاذن ازواجہ فی ان یمرض
فی بیتی فاذنن لہ فخرج بین رجلین تخط
رجلاہ فی الارض بین عباس و رجل آخر - قال
عبداللہ فاخبرت عبداللہ ابن عباس فقال أتدری
من الرجل الآخر ؟ قلت لا - قال ھو علی
ابن ابی طالب -

ترجمہ :- عبداللہ ابن عتبہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ
جب زیادہ بوجھل ہو گئے ۔ اور مرض بڑھ گیا تو آپ نے اپنی ازواج سے
میرے گھر عیادت کی اجازت مانگی ۔ ازواج نے آپ کو یہ اجازت دیدی
چنانچہ آپ دو مردوں کے درمیان نکلے آپ کے قدم زمین پر گھسٹتے
ہوئے جاتے تھے ایک عباس تھا اور دوسرا اور مرد تھا ۔
عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ ابن عباس کو یہ حدیث سنائی تو اس
نے کہا ۔ کیا تجھے دوسرا آدمی معلوم ہے کون تھا ؟ میں نے کہا نہیں ۔
تو عبداللہ ابن عباس نے کہا وہ علی ابن ابی طالب تھا ۔

۹۱ ۔ جلد اوّل کتاب الاذان صـ ۳۰۲ حدیث ۶۳۰

عبیداللہ ابن عبداللہ قال قالت عائشۃ لما ثقل
النبیؐ واشتد وجعہ استاذن ازواجہ ان یمرض

فی بیتی فاذن لہ فخرج بین رجلین تخط رجلاہ
الارض وکان بین العباس وبین رجل آخر قال
عبیداللہ فذکرت ذلک لابن عباس ما قالت عائشۃ
فقال لی أوتدری من الرجل الذی لم تسم عائشۃ
قلت لا قال ھو علی ابن ابی طالب۔

ترجمہ:۔ عبیداللہ ابن عبداللہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ جب سرور کونین ؐ بوجھل ہوئے اور آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے دیگر ازواج سے میرے گھر میں عیادت کی اجازت مانگی جو دیدی گئی چنانچہ آپ عباس اور دوسرے شخص کے درمیان نکلے آپ کے قدم زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ عبیداللہ کہتا ہے میں نے عبداللہ ابن عباس کے سامنے یہ تذکرہ کیا تو اس نے پوچھا کیا۔ کیا وہ شخص جانتا ہے جس کا نام بی بی عائشہ نے نہیں لیا۔ میں نے کہا نہیں تو عبداللہ کہنے لگے کہ وہ علی ابن ابی طالب تھا۔

۹۲۔ جلد اوّل کتاب الھبہ ص ۸۹۱ حدیث ۲۴۰۵

عبیداللہ ابن عبداللہ عائشہ قالت لما ثقل النبیؐ فاشتد
وجعہ استاذن ازواجہ ان یمرض فی بیتی فاذن لہ
فخرج بین رجلین تخط رجلاہ الارض وکان بین
العباس وبین رجل آخر فقال عبیداللہ فذکرت
لابن عباس ما قالت عائشۃ وقال لی ھل تدری
من الرجل الذی لم تسم عائشۃ۔ قلت لا ۔ قال
ھو علی ابن ابی طالب۔

ترجمہ :۔ عبیداللہ ابن عبداللہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سرور کونینؐ بوجھل ہوئے اور آپ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے دیگر ازواج سے اجازت مانگی کہ عیادت میرے گھر کی جائے۔ ازواج نے آپ کو اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ عباس اور دوسرے شخص کے درمیان اس حالت میں نکلے کہ آپ کے قدم زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ (عبیداللہ کہتا ہے) میں نے ابن عباس کے سامنے ذکر کیا۔ تو ابن عباس نے کہا کیا دوسرے آدمی کو بھی جانتا ہے بی بی عائشہ نے جس کا نام نہیں لیا؟ میں نے کہا نہیں۔ تو ابن عباس نے کہا وہ علی ابن ابی طالب تھا۔

۹۳۔ جلد سوم کتاب الطب صفحہ ۲۷۷ حدیث ۶۶۷

عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عتبة ان عائشة قالت لما ثقل النبیؐ واشتد وجعه استاذن ازواجه فی ان یمرض فی بیتی فاذن فخرج بین رجلین تخط رجلاه فی الارض بین عباس و آخر فاخبرت ابن عباس قال هل تدری من الرجل الآخر الذی لم تسم عائشة قلت لا قال هو علی۔

ترجمہ :۔ عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عتبہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سرور کونینؐ بوجھل ہو گئے اور آپ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے دیگر ازواج سے میرے گھر میں عیادت کی اجازت مانگی جو مل گئی۔ چنانچہ آپ عباس اور ایک دوسرے شخص کے درمیان اس حال میں نکلے کہ آپ کے قدم زمین پر گھسٹتے چلے آرہے تھے۔ عبیداللہ کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس سے یہ تذکرہ کیا تو ابن عباس نے کہا کیا تو دوسرے شخص کو جانتا ہے جس کا نام

بی بی عائشہ نے نہیں لیا۔ میں نے کہا۔نہیں ۔ ابن عباس نے کہا وہ علی ابن ابی طالب تھا۔

جائزہ :

○ ایک روایت کا راوی عبداللہ ابن عتبہ ہے باقی تین روایات عبداللہ کا بیٹا عبیداللہ روایت کرتا ہے۔

○ دونوں نے بذات خود ام المومنین عائشہ اور عبداللہ ابن عباس سے شرف ملاقات حاصل کیا ہے۔

○ احادیث صحیح اور قابل اعتماد ہیں۔ کیونکہ امام بخاری نے کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

چند سوالات :

(۱) بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ سرورکونینؐ نے جب میرے گھر آنے کی اجازت مانگی اس وقت کونسی ام المومنین کے گھر تھے ؟

(۲) یہ بھی نہیں بتایا کہ دیگر ازواج میں سے بھی کسی بی بی نے سرورکونینؐ کو اپنے گھر لے جانے کی خواہش کی ؟

(۳) اگر کسی اور زوجہ نے اپنے گھر لے جانے کی خواہش کی تو وہ کون تھی ؟

(۴) بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ خود میں نے کیوں نہ متعلقہ بی بی سے اجازت مانگی اور کیوں نہ میں خود سرورکونینؐ کو اپنے گھر لے گئی ؟

(۵) بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ جس بی بی کے گھر آپ رہ رہے تھے وہاں آپ کو کیا تکلیف تھی ؟

(۶) بی بی عائشہ کے گھر میں سرور کونین ؐ کو کیسی سہولیات میسر تھیں ؟
(۷) بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ ایسے کڑے وقت میں میرے والد کہاں تھے ؟
(۸) بی بی عائشہ نے عباس کا نام تو لیا ہے لیکن علیؑ کا نام نہیں لیا کیوں ؟
(۹) کیا بی بی عائشہ علیؑ سے ناراض تھیں ؟
(۱۰) اگر ناراض تھیں تو کیوں ؟
(۱۱) کیا بی بی عائشہ کی اس حد تک ناراضگی کا کوئی تاریخی پس منظر ہے ؟
(۱۲) اگر کوئی پس منظر ہے تو ہم غریبوں کو بھی مطلع کر دیا جائے کہ کیا ہے ؟
(۱۳) اگر کوئی پس منظر نہ مل سکے تو بی بی کی اس حد تک ناراضگی کہ نام لینا بھی گوارا نہ ہو کا کیا جواز ہے ؟
(۱۴) کیا ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے بغیر کوئی وجہ بتائے اس حد تک ناراض رہ سکتا ہے کہ اس کا نام لینا بھی گوارا نہ کرے ؟
(۱۵) کیا آپ حضرت علیؑ سے بی بی کی ناراضگی کو سابقاً پیش کی گئی احادیث ——— ام المومنین خدیجہ سے غیرت ——— کے آئینہ میں دیکھنا گوارا کریں گے ؟
(۱۶) کیا علیؑ سے بی بی کی ناراضگی کا سبب وہی نہیں جو بی بی خدیجہ سے تھا ؟
(۱۷) کیا بی بی خدیجہ سے اسی لئے غیرت نہ تھی کہ وہ صاحب اولاد تھیں اور جناب فاطمہ خدیجہ کی چلتی پھرتی تصویر تھیں ؟
(۱۸) کیا وہی فاطمہ بنت خدیجۃ الکبریٰ اب زوجۂ علیؑ نہ تھیں ؟
(۱۹) کیا بی بی کی خدیجہ سے غیرت اسی لئے نہ تھی کہ وہ فاطمہ کی ماں تھیں ؟
(۲۰) اب کیا بی بی کی علیؑ سے ناراضگی اسی لئے تو نہیں کہ وہ فاطمہؑ کے شوہر ہیں ؟

(۲۱) کیا وفات رسولؐ کے بعد دختر رسول فاطمہ بنت خدیجۃ الکبریٰ سے سلسلہ انتقام شروع نہیں ہو گیا ؟

(۲۲) کیا ابوبکر بی بی عائشہ کا باپ اور دختر رسولؐ بنت خدیجہ نہ تھی ؟

محترم قارئین :

یہ جذبات نہیں حقائق ہیں۔ آپ جذباتی نہ بن جائیں اور نہ ہی میں جذباتی ہو رہا ہوں ٹھنڈے دل سے حقائق تلاش کرنے کی کوشش کیجئے۔ جو حدیث ابوبکر نے آیت میراث کے مقابلہ میں پیش کی تھی۔ پورے چودہ صدیوں کے سواد اعظم کو چیلنج کر کے کہہ رہا ہوں کہ

نحن معشر الانبیاء	ہم گروہ انبیاء نہ کسی کے وارث
لا نرث ولا نورث :	ہوتے ہیں اور نہ ہمارا کوئی وارث
ما ترکنٰہ صدقۃ۔	ہوتا ہے جو چھوڑ جائیں
	صدقہ ہے۔

کسی ایک نبی کے متعلق تاریخ سے ثابت کر دیں کہ اس کا ترکہ بطور صدقہ اس کی امت میں تقسیم ہوا ہو یا بیت المال کے سپرد کیا گیا ہو۔

ثابت کر دیں کہ

بنت رسولؐ سے لی گئی جائیداد ہمیشہ کے لئے صدقہ رہی ہو۔ محترم! تاریخ سُنی یا شیعہ نہیں ہوتی۔ تاریخ تاریخ ہوتی ہے اور تاریخ ہی

رہتی ہے۔ پوچھئے تاریخ سے۔

کیا وہ جائیداد جو بنت رسولؐ سے بنام صدقہ
لے لی گئی تھی۔ عثمان نے اپنے دورِ حکومت
میں مروان کو نہیں دی تھی؟

اور پھر کیا وہی ترکہ بنت رسول آل مروان میں
بطور میراث تقسیم نہیں ہوتا رہا۔

اگلے عنوان۔ فدک میں آپ دیکھیں گے کہ سوادِ اعظم کے دوسرے خلیفہ
عمر صاحب نے ابوبکر صاحب کی اس حدیث کو غلط کہہ دیا اور بنت رسولؐ کا
کچھ حصہ حضرت علیؑ کو واپس کر دیا۔

بات جائیداد یا باغات کی نہیں اصول کی ہے۔

(۲۲) کیا وفات رسول اعظم کے بعد فدک سے لے کر جنگ جمل تک ایک
ہی سلسلہ نہیں ہے؟

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے۔ یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہات مسائل ہیں۔ (سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد اوّل ص ۴۲)

۹۴ - جلد دوم　　کتاب المغازی　　ص ۶۱۶　　حدیث ۱۲۰۹

عروة عن عائشة ان فاطمة بنت النبیؐ ارسلت الی
ابی بکر تساله میراثها من رسول اللہ مما افاء اللہ
علیه بالمدینة و فدك وما بقی من خمس خیبر
فقال ابوبکر ان رسولؐ اللہ قال لا نورث ماترکناہ
صدقة انما یاکل آل محمدؐ فی هذا المال و انی
واللہ لا اغیر من صدقة رسول اللہ عن حالها التی
کان علیها فی عهد رسول اللہ ولاعملن فیها بما
عمل به رسول اللہ فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمة
منها شیئًا فوجدت فاطمة علی ابی بکر فی ذلك
فهجرته فلم تکلمه حتی توفیت وعاشت بعد النبیؐ
ستة اشهر فلما توفیت دفنها زوجها علی لیلة ولم
یؤذن بها ابابکر وصلی علیها وکان لعلی من الناس
وجه حیاة فاطمة فلما توفیت استنکر علی وجوه الناس
فالتمس مصالحة ابی بکر ومبایعته ولم یکن یبایع
تلك الاشهر فارسل الی ابی بکر ان ائتنا ولا یاتنا احد
معك کراهیه لمحضر عمر -

فقال عمر لا واللہ لا تدخل علیهم وحدك -

فقال ابوبکر وما عسیتهم ان یفعلوا بی واللہ لآتینهم -

فدخل عليهم ابوبکر فتشهد علی فقال

انا قد عرفنا فضلك وما اعطاك الله - ولم ننفس

عليك خيرًا ساقه الله اليك ولكنك استبددت علينا

بالامر وكنا نرى لقرابتنا من رسول الله نصيبًا

حتی فاضت عینا ابی بکر

فتكلم ابوبکر : والذی نفسی بیده لقرابة رسول

الله احب الی ان اصل من قرابتی و اما الذی شجر

بینی وبینکم من هذه الاموال فلم آل فیها عن

الخیر ولم اترك امرًا رایت رسول الله یصنعه فیها الا

صنعته -

فقال علی لابی بکر موعدك العشية للبيعة -

فلما صلی ابوبکر الظهر رقی علی المنبر فتشهد وذكر

شان علی و تخلفه عن البیعة وعذره بالذی

اعتذر الیه -

ثم استغفر و تشهد علی فعظم حق ابی بکر وحدث

انه لم یحمله علی الذی صنع نفاسة علی ابی بکر

ولا انکارًا للذی فضله الله به ولکنا نری لنا فی

هذا الامر نصیبًا فاستبد علینا فوجدنا فی

انفسنا -

ترجمہ :- از مولانا حافظ قاری محمد عادل خان نقشبندی - اور مولانا قاری محمد فاضل قریشی مجددی -

عروہ (ام المومنین) عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ دختر نبی فاطمہ نے

کسی کو حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا کہ ہم رسولؐ اللہ کے اس کی جو تید نے آپ کو مدینہ اور فدک سے دیا تھا اور خیبر کے بقیہ خمس کی میراث چاہتے ہیں تو ابوبکر نے جواب دیا کہ

رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں۔ ہاں آل محمدؐ اس میں سے بقدر ضرورت کھانے کے لئے لے سکتے ہیں اور میں رسول کے صدقہ میں آپ کے عہد کے خلاف بالکل تبدیلی نہیں کر سکتا اور میں اس میں اسی طرح عملدرآمد کروں گا جس طرح رسولؐ اللہ کیا کرتے تھے (یعنی حضرت ابوبکر نے اس میں سے ذرا سا بھی حضرت فاطمہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ——— از مترجمین) تو حضرت فاطمہ ناراض ہو گئیں اور انہوں نے اپنی وفات تک حضرت ابوبکر سے گفتگو نہ کی حضرت فاطمہ آنحضرت کی وفات کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کے شوہر حضرت علیؓ نے انہیں رات ہی دفن کر دیا۔ اور ابوبکر کو اس کی اطلاع بھی نہ دی اور خود ہی ان کے جنازے کی نماز پڑھ لی حضرت فاطمہؓ کی حیات میں حضرت علیؓ نے لوگوں کا رُخ پھرا ہوا پایا۔ تو حضرت ابوبکر سے صلح کی درخواست کی۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو ——— یہ اس لئے کہ کہیں عمر نہ آ جائیں۔

حضرت عمر نے فرمایا۔ نہیں بخدا آپ تنہا نہ جائیں۔

حضرت ابوبکر نے کہا کہ مجھے ان سے یہ امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کریں۔ بخدا میں ان کے پاس جاؤں گا۔

لہٰذا ابوبکر ان کے پاس چلے گئے۔

تو حضرت علیؓ نے تشہد کے بعد فرمایا۔ ہم آپ کی فضیلت اور اللہ کے عطا کردہ انعامات کو بخوبی جانتے ہیں۔ نیز ہمیں اس بھلائی میں جو اللہ نے آپ کو عطا فرمائی ہے کوئی حسد نہیں۔ لیکن آپ نے خلافت کے معاملہ میں ہم پر ظلم کیا۔ حالانکہ قرابت رسول کی بناء پر ہم سمجھتے تھے کہ اس میں ہمارا حصّہ ہے۔

حضرت ابوبکر یہ کلام سن کر رونے لگے اور فرمایا۔ قسم ہے خدا کی۔! قرابت رسول کی رعایت میری نظر میں اپنی قرابت سے زیادہ پسندیدہ ہے اور میرے اور تمہارے درمیان آنحضرت کے مال میں جو اختلاف ہوا ہے اور میں نے ہرگز امرِ خیر سے کوتاہی نہیں کی اور اس مال میں میں نے جو کام آنحضرت کو کرتے دیکھا۔ اسے نہیں چھوڑا۔

حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر سے کہا۔ بیعت کی بات عشاء کو ہوگی۔ جب حضرت علیؓ نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو آپ منبر پر بیٹھے اور تشہد کے بعد فضائل حضرت علیؓ اور بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا۔ حضرت علیؓ کا بیان کردہ عذر بتایا۔

پھر حضرت علیؓ استغفار اور تشہد کے بعد حضرت ابوبکر کی عظمت بزرگی بیان کر کے فرمایا کہ میرے اس فعل کا باعث حضرت ابوبکر پر حسد اور اس کے فضائل سے انکار کی بدولت نہ تھا۔ لیکن ہم سمجھتے تھے کہ امرِ خلافت میں ہمارا بھی حصہ ہے اور ابوبکر نے ہمارے ساتھ ظلم کیا ہے۔ جس کی بدولت ہم دلی طور پر ناراض ہوئے۔

اس سے تمام مسلمان خوش ہو گئے اور کہنے لگے آپ نے درست کیا اور جب حضرت علیؓ امر بالمعروف کی طرف لوٹ آئے تو مسلمان آپ

کے ساتھ ہو گئے۔

جائزہ :

○ طوالت حدیث کے پیش نظر مناسب ہو گا کہ اس حدیث کا مفہوم سمجھ لیں پھر آگے چلیں گے۔

○ راوی عروہ ابن زبیر ہے اور محدثہ ام المومنین عائشہ ہے۔

○ وفات سرور کونین ؐ کے بعد دختر رسول حضرت فاطمہؑ نے ابوبکر سے ترکہ رسول جو کہ مدینہ، فدک اور خمس خیبر تھا سے حصہ مانگا۔

○ بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ بنت رسول کو ابوبکر سے مانگنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

● میرے خیال میں اس ضرورت کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

○ سرور کونین ؐ ابوبکر کو اپنے ترکہ کی کوئی وصیت فرما گئے ہوں۔

○ بعد از وفات رسول ؐ اقتدار آجانے کے بعد حکومت نے از خود ترکہ رسول پر قبضہ کر لیا۔

● جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے وہ تو قطعاً نہیں کیوں کہ اسی بخاری شریف ہی میں بی بی عائشہ نے وفات رسول ؐ عالمین کی جو تصویر بتائی ہے اس کے مطابق ابوبکر مرض رسول میں سرور کونین ؐ کے پاس نہ آئے۔ بلکہ جہاں کہیں نماز کی ضرورت پڑی تو صحیح بخاری ہی کے مطابق ابوبکر کو بلوا بھیجنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اگر ابوبکر پاس ہوتے تو سرور کونین ؐ بذات خود ابوبکر سے فرما دیتے کہ: جاؤ نماز پڑھا کر پھر آجانا۔

● نہ ہی ایسی کوئی وصیت بی بی عائشہ کے ذریعہ ملتی ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری

ہی میں جہاں جہاں بی بی عائشہ نے سرورِ کونینؐ کے آخری ایام میں اپنے موجود ہونے کا احساس دلایا ہے۔ وہاں وہاں اس قسم کی کسی وصیت کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر اس قسم کی کوئی وصیت ہوتی تو بی بی عائشہ یا ابوبکر کبھی نہ بھولتے۔ اور ضرور تذکرہ کرتے۔

رہی دوسری صورت تو تاریخ جو ایک مسلسل عمل ہے اس سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہے کہ خود ابوبکر ہی نے اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد پہلا کام یہی کیا کہ ترکہ سرورِ کونینؐ کو اپنے قبضہ میں کیا اور یہی وجہ تھی کہ دخترِ رسول کو ابوبکر ہی کے پاس بھیجنے اور ترکہ رسول مانگنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

(۲) ابوبکر نے جواب دیا کہ سرورِ کونینؐ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ البتہ آلِ محمد گزارہ الاؤنس کے بطور اس میں سے لے سکتے ہیں۔ میں نے سرورِ کونینؐ کے زمانہ میں جو کچھ ہوتے دیکھا تھا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا اور وہی کچھ کروں گا جو سرورِ کونینؐ کرتے تھے ابوبکر نے بنتِ رسولؐ کو دو باتوں کی نشاندہی کی ہے۔

(۱) قولِ رسولؐ (۲) عملِ رسولؐ

آئیے ان دونوں باتوں کا تجزیہ کریں۔ کہ کہاں تک درست ہیں۔

قولِ رسول یہ ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

○ اب پہلا سوال یہ ہے کہ کیا یہ بات سرورِ کونینؐ کے علاوہ ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کسی ایک نبی کے متعلق ثابت کی جاسکتی ہے؟

○ اگر سابقہ انبیاء کی نسبی اولاد ان کی وارث نہیں ہوئی تھی تو تاریخ، قرآن، اور حدیث سے اس کا ثبوت کیا ہے؟

○ حدیثِ رسول میں کتنے اور کون کونسے انبیاء کے متعلق بتایا گیا ہے؟

- تاریخ نے کتنے انبیاء اور کون کونسے انبیاء کے نام بتائے ہیں ؟
- قرآن نے اولاد انبیاء کے لئے کونسا استثنائی حکم دیا ہے ؟
- اگر سابقہ انبیاء میں سے کسی نبی کے متعلق ایسی کوئی مثال نہ مل سکے تو کیا یہ حدیث صرف اور صرف آل محمد کی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے پیش نہیں کی گئی ؟
- کیا یہ حدیث نص قرآن آیات میراث کی نفی نہیں کرتی ؟
- کیا کوئی ایسی حدیث جس کا حکم، حکم قرآن کے مخالف ہو قبول کی جا سکتی ہے ؟
- یہی حدیث سرور کونینؐ نے ابوبکر کو بتانے کے ساتھ ساتھ متعلقہ فرد یعنی اپنی دختر کو کیوں نہ بتائی ؟
- کیا عمل رسول کا سہارا لینا اس بات کی دلیل نہیں کہ ابوبکر کو اپنی حدیث پہ اطمینان نہیں تھا ؟
- کیا عمل رسول اس بات کی دلیل بن سکتا ہے کہ انبیاء کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے ؟ کیا عمل رسول میراث اولاد کی نفی ہے۔ یا غرباء پروری اور جود و سخائے نبی کی دلیل ہے ؟

(۳) دختر رسولؐ ابوبکر پر اتنی شدت سے ناراض ہوئیں کہ ابوبکر سے نہ صرف قطع تعلق کر لی بلکہ بات تک کرنا چھوڑ دیا اور بعد از رسول چھ ماہ تک کے عرصہ حیات میں ابوبکر سے ناراض رہیں اس دنیا سے گئیں تو بھی ناراض تھیں

- کیا دختر رسول کی اٹھارہ سالہ زندگی میں کہیں اتنی طویل ناراضگی کا سراغ ملتا ہے ؟
- کیا دختر رسول کو یہ علم نہ تھا کہ کسی مومن سے تین دن تک مسلسل قطع کلامی اچھی نہیں ؟
- کیا دختر رسول نے ابوبکر کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا ؟

- اگر خلیفہ تسلیم کر لیا تھا تو تاریخ کے کس گوشے میں ہے؟
- اگر خلیفہ تسلیم نہ کیا تھا تو کیا ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہ کرنے والے مرتد ہوں گے؟
- اگر ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہ کرنے والے مرتد ہوں گے تو بنت رسول کا کیا حکم ہوگا؟
- اگر ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہ کرنے والے مرتد نہیں ہوں گے تو خلافت ابوبکر کا کیا مقام ہوگا؟
- کیا دختر رسول کی ناراضگی صرف اور صرف محرومی میراث کی بدولت تھی؟
- کیا اگر محرومی میراث کی بدولت تھی تو حیات فاطمہ میں کسی مقام پر بنت رسول کی محبت دولت کا کوئی نقطہ پیش کیا جائے؟
- جو مخدرہ زندگی بھر دولت پرست اور دولت پسند نہ رہی ہو وہ ایک ٹکڑا زمین کے لئے کس طرح چھ ماہ تک کسی سے ناراض رہ سکتی ہے؟
- دختر رسول کی ناراضگی اور قطع کلامی کہیں ابوبکر کے احکام قرآن بدلنے پر تو نہیں تھی؟ حیات بنت نبیؐ میں لوگ حضرت علیؑ کا (کچھ) مقام تھا۔ لیکن وفات بنت نبیؐ کے حضرت علیؑ نے لوگوں کے رخ بدلے ہوئے دیکھے۔
- (۴) گویا حیات بنت نبیؐ میں لوگ حضرت علیؑ کی عزت ذاتی طور پر نہیں کرتے تھے بلکہ بنت نبی کے رشتہ کی بدولت کرتے تھے اور وفات بنت نبی کے بعد جب وہ رشتہ نہ رہا تو لوگوں میں مقام علیؑ ختم ہوگیا۔
- بقول سواد اعظم سرور کونینؐ نے مقام خم غدیر پر جو فرمایا تھا۔ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ (جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے) یہ صرف اس لئے فرمایا تھا کہ چونکہ قبائل عرب کے اکثر مقتول حضرت علیؑ کے ہاتھ سے تھے۔ لوگوں کے دلوں میں حضرت علیؑ سے نفرت تھی جسے دور کرنے کے لئے سرور کونینؐ نے یہ فرمایا تھا۔

○ اگر سواد اعظم کا یہ قول درست ہے تو وفات دختر رسول کے بعد یہ ارشاد رسول بھول گیا تھا یا بھلا دیا گیا تھا؟

○ اگر بھول گیا تھا تو اس کے محرکات کیا تھے؟

○ اگر بھلا دیا گیا تھا تو وہ کون لوگ تھے جنہوں نے یہ کام کیا تھا؟

○ کیا حضرت علیؑ نے کوئی منافئ اسلام کام کیا تھا؟

○ اگر کوئی منافئ اسلام کام کیا تھا تو کونسا؟

○ کیا لوگوں میں حضرت علیؑ کے مقام میں کمی ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہ کرنے کے جرم میں تھی؟

○ اگر خلیفہ تسلیم نہ کرنا ہی جرم تھا تو اس کا ارتکاب تو [illegible] رسولؐ بھی کر چکی تھی؟

○ دختر رسولؐ اور داماد رسول دونوں کا قصور ایک [illegible] پھر [illegible] کو معاف کیوں کیا گیا اور دوسرے کا مواخذہ کیوں کیا گیا؟

○ کیا حزب اقتدار کا اس میں ہاتھ نہیں تھا؟

○ اگر تھا تو کیوں؟ اور اگر نہیں تھا تو کیسے؟

⑤ حضرت ابوبکر سے صلح کی درخواست کی۔ حضرت علیؑ نے حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے یہاں تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو۔ اس لئے کہ کہیں عمر نہ آجائیں۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ نہیں بخدا آپ تنہا نہ جائیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا۔ مجھے ان سے یہ امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کریں۔ بخدا میں ان کے پاس جاؤں گا۔ لہٰذا ابوبکر ان کے پاس چلے گئے۔

○ جب صلح کی درخواست حضرت علیؑ نے کی تھی تو پھر خود کیوں نہ گئے؟

- ضرورت حضرت علیؑ کو تھی یا ابوبکر کو ؟
- کیا یہ عجیب ضرورت نہیں کہ ضرورت مند اور محکوم شخص حاکم کو بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ آؤ میری دستگیری کرو ؟ (پڑھنے میں: اور کہتا ہے کہ آؤ میری دندست لے جاؤ ؟)
- کیا مشروط ملاقات کی درخواست کوئی ضرورت مند کر سکتا ہے ؟
- کیا یہ درست نہیں کہ حضرت علیؑ حسب سابق بے نیاز رہے اور خود حزب اقتدار کو حضرت علیؑ سے ملنے کی ضرورت پیش آئی ؟
- کیا یہ درست نہیں کہ سواد اعظم کے خلیفہ نے ملاقات کی درخواست کی ؟
- کیا یہ درست نہیں کہ حزب اقتدار کی طرف سے اذن ملاقات کے بعد حضرت علیؑ نے مشروط اجازت دی ؟
- کیا یہ درست نہیں کہ حزب اقتدار کو اپنی شدت احتیاج کے پیشِ نظر حضرت کی شرط کے سامنے جھکنا پڑا۔
- بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ حضرت علیؑ نے عمر کے ساتھ لانے سے کیوں منع کیا تھا ؟

(۶) آپ نے خلافت کے معاملہ میں ہم پر استبداد (ظلم) کیا۔ حالانکہ قرابت رسول کی بنا پر ہم سمجھتے تھے کہ اس میں ہمارا حصہ ہے۔ ابوبکر یہ کلام سن کر رونے لگے۔

نوٹ :- تجزیہ سے قبل ایک غلط فہمی دور کرتا ہوں۔ ذرا بخاری شریف اٹھا کر دیکھئے آپ کو لفظ اِسْتَبْدَدْتَ کا معنی ملے گا۔ آپ خود مختار بن گئے۔ اسی لئے راقم الحروف اِسْتَبْدَدْتَ کا مصدر۔ اِسْتِبْدَاد لکھ دیا ہے جو اُردو زبان میں لفظ۔ جور۔ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور جور و استبداد کہا جاتا ہے۔ یعنی

ظلم و جور۔ لیکن مترجمین نے دیگر داستان مظالم کی طرح اس لفظ کو
بھی معاف نہیں کیا۔

○ حضرت علیؑ نے ابوبکر کو استبداد کا مرتکب کیوں کہا ؟
○ حضرت علیؑ نے اس استبداد کی نسبت ابوبکر کی طرف کیوں دی ؟
○ جب بقول سواد اعظم جمہور نے منتخب کیا تھا تو ابوبکر نے کیوں جواب نہ دیا
کہ اس میں میرا کیا قصور ہے یہ تو عوام کا کام ہے ؟
○ ابوبکر اس نسبت کے جواب میں رونے کیوں لگ گئے ؟
○ ابوبکر نے خلافت کے معاملہ میں کوئی جواب کیوں نہ دیا ؟
○ کیا یہ غلط ہے کہ حضرت علیؑ اب بھی ابوبکر کو خلیفہ تسلیم کرنے سے
انکاری ہیں ؟
○ کیا حضرت علیؑ نے قرابت رسول کی وہی دلیل نہیں دی جو ابوبکر نے سقیفہ
میں دیکر تاج خلافت سجایا تھا ؟

(۷) حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کہا کہ بیعت کی بات عشاء کے وقت ہوگی۔
جب حضرت ابوبکر نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو آپ منبر پر بیٹھے اور تشہد کے
بعد فضائل حضرت علیؑ اور بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور حضرت علیؑ کا بیان کردہ
عذر بتایا۔ پھر حضرت علیؑ نے استغفار اور تشہد کے بعد حضرت ابوبکر کی عظمت
بزرگی بیان کر کے فرمایا کہ میرے اس فعل کا باعث حضرت ابوبکر پر حسد اور
اس کے فضائل سے انکار کی بدولت نہ تھا۔ لیکن ہم سمجھتے تھے کہ امر
خلافت میں ہمارا بھی حصہ ہے اور حضرت ابوبکر نے ہم پر استبداد کیا ہے۔
جس کی بدولت ہم دلی طور پر ناراض ہوئے۔ اس سے تمام مسلمان خوش
ہو گئے۔

- کیا حضرت علیؓ نے بیعت کا معاملہ عشاء پر نہیں چھوڑا تھا ؟
- کیا حضرت علیؓ نے بیعت کرلی تھی ؟
- جب حضرت علیؓ نے بیعت کا معاملہ عشاء پر چھوڑا تھا تو حضرت ابوبکر نے عشاء کا انتظار کرنے کی بجائے ظہر کی نماز کے بعد ہی کیوں جلدی کردی؟
- حدیث آپ کے سامنے ہے حضرت علیؓ نے کون سی معذرت کی ہے؟
- کیا ابوبکر، کلام علیؓ سن کر رو دیا نہیں تھا؟
- بھلا بتائیے! روتا معذرت کرنے والا ہے یا کوئی اور ؟
- کیا حضرت علیؓ نے جو بات گھر میں کی تھی مسجد میں وہی نہیں دہرائی ؟
- کیا حضرت علیؓ نے ترکۂ رسول یا جائیداد کا ذکر کیا ہے ؟
- کیا حضرت علیؓ نے اپنے انکار بیعت کی وجہ صاف صاف نہیں بتا دی؟
- کیا ابوبکر نے حضرت علیؓ کے اس الزام کی تردید کی ہے ؟
- کیا اس حدیث سے بیعت علیؓ ثابت ہوتی ہے ؟
- اگر بیعت ثابت ہوتی ہے تو کیسے ؟
- اگر بیعت ثابت نہیں ہوتی تو پھر ام المومنین عائشہ کے علاوہ کون سچا ہے جو بیعت علیؓ کا ذکر کرے اور اسے مان لیا جائے ؟
- کیا بیعت علیؓ برائے ابوبکر محض ایک ڈھونگ نہیں ؟

۹۵۔ جلد دوم — کتاب الجہاد والسیر — صـ ۱۶۱ — حدیث ۳۲۵

عروۃ ابن الزبیر ان عائشۃ اخبرتہ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ سألت ابابکر الصدیق بعد وفات رسول اللہ ان یقسم لہا میراثہا مما ترك رسول اللہ۔

فقال لہا ابوبکر ان رسول اللہ قال لا نورث ما ترکناہ

صدقة -

فغضبت فاطمة بنت رسول الله فهجرت ابابكرفلم تزل مهاجرته حتی توفیت وعاشت بعد رسول الله ستة اشهر -

قالت وكانت تسأل نصيبها مما ترك رسول الله من خيبر وفدك وصدقته بالمدينة فابى ابوبكر عليها ذلك -

وقال لست تاركا شيئا كان رسول الله يعمل به الاعملت به فانی اخشی ان تركت شيئا من امره ان ازيغ -

فاما صدقته بالمدينة فدفعها عمر الى على وعباس واما خيبر وفدك فامسك عمر -

وقال هما صدقة رسول الله كانتا لحقوقة للتى تعروة ونوائبه وامرهما الى من ولى الامر

ترجمہ :- عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ کی رحلت کے بعد حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر سے رسولؐ اللہ کے اس ترکہ سے جو اللہ نے رسول کو دیا تھا مانگا ۔

تو ابوبکر نے جواب دیا کہ رسول فرما گئے ہیں کہ ہمارے مال میں عمل میراث نہیں ہوتا ۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے ۔

اس پر حضرت فاطمہ حضرت ابوبکر سے ناراض ہوگئیں اور وفات تک ابوبکر سے بات تک نہ کی ۔ رسول اللہ کے بعد آپ چھ ماہ تک زندہ رہیں ۔

ام المومنین عائشہ نے بتایا کہ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر سے رسول اللہ

کے اس مال متروکہ سے جو خیبر و فدک میں سے اور اس مال متروکہ سے
جو مدینہ میں تھا طلب کیا تو ابوبکر نے اس کے دینے سے انکار کر دیا۔
اور کہا اس میں رسولؐ اللہ نے جو کچھ تصرف فرمایا ہے میں اس عمل کو ترک
نہیں کر سکتا مجھے ڈر ہے کہ اگر عمل رسول سے ہٹا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔
پھر سرور عالم کا مدینہ میں وقف شدہ مال حضرت عمر نے حضرت عباس و علیؑ
کو دے دیا۔ لیکن خیبر اور فدک اپنی نگرانی میں رکھا اور کہا کہ
یہ رسالتمآب کا وقف ہے اور آپ نے ان دونوں کو ان مصارف وضروریات
کے لئے رکھا جو درپیش ہوتے تھے اور ان کے انتظام کا اختیار خلیفۂ وقت
کو دیا تھا۔

جائزہ:

جلد اول ۱۸۸۹ کی نسبت مختصر حدیث ہے۔

- زیر نظر حدیث میں بی بی عائشہ نے صرف میراث رسول سے محرومی بنت رسولؐ کا ذکر کیا ہے۔
- سابقہ حدیث میں صرف جائیداد کا ذکر تھا جبکہ زیر نظر حدیث میں مدنی جائیداد کو صدقہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔
- سابقہ حدیث میں ابوبکر نے عمل رسول سے صرف نہ ہٹنے کا کہا تھا جبکہ زیر نظر حدیث میں ابوبکر کا۔

(۱) یہ فقرہ زائد ہے کہ ۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر عمل رسول سے ہٹا تو گمراہ ہو جاؤں گا
اسی جملہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگلا فقرۂ حدیث ملاحظہ فرمائیے۔
پھر سرور عالم کا مدینہ میں وقف شدہ مال حضرت عمر نے حضرت علیؑ و عباس کو دے دیا

یہ دو عمل ہیں۔

○ ابوبکر عمل رسول کو ترک کرتے ہیں تو گمراہی کا خوف ہے۔

○ عمر اسی مال میں سے جو ابوبکر نے دینے سے انکار کر دیا تھا۔ عباس و علیؓ کو کچھ حصہ دے دیتے ہیں۔

○ ان دو متضاد اعمال سے کونسا عمل درست ہے؟

○ اگر ابوبکر کا خوف درست ہے تو کیا حضرت عمر کا عمل بقول ابوبکر گمراہی نہیں؟

○ اگر عمل عمر درست ہے تو کیا قول و فعل ابوبکر خلاف اسلام نہیں ہوگا؟

(۲) ان کے انتظام کا اختیار خلیفۂ وقت کو دیا تھا۔

○ خیبر و فدک کے انتظام کا خلیفہ کو اختیار سرور کونینؐ نے کب دیا؟

○ اگر یہ اختیار کسی حدیث کی رو سے تھا تو وہ حدیث کونسی ہے؟

○ اس حدیث کا راوی کون ہے؟

○ کیا مدنی زمین کی عباس و علی کو واپسی نے ابوبکر کی حدیث لانورث (ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا) کو من گھڑت ثابت نہیں کر دیا؟

۹۶۔ جلد دوم کتاب المغازی ص ۵۲۸ حدیث ۲۰۰

عروة عن عائشة ان فاطمة علیها السلام والعباس اتیا ابابکر یلتمسان میراثهما من ارضه من فدك و سهمه من خیبر فقال ابوبکر سمعت النبیؐ یقول لا نورث ما ترکناه صدقة انما یاکل آل محمد فی هذا المال۔

ترجمہ:- عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس اور حضرت فاطمہ دونوں حضرت ابوبکر کے پاس آکر اپنا ترکہ زمین فدک اور

آمدنی خیبر مانگنے لگے۔ ابوبکر نے کہا میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے البتہ آل محمد اپنی گذر کے لئے اس میں سے لے سکتے ہیں۔

۹۷۔ جلد سوم　　کتاب الفرائض　　صفحہ ۶۰۳　　حدیث ۱۶۳۱

عروة عن عائشة ان فاطمة والعباس اتيا ابا بكر يلتمسان ميراثهما من رسول الله وهما حينئذٍ يطلبان ارضيهما من فدك وسهميهما من خيبر فقال لهما ابو بكر سمعت رسول الله يقول لا نورث ما تركناه صدقة انما ياكل ال محمد من هذا المال - قال ابو بكر والله لا ادع امراً رأيت رسول الله يصنعه فيه الا صنعته قال فهجرته فلم تكلمه حتى ماتت -

ترجمہ:- عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عباس سے اپنی فدک اور خیبر کی زمین کا مطالبہ لے کر آئے حضرت ابوبکر نے کہا میں نے سرور کونین کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ لہٰذا میں ہرگز اس کام کو نہ چھوڑوں گا جو میں نے رسول اللہ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے چنانچہ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر سے ملنا چھوڑ دیا اور بات چیت کرنا چھوڑ دیا۔ حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی۔

۹۸۔ جلد سوم　　کتاب الفرائض　　صفحہ ۶۰۵　　حدیث ۱۶۳۵

عروة عن عائشة ان ازواج النبیؐ حين توفی رسول الله

اردن ان یبعثن عثمان الی ابی بکر یسألنه ثمنہن
فقالت عائشة الیس قال رسول اللہ لا نورث ماترکناہ
صدقة۔

ترجمہ :۔ عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورکونینؐ کی
وفات کے بعد ازواج نبی نے حضرت عثمان کو بھیج کر حضرت ابوبکر سے
اپنا میراث میں سے حصہ مانگنا چاہا۔ تو ام المومنین عائشہ نے ان سے کہا
کہ ـــــ کیا سرورکونینؐ نے فرمایا نہیں تھا۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو
چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔

جائزہ :

مشترکہ نکات۔

(۱) کل پانچ احادیث ہیں۔ جن میں سے ہر حدیث کا روایتی راوی ام المومنین
عائشہ کا عزیزہ بھانجا عروہ ابن زبیر ہے اور محدثہ بی بی عائشہ خود ہیں۔

(۲) مانگنے والے صرف دو ہیں۔ حضرت فاطمہ بنت النبیؐ اور حضرت عباس ابن
عبدالمطلب۔

(۳) جس سے مانگا جا رہا ہے وہ سواد اعظم کا خلیفہ اوّل ہے۔

(۴) سواد اعظم کا خلیفہ اوّل میراث مانگنے والوں کے جواب میں ایک حدیث پڑھتا
ہے جس کا معنی یہ ہے کہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ چھوڑ جائیں صدقہ
ہوتا ہے۔

(۵) قول رسول کے بعد سواد اعظم کا خلیفہ عمل رسول کا سہارا لیتا ہے۔

(۶) دختر رسول سواد اعظم کے خلیفہ اوّل سے ناراض ہو جاتی ہیں اور تا حیات

کلام نہیں کرتیں۔

اختلافی نکات :

- جلد دوم ص۱۲۹ کے مطابق دختر رسول خود نہیں جاتیں بلکہ کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجتی ہیں۔
- جلد دوم ص۲۲۵ دختر رسول میراث مانگنے کے لئے بذات خود ابوبکر کے پاس جاتی ہیں۔
- جلد دوم ص۱۲۰۵ اور جلد سوم ص۱۶۲۱ میں دختر رسول کے ساتھ رسولؐ کے چچا عباس بھی ابوبکر کے پاس جاتے ہیں۔
- جلد سوم ص۱۲۲۵ میں ازواج نبی عثمان کی وساطت سے میراث مانگنا چاہتی ہیں۔
- جلد دوم ص۱۳۸۹ میں ابوبکر دختر رسول کو ماترکناہ صدقۃ (ہم جو چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے) سنانے کے علاوہ کچھ دینے سے کھلا انکار کرتا ہے جبکہ دیگر احادیث میں صرف ماترکناہ صدقۃ سنا کر خاموش ہو جاتا ہے۔
- جلد دوم ص۱۳۸۹ میں بنت رسول کی ناراضگی جن الفاظ سے بتائی گئی ہے۔ وہ یہ ہیں :-

فَهَجَرَتْهُ وَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ — بنت رسولؐ نے قطع تعلق کر لی اور تا دفات ابوبکر سے بات نہ کی۔

- جلد دوم ص۲۲۵ میں بنت رسول کی ناراضگی کے الفاظ یہ ہیں۔

فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتِ رسول الله فَهَجَرَتْ ابابكر فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتُهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ۔

بنتِ رسول غضب ناک ہو گئی۔ ابوبکر سے قطع تعلق کر لی اور تادفات

قطع تعلق جاری رکھی۔

اور جلد سوم ۱۶۳۱ میں بنت رسول کی ناراضگی کے الفاظ یہ ہیں۔

فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ۔ بنت رسول نے ابوبکر سے قطع تعلق کر لی اور تا وفات ابوبکر سے گفتگو نہ کی۔

مترجمین کی پریشانی :-

قارئین کرام سے اپیل ہے کہ بخاری شریف کی جلد دوم اٹھائیں اور حدیث ۲۸۹ دیکھیں۔ حدیث کا جملہ ہے۔

لَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْاَشْهُرَ حضرت علیؑ نے ان مہینوں میں بیعت نہیں کی تھی۔

یہ ترجمہ تو انتہائی سیدھا سادھا ہے جو راقم الحروف نے پیش کیا ہے آپ کسی بھی عربی دان حضرات سے تصدیق کرا سکتے ہیں۔ اب ذرا بخاری شریف میں ملاحظہ فرمائیں۔ اسی فقرہ کا ترجمہ آپ کو یوں ملے گا۔

حضرت علی نے ان (چھ) مہینوں میں (حضرت فاطمہ کی تیمارداری اور دیگر مشاغل واسباب کی بناء پر) حضرت ابوبکر سے بیعت نہیں کی تھی۔

دیکھ رہے ہیں آپ یہ جو قوسین میں جملہ دیا گیا ہے یہ مترجمین کا توضیحی نوٹ ہے۔ مترجمین یہ تو مانتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اتنا عرصہ بیعت نہیں کی لیکن ایک طویل مسافت کے بعد۔ اگر قوسین کے الفاظ نکال کر مترجمین کے ترجمہ اور راقم الحروف کے ترجمہ کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دونوں ترجموں میں کوئی فرق نہیں۔

○ اب سوال یہ ہے کہ بیعت نہ کرنے کی وجہ تیمارداری بنت رسول کس نے بتائی؟

- جب چھ ماہ بعد حضرت علیؑ نے ابوبکر کو اپنے گھر بلا لیا تو کیا چھ ماہ قبل نہیں بلا سکتے تھے ؟
- یا پہلے ابوبکر کو بلایا گیا تھا اور وہ آئے نہیں تھے ؟
- حضرت علیؑ نے فضائل ابوبکر تو پڑھ دیئے لیکن بیعت نہ کرنے کا یہی
- سبب جو مترجمین کو چودہ صدیاں بعد ملا ہے بزبان خود کیوں نہیں کہہ دیا ؟
- بیعت کر لینا تیمارداریٔ بنت رسول سے کیوں مانع تھا ؟
- بیعت کرنے پر ہفتے یا گھنٹے تو صرف نہیں ہوتے تھے ؟
- لَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلٰكِنَّكَ اِسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْاَمْرِ وَكُنَّا نَرٰى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَصِيْبًا

ہمیں آپ کی طرف اللہ کی بھیجی گئی کسی بھی خوبی پر حسد نہیں ۔ لیکن خلافت میں آپ نے ہم پر ظلم کیا ہے ۔ ہم قرابت رسول کی بنا پر خلافت کو اپنا حق سمجھتے ہیں ۔

مذکورہ بالا سیدھا سادھا ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے ۔ آپ کسی بھی عربی خوان سے اس کی تصدیق کرا سکتے ہیں ۔ اب بخاری شریف کے مترجمین کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے ۔

"نیز ہمیں اس بھلائی میں (یعنی خلافت میں) جو اللہ نے آپ کو عطا فرمائی ہے کوئی حسد نہیں لیکن آپ اس امر خلافت میں خود مختار بن گئے حالانکہ قرابت رسول کی بناء پر ہم سمجھتے تھے کہ (اس کے مشورہ) میں ہمارا بھی حصہ ہے ۔"

ملاحظہ فرما لیا آپ نے ۔

مترجم نے ۔ خیرا ساقہ اللہ الیک (جو خوبی اللہ نے آپ

کو دی) کا معنی توسین میں (یعنی خلافت میں) کیا ہے۔ اگر خوبی سے مراد حضرت علیؓ کی خلافت ہی تھی تو پھر یہ جانتے ہوئے کہ ابوبکر کو اللہ نے خلافت دی ہے۔ چھ ماہ تک بیعت کیوں نہ کی اور - ولکنك استبددت علینا (لیکن آپ نے معاملہ خلافت میں ہم پر ظلم کیا ہے۔) کیوں کہا؟

پھر جواب میں ابوبکر نے کیا کہا؟

(۳) کُنَّا نَرٰی بِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ نَصِیْبًا۔ — قرابت رسولؐ کی بناء پر ہم خلافت اپنا حق سمجھتے ہیں۔

یہ جملہ حضرت علی نے۔ اسی حدیث میں دو مرتبہ کہا ہے۔

(۱) جب ابوبکر کو اپنے گھر بلایا اس وقت دوران گفتگو کہا۔

(۲) جب مسجد میں ابوبکر کے بعد جوابی تقریر کی اس وقت بھی یہی فقرہ دہرایا۔

ابوبکر نے تو اس جملہ کا جواب نہ گھر میں دیا اور نہ مسجد میں البتہ مترجمین چکرا گئے یہ ان کے ترجمے دونوں جگہ ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے۔

گھریلو گفتگو میں ترجمہ :-

حالانکہ قرابت رسول کی بناء پر ہم سمجھتے تھے کہ (اس کے مشورہ) میں ہمارا بھی حصہ ہے۔

مسجد کی گفتگو میں ترجمہ :-

لیکن ہم سمجھتے تھے کہ امر خلافت میں ہمارا بھی حصہ ہے۔

یعنی گھریلو گفتگو میں تو حضرت علیؓ صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بھی مشیر خلافت بنا لیا جاتا تو پھر بنت رسول کی تیمار داری اور دیگر اسباب و مشاغل آپ کی بیعت میں حائل نہ ہوتے۔

پھر مسجد میں کہتے ہیں کہ ہمیں خلیفہ مان لیا جاتا۔

جملہ ایک ، فقرہ ایک ، متکلم ایک ، انداز ایک اور مخاطب ایک ،
لیکن معنی دو ، ـــــ جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے ۔

نیا نکتہ :

آجکل بعض مادر پدر آزاد مقررین جنہیں نہ تو شیعہ مذہب سے واقفیت ہے اور نہ ہی اپنے مذہب سے ۔

کہتے پھرتے ہیں کہ ۔

واقعہ فدک ایک یہودی شخص عبداللہ ابن سبا کا ساختہ ہے ۔ لہذا بے بنیاد اور من گھڑت ہے ۔

محترم قارئین ! صحیح بخاری شریف آپ کے سامنے ہے ۔ جلد ، صفہ نمبر اور حدیث نمبر کی نشاندہی راقم الحروف نے کر دی ہے ۔ لکھنے والا امام بخاری ہے ۔ راوی عروہ ابن زبیر ہے اور حدیث بیان کرنے والی ام المومنین عائشہ ہے

ڈوب مرنے کا مقام ہے اس بیٹے کے لئے جو اپنی ماں اور حرم رسول کو یہودیوں کا آلہ کار سمجھے ۔ کیونکہ جب ہم واقعہ فدک کو جھٹلانے کی خاطر کہیں گے کہ یہ واقعہ عبداللہ ابن سبا یہودی کا فسانہ ہے ـــــ تو پھر ہمیں یہ بھی کہنا پڑے گا کہ امام بخاری ، عروہ ابن زبیر اور ام المومنین عائشہ یہ سب یہودی کے آلہ کار ہیں ۔ عبداللہ ابن سبا کے وظیفہ خوار ہیں ۔

- ایسی صورت میں بخاری شریف پر کیا اعتماد رہے گا ؟
- عروہ ابن زبیر کی احادیث کے لئے کیا رہ جائے گا ؟
- اور ام المومنین عائشہ کا کیا بھرم باقی رہ جائے گا ؟

مسلمہ امور ۔ بقول ام المومنین عائشہ :

(۱) ابوبکر نے اقتدار پر قبضہ کرتے ہی ترکہ رسول پر فوراً قبضہ کر لیا۔
(۲) دختر رسول نے کسی کو بھیج کر بھی ۔ خود حاضر دربار ہو کر بھی اور عم رسول حضرت عباس کو ساتھ لا کر بھی ترکۂ رسول کا مطالبہ کیا۔
(۳) حضرت ابوبکر نے دختر رسول کو کچھ دینے سے انکار کر دیا۔
(۴) دختر رسول بعد از رسول چھ ماہ تک زندہ رہیں ۔ ابوبکر سے ناراض رہیں اور بات نہ کی۔
(۵) حضرت علیؑ اور دختر رسولؑ دونوں نے ابوبکر کی بیعت نہ کی۔
(۶) دختر رسول ابوبکر کی بیعت کئے بغیر اس دنیا سے رحلت فرما گئیں۔
(۷) ام المومنین کی ان روایات سے حضرت علیؑ کا بیعت کرنا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

---

(۱) دختر رسول جو آخری لمحہ حیات تک خلافت ابوبکر سے انکاری رہی ۔ اس کے متعلق کیا حکم ہوگا؟
(۲) بقول آپ کے حضرت علیؑ جو چھ ماہ تک خلافت ابوبکر کے منکر رہے اور بقول بی بی عائشہ کے چھ ماہ کے بعد بھی بیعت کا معاملہ گول کر گئے۔ حضرت علیؑ کا کیا حکم ہوگا؟

فیصلہ:

اگر دختر رسول ابوبکر کی بیعت سے انکاری رہ کر سیدۃ النساء رہ سکتی ہے۔
اور حضرت علیؑ بیعت ابوبکر سے انکاری رہ کر سواد اعظم کے خلیفہ چہارم رہ سکتے ہیں۔
تو ہم شیعہ بھی خلافت ابوبکر کو تسلیم نہ کر کے نہ صرف مومن رہ سکتے ہیں بلکہ یوم حساب کے بعد جنت میں بھی جا سکتے ہیں۔ انشاء اللہ

تکرار احادیث

اکثر سادہ لوح عوام کو چکر میں ڈال دیا جاتا ہے کہ احادیث میں تکرار ہے اور بخاری شریف میں ایک ہی حدیث کو بار بار مختلف مقامات میں حسب ضرورت نقل کیا گیا ہے جس کی وجہ سے بخاری شریف کا وزن زیادہ ہوگیا ہے۔ مناسب ہوگا۔ اگر ہم پہلے تکرار کی تعریف کرلیں تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوسکیں اور ہمارا ہر قاری بلا وہم و وسواس تحقیقی مراحل میں داخل ہوسکے۔

تکرار کیا ہے :۔

ایک ہی حدیث کو مختلف عنوانات کے تحت مختلف مقامات پر درج کرنے کا نام ہے۔ یعنی ایسی حدیث جس کا سلسلۂ سند خواہ ایک ہو یا متعدد۔ لفظاً اور معنیً یا کم از کم مفہوماً ایک ہو نظام مصطفیٰ بزبان زوجۂ باصفا کی ام المومنین عائشہ سے نقل کردہ احادیث آپ نے ملاحظہ فرمائی ہیں۔ جنہیں راقم الحروف نے بخاری شریف میں درج شدہ ساڑھے سات ہزار احادیث سے۔ منتخب کیا ہے اور ہر عنوان کے تحت اسی عنوان سے متعلقہ احادیث لکھی تھیں۔ آپ بار بار ان احادیث میں غور کریں آپ کو کہیں بھی تکرار نہیں ملے گا۔ ہر حدیث لفظاً۔ معنیً اور مفہوماً دوسری حدیث سے جدا ہے اور اس کی نشاندہی راقم الحروف نے ہر جگہ کردی ہے بنا بریں اگر کوئی صاحب ان احادیث کو تکرار کی لاٹھی سے ہانکنا چاہیں تو اس کی اجازت از روئے اصول اور از روئے مطالعہ احادیث تو نہیں دی جائے گی۔ البتہ جب کوئی انسان "میں نہ مانوں" کا ناقابل تردید سبق یاد کرلے تو اس کے سامنے ہم بے بس ہوں گے۔

ماخذ مسائل

ٹائیٹل سے لے کر آخر تک ہر عنوان کے ابتداء میں ہم نے علامہ شبلی نعمانی کا وہ جملہ پیش کیا ہے جو انہوں نے مرویات ام المومنین عائشہ کے بارہ میں لکھا ہے۔ لہٰذا آئیے اب ان مسائل کو بھی ایک نظر دیکھ لیں۔ جو مرویات ام المومنین عائشہ سے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ تاکہ نظام مصطفیٰ کا مکمل خاکہ ہمارے ذہن میں آجائے اور ہم اہالیان پاکستان اپنی زندگی کو نظام مصطفیٰ کے سانچے میں ڈھال سکیں۔

۱۔ آغاز نبوت: جلد اول کتاب الوحی صہ ۸۱۔ حدیث ۲ نظام مصطفیٰ صہ ۲

① سرور کونین پر وحی دو طرح سے آتی تھی۔ گھنٹی کی سی آواز۔ اور جبریل بشکل انسان۔

۲۔ جلد اول۔ کتاب الوحی صہ ۸۲ حدیث ۳ نظام مصطفیٰ صہ ۲۷

ابتدائے وحی سچے خوابوں سے ہوتی ہے۔

۳۔ ابتدائے وحی کے بعد نبی بننے والے انسان کو تنہائی سے محبت ہو جاتی ہے

۴۔ ایام تنہائی میں ازدواجی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور انسان صرف سامانِ خورد و نوش لینے کی خاطر واپس آسکتا ہے۔

۵۔ اگرچہ سلسلۂ وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہو چکا ہوتا ہے۔ لیکن پھر نبی فرشتہ کو اس وقت پہچان نہیں سکتا۔ جب وہ عالم بیداری میں آئے۔

۶۔ فرشتہ کے پڑھانے کے باوجود نبی اپنے ان پڑھ ہونے کا اعلان کر سکتا ہے۔

۷۔ جب تک فرشتہ نبی کو تین مرتبہ اتنے زور سے نہ دبائے کہ اس کی سانس اکھڑنے لگے۔ اس وقت تک نبی نہیں پڑھ سکتا۔

۸۔ تیسری مرتبہ دبانے کے بعد فرشتہ اس بات کا پابند نہیں کہ وہ نبی کے جواب کا انتظار کرے بلکہ جو کچھ لے کے آیا ہے اسے پڑھ دے

۹۔ فرشتہ کے وحی لانے اور۔ بار بار دبانے سے اگر نبی ڈر جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۰۔ جب فرشتہ جبرًا وحی پہنچا کر چلا جائے تو نبی کو فورًا گھر آکر اپنا خوف کمبل میں گھس کر دور کر لینا چاہیئے۔
جیسا کہ سرورِ کونین ؐ نے کیا۔

۱۱۔ نبی کی بیوی اتنی زیرک اور حوصلہ مند ہونی چاہیئے کہ میاں پر طاری خوف سے نہ گھبرائے۔ جیسا کہ ام المومنین خدیجہ۔

۱۲۔ نبی کو چاہیئے کہ وہ کمبل میں پڑے پڑے اپنی زیرک بیوی کو سنا دے۔ جیسا سرورِ کونین ؐ نے سنائی۔

۱۳۔ اگر نبی کو اپنی عقل و فکر میں شک ہو تو بھی اپنی بیوی کے سامنے ظاہر کر دینا چاہیئے جس طرح سرورِ کونین ؐ نے خشیت علی نفسی (مجھے اپنی عقل کا ڈر ہے) کہہ کر ام المومنین خدیجہ سے ذکر کیا۔

۱۴۔ زوجہ نبی کو چاہیئے کہ وہ اپنے میاں کو تسلّی دے۔ میاں کو اس کی اچھائیاں یاد دلا کر حوصلہ دلائے۔

۱۵۔ زوجۂ نبی کو چاہیئے کہ اپنے سہمے ہوئے میاں کو دلاسا دیکر کسی ایسے مذہبی عالم کے پاس لائے جس مذہب کی مخالفت اس نبی کو کرنا ہے جس طرح ام المومنین خدیجہ آپ کو ورقہ کے پاس لائیں۔

۱۶۔ عالم بھی ایسا ہونا چاہیئے جو ایک مذہب ترک کر کے دوسرا مذہب اختیار کر چکا ہو۔ البتہ کہاتا دوسرے مذہب سے ہو اور تعریف پہلے مذہب کی کرتا ہو۔ جس طرح ورقہ ابن نوفل لکھتا تو انجیل تھا لیکن سرورِ کونین سے باتیں کرتے ہوئے یہ نہیں کہا کہ : یہ وہ ناموس ہے جو عیسیٰؑ پر آیا تھا۔ بلکہ عیسائی ہونے کے باوجود کہتا ہے کہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر آتا تھا۔

۱۷۔ ایسے عالم کو نبی کے برعکس علم غیب بھی ہونا چاہیئے۔ جس طرح سرورِ کونینؐ کو یہ بھی بتا دیا کہ آپ کے اعلان نبوت سے قبل میں مرجاؤں گا۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ آپ کو ہجرت بھی کرنا پڑے گی۔

جلد دوم کتاب التفسیر ص۹۷۴ ، حدیث ۲۰۶۴ ، نظام مصطفیٰ

۱۸۔ زوجۂ نبی اتنی عالمہ ہونی چاہیئے کہ جب نبی اپنی عقل کا تذکرہ کرے تو زوجۂ نبی اس کی اچھائیاں گنوا کر اسے خوشخبری دے۔ جیسا کہ ام المومنین خدیجہ نے کیا۔

(۳) جلد دوم کتاب التفسیر ص۹۷۴ حدیث ۲۰۶۷ ۔ نظام مصطفیٰ ص۴۱

۱۹۔ اگر نبی سیدھے ہاتھ وحی لینے پر آمادہ نہ ہو تو قدرت کو دھمکی بھی دے دینا چاہیئے۔

(۴) جلد سوم کتاب الحیل ص۶۹۹ ، حدیث ۱۸۷۰ ، نظام مصطفیٰ ص۴۲

۲۰۔ آغازِ نبوت کی کیفیت خود نبی سے پوچھنا ضروری نہیں بلکہ جہاں سے سن لی جائے کافی ہے۔

۲۱۔ اگر سلسلۂ وحی کچھ دنوں کے لئے رک جائے تو نبی کو خودکشی کرنے کا حق ہے۔

۲۲۔ نبی کو اپنی نبوت میں شک بھی ہو سکتا ہے (ورنہ خودکشی کی کوشش نہ ہوتی)
۲۳۔ جبرئیل کے لئے ضروری ہے کہ جب بھی نبی خودکشی کرنے لگے۔ اسے اگر یقین دلائے کہ تو نبی ہے۔

جلد سوم۔ کتاب النکاح ص۱۰۱، حدیث ۱۷۴، نظام مصطفیٰ ص۵۸

۲۴۔ ہر بیوی اپنے شوہر کی اچھائی برائی بیان کرنے کی مجاز ہے۔
۲۵۔ اگر کئی بیویاں ایک جگہ بیٹھ کر اپنے شوہروں کی اچھائیاں اور برائیاں گنیں اور ان کی گفتگو کوئی ام المومنین سُن رہی ہو تو وہ حدیث کا درجہ رکھتی ہے۔
۲۶۔ جو شوہر سب سے اچھا ہو نبی کو اسی سے اپنی تمثیل دینا چاہیئے۔

نبی سے بُو ص۶۵

۲۷۔ نبی اپنی کسی بیوی کے ساتھ دوسری ازواج کی نسبت زیادہ بیٹھ کر اس سے کچھ کھا پی سکتا ہے۔
۲۸۔ اگر نبی اپنی کسی بیوی کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھ جائے تو دیگر ازواج کو اس کے خلاف حیلہ کرنے کا حق ہے۔
۲۹۔ حیلہ کوئی بھی کیا جا سکتا ہے خواہ وہ غلط بات ہی کیوں نہ ہو؟
۳۰۔ حیلہ میں ہر زوجہ کو حق ہے کہ وہ نبی سے اظہار نفرت کے بطور ناک بھوں چڑھائے۔
۳۱۔ کسی ایک زوجہ نبی کو دیگر ازواج پر رعب بٹھانے کا پُورا پُورا حق ہے
۳۲۔ اگر کسی شخص کی متعدد بیویاں ہوں تو نماز عصر کے بعد تمام ازواج کے پاس باری باری آنا سنت رسول ہے۔
۳۳۔ ازواج نبی ٹیڑھے دل والیاں ہو سکتی ہے۔

۳۴۔ اگر ازواج نبی حد سے گزرنے لگیں تو اللہ کو انہیں دھمکی دینے کا حق ہے
۳۵۔ لوگوں کو حق ہے کہ وہ اپنے ہدایا (تحفے منہ) پیش کرنے سے
پہلے پتہ کرلیں کہ نبی کو اپنی ازواج میں سے کون زیادہ عزیز ہے تاکہ
اسی دن تحفہ دیا جائے جس دن اس کی باری ہو۔
۳۶۔ محبوبہ زوجہ کی مخالفت میں ایک یا بہت سی بیویاں اپنے شوہر سے درخواست
کرسکتی ہیں کہ وہ لوگوں کو اس قسم کا امتیازی سلوک نہ کرنے کی ہدایت
کردے۔
۳۷۔ شوہر کو حق حاصل ہے کہ وہ ازواج کی جانب سے پیش کی گئی درخواست
کے جواب میں خاموش ہو جائے۔
۳۸۔ مریدوں کو حق حاصل ہے کہ اپنے پیر کی رضا جوئی کی خاطر اپنے ہدایا اسی
دن پیش کریں جس دن اس کی محبوبہ بیوی کی باری ہو۔
۳۹۔ ازواج نبیؐ کے لئے باہمی گروہ بندی جائز ہے۔
۴۰۔ ازواج نبی کو گروہ بندی کے بعد اپنا ایک ایک گروپ لیڈر چننے
کا حق ہے۔
۴۱۔ ازواج نبی کو اپنی ہر درخواست اپنے گروپ لیڈر کی وساطت
سے کرنا چاہیئے۔
۴۲۔ جب تک شوہر کوئی جواب نہ دے اس وقت تک درخواست واپس
نہ لینا جائز ہے۔
۴۳۔ ذات احدیت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ میری وحی بھیجتے وقت یہ خیال
رکھے کہ اس وقت آپ کس بی بی کے کپڑے میں ہیں۔
۴۴۔ ازواج نبی کے لئے نبی کو اس کی محبوبہ زوجہ کے خلاف مطالبۂ انصاف

بھی جائز نہیں تاکہ سرورِ کونین کو اذیت نہ ہو۔

۴۵۔ اگر کسی بی بی سے ایسی زیادتی سرزد ہو جائے تو اسے فوراً توبہ کا اعلان کر دینا چاہیئے۔

۴۶۔ ازواجِ نبی کی طرح بہت سی بیویاں رکھنے والے شوہر کی شوہرانہ زیادتی کے خلاف شوہر کی بیٹی کو بھی سفارشی بنا کر شوہر کے پاس بھیجنا جائز ہے۔

۴۷۔ جب بیٹی کو ایک مرتبہ جواب مل جائے تو پھر دوبارہ اس موضوع پر گفتگو کرنے کا حق نہیں۔

۴۸۔ مظلوم گروپ ناچار ہو کر اپنی دادرسی کی خاطر اپنے گروپ لیڈر کے علاوہ کسی دوسری بیوی کے ذریعہ بھی اپنی درخواست پیش کر سکتا ہے۔

۴۹۔ زوجہ کے لئے نبی شوہر سے اللہ کے نام پر انصاف مانگنا جائز ہے

۵۰۔ فریادرسی کے وقت اگر درخواستی گروپ کی زوجہ اپنی سوکن کے خلاف سخت درشت کہنے لگے تو کوئی حرج نہیں۔

۵۱۔ نبی کی موجودگی میں دو بیویوں کو اپنی لسانی تلوار آزمائی کے مظاہرہ کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

۵۲۔ فریادرس گروہ کی زوجہ کو اپنے فریقِ مخالف کو نبی کی موجودگی میں گالی دینا بھی جائز ہے۔

۵۳۔ نبی کے لئے دونوں بیویوں کی تُو تکار خاموشی سے بیٹھ کر سُننا جائز ہے۔

۵۴۔ نبی کو حق حاصل ہے کہ ازواج کی تو تکار سنتے ہوئے اپنی محبوبہ کی طرف اس نگاہ سے دیکھے کہ وہ کوئی جواب خود دے۔

۵۵۔ نبی کو حق حاصل ہے کہ جب اس کی محبوبہ بیوی فریق مخالف پر غالب آجائے تو اسے داد دے۔

۵۶۔ اگر کثیر الازواج شوہر کہیں سفر پہ باہر جائے تو کسی ایک بیوی کو ساتھ لے جانے کی خاطر اسے قرعہ اندازی کرنا ہوگی۔

۵۷۔ کثیر الازواج شوہر کو اپنی زندگی اپنی ازواج میں باقاعدہ تقسیم کر دینی چاہیئے۔

۵۸۔ اگر کوئی بیوی اپنی باری کے شب و روز اپنے شوہر کی محبوبہ بیوی کو ہبہ کر دے تو اسے اختیار ہے۔

۵۹۔ گھر میں گانا بجانا جائز ہے۔

۶۰۔ گھر میں محفل موسیقی پہلے سے منعقد ہو اور شوہر بعد میں آئے تو اس کے لئے دوسری طرف منہ کر کے سو جانا سنت رسول ہے۔

۶۱۔ سسر اگر داماد کے گھر محفل موسیقی دیکھے تو وہ اُسے شیطانی باجہ کہہ سکتا ہے۔

۶۲۔ داماد اگر عالم یا نبی ہے تو اسے اپنے سسر کو گانے بجانے سے روکنے پر منع کرنا سنت رسولؐ ہے۔

۶۳۔ اگر عید کے دن شوہر اپنی بیوی کو تماشہ دیکھنے کی دعوت دے تو سنت رسولؐ ہے۔

۶۴۔ اگر شوہر دعوت نہ بھی دے تو بیوی از خود درخواست کر سکتی ہے۔

۶۵۔ اگر شوہر بیوی کو تماشہ دکھانا چاہے تو اسے پشت پر اٹھا کر تماشہ دکھانا نہ صرف جائز ہے بلکہ سنت رسولؐ ہے۔

۶۶۔ تماشہ بینی کے دوران بیوی کا رخسارہ شوہر کے رخسارہ پر ہونا چاہیئے۔

۶۷۔ تماشہ کرنے والوں کو داد دینا سنت سرور انبیاء ہے۔

۶۸۔ جب تک بیوی خود نہ اکتا جائے شوہر کو خاموشی سے کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنا بھی چاہیئے اور دکھانا بھی چاہیئے۔

۶۹۔ جب زوجہ خود تھک جائے تو اسے جانے کو کہہ دینا سنت رسول ہے

۷۰۔ کسی مصلحت کے پیش نظر بیوی کو چھپا کر تماشہ دکھانا بھی سنت رسول ہے

۷۱۔ اگر تماشہ کرنے والے مسجد میں کھیل کود رہے ہوں تو انہیں روکنا خلاف شرع ہے۔

۷۲۔ اگر کچھ لوگ سرود وغیرہ کو پسند کرتے ہوں اور ان کی شادی میں شامل ہونا ہو تو سرود لے جانے میں کوئی حرج نہیں۔

۷۳۔ گڑیاں کھیلنا جائز ہے۔

۷۴۔ اگر بیوی کی سہیلیاں کھیلتے ہوئے بیوی کے شوہر سے شرما کر ادھر اُدھر ہو جائیں تو انہیں تلاش کر کے لانا سنت رسول ہے؟

۷۵۔ یہودیوں کے پاس کوئی چیز رہن رکھ کر ان سے کچھ خریدنا جائز ہے۔

۷۶۔ قربانی کے گوشت کا ذخیرہ کرنا جائز ہے۔

۷۷۔ گھر میں خواہ کھجور کا ایک دانہ بھی ہو سائل کو دے دینا چاہیئے۔

۷۸۔ ایسی سخاوت کرنے کے بعد شوہر کو اس سے آگاہ کر دینا چاہیئے۔

۷۹۔ اپنے مقام دفن کی وصیت کرنا جائز ہے۔

۸۰۔ اگر کوئی کسی جگہ دفن نہیں ہونا چاہتا تو دم مرگ وصیت کر دے کہ مجھے فلاں جگہ دفن نہ کیا جائے۔

۸۱۔ حقائق کا اعتراف کر لینا چاہیئے۔

۸۲۔ نبی پر جادو کیا جا سکتا ہے اور نبی پر جادو کا اثر بھی ہو سکتا ہے۔

۸۳۔ جادو کا اثر زائل ہو جانے کے بعد جادو کردہ اشیاء یا جادو کرنے والے کا

نام منتشر نہ کرنا چاہیئے۔

۸۴۔ سرورِ کونینؐ کے قصہ جادوزدگی کو جتنی ہو سکے شہرت دینی چاہیئے۔

۸۵۔ رسول قرآن بھول سکتا ہے۔

۸۶۔ امت کا کوئی آدمی اگر رسول کو بھولا ہوا قرآن یاد دلا دے تو اسے دعا دینا چاہیئے۔

۸۷۔ مرد کے لئے اپنی عمر سے کئی گنا کم لڑکی کے والد سے خواستگاری کرنا سنتِ رسولؐ ہے۔

۸۸۔ مذہبی بھائی چارہ رشتوں سے مانع نہیں ہوتا۔

۸۹۔ انبیاء کو خواب میں ان کی ازواج کی تصویر یا شبیہہ دکھائی جا سکتی ہے۔

۹۰۔ شبیہہ یا تصویر بنانا جائز اور مباح کام ہے۔

۹۱۔ جب پتہ چلے کہ خواب میں دکھائی جانے والی میری بیوی ہے تو اس کے چہرہ سے خود نقاب کشائی کرنا بھی جائز ہے اور دکھانے والے سے نقاب کشائی کی درخواست بھی جائز ہے

۹۲۔ ہر ماں کو رخصتی کے لئے اپنی بیٹی کو شوہر کے گھر چھوڑ آنا چاہیئے۔

۹۳۔ جھولا جھولتی ہوئی بچی کو بلا کر گلی میں کھڑے کھڑے اس کا منہ دھو کر داماد کے گھر چھوڑ دینا چاہیئے۔

۹۴۔ اگر بچی کا باپ بھی ہو اور بھائی بہنیں بھی ہوں تو نہ باپ کو اطلاع دینے کی ضرورت ہے اور نہ ہی بھائی بہنوں کو بتانا ضروری ہے۔

۹۵۔ دلہن کو میکے گھر میں نہیں سنوارنا چاہیئے بلکہ سسرال میں سنوارنا چاہیئے۔

۹۶۔ سرورِ کونینؐ سے اس کی ازواج ناراض ہو سکتی ہیں۔

۹۷۔ سرورِ کونینؐ کو اپنی ازواج کی ناراضگی اور رضامندی کی علامت کا علم ضروری ہے

۹۸۔ زوجہ نبی اپنے شوہر سے ناراض ہو کر اس کا نام چھوڑ سکتی ہے۔
۹۹۔ ہر بیوی اپنے شوہر کو اپنی طرف متوجہ رکھنے کی شا کُن؟ سے کام لے سکتی ہے
۱۰۰۔ نبی شب قدر بھول سکتا ہے۔
۱۰۱۔ اگر نبی کوئی حکم خدا بھول جائے تو اللہ سے رجوع کرنے کی بجائے امّت سے درخواست کر سکتا ہے کہ تم تلاش کرنے میں میری مدد کرو۔
۱۰۲۔ نبی کا اپنا منصبی فرض بھُول جانا امّت کے لئے بہتری کا باعث ہے
۱۰۳۔ بیوی اپنے شوہر سے اذن جہاد مانگ سکتی ہے۔
۱۰۴۔ عورتوں کے لئے جہاد حج ہے۔
۱۰۵۔ فوت شدہ انسان سے حسد کیا جا سکتا ہے۔
۱۰۶۔ فوت شدہ اچھے انسان کا تذکرہ سنّت رسول ہے۔
۱۰۷۔ فوت شدہ انسان کی یاد منانے کے لبطور فوت شدہ انسان کے دوست احباب کو ہدیہ کے طور پر کچھ بھیجنا بھی سنت رسول ہے۔
۱۰۸۔ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کو جنّت کی بشارت زندگی ہی میں دے دی گئی ہے۔
۱۰۹۔ کنواری بے اولاد کی نسبت صاحب اولاد بیوہ بیوی زیادہ قابل محبت ہوتی ہے۔
۱۱۰۔ فوت شدہ محبوب انسان کا بکثرت ذکر سنت رسولؐ ہے۔
۱۱۱۔ سوکن سے حسد جائز ہے خواہ زندہ ہو یا فوت شدہ ہے۔
۱۱۲۔ فوت شدہ سوکن سے حسد کا اظہار مرحومہ کی اولاد اور مرحومہ کے داماد سے بھی کیا جا سکتا ہے۔
۱۱۳۔ حالت مرض میں انسان کسی ایک زوجہ کے گھر رہ سکتا ہے۔

۱۱۴۔ انسان کسی کو وجہ بتائے بغیر اور وجہ ناراضگی کے بغیر کسی سے ناراض رہ سکتا ہے۔

۱۱۵۔ اگر کسی سے کوئی ناراض ہو تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

۱۱۶۔ انسان اپنی میراث مانگنے کے لئے کچہری میں جا سکتا ہے۔

۱۱۷۔ مدعا علیہ خود جج بن سکتا ہے۔

۱۱۸۔ مدعا علیہ سے مدعی گواہ مانگ سکتا ہے۔

۱۱۹۔ حق نہ دینے والے سے انسان ناراض رہ سکتا ہے۔

۱۲۰۔ حق نہ دینے والے سے انسان قطع کلامی کر سکتا ہے۔

۱۲۱۔ ہر شوہر اپنی بیوی کو بوقت شب دفن کر سکتا ہے۔

۱۲۲۔ اگر ایک حکمران ایک جائیداد سنت رسولؐ سمجھ کر بحق سرکار ضبط کرے تو دوسرا وہ سب یا اس کا کچھ حصہ اصل مالکان کو واپس پلٹا سکتا ہے۔

بخاری شریف جلد اوّل سے کل احادیث ۲۷

کتاب کا نام	بخاری میں حدیث نمبر	نظام مصطفیٰ کا صفحہ
کتاب الاستسقاء	۹۷۶	۱۶
کتاب الایمان	۱۹	۲۰
کتاب الوحی	۲	۲۶
؍	۳	۲۷
کتاب الہبہ	۲۳۹۸	۸۰
؍ ؍	۲۳۹۲	۸۰
؍ ؍	۲۳۹۹	۸۰
؍ ؍	۲۴۱۰	۸۴
؍ ؍	۲۴۰۵	۲۰۵
کتاب الشہادات	۲۴۹۷	۸۲
؍ ؍	۲۴۷۶	۱۵۶
کتاب صلوٰۃ الخوف	۹۰۰	۹۷
؍ ؍	۹۰۲	۹۸
کتاب العیدین	۹۳۲	۹۸
کتاب الصلوٰۃ	۴۳۸	۱۰۲
کتاب المساقات	۲۲۲۰	۱۱۶
کتاب الرہن	۲۳۳۵	۱۱۹
کتاب المکاتب	۲۳۸۵	۱۱۹
کتاب الزکوٰۃ	۱۳۲۸	۱۲۰
کتاب الجنائز	۱۳۰۲	۱۲۸
کتاب الصیام	۱۸۸۱	۱۷۸
؍ ؍	۱۸۸۳	۱۷۸
؍ ؍	۱۸۸۴	۱۸۷
؍ ؍	۱۸۸۷	۱۷۹
ابواب العمرہ	۱۷۳۲	۱۸۸
کتاب الاذان	۶۳۰	۲۰۴
کتاب الوضوء	۱۹۵	۲۰۴

بخاری شریف جلد دوم سے کل احادیث ۲۹

کتاب کا نام	حدیث نمبر	نظام مصطفیٰ کا صفحہ
کتاب الجہاد والسیر	۳۴۶	۱۶
؍ ؍ ؍	۱۶۷	۹۹
؍ ؍ ؍	۱۷۶	۱۱۷
؍ ؍ ؍	۳۳۵	۲۲۳
کتاب التفسیر	۱۹۴۷	۲۰
؍ ؍	۲۰۶۴	۳۵
؍ ؍	۲۰۶۵	۴۰
؍ ؍	۲۰۶۶	۴۰
؍ ؍	۲۰۶۷	۴۱
؍ ؍	۲۰۱۹	۶۶
کتاب التفسیر	۲۰۲۱	۷۵
کتاب الانبیاء	۹۲۳	۹۴
؍ ؍	۱۰۲۷	۹۴
؍ ؍	۱۱۰۹	۹۵
؍ ؍	۷۴۲	۱۰۰
؍ ؍	۱۱۱۰	۱۰۱
؍ ؍	۱۰۷۶	۱۶۸
؍ ؍	۱۰۰۳	۱۹۴
؍ ؍	۱۰۰۵	۱۹۴
؍ ؍	۱۰۰۴	۱۹۵
کتاب المغازی	۱۳۹۰	۱۱۷

کتاب کا نام	حدیث نمبر	نظام مصطفیٰ کا صفحہ	کتاب کا نام	حدیث نمبر	نظام مصطفیٰ کا صفحہ
کتاب المغازی	۱۵۸۴	۱۱۷	کتاب الجہاد	۵۳	۱۹۸
〃 〃	۱۳۸۹	۲۱۲	〃 〃	۱۳۹	۱۸۹
〃 〃	۱۲۰۷	۲۲۶	〃 〃	۱۴۰	۱۸۹
کتاب الجہاد	۴۱۲	۱۳۲	کتاب بدء الخلق	۵۰۰	۱۳۲

بخاری شریف جلد سوم سے کل احادیث: ۴۴

کتاب کا نام	حدیث نمبر	نظام مصطفیٰ کا صفحہ	کتاب کا نام	حدیث نمبر	نظام مصطفیٰ کا صفحہ
کتاب الحیل	۱۸۷۰	۴۳	کتاب الاطعمہ	۳۵۰	۱۱۸
〃 〃	۱۸۶۰	۶۹	〃 〃	۳۸۱	۱۱۸
کتاب النکاح	۱۷۴	۵۸	〃 〃	۴۰۳	۱۱۸
〃 〃	۲۰۰	۷۲	کتاب الرقاق	۱۳۷۴	۱۱۹
〃 〃	۱۴۸	۱۰۲	〃 〃	۱۳۷۵	۱۱۹
〃 〃	۱۷۵	۱۰۳	〃 〃	۱۳۷۶	۱۱۹
〃 〃	۲۲۰	۱۰۳	〃 〃	۱۳۷۸	۱۱۹
〃 〃	۷۲	۱۶۲	〃 〃	۱۳۷۹	۱۲۰
〃 〃	۱۱۲	۱۶۳	کتاب الطب	۷۱۳	۱۳۵
〃 〃	۶۹	۱۶۵	〃 〃	۷۱۵	۱۳۸
〃 〃	۱۲۱	۱۶۹	〃 〃	۷۱۶	۱۴۱
〃 〃	۲۱۲	۱۷۲	〃 〃	۶۶۷	۲۰۶
〃 〃	۴۸	۱۷۵	کتاب الدعوات	۱۳۱۴	۱۳۶
〃 〃	۲۱۳	۱۹۵	کتاب التفسیر	۳۰	۵۶
کتاب الطلاق	۲۴۸	۶۶	〃 〃	۳۲	۱۵۷
〃 〃	۲۴۹	۶۷	〃 〃	۳۶	۱۵۷
کتاب الایمان	۱۵۹۵	۶۹	کتاب الرؤیا	۱۸۹۸	۱۶۴
کتاب الآداب	۱۰۶۲	۱۰۳	〃 〃	۱۸۹۹	۱۶۴
〃 〃	۹۳۳	۱۲۱	کتاب التوحید	۲۳۳۲	۱۹۷
〃 〃	۱۰۰۰	۱۴۴	کتاب الفرائض	۱۶۳۱	۲۲۸
〃 〃	۱۰۱۲	۱۷۳	〃 〃	۱۶۳۵	۲۲۷
〃 〃	۹۴۲	۱۹۶			

حصّہ دوم

نظامِ مصطفیٰ

بزبان

زوجۂ سیّدِ انبیا

صرف اور صرف بخاری شریف

جیسا کہ آپ حصہ اول ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہم نے نہ تو حصہ اوّل میں بخاری شریف کے علاوہ کسی دوسری کتاب سے کوئی حدیث لی ہے اور نہ ہی زیرِ نظر حصہ دوم میں بخاری شریف کے علاوہ کسی دوسری کتاب سے کوئی حدیث نقل کی ہے۔

ہمارا مقصد قارئین کو صرف یہ بتانا ہے کہ ام المومنین عائشہ کے اپنے عقیدہ کے مطابق سرورِ کونینؐ کی اپنی ذات و الا صفات اور سرورِ کونینؐ کے لائے ہوئے آفاقی نظام کی کیا قیمت ہے؟

بی بی امت کو آنحضورؐ کے متعلق کیا باور کرانا چاہتی ہیں؟

بی بی کا اپنا سلوک نبی اکرمؐ سے کیسا تھا؟

اور بی بی کس قسم کا نظامِ مصطفیٰؐ دینا پسند فرماتی ہیں؟

فہرست مضامین نظام مصطفیٰ حصہ ۲

عرض ناشر

میں جناب مؤلف فخر المحققین حضرت علامہ اثیر جاڑوی فاضل قم پرنسپل
جامعہ حسینیہ کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات سے
قیمتی وقت نکال کر نظام مصطفیٰ بزبان زوجہ باصفا کا دوسرا حصہ بھی
مکمل فرما دیا ہے۔ مجھے اپنے برادران اسلام اہلسنت والجماعت
بھائیوں سے کامل توقع ہے کہ وہ حصہ دوم کا مطالعہ بھی اسی کشادہ دلی
انصاف پسندی اور ہمت مردانہ سے کریں گے جس طرح انہوں نے
حصہ اوّل کیلئے وسیع الظرفی کا ثبوت دیا ہے۔ یہ ایک تحقیق ہے۔
اور بنیادی تحقیق ہے۔ بخاری شریف سے بڑھ کر اہل سنت کے ہاں
بعد از قرآن کریم کوئی ایسا سرمایہ نہیں جو تحقیق حق کا باعث بن سکے
اور پھر حضرت ام المومنین عائشہ سے بڑھ کر کوئی ایسا قابل اعتماد
راوی نہیں جو نظام مصطفیٰ کی اپنی سمجھ کے مطابق تشریح کر سکے
محترم قارئین کھلے دل سے احادیث ام المومنین عائشہ کا مطالعہ
فرما کر یہ فیصلہ فرمائیے کہ کیا واقعاً اسلام اور پیغمبر اسلام کا یہ
تصور جو ام المومنین نے پیش کیا ہے ہم اپنے لئے بھی قبول کر سکتے ہیں؟
اور کیا اس تصور رسالت اور فکر اسلام کو لے کر ہم کسی غیر مسلم کو بھی دعوت اسلام
دے سکتے ہیں معاملہ ذاتی وقار کا نہیں بلکہ معاملہ آخرت کا ہے۔

آپ کا مخلص

(چوہدری) ضمیر الحسن ــــ شاہ جیونہ جھنگ صدر

علمائے اُمّت کا نام

میرے لائق صد احترام ذمہ داران سواد اعظم علمائے کرام۔ اگر آپ حکومت عالیہ کو بیچ میں ڈال کر "نظام مصطفیٰ" کا ضبط کر لینے کا مطالبہ فرمائیں یا راقم الحروف کو سب وشتم سے نوازیں تو یہ ضرور سوچ لینا کہ آپ کے سب وشتم کا رُخ کیا واقعتاً میری طرف ہوگا؟ کیا آپ کے اس سب وشتم میں امام بخاری شریک نہیں ہوں گے؟

میرے دوستو! یقیناً آپ کے دل کی بھڑاس تو مجھے سب وشتم کر کے نکل جائے گی۔ لیکن کیا اس سب وشتم سے پیش کردہ حقائق میں کوئی فرق پڑے گا؟

میں نے اگر جرم کیا ہے تو یہ کہ ام المومنین عائشہ کی احادیث کو "بخاری شریف" سے جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ یہ احادیث نہ تو راقم الحروف نے روایت کی ہیں۔ نہ راقم الحروف ان احادیث کو صحیح مانتا ہے۔ نہ راقم الحروف اپنے مدرسہ میں یہ احادیث پڑھاتا ہے۔ اور نہ ہی ایسی احادیث پر میرا ایمان ہے۔

اگر واقعتاً آپ ان احادیث کو توہین سرور عالم خیال فرماتے ہیں۔ اگر یہ احادیث آپ کی نظر میں خلاف اسلام ہیں۔ تو ہمت وجرأت سے کام لے کر اعلان فرمائیے کہ:

بخاری شریف میں اُم المومنین عائشہ کی جتنی بھی احادیث ہیں۔ وہ سب کی سب ناقابل اعتماد ہیں اور یہ کہ اُم المومنین عائشہ نے اپنی احادیث میں سرورِ کونینؐ کے سر مبارک پر رکھی ہوئی دستارِ

نبوت اچھال دی ہے یا بی بی سے روایت کرنے والے تمام راوی غلط گو ہیں۔ یا امام بخاری نے صحیح نہیں لکھا۔

صحیح بخاری کے اور زیادہ فضائل

محترم قارئین! یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ سوادِ اعظم کے پاس صحیح بخاری سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں۔

مگر بایں ہمہ! آج کل چند ایسے مجیب بانہ نعمار کے ہاتھ میں سٹیج ہے جو نہ تو اخلاق کو اپنی چار دیواری میں بھٹکنے دیتے ہیں اور نہ ہی علم سے کوئی رابطہ رکھتے ہیں۔

شب و روز بازاری تقریریں۔ اور انتشار بین المسلمین کی مذموم مساعی ان کا اوڑھنا بچھونا ہیں۔ کہتے پھرتے ہیں کہ بخاری میں بھی ضعیف احادیث ہیں۔ میں اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے آپ کو ایک ایسے محقق کے گرانمایہ نظریات سے متعارف کرانے چلا ہوں جو نہ صرف اپنے وقت کا محقق اور علامہ تھا۔ بلکہ جب تک صحیح بخاری رہے گی اس وقت تک اس کا طوطی بولتا رہے گا۔

اور یہ ہے علامہ وحید الزمان۔

لیجئے ملاحظہ فرمائیے۔ تیسیر الباری۔ ترجمہ و شرح صحیح بخاری۔ از حضرت علامہ وحید الزمان۔

ناشران تاج کمپنی لمیٹڈ۔ کراچی، لاہور، راولپنڈی جلد اوّل صہ ۱۹۔ صہ ۲

صحیح بخاری کے اور زیادہ فضائل

ابوالہیثم کشمیہنی نے کہا میں نے فربری سے سنا وہ کہتے تھے میں نے محمد ابن اسمٰعیل بخاری سے سنا وہ کہتے تھے۔ میں نے اس جامع صحیح میں کوئی حدیث داخل نہیں کی جبتک غسل نہیں کیا اور دو رکعتیں نہیں پڑھیں۔

اور کہتے تھے:۔ کہ میں نے جامع کو چھ لاکھ حدیث سے انتخاب کیا۔

اور کہتے تھے:۔ میں نے یہ کتاب جامع مسجد حرام میں تصنیف کی اور کوئی حدیث اس میں شریک نہیں کی کہ جبتک خداوندکریم سے استخارہ نہیں کیا۔ اور دو رکعتیں نہیں پڑھیں اور یقین نہ ہوا مجھ کو اس کی صحت پر۔

حافظ ابن حجر نے کہا: اور روایتوں میں جو مذکور ہے کہ وہ اس کو اور شہروں میں تصنیف کرتے تھے۔ ان میں اور اس روایت میں تطبیق اس طرح ہے کہ: امام بخاری نے اس کی تصنیف شروع مسجد حرام میں کی۔ پھر حدیثیں نکالتے رہے اور شہروں میں بھی۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو سولہ برس میں تصنیف کیا اور ظاہر ہے اتنی مدت تک وہ مکہ میں نہیں رہے۔

ابن عدی اور ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ امام بخاری نے تراجم الابواب کو قبر شریف اور منبر شریف کے درمیان مرتب کیا اور ہر ایک ترجمہ کے لئے دو رکعت پڑھتے تھے۔ یہ روایت بھی اگلی روایتوں کے خلاف نہیں ہے کس لئے کہ مرتب کرنے سے یہاں مراد صاف کرنا ہے۔ مسودہ پہلے کیا ہوگا۔ صاف یہاں کیا ہوگا۔

فربری نے کہا میں نے محمد ابن ابو حاتم وراق سے سنا وہ کہتے تھے۔ امام بخاری کو میں نے خواب میں رسولخدا کے پیچھے چلتے دیکھا۔ جہاں سے آپ

قدم اٹھاتے بخاری اسی جگہ قدم رکھتے۔

خطیب نجم ابن فضیل سے بھی یہی خواب نقل کیا اور خطیب نے کہا مجھ کو لکھا علی ابن محمد جرجانی نے اصفہان سے، انہوں نے سنا محمد ابن مکی سے۔ وہ کہتے تھے میں نے سنا فربری سے ـــــ وہ کہتے تھے

میں نے خواب میں رسول خدا کو دیکھا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا تو کہاں جاتا ہے میں نے کہا۔ محمد بن اسمٰعیل کے پاس۔ آپ نے فرمایا میری طرف سے ان کو سلام کہنا۔

ابوسہل محمد ابن احمد مروزی سے باسناد مروی ہے۔ وہ کہتے تھے۔ میں نے ابو زید مروزی سے سنا ـــــ وہ کہتے تھے۔

میں رکن اور امام کے درمیان کھڑا تھا۔ میں نے خواب میں رسول کو دیکھا آپ نے فرمایا۔ اے ابوزید تو کب تک شافعی کی کتاب پڑھائے گا اور میری کتاب نہیں پڑھاتا۔

میں نے عرض کی ـــ یارسول اللہ! آپ کی کونسی کتاب ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جامع محمد ابن اسمٰعیل بخاری کی

امام عبدالرحمٰن نسائی سے پوچھا گیا ـــــ علا اور سہیل کو انہوں نے کہا۔ وہ دونوں بہتر ہیں، فلیح سے ـــ اور ان سب کتابوں میں کوئی کتاب محمد ابن اسمٰعیل کی کتاب سے زیادہ صحیح نہیں ہے۔

ابوجعفر عقیلی نے کہا۔ جب بخاری نے یہ کتاب تصنیف کی تو اس کو پیش کیا علی ابن مدینی ـــ احمد ابن حنبل اور یحییٰ ابن معین وغیرہم کے سامنے۔ انہوں نے اس کو اچھا کہا اور گواہی دی کہ

اس میں سب حدیثیں صحیح ہیں۔

عقیلی نے کہا وہ چار حدیثیں بھی صحیح ہیں اور ان کی صحت میں بخاری کا

قول ٹھیک ہے ۔ طالب حق کو دنیا میں دو کتابیں کافی ہیں ۔
ایک اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے اور دوسری رسولؐ اللہ کی کتاب وہ یہی صحیح بخاری ہے ۔ اگرچہ رسولؐ اللہ کی کتابیں اور بھی ہیں ۔ پر کوئی ان میں سے بخاری کے ہم پلہ نہیں ۔ اسی واسطے علماء نے صحیح بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے ۔ طالبِ حق کو یہی دو کتابیں کافی ہیں اور تمام جہان کی کتابوں کو ان دو کتابوں پر پیش کرنا چاہیئے جو ان کے موافق ہوں ، وہ صحیح ہیں اور جو مخالف ہوں وہ ان کے مصنفین کو مبارک رہیں ۔ ہم کو ان کی تقلید کرنا ضرور نہیں ۔
اس لئے کہ اکابر مجتہدین جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک وغیرہم ۔ ان کی تقلید بھی وہیں تک جائز ہے جب تک ان کا قول حدیث صحیح کے خلاف نہ ہو ۔ پھر اور علمائے متاخرین کا کیا ذکر ہے ۔ علمائے حدیث نے تصریح کی ہے کہ اعلیٰ درجات صحیح میں وہ حدیث ہے جس پر بخاری اور مسلم دونوں نے اتفاق کیا ہے ۔ پھر جس کی طرف بخاری نے نکالا پھر جس حدیث کو اور محدثین نے صحیح کہا

محترم قارئین !
ملاحظہ فرمالیا ہے آپ نے یہ ہے صحیح بخاری کے حق میں علامہ وحید الزماں کی رائے اور دیگر علمائے سواد اعظم کی آراء ــــ بھلا ان کے مقابلہ میں اگر کوئی مداری یہ کہے کہ بخاری میں ضعیف حدیثیں ہیں ــ یا ــ اثیر جاڑوی نے ضعیف حدیثیں جمع کی ہیں ۔ اس کے بعد اس جملہ کو علامہ وحید الزماں کے گزشتہ نظریہ پر پیش کر کے ملاحظہ فرمائیے اور پھر ــــ خود ہی فیصلہ فرمائیے ۔

میرے محترم !
صحیح بخاری معمولی کتاب نہیں ؛ بلکہ یہ وہ کتاب ہے ۔
جس کی ہر حدیث لکھنے سے قبل امام بخاری نے غسل کیا ہے ۔ دو رکعتیں

نماز استخارہ پڑھی ہیں۔ گویا:

صحیح بخاری کی تصنیف پر امام بخاری نے کم و بیش بارہ لاکھ مرتبہ غسل کیا ہے اور بارہ لاکھ رکعت نماز پڑھی ہے۔ حساب اتنا مشکل نہیں چھ لاکھ احادیث کیلئے یہی عدد بنتے ہیں۔ بخاری وہ کتاب ہے جسے چھ لاکھ احادیث سے منتخب کر کے امام بخاری نے جمع کیا ہے، گویا امام بخاری نے اپنے سرمایہ حیات میں سے پانچ لاکھ ترانوے ہزار حدیث کو غلط سمجھ کر چھوڑ دیا ہے اور صرف سات ہزار حدیث غسل و نماز استخارہ کے بعد درج کی ہے۔

بخاری وہ صحیح احادیث کا خزانہ ہے جسے مکّہ کے حرم الٰہی ۔۔۔ اور مدینہ کے اس مقام پر جمع کیا گیا ہے جو جنّت کے ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا ہے اور وہ ہے قبر رسول اور منبر رسول کے درمیان کا حصّہ۔ اور یہیں بیٹھ کر امام بخاری نے اسے جمع کیا ہے۔

صحیح بخاری ہی وہ مجموعہ احادیث ہے جسے ایک طرف سرورِ کونین نے اپنی کتاب کہا ہے اور دوسری طرف فربری کے ہاتھوں آنحضورؐ نے امام بخاری کو تحفۂ سلام بھجوایا ہے۔

صحیح بخاری ہی وہ گنجینۂ فیض ہے جسے کتاب اللہ کے بعد پہلا مرتبہ حاصل ہے

یاد رکھیں:

امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام حنبل اور امام مالک کا فتوٰی رد کیا جا سکتا ہے۔ لیکن صحیح بخاری کی کسی حدیث کو ضعیف نہیں کہا جا سکتا۔

زیادہ سے زیادہ امام احمد حنبل نے صحیح بخاری کی چہار احادیث پر تنقید کی ہے لیکن علامہ عقیلی نے امام حنبل کے مقابلہ میں امام بخاری کو ترجیح دیتے ہوئے ان چار احادیث کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔

طالبِ حق کو دنیا میں دو کتابیں کافی ہیں
اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے۔ } امام عقیلی
رسولؐ اللہ کی کتاب وہ بخاری ہے

رؤیتِ ربؒ

اس عنوان میں کل چار احادیث ہیں۔

جلد دوم : کتاب بدء الخلق سے دو احادیث : ۴۶۷ , ۴۶۸
راوی قاسم اور مسروق ہیں۔

جلد دوم : کتاب التفسیر سے ایک حدیث ۱۹۶۳ راوی مسروق ہیں

جلد اوّل : کتاب البیوع سے ایک حدیث ۱۹۶۷ راوی نافع ابن جبیر ہے۔

جلد دوم کتاب بدؤ الخلق صہ ۲۲۵ حدیث ۴۶۷

۱ قاسم عن عائشة قالت من زعم ان محمداً رأی ربه فقد اعظم ولکن قد رأی جبرئیل فی صورته وخلقه ساد ما بین الافق

ترجمہ :۔ قاسم ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ بی بی نے فرمایا جو یہ خیال کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے ذات احدیت کو دیکھا ہے اس نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ البتہ آپ نے جبرئیل کو اس کی اصلی شکل اور وجود میں دیکھا جس نے افق کا درمیانی علاقہ گھیر رکھا تھا۔

جلد دوم کتاب بدؤ الخلق صہ ۲۲۵ حدیث ۴۶۸

۲۔ عن مسروق قال قلت لعائشة فاین قوله دنی فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ قالت ذالک جبریل کان یاتیه فی صورة الرجل وانه اتاه هذه المرة فی صورته التی هی صورته فسد الافق۔

ترجمہ :۔ مسروق کہتا ہے کہ میں نے ام المومنین عائشہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اس آیت کا کیا بنا۔ آپ قریب ہوئے حتیٰ کہ قاب قوسین یا اس سے بھی قریب ہو گئے۔

بی بی نے فرمایا وہ (اللہ نہیں) جبرئیل تھا۔ پہلے جبرئیل مرد کی شکل میں آتا تھا اس مرتبہ اس شکل میں آیا جو اس کی اپنی اور اصلی تھی۔ جس کی وجہ

سے اُفق پُر ہو گیا۔

۳۔ جلد دوم ـــــ کتاب التفسیر ـــــ ص ۹۲۵ ـــــ حدیث ۱۹۶۳

عن مسروق قال قلت لعائشة . یا امتاہ ! ھل رأی محمد ربه - فقالت لقد قف شعری مما قلت این انت من ثلاث من حدثکھن فقد کذب - من حدثك ان محمدًا رأی ربه فقد کذب ثم قرأت لا تدرکه الابصار وھو یدرك الابصار وھو اللطیف الخبیر. وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیًا أو من وراء حجاب ومن حدثك انه یعلم ما فی غد فقد کذب ثم قرأت ما تدری نفس ماذا تکسب غدًا - ومن حدثك انه کتم فقد کذب ثم قرأت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك - لکن رأی جبریل فی صورته مرتین -

ترجمہ :۔ مسروق کہتا ہے کہ میں نے ام المومنین عائشہ سے کہا ۔ اے اماں ! کیا سرورِ کونین نے اپنے خدا کو دیکھا تھا ؟ تو بی بی نے فرمایا ۔ تیرے اس کہنے سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔ تو کہاں ہے ؟ تین باتیں ایسی ہیں جو بھی تجھے ان کے متعلق کوئی حدیث بیان کرے یقیناً جھوٹا ہے ۔

(۱) جو یہ حدیث بیان کرے کہ سرورِ کونین نے اپنے رب کو دیکھا ہے ۔ وہ جھوٹا ہے ہے پھر یہ آیت پڑھی ـــــ اسے نگاہیں نہیں پا سکتیں وہ آنکھوں کو پا لیتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے ۔

(۲) جو شخص تجھے یہ حدیث بیان کرے کہ سرورِ کونین کو ... جانتے تھے

وہ جھوٹا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ ــــ اے رسول جو کچھ تجھ پہ نازل کیا گیا ہے وہ پہنچا دے۔

البتہ آپ نے جبرئیل کو اس کی اصل شکل وصورت میں ــــ دو مرتبہ دیکھا تھا۔

جائزہ :

یہ تین احادیث ہیں، جن میں سے ایک کا راوی۔ قاسم ہے اور دو مسروق نے نقل کی ہیں۔ قاسم کی حدیث سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ بی بی نے از خود ارشاد فرمایا ہے جبکہ مسروق کی دونوں احادیث میں مسروق کے سوال کا جواب ہے۔

بی بی نے کھلے عام رویت رب کی نفی کی ہے اور ایسی تمام احادیث کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ جن میں رویت رب کا ذکر ہے اور دلیل میں آیات قرآن پڑھی ہیں

گویا ام المومنین عائشہ کے عقیدہ کے مطابق خدا نظر آنے والا نہیں ہے جب سرور کونین کو نظر نہ آیا تو اور کسی کو کیا نظر آئے گا۔ لیکن ذرا شرح فقہ اکبر جو امام ابو حنیفہ کی کتاب فقہ اکبر کی شرح ہے۔ ملا علی قاری نے شرح کی ہے اس کے صفحہ ۹۹ پر غور فرمایئے۔ لکھتے ہیں۔

شرح فقہ اکبر مطبوعہ قرآن محل کراچی ص ۹۹

روی عن ابی یزید انہ قال رأیت ربی۔ فی المنام فقلت کیف الطریق الیک فقال اترک نفسک وتعال

ترجمہ :- ابو یزید سے مروی ہے کہ میں نے اپنے اللہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی۔ تیرے پاس آنے کا کیا راستہ ہے۔ اللہ نے کہا نفس کو چھوڑ دے اور آجا۔

وقیل رأی احمد بن حنبل ربہ فی المنام فقال یا احمد کل الناس یطلبون منی الا ابا یزید فانہ یطلبنی ولعل سببہ انہ قیل لابی یزید ماترید فقال ارید ان لا ارید عن حمزۃ الزیات وابی الفوارس شاہ ابن شجاع الکرمانی ومحمد ابن علی الحکیم الترمذی والعلامۃ شمس الائمۃ الکردی انہم رأوہ فی المنام

ترجمہ :- کہا جاتا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے بھی خواب میں اللہ کو دیکھا تھا تو اللہ نے فرمایا تھا۔ اے احمد! تمام لوگ مجھ سے مانگتے ہیں لیکن ابو یزید مجھے تلاش کرتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ابو یزید سے کہا گیا تھا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا تھا میں بس یہی چاہتا ہوں کہ کچھ نہیں چاہتا۔ یہ بھی مروی ہے کہ حمزہ زیات ابو الفوارس شاہ ابن شجاع کرمانی۔ محمد ابن علی حکیم ترمذی۔ اور علامہ شمس الائمہ کردی نے اللہ کو خواب میں دیکھا ہے۔

محترم قارئین!

ملاحظہ فرمالیا ہے آپ نے ــــ دونوں مذہب کے ستون ہیں۔ اور ایسے ستون کہ اگر ایک ذرا سا بھی ہل جائے تو مذہب کی چھت نیچے آرہے۔

ایک طرف ام المومنین عائشہ ہیں۔ جن کے متعلق کوئی شخص یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ غلط کہتی ہونگی۔ اور وہ فرماتی ہیں کہ جو ـــــ سرور کونین کے متعلق بھی کہہ دے کہ انہوں نے خدا کو دیکھا ہے تو جھوٹا ہے۔

دوسری طرف امام مذہب اور اہل حدیث گروہ کا بانی فرماتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا بھی ہے اور اس سے باتیں بھی کی ہیں۔ پھر علامہ ملاں علی قاری ایسے افراد کی ایک فہرست مہیا فرماتے ہیں جنہوں نے خدا کو دیکھا ہے اب دیکھیں سچا کون ہے ؟ ماں یا بیٹے ؟

جلد دوم ص۱۹۶۲ میں بی بی یہ بھی فرماتی ہیں کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ سرور کونین آنے والے کل کے متعلق جانتے تھے وہ بھی جھوٹا ہے۔ بی بی نے تو اس سلسلہ میں آیت پیش کر دی ہے۔ اگرچہ آیت کا تعلق علم سے نہیں ہے۔ کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں جو دوسرے انسانوں میں نہیں ہوتیں لیکن رسول میں ہوتی ہیں۔ مثلاً یہ مثال ہی لے لیں کہ سرور کونین بیک وقت نو ازواج کے شوہر رہے لیکن امت کا کوئی فرد چار سے زائد نہیں رکھ سکتا یا اگر کوئی مومنہ عورت اپنا آپ سرور کونین کو ہبہ کرے تو کر سکتی ہے لیکن کسی دوسرے مومن کو یہ سہولت نہیں ـــــ تاہم امام بخاری نے یہ خیال نہیں کیا اور بی بی کے اس ارشاد کے خلاف دوسری حدیث بی بی ہی کی طرف منسوب کر کے لکھ دی ہے جس میں سرور کونین کی غیب دانی اور غیب گوئی دونوں شامل ہیں۔

ملاحظہ ہو۔

۴۔ جلد اوّل   کتاب البیوع   ص۴۳   حدیث ۱۹۶۶

نافع بن جبیر ابن مطعم قال حدثتنی عائشۃ قالت
قال رسول اللہ یغزو جیش الکعبۃ فاذا کانوا

بیداء من الارض یخسف باولھم وآخرھم
قالت قلت یارسول اللہ کیف یخسف باولھم
وآخرھم وفیھم اسواقھم ومن لیس منھم
قال یخسف باولھم وآخرھم ثم یبعثون
علی نیاتھم۔

ترجمہ :۔ نافع ابن جبیر ابن مطعم کہتا ہے کہ مجھے ام المومنین عائشہ نے
بیان فرمایا ہے کہ سرور کونینؐ نے فرمایا۔ ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی
کرے گا۔ جب وہ مقام بیداء میں آئے گا تو اس لشکر کا
اوّل و آخر زمین میں دھنس جائے گا ——— میں نے عرض کی !
یارسولؐ اللہ ! کیسے زمین میں سب کے سب دھنس جائیں گے
حالانکہ ان کے ساتھ ان کے حیوانات بھی ہوں گے اور ایسے افراد
بھی ہوں گے جو ان کے مخالف ہوں گے۔ آپ نے فرمایا۔
وہ سب کے سب غرق زمین ہوں گے۔ پھر اپنی اپنی نیت کے
مطابق محشور ہوں گے ——— آگے چل کر سرورِ کونینؐ اور
دختر نبیؐ کے زیر عنوان بھی آپ کو دو پیشگوئیاں ملیں گی۔ جن میں سے
ایک کا تعلق سرور کونینؐ کی اپنی وفات سے ہے اور دوسری کا
تعلق دختر نبیؐ کی وفات سے ہے۔

اگر امام بخاری بی بی کی زبانی یہ حدیثیں اپنی صحیح میں نقل نہ فرماتے پھر تو
مسروق کی حدیث بلا نزاع قابل تسلیم تھی۔ لیکن اب معاملہ ذرا ٹیڑھا ہو گیا ہے۔
ان دو قسم کی احادیث میں سے ایک کو سچا ماننا پڑے گا اور ایک کو جھوٹا۔
کیونکہ دونوں میں تضاد ہے ——— یا مسروق نے درست نہیں کہا یا نافع

ابن جبیر نے غلط کہا ہے یا بی بی کو یہ خیال نہیں رہا کہ اس سلسلہ میں پہلے
کیا بیان دے چکی ہوں۔ ان میں سے جو صورت بھی ہو تشویشناک ہوگی۔

بی بی نے سرورِ کونین ؐ سے پیش گوئی نقل کر کے اپنے ہی عقیدہ کے گلے
پر خنجر چلا دیا ہے —— ہمیں انتظار رہے گا ان علمائے کرام کے فتویٰ
کا جو شیعہ کو مرتد اور کافر کہتے ہیں۔ اماں جی کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں

کل چار احادیث ہیں۔
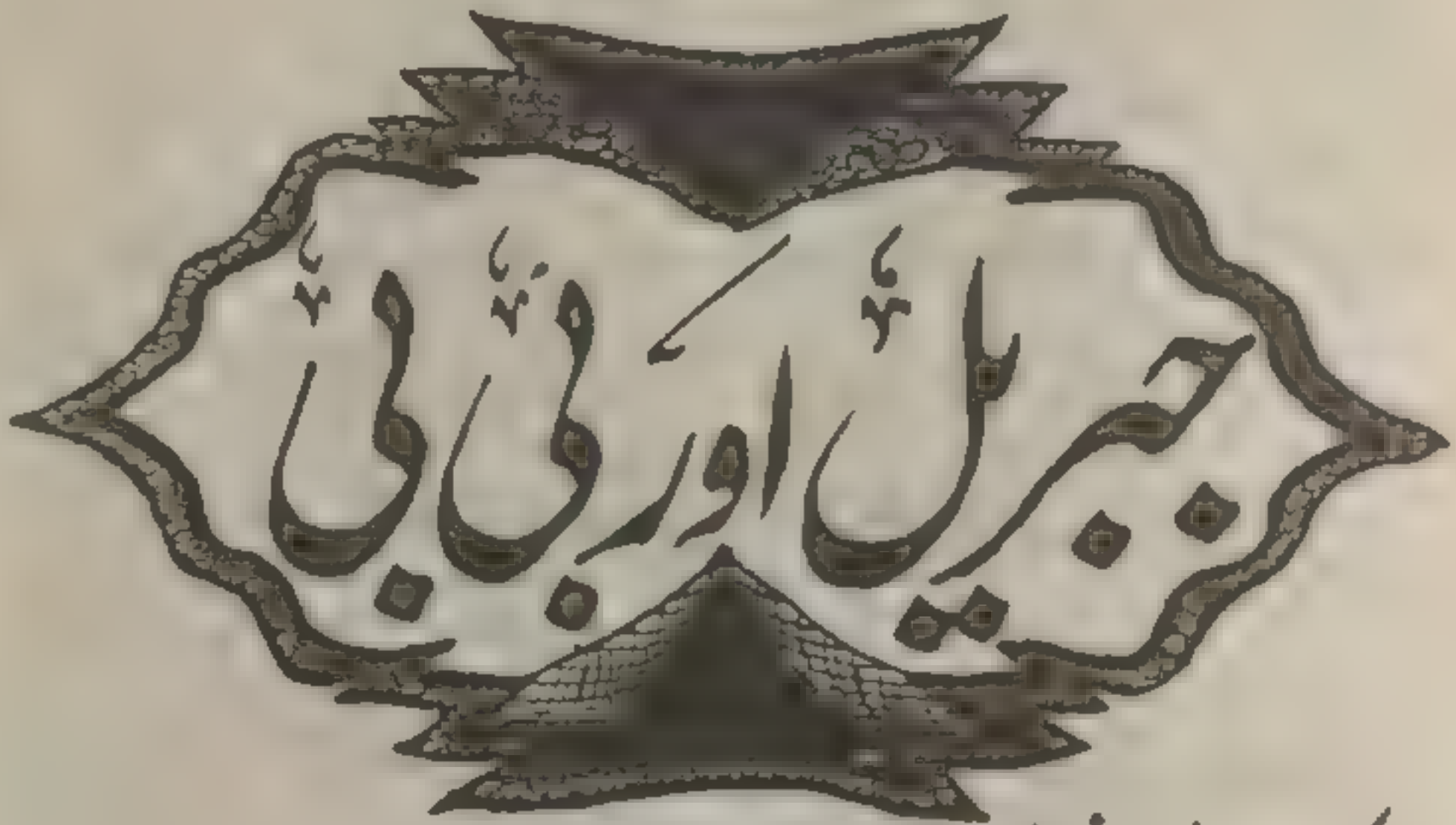
جلد دوم ۔ کتاب بدء الخلق حدیث ۴۵۰ راوی ابوسلمہ
جلد دوم ۔ کتاب الانبیاء حدیث ۹۵۴ راوی ابوسلمہ
جلد سوم ۔ کتاب الاستیذان حدیث ۱۱۸۳ راوی ابوسلمہ
جلد سوم ۔ کتاب الاستیذان حدیث ۱۱۷۹ راوی ابوسلمہ

۵- جلد دوم　کتاب بدء الخلق　صفحہ ۲۲۰　حدیث نمبر ۴۵۰

عن ابی سلمة عن عائشة ان النبیؐ قال لها
یاعائشة هٰذا جبریل یقراء علیك السلام
فقالت و علیه السلام و رحمة الله و برکاته
تریٰ مالا اریٰ ترید النبیؐ -

ترجمہ :- ابوسلمہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے عائشہ! یہ دیکھو جبریل تجھے سلام کہتا ہے تو بی بی نے کہا۔ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ جو کچھ دیکھ سکتے ہیں میں نہیں دیکھ سکتی۔

۶- جلد دوم　کتاب الانبیاء　صفحہ ۲۱۲　حدیث نمبر ۹۵۲

قال ابوسلمة ان عائشة قالت قال رسول الله
یومًا یا عائش هٰذا جبریل یقرئك السلام فقلت
وعلیه السلام و رحمة الله و برکاته - تریٰ ما
لا اریٰ -
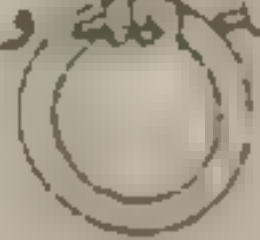
ترجمہ :- ابوسلمہ کہتا ہے کہ ام المومنین عائشہ نے بیان کیا کہ ایک دن سرورِ کونینؐ نے مجھے فرمایا۔ اے عائشہ! یہ جبریل تجھے سلام کہتا ہے میں نے کہا۔ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو کچھ آپ دیکھ سکتے ہیں میں نہیں دیکھ سکتی۔

۷۔ جلد سوم　کتاب الاستیذان　ص۴۴۵　حدیث ۱۱۸۲

ابوسلمہ ابن عبدالرحمن ان عائشۃ حدثتہ ان النبیؐ قال لہا ان جبریل یقرئك السلام قالت وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔

ترجمہ :۔ ابوسلمہ ابن عبدالرحمن نے ام المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے۔ کہ سرور کونینؐ نے فرمایا۔ جبریل تجھے سلام کہتا ہے میں نے وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ کہا۔

۸۔ جلد سوم　کتاب الاستیذان　ص۴۴۳　حدیث ۱۱۷۹

ابوسلمۃ ابن عبدالرحمن عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ یاعائشۃ ھذا جبریل یقرء علیك السلام قالت قلت وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ تری مالا نری ترید رسول اللہ۔

ترجمہ :۔ ابوسلمہ ابن عبدالرحمن ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین نے فرمایا اے عائشہ یہ جبرئیل تجھے سلام کہتا ہے میں نے کہا:۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! آپ جو کچھ دیکھ سکتے ہیں میں نہیں دیکھ سکتی

جائزہ :

چار احادیث جن کا راوی ایک ہے الفاظ ایک ہیں اور مفہوم ایک ہے کیونکہ یہ تکرار ہے گویا ایک حدیث ہے جس میں بی بی کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جبرئیل سلام کرتا ہے۔

لطف تو جب تھا جب سرور کونینؐ کسی صحابی کو یا کسی زوجہ کو بتاتے

کہ دیکھو عائشہ کو جبرئیل سلام کرتا ہے لیکن یہاں نہ تو کسی صحابی کی روایت ہے اور نہ ہی کسی زوجہ کی۔ بی بی اپنی زبانی آپ ہی فرماتی ہیں۔

احادیث متذکرہ: سماع غنا، تماشہ حبشی، امامت ابوبکر، جادو زدگی سرور کونین، زہر خیبر، وفات رسول اور گروہ بندی جیسی احادیث دیکھ کر کوئی عقل سلیم والا تو بمشکل ہی تسلیم کر سکے گا کہ جبرئیل نے سلام کیا ہوگا۔

ہاں البتہ: ام المومنین خدیجہ سے غیرت، کے عنوان جلد اول میں۔

جلد دوم رقم ۱۰۲۲، رقم ۱۰۰۴ اور رقم ۱۴۲ ایک مرتبہ پھر ملاحظہ فرمائیے، جن میں بی بی اپنی زبانی یہ اعتراف فرماتی ہیں، کہ ام المومنین خدیجہ کو اللہ نے جنت میں موتی محل کی بشارت دے رکھی تھی ———— ان احادیث کو سامنے رکھ کر آسانی کہا جاسکتا ہے کہ یہ بھی ام المومنین خدیجہ سے غیرت کا پرتو ہے کہ جلو جنت میں موتی محل کی بشارت نہ سہی جبرئیل کے سلام تو ہیں۔

علاوہ ازیں ایک خاص بات جو بی بی نے بتادی ہے کہ: میں نہ تو جبرئیل کو دیکھ سکتی تھی، اور نہ اس کی آواز سن سکتی تھی جبکہ سرور کونین دیکھتے بھی تھے اور آواز بھی سنتے تھے۔ گویا بی بی اپنے نادان بچوں کو یہ سبق دے رہی ہے کہ حبیب میرے اور رسول میں اتنا فرق ہے کہ میں آپ کے پاس بیٹھے ہوئے بھی جبرئیل کو دیکھنا تو کجا اس کی آواز بھی نہیں سن سکتی تو تم کس باغ کی مولی ہو۔ خبردار مت کہنا کہ رسول ہم جیسا تھا جب مجھ جیسا نہیں، تو تم جیسا کیا؟

طالب حق کو دنیا میں دو کتابیں کافی ہیں۔

(۱) اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے

(۲) رسول اللہ کی کتاب وہ صحیح بخاری ہے۔ } امام عقیلی

افک
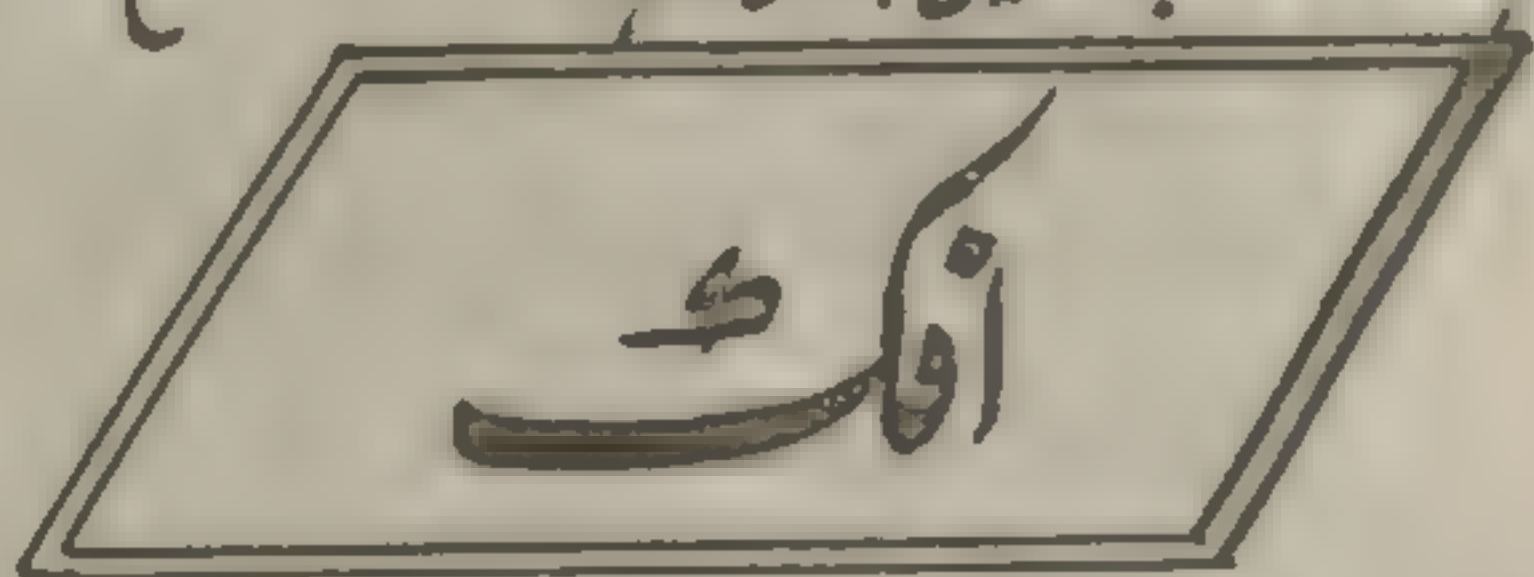
کل چوبیس احادیث ہیں۔

جلد اول. کتاب التیمم حدیث نمبر ۲۲۴ راوی قاسم

جلد اول. کتاب التیمم حدیث نمبر ۲۲۶ راوی عروہ

جلد اول کتاب الشہادات حدیث نمبر ۱۲۶۳ راوی عبداللہ ابن عتبہ

جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر ۱۱۹۵ راوی عبیداللہ ابن عبداللہ

جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر ۱۳۰۵ راوی عتبہ ابن مسعود

جلد اول کتاب التفسیر حدیث نمبر ۱۲۹۲ راوی ہشام

جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر ۱۸۲۰ راوی قاسم

جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر ۱۸۲۱ راوی قاسم

جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر ۱۸۰۲ راوی عبیداللہ ابن عبداللہ

جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر ۱۸۰۳ مسروق ابن اجدع

جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر ۱۸۲۰ عروہ

جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر ۱۸۲۱ عتبہ ابن مسعود

جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر ۱۸۲۶ راوی ہشام ابن عروہ

جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر ۱۸۲۶ راوی مسروق

جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر ۱۲۵ راوی ہشام

جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر ۸۲۶ ہشام ابن عروہ

جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث نمبر ۵۲۸ عبیداللہ ابن عبداللہ

جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر ۲۲۴ قاسم

جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر ۱۷۴۰ قاسم

جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر ۱۷۴۱ راوی قاسم

جلد سوم کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ۔

حدیث نمبر ۲۲۲۴ راوی عبداللہ

جلد سوم کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

حدیث نمبر ۲۲۲۵ راوی عروہ

جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر ۱۳۰۸

راوی ابن ابی ملیکہ

جلد دوم کتاب الجہاد حدیث نمبر ۱۴۲ عبیداللہ ابن عبدالرحمٰن

◎

۹ - جلد اول کتاب التیمم صفحہ ۲۰۰ حدیث نمبر ۲۲۴

قاسم عن ابیه عن عائشة قالت خرجنا مع رسول الله
فی بعض اسفاره حتی اذا کنا بالبیداء او بذات الجیش
انقطع عقد لی - فاقام رسول الله علی التماسه و اقام
الناس معه لیسوا علی ماء فاتی الناس الی ابی بکر الصدیق
فقالوا الاتری ما صنعت عائشة - اقامت برسول الله
والناس لیسوا علی ماء ولیس معهم ماء فجاء ابوبکر ورسول الله
واضع رأسه علی فخذی قد نام فقال حبست رسول الله
والناس لیسوا علی ماء ولیس معهم ماء - فقالت عائشة
فعاتبنی ابوبکر و قال ماشاء الله ان یقول وجعل یطعننی
بیده فی خاصرتی فلا یمنعنی من التحرك الامکان رسول
علی فخذی فقام رسول الله حین اصبح علی غیر ماء
فانزل الله اٰیة التیمم فتیمموا فقال اسید ابن الحضیر
ما ھی باول برکتکم یا اٰل ابی بکر قالت فبعثنا البعیر
الذی کنت علیه فاصبنا العقد تحته -

ترجمہ :- قاسم اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین سے روایت کرتا ہے کہ
ہم سرورِ کونین کے ساتھ آپ کے کسی سفر میں گئے۔ حتیٰ کہ جب ہم مقام
بیداء۔ یا۔ مقام ذات الجیش میں تھے۔ میرا ہار گم ہو گیا۔ سرورِ کونینؐ اور
دوسرے لوگ اسے تلاش کرنے کی خاطر رک گئے۔ وہاں کوئی پانی نہ تھا

لوگ ابوبکر کے پاس آئے اور کہا۔ تم دیکھتے نہیں کہ عائشہ نے کیا کر رکھا ہے۔ سرورِ کونین اور تمام لوگوں کو روک رکھا ہے نہ تو لوگوں کے اپنے پاس پانی ہے اور نہ ہی اس جگہ پانی ہے۔

ابوبکر آئے سرورِ کونین کا سر میرے زانو پر تھا اور سو رہے تھے۔ ابوبکر نے کہا۔ تو نے سرورِ کونین اور لوگوں کو روک رکھا ہے نہ یہاں پانی ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔

ام المومنین عائشہ کہتی ہے کہ ابوبکر نے مجھے حسب منشا سخت سست کہا جو کچھ اُن کے منہ میں آیا کہتا رہا اور میری کمر میں ٹھوکریں لگاتا رہا چونکہ سرورِ کونین میرے زانو پر سو رہے تھے اس لئے میں ہل نہ سکی۔ سرورِ کونین جب بے آب جگہ پر اٹھے تو اللہ نے آیت تیمم بھیج دی چنانچہ لوگوں نے تیمم کیا۔

اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابوبکر یہ کوئی تمہاری پہلی برکت تو نہیں ہے
ام المومنین کہتی ہے کہ پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار مل گیا جو اونٹ کے نیچے تھا۔

۱۰۔ جلد اول کتاب التیمم صہ ۲۰۱ حدیث ۳۲۶

عروه عن ابيه عن عائشة انها استعارت من اسماء قلادة فهلكت فبعث رسول الله رجلاً فوجدها فادركتهم الصلوة وليس معهم ماء فصلوا وشكوا ذلك الى رسول الله فانزل الله آية التيمم فقال اسيد ابن حضير لعائشه جزاك الله خيراً فوالله ما نزل بك امر تكرهينه الاجعل الله ذلك لك

وللمسلمين فيه خيرًا

ترجمہ: عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے اسماء سے ہار مستعار لیا جو گم ہو گیا۔ سرور کونین نے کسی آدمی کو بھیجا جو اسے مل گیا اتنے میں لوگوں نے نماز پڑھی جبکہ ان کے پاس پانی نہ تھا ——————

—————— انہ سرور کونین سے شکوہ

کیا۔ اللہ نے آیت۔ تیمم بھیج دی۔

اسید ابن حضیر نے بی بی عائشہ سے کہا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے بخدا تجھے جب بھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ اللہ نے اسے تیرے اور تمام مسلمانوں کے لئے باعث بہتری بنا دیا۔

۱۱۔ جلد اوّل کتاب الشہادات صفحہ ۹۲۶ حدیث ۲۵۰۳

عبدالله ابن عتبة عن عائشة ان عائشة قالت اذا اراد ان يخرج سفرًا اقرع بين ازواجه فايتهن خرج سهمها اخرج بها معه فاقرع بيننا فى غزاة غزاها فخرج سهمى فخرجت معه بعد ما انزل الحجاب فانا احمل فى هودج وانزل فيه فسرنا حتى اذا فرغ رسول الله من غزوته تلك وقفل ودنونا من المدينة اذن ليلة بالرحيل فقمت حين آذنوا بالرحيل فمشيت حتى جاوزت الجيش فلما قضيت شانى اقبلت الى الرحل فلمست صدرى فاذا عقد لى من جزع اظفار قد انقطع فرجعت فالتمست عقدى فحبسنى

ابتغاوہ فاقبل الذین یرحلون لی فاحتملوا ھودجی فرحلوہ
علی بعیری الذی کنت ارکبہا وھم یحسبون انی فیہ و
کان النساء اذ ذاک خفافاً لم یثقلن ولم یغشھن اللحم
و انما یاکلن العلقۃ من الطعام فلم یستنکر القوم حین
رفعوہ ثقل الھودج فاحتملوہ وکنت جاریۃ حدیثۃ السن فبعثوا
الجمل وساروا فوجدت عقدی بعد ما استمر الجیش
فجئت منزلھم ولیس فیہ احد فاقمت منزلی الذی
کنت فیہ فظننت انھم سیفقدونی فیرجعون الی
فبین انا جالستہ غلبتنی عینالی فنمت وکان صفوان
ابن معطل السلمی ثم الذکوانی من وراء الجیش فاصبح
عند منزلی فرأی سواد انسان نائم فاتانی وکان یرانی
قبل الحجاب فاستیقظت باسترجاعہ حین اناخ راحلتہ
فوطی یدھا فرکبتھا فانطلق یقودبی الراحلۃ حتی اتینا
الجیش بعد ما نزلوا معرسین فی نحر الظھیرۃ
فھلک من ھلک وکان الذی تولی الافک عبداللہ ابن
ابی ابن سلول فقدمنا المدینۃ فاشتکیت بہا شھراً
یفیضون من قولی اصحاب الافک و یریبنی فی وجعی
انی لا اری من النبیؐ اللطف الذی کنت اری منہ
حین امرض انما یدخل فیسلم ثم یقول کیف تیکم؟
لا اشعر بشئی من ذلک حتی تفھمت فخرجت انا
دام مسطح قبل المناصع متبرزنا ۔ لا نخرج الا لیلاً الی لیل

قبل ان نتخذ الکنف قریبًا من بیوتنا و امرنا امر العرب الاول
فی البریة او فی التنزہ فاقبلت انا و ام مسطح بنت
ابی رُہم تمشی فعثرت فی مرطہا فقالت تعس مسطح ۔
فقلت لہا بئس ما قلت اُتسبین رجلا شہد بدرًا
فقالت یا بنتاہ اَلم تسمعی ما قالوا؟
فاخبرتنی بقول اہل الافک فازددت مرضًا الی مرضی
فلما رجعت الی بیتی دخل علی رسول اللہ فسلم
فقال کیف تیکم ؟ فقلت ائذن لی الی ابوی ۔ قالت
وانا حینئذ ارید ان استیقن الخبر من قبلہما
فاذن لی رسول اللہ فاتیت ابوی فقلت لامی ما
یتحدث بہ الناس فقالت یا بنیة ہَوِّنی علی نفسک
الشان فواللہ لقلما کانت امرأة قط وضیئة عند رجل
یحبہا ولہا ضرائرُ الا اکثرن علیہا ۔ فقلت سبحان
اللہ یتحدث الناس بہذا ۔
قالت فبت تلک اللیلة حتی اصبحت لا یرقانی
دمع ولا اکتحل بنوم ثم اصبحت فدعا رسول اللہ
علی ابن ابی طالب و اسامة ابن زید حین استلبث
الوحی یستثیرہما فی فراق اہلہ فاما اسامة فاشار
علیہ بالذی یعلم فی نفسہ من الود لہم ۔
فقال اسامة اہلک یا رسول اللہ ولا نعلم واللہ الاخیرًا
واما علی ابن ابی طالب فقال یا رسول اللہ لم یضیق اللہ

علیك والنساء سواها کثیر وسل الجاریته تصدقك۔

فدعا رسول الله بریرة فقال یا بریرة۔

فقال لا والذی بعثك بالحق ان رأیت منها امرًا

اغمضه علیها اکثر من انها جاریة حدیثة السن تنام

عن العجین فتاتی الداجن فتاکله۔

فقام رسول الله من یومه فاستعذر من عبدالله ابن ابی

ابن سلول۔ فقال رسول الله من یعذرنی من رجل بلغنی

اذاہ فی اهلی۔ فوالله ماعلمت فی اهلی الا خیرا۔ وقد

ذکروا رجلًا ماعلمت علیه الا خیرًا وما کان یدخل علی

اهلی الا معی۔

فقام سعد ابن معاذ فقال یا رسول الله انا والله اعذرك منه

ان کان من الاوس ضربنا عنقه وان کان من اخواننا

الخزرج امرتنا ففعلنا فیه امرك۔

فقام سعد ابن عبادہ وهو سید الخزرج وکان قبل ذلك

رجلا صالحًا ولکن احتملته الحمیة فقال کذبت لعمر

الله لا تقتله ولا تقدر علی ذلك۔

فقام اسید ابن الحضیر فقال کذبت لعمرالله والله

لنقتلنه فانك منافق تجادل عن المنافقین فثار الحیان

الاوس والخزرج حتی هموا۔ ورسول الله علی المنبر

فنزل فخفضهم حتی سکتوا وسکت وبکیت یومی لا یرقأ لی

دمع ولا اکتحل بنوم۔ فاصبح عندی ابوای قد بکیت

لیلتین و یومًا حتی اظن ان البکار خالق کبدی۔
قالت فبینما هما جالسان و انا ابکی - اذ استاذنت امراۃ
من الانصار فاذنت لها فجلست تبکی معی فبینا نحن
کذلک اذ دخل رسول اللہ فجلس ولم یجلس عندی
من یوم قیل فی ما قیل قبلها۔
وقد مکث شهرًا لا یوحی الیہ فی شان شیئً۔
قالت فتشهد ثم قال یا عائشۃ فانہ بلغنی عنک کذا
وکذا۔ فان کنت بریئۃ فسیبرئک اللہ - وان کنت
الممت فاستغفری اللہ وتوبی الیہ فان العبد اذا اعترف
بذنبہ ثم تاب تاب اللہ علیہ فلما قضی رسول اللہ
مقالتہ قلص دمعی حتی ما احس منہ قطرۃً۔ وقلت
لابی اجب عنی رسول اللہ -
قال واللہ ما ادری ما اقول لرسول اللہ - فقلت لامی
اجیبی عنی رسول اللہ فیما قال قالت واللہ ما ادری
ما اقول لرسول اللہ۔
قالت وانا جاریۃ حدیثۃ السن لا اقرء کثیرًا من
القرآن فقلت انی واللہ لقد علمت انکم سمعتم
ما یتحدث بہ الناس ووقر فی انفسکم وصدقتم
بہ - ولئن قلت لکم انی بریئۃ واللہ یعلم انی بریئۃ
لا تصدقونی بذلک ولئن اعترفت لکم بامر واللہ یعلم
انی بریئۃ لاتصدقونی واللہ ما اجد لی ولکم مثلا الا

ابا یوسف اذ قال فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔

ثم تحولت علی فراشی و انا لا ارجوا ان یبرئنی اللہ و لکن واللہ ما ظننت ان ینزل فی شانی وحیا ولانا احقر فی نفسی من ان یتکلم بالقران فی امری ولکنی کنت ارجوان یری رسول اللہ فی النوم رؤیاء یبرئنی اللہ فواللہ ما دام مجلسہ ولاخرج احد من اھلبیت حتی انزل علیہ فاخذہ ما کان یاخذہ من البرحاء انہ لیتحدر منہ مثل الجمان من العرق فی یوم شات فلما سری عن رسول اللہ وھو یضحک فکان اول کلمۃ تکلم بہا ان قال

یاعائشۃ احمدی اللہ فقد براءک اللہ

فقالت امی قومی الی رسول اللہ

فقلت لا واللہ لا اقوم الیہ ولا احمد الا اللہ۔

فانزل اللہ تعالی۔ ان الذین جاؤ بالافک عصبۃ الخ

فلما انزل اللہ ھذا فی براتی قال ابوبکر وکان ینفق علی مسطح ابن اثاثۃ لقرابۃ منہ۔

واللہ لا انفق علی مسطح شیئا ابدا۔ بعد ما قال لعائشۃ فانزل اللہ۔ ولا یاتل اولوالفضل منکم والسعۃ۔ الی قولہ غفور رحیم۔

فقال ابوبکر بلی واللہ انی لاحب ان یغفراللہ لی فرجع

الی مسطح الـذی کان یجری علیه - وکان رسول اللہ
یسأل عن زینب بنت جحش عن امری -
فقال یا زینب ! ما علمت ما رأیت ؟ فقالت یا رسول
اللہ احمی سمعی وبصری واللہ ما علمت علیہا الا
خیرا - قالت وھی التی کانت تسامینی فعصمہا اللہ
بالورع -

ترجمہ :- عبداللہ ابن عتبہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب
کبھی سرور کونین سفر پر تشریف لے جاتے تو ازواج میں قرعہ اندازی کرتے
جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے - ایک جنگ میں جاتے ہوئے
آپ نے قرعہ اندازی کی تو میرا نام نکلا میں آپ کے ساتھ ہوں یہ حکم پردہ
آجانے کے ابعد ہوا - مجھے ایک عماری میں اٹھایا جاتا تھا - جب سرور کونین
جنگ سے فارغ ہو کر واپس پلٹے اور ہم مدینہ کے قریب آئے - ایک
رات آپ نے کوچ کا حکم دیا - جب وقت کوچ قریب ہوا تو میں
رفع حاجت کے لئے باہر نکلی لشکر سے آگے نکل گئی - رفع حاجت سے
فارغ ہو کر قافلہ میں واپس آئی میں نے سینہ پر ہاتھ رکھا تو میرا خرمہرے
کا ہار گم تھا - میں ہار کی تلاش میں واپس پلٹی - جو لوگ میری عماری
اٹھاتے تھے - انہوں نے عماری اٹھائی اور اونٹ پر رکھ دی - ان کا
خیال تھا کہ میں عماری میں ہوں - ویسے ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی
ہوتی تھیں ان کے جسم پر زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا - بہت معمولی کھانا
کھاتی تھیں - یہی وجہ ہوئی کہ جب اٹھانے والوں نے عماری کو اٹھایا تو
انہیں میرا عدم وجود محسوس بھی نہ ہوا -

میں ان دنوں بالکل نوخیز سی لڑکی تھی۔ انہوں نے اونٹ اٹھایا۔ اور چل دئیے۔ لشکر جانے کے بعد مجھے ہار ملا۔ میں قافلہ اترنے کی جگہ پر آئی۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ میں جہاں ٹھیری ہوئی تھی۔ وہیں آکر بیٹھ گئی۔ میرا خیال یہ تھا کہ جب مجھے عماری میں نہ پائیں گے تو پلٹ آئیں گے۔

میں بیٹھی ہوئی تھی کہ نیند آنے لگی۔ میں سو رہی۔ صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے تھا وہ میری جگہ کے قریب آیا تو اسے سوتے ہوئے انسان کا جسم محسوس ہوا وہ میرے پاس آیا۔ حکم پردہ سے قبل اس نے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ جب اس نے اونٹ بٹھایا تو اس کے اونٹ بٹھانے کی آواز سے میں جاگ گئی۔ اس نے اونٹ کا پاؤں باندھا۔ میں سوار ہو گئی اور صفوان اونٹ کو لے کے چل پڑا۔ جب دوپہر کے قریب لشکر اتر چکا تو ہم بھی پہنچ گئے۔ جنہیں ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گئے۔ واقعہ افک کا آغاز عبداللہ ابن ابی سلول نے کیا تھا۔ ہم مدینہ میں آگئے۔ مجھے ایک ماہ تک بخار رہا مجھے اصحاب افک کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا۔ البتہ مجھے سرور کونین کے سلوک سے شک پڑتا تھا مجھے آپ کے چہرہ۔ میں میرے ایام مرض میں وہ نوازش نظر نہ آتی تھی جو قبل ازیں میری بیماری میں آپ فرماتے تھے بس اندر آتے سلام کرتے اور کہتے: تیکم۔ کیسے ہے۔ مجھے کسی بات کا خیال بھی نہ تھا۔ حتٰی کہ میں سب کچھ سمجھ گئی۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب ہم نے لیٹرینز اپنے گھروں کے قریب نہیں بنائے تھے ہمارا رفع حاجت میں ابتدائی عربوں جیسا حال تھا۔ ہم رات کے رات رفع حاجت کے لئے باہر جاتے تھے۔ چنانچہ ایک شب میں ام مسطح کے ساتھ باہر جا رہی تھی کہ ام مسطح کو ٹھوکر لگی۔ اس

نے کہا۔ لعنت ہو مسطح پر۔ میں نے کہا کیا تو ایسے شخص کو گالی دیتی ہو جو مجاہدین بدر سے ہے۔ ام مسطح نے کہا۔ اے بیٹی کیا تو نے نہیں سنا جو کچھ لوگ (تیرے متعلق) کہتے پھرتے ہیں۔ پھر اس نے مجھے تمام بات سنائی میرے مرض میں اضافہ ہو گیا۔ جب میں گھر واپس آئی۔ سرور کونین تشریف لائے۔ سلام کے بعد فرمایا۔ تیکم۔ کیسی ہے؟ میں نے عرض کی۔ آپ مجھے میرے والدین کے گھر جانے کی اجازت دے دیں۔ میرا خیال تھا کہ میں والدین سے اس واقعہ کے متعلق مزید معلومات حاصل کروں گی۔ سرور کونین نے مجھے اجازت دے دی۔ میں والدین کے گھر آئی۔ میں نے ماں سے کہا۔ کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ میری ماں نے جواب دیا۔

بیٹی ایسی باتوں کو محسوس نہیں کیا کرتے۔ بخدا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جب ایک عورت اپنے مرد کی نگاہوں میں اپنا مقام رکھتی ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو پھر اس کے خلاف ایسی باتیں سوکنوں کی طرف سے کی جاتی ہوں۔

میں نے کہا۔ سبحان اللہ۔ لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔

میں نے وہ رات گزاری نہ تو میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ صبح کو سرور کونین نے علی ابن ابی طالب اور اسامہ ابن زید کو بلایا۔ لیکن اس وقت جب وحی کا آنا بند ہو گیا۔ سرور کونین ان دونوں سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینے کا مشورہ کرنا چاہتے تھے۔

جہاں تک اسامہ کا تعلق ہے تو اس نے اپنے معلومات کی بنیاد پر جو اسے ان کی (میرے خاندان) نسبت کی بدولت معلوم تھے جواب دیا۔ اسامہ نے کہا۔ یا رسول اللہ ــــ آپ کی زوجہ ہے۔ لیکن بخدا

ہمیں نیکی کے سوا کچھ معلوم نہیں۔
رہے علی ابن ابی طالب تو انہوں نے کہا کہ: یا رسولؐ اللہ! اللہ نے آپ پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ اور اس (بی بی عائشہ) کے علاوہ عورتیں بہت ہیں۔ ویسے آپ کنیز سے پوچھ لیں وہ آپ کو درست بات بتا دے گی۔

سرورِ کونینؐ نے بریرہ کو بلایا اور اس سے پوچھا۔ تو بریرہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے میں جو کچھ دیکھتی ہوں آپ سے ہرگز نہ چھپاؤں گی۔ یہ (بی بی عائشہ) نوخیز لڑکی ہے آٹا رکھنا بھی بھول جاتی ہے بکری آگر آٹا ہضم کر جاتی ہے۔
سرورِ کونینؐ اس وقت اُٹھے اور فرمایا۔

کوئی ہے جو مجھے عبداللہ ابن ابی ابن سلول سے نجات دلائے اس نے مجھے میری بیوی کے معاملہ میں تکلیف دی ہے۔ بخدا مجھے اپنی بیوی میں نیکی کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔ جس مرد کے متعلق کہا جا رہا ہے وہ تو تنہائی میں کبھی میری بیوی کے پاس گیا بھی نہیں جب بھی جاتا تھا میرے ساتھ ہی جاتا تھا۔
سعد ابن معاذ اٹھا۔ اور کہا یا رسولؐ اللہ میں آپ کو اس شخص سے نجات دلاؤں گا اگر اوس سے ہوا تو ہم اس کی گردن اتار دیں گے۔ اور اگر خزرج سے ہوا۔ اور آپ ہمیں حکم دیں گے تو آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔

سعد ابن عبادہ اٹھا یہ بنی خزرج کا سردار تھا۔ اس سے قبل یہ انتہائی نیک شخص تھا لیکن قبائلی غیرت غالب آگئی اور اس نے کہا:

بخدا تو نے جھوٹ کہا ہے نہ تو تو اسے قتل کرے گا اور نہ ہی تیرے بس میں ہے۔

اسید بن حضیر نے کھڑے ہو کر کہا (سعد ابن عبادہ سے) بخدا تو جھوٹ بک رہا ہے۔ ہم ضرور اسے قتل کریں گے۔ یقیناً تو منافق ہے منافقین کی طرفداری کر رہا ہے۔ بنی اوس اور خزرج کھڑے ہو گئے۔ لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ سرور کونینؐ منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ اترے انہیں حوصلہ دلایا۔ حتیٰ کہ وہ چپ ہو گئے۔

میں پورا دن روتی رہی۔ نہ آنسو تھمتے تھے اور نہ نیند آتی تھی۔ میرے والدین بھی آکر میرے پاس بیٹھ گئے۔ میں دو راتیں اور ایک دن اتنا ٹوٹ کر روئی کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ گریہ میرے جگر کو کھا جائے گا میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے کہ ایک انصاری عورت نے مجھ سے اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دے دی۔ وہ بھی آکر میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم اسی حالت میں بیٹھے تھے کہ

سرور کونینؐ آئے اور میرے پاس بیٹھ گئے حالانکہ اس واقعہ کے بعد اس دن سے قبل وہ میرے پاس کبھی نہ بیٹھے تھے ایک ماہ گزر چکا تھا کہ سرور کونینؐ پر کسی بھی سلسلہ میں کوئی وحی نہ آئی تھی۔ سرور کونینؐ نے تشہد پڑھا اور فرمایا۔

اے عائشہ مجھے تیرے متعلق فلاں فلاں بات
جیت پہنچی ہے اگر تو بے گناہ ہے تو اللہ
تجھے بری کر دے گا اور اگر تجھ سے جرم
سرزد ہوا ہے تو استغفار کر اور بارگاہ خدا

میں توبہ کرے۔ انسان جس وقت اپنے گناہ کا اعتراف
کرلیتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس
کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔

جب سرورِ کونین ؐ نے بات ختم کی تو میرا خون خشک ہوگیا۔ حتیٰ کہ مجھے ایک قطرہ بھی معلوم نہیں ہوتا تھا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ میری طرف سے سرورِ کونین ؐ کو جواب دیں۔ میرے باپ نے کہا بخدا میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں سرورِ کونین ؐ سے کیا کہوں۔ پھر میں نے ماں سے کہا کہ آپ میری طرف سے سرورِ کونین کو جواب دیں۔ میری ماں نے بھی کہا کہ بخدا میرے ذہن میں تو کوئی بات نہیں آرہی جو میں سرورِ کونین ؐ سے کہوں۔

میں اس وقت نوخیز لڑکی تھی کچھ زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا۔
میں نے کہا واللہ مجھے وہ سب کچھ معلوم ہے جو کچھ لوگوں میں گھوم رہا ہے آپ بھی سن چکے ہیں۔ آپ کے ذہنوں میں وہ بات بیٹھ چکی ہے اور آپ اسے تسلیم بھی کر چکے ہیں۔

اگر میں کہہ دوں کہ میں بے گناہ ہوں اور اللہ بھی جانتا
ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو تم میری بات نہیں مانو
گے اور اگر میں گناہ کا اعتراف کروں جبکہ اللہ جانتا
ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو تم میری بات مان لوگے
اب میری اور تمہاری مثال یعقوب جیسی ہے جب
اس نے کہا تھا تو میری طرف سے صبرِ جمیل ہے
اور تمہارے معاملہ میں اللہ میرا مددگار ہے۔

پھر میں اپنے بستر پر لیٹ گئی مجھے یہ تو یقین تھا کہ اللہ میری برأت

کرے گا لیکن بخدا مجھے یہ تصور نہ تھا کہ میری شان میں کوئی وحی اترے گی اور وہ قرآن بن جائے گی۔ البتہ میرا اندازہ یہ تھا کہ سرور کونین ؐ خواب میں کوئی منظر دیکھیں گے جس میں اللہ مجھے بری کر دے گا۔

بخدا سرور کونین ؐ وہیں بیٹھے تھے گھر سے کوئی بھی باہر نہیں گیا تھا، حتیٰ کہ آپ پر نازل کی گئی۔ سرور کونین ؐ پر وہی کیفیت طاری ہوئی تھی جو بوقت وحی طاری ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ سردی کے موسم میں بھی آپ کی پیشانی سے موتیوں سے قطرات عرق ٹپک جاتے تھے جب سلسلہ وحی ختم ہوا تو آپ مسکرانے لگے پہلا لفظ جو آپ نے فرمایا وہ یہ تھا۔

اے عائشہ اللہ کا شکریہ ادا کر اس نے تجھے بری کر دیا ہے۔

میری ماں نے مجھے کہا اٹھو رسول کی طرف۔ میں نے کہا بخدا میں نہ اٹھوں گی اور نہ ہی آپ کی تعریف کروں گی میں تو صرف اللہ کی تعریف کروں گی، اللہ نے یہ آیت نازل کی؛ "وہ لوگ جنہوں نے افک کا واقعہ کیا تم میں سے ایک گروہ ہے" جب اللہ نے میرے متعلق یہ نازل کیا تو ابو بکر نے کہا جو کہ رشتہ داری کی بدولت مسطح ابن اثاثہ کو وظیفہ دیتے تھے۔ اب میں مسطح کو کبھی ایک کوڑی بھی نہ دوں گا۔ پھر ذات احدیت نے یہ آیت بھیجی۔ لا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ربی غفور رحیم

پھر ابو بکر نے کہا بخدا میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے چنانچہ مسطح کو وظیفہ دینے لگے۔

سرور کونین ؐ زینب بنت جحش سے میرے معاملہ میں پوچھتے تھے اور فرماتے تھے۔ اے زینب تو کیا جانتی ہے اور کیا دیکھا ہے؟ زینب نے کہا۔ یا رسول اللہ! میرے کان بہرے ہو جائیں۔ دیدے پٹم ہو جائیں۔ میں

نیکی کے سوا کچھ نہیں جانتی حالانکہ یہی زینب ہی مجھے بہت دق کیا کرتی تھی اللہ نے اسے محفوظ فرما لیا۔

جائزہ :

۱۔ بی بی عائشہ نے نہ تو اس جنگ کا نام بتایا جس میں گئی تھیں اور نہ ہی جنگ کا انجام بتایا کہ کیا ہُوا ؟

۲۔ بی بی جب رفع حاجت کے لئے گئی تو سرورِ کونین کہاں تھے ؟ اور سرورِ کونین کو کیوں نہ بتایا جب کوچ کا حکم ہو چکا تھا ؟

۳۔ ایسی ہلکی پھلکی عورت کی مثال عرب میں کوئی دوسری بھی ہے ؟

۴۔ یہ صفوان ابن معطل کون تھا۔ انصار سے تھا مہاجرین سے تھا یا کوئی اور تھا ؟

۵۔ یہ لشکر سے اتنا پیچھے کیوں رہ گیا تھا۔ سرورِ کونین نے اسے پیچھے رہنے کا حکم دیا تھا یا اس کا ذاتی کام تھا ؟

۶۔ قافلہ کے اتر جانے کے باوجود بھی بی بی کی عدم موجودگی کا پتہ کیوں نہ چلا ؟

۷۔ مدینہ پہنچ کر بی بی کو کیا تکلیف ہو گئی جس کی بدولت ایک ماہ تک بیمار رہیں کیا یہ تکلیف سفر کی وجہ سے تھی ؟

۸۔ بی بی نے سرورِ کونین سے ایک ماہ مسلسل تک عدم التفات کی وجہ دریافت کیوں نہ کی ؟

۹۔ یہ ام مسطح کون ہے ؟

۱۰۔ اس پورے ماہ میں بی بی کے والدین کو بی بی کی بیماری کا پتہ چلا یا نہیں ؟

۱۱۔ اگر پتہ نہیں چلا تو کیوں ؟

۱۲۔ اگر پتہ چل گیا تو ان میں سے کوئی آیا یا نہیں ؟

۱۳۔ اگر آیا تو کب اور نہیں آیا تو کیوں ؟

۱۴۔ بی بی نے والدین کے گھر جانے کی اجازت کیوں مانگی ؟

۱۵۔ وہاں کون سے وسائل تھے جن کی بنا پہ بی بی اس واقعہ کی مزید تحقیق کرنا چاہتی تھی ؟

۱۶۔ بی بی کی ماں نے جن سوکنوں کی لگی لپٹی کہنے کی عادت کی جانب اشارہ کیا ہے یہ کون تھیں ؟

۱۷۔ سرورِ کونینؐ نے جب علیؑ و اسامہ کو بلایا تو عمر کو کیوں نہ بلایا ؟

۱۸۔ اسامہ بن زید کی آل ابوبکر سے محبت کس بناء پہ تھی ؟

۱۹۔ کیا حضرت علیؑ نے جو جواب دیا تھا وہ بی بی کے خلاف جاتا تھا ؟

۲۰۔ کیا حضرت علیؑ ہی نے بی بی کی کنیز بریرہ کو بی بی کی صفائی بیان کرنے کا موقعہ نہیں دیا ؟

۲۱۔ اگر حضرت علیؑ کا جواب بی بی کے خلاف تھا تو ایک طرف حضرت علیؑ کا جواب رکھ لیجئے اور دوسری طرف سورۃ تحریم کی آیت ۵ رکھ لیجئے اور موازنہ کیجئے کہ حضرت علیؑ کے جواب اور ذات احدیت کے ارشاد میں کتنا فرق ہے ؟

۲۲۔ حضرت فرماتے ہیں۔ اللہ نے آپ پر کوئی پابندی نہیں لگائی اور عائشہ کے علاوہ عورتوں کی کمی نہیں۔ سورۂ تحریم میں ارشاد قدرت ہے اگر نبی تمہیں طلاق دیدے تو اس کا رب اسے تمہاری نسبت زیادہ قناعت پسند بیبیاں دے سکتا ہے جو کنواری بھی ہوسکتی ہیں اور بیوہ۔

ان ہر دو جوابات میں فرق بتائیے کہ کیا ہے ؟

۲۳۔ سرورِ کونینؐ پر سلسلہ وحی کیوں بند ہو گیا تھا۔ کیا اس کی وجہ بی بی کی امت پر ناراضگی تھی ؟

۲۴۔ سرورِ کونینؐ نے عبداللہ ابن ابی سلول کے خلاف ذاتی نوعیت کا اقدام کیوں کیا؟

۲۵۔ سرورِ کونینؐ نے عبداللہ ابن ابی سلول کے خلاف خالصتہً اسلامی نقطہ نگاہ سے قذف کا مقدمہ کیوں نہ چلایا؟

۲۶۔ بی بی یا بی بی کے والدین نے عبداللہ ابن ابی سلول کے خلاف قذف کا مقدمہ بارگاہِ رسالت میں درج کیوں نہ کرایا؟

۲۷۔ سعد ابن معاذ نے یہ کہہ کر کہ اگر اوس سے ہے تو میں مار دوں گا۔ اور اگر خزرج سے ہوا اور آپ نے حکم دیا تو بھی ہم مار دیں گے۔ قبائلی تفریق کیوں کی؟

۲۸۔ جب سرورِ کونینؐ نے علی العموم فرمایا تھا کہ جس نے میرے اہل میں مجھے اذیت دی ہے اس سے چھٹکارا کون دلائے گا تو سعد ابن معاذ نے سادہ سے لفظوں میں کیوں نہ کہہ دیا کہ: ہم ؟

۲۹۔ سعد ابن عبادہ کے ترکی بہ ترکی جواب دینے پر سعد بن معاذ کیوں نہ کھڑا ہوا۔ اور اسید بن حضیر کو کیوں کھڑا کیا؟

۳۰۔ یہ اسید بن حضیر کون تھا۔ انصار سے تھا یا مہاجرین سے یا کوئی اور؟

۳۱۔ اسید ابن حضیر نے سعد ابن عبادہ کے ساتھ جن دوسرے منافقین کا اشارہ کیا ہے وہ کون تھے؟

۳۲۔ سرورِ کونینؐ کی منبر پہ موجودگی کے باوجود یہ ایک دوسرے کو صلواتیں سنانے والے کون ہیں؟

۳۳۔ کیا یہ اصحاب نبی ہیں یا کوئی اور؟

۳۴۔ اگر اصحاب ہیں یا مومن یا منافق؟

۳۵۔ اگر مومن اور منافق مخلوط ہیں تو سرورِ کونینؐ کی وفات کے بعد یہ متحارب گروہ

کہاں چلے گئے تھے ؟

۳۶۔ جو لوگ سرورِ کونین کی موجودگی میں اتنی جسارت کر رہے ہیں۔ وہ وفات سرورِ کونین کے بعد کہیں چلے گئے تھے یا ان کا مقصد پورا ہو گیا تھا ؟

۳۷۔ بی بی خود ایک دن اور دو راتیں مسلسل روتی رہی ہے لیکن کیا بی بی کے والدین کو بیٹی کے اس درد کا احساس نہیں تھا ؟

۳۸۔ اگر احساس نہیں تھا تو کیوں ؟ اگر احساس تھا تو اس کا اظہار کیسے کیا ؟ جب رونے والی تنہا بی بی ہے ۔ نہ ماں ساتھ بیٹھ کے رُلاتی ہے اور نہ ہی باپ تسلی دیتا ہے کیا وجہ ہے ؟

۳۹۔ یہ انصار عورت کون ہے، کس کی بیوی ہے کس کی ماں ہے، کس کی بیٹی ہے یا اس کا اپنا نام کیا ہے ؟

۴۰۔ بھرے مدینہ سے فقط ایک انصاری عورت بی بی کے ساتھ رلانے کیوں آئی، کیا دوسری عورتیں کہیں باہر چلی گئی تھیں ؟

۴۱۔ مہاجر یا انصار کی دوسری عورتیں بی بی کے پاس کیوں نہ آئیں ؟

۴۲۔ آنے والی انصاری عورت نے بھی بات کوئی نہیں کی بس اجازت مانگ کر آئی اور بی بی کے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی کیا یہ صرف رونے کیلئے آئی تھی؟

۴۳۔ اس کا نام صیغہ راز میں کیوں رکھا گیا ہے ؟

۴۴۔ جب سرورِ کونین ۔ اسامہ، حضرت علیؑ اور بریرہ سے اطمینان کر چکے، مسجد میں اتنا بڑا جھگڑا بھی ہو چکا۔ آپ اپنی بی بی کو بیگناہ بھی بتا چکے۔ اب پھر بی بی کے پاس، اگر یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ مجھے تیرے بارے میں یہ اطلاع ملی ہے اگر بے گناہ ہے تو درست اور اگر گناہگار ہے تو توبہ کر ؟

۴۵۔ بی بی کی درخواست کے باوجود بی بی کے والدین نے سرورِ کونین سے گفتگو کیوں نہ کی ؟

۴۶۔ وہ کون والدین ہیں جو اپنی بچی کی صفائی نہیں دیتے ۔ لیکن اس پورے واقعہ میں نہ تو ابوبکر کچھ کہتے ہیں اور نہ ہی ام رومان کے منہ سے ایک لفظ نکلتا ہے آخر کیوں ؟

۴۷۔ ایک ماہ مسلسل وحی کیوں بند رہی کیا اس لئے کہ اللہ بھی واقعہ افک کی تحقیق کر رہا تھا ؟

۴۸۔ جب آیت آگئی اور بی بی سے ماں نے کہا کہ سرور کونین کو احتراماً سلام کرلو تو بی بی نے ماں کا حکم کیوں نہ مانا ؟

۴۹۔ واقعہ افک میں ملوث پوری ایک جماعت تھی ۔ لیکن بی بی نے سوائے ۔ صفوان ابن معطل ، مسطح اور عبداللہ ابن ابی سلول کے علاوہ کسی کا نام کیوں نہیں بتایا ۔

۵۰۔ عبداللہ ابن ابی سلول کا انجام کیا ہوا بی بی نے کیوں نہ بتایا ؟

اندازہ

۱۔ کیا اس واقعہ کا مقصد ذیل کے چند امور تو نہیں ؟

(الف) بی بی عائشہ کی عفت کا ثابت کرنا ۔

(ب) مقام رسالت کو عوام کی نگاہوں میں پست کرنا ۔

(ج) سعد ابن عبادہ کے خلاف باقاعدہ اسکیم کی تیاری اور سقیفہ بنی ساعدہ میں ابن عبادہ کے بیعت نہ کرنے کو چھپانا ۔

ب۔ بی بی کی عفت کے سلسلہ میں آیۂ افک پہلے دن ہی کیوں نہ آگئی ؟
ج؛ اللہ نے ایک ماہ اور کئی دن تک کس بات کا انتظار کیا ؟
د۔ کہیں تاخیر وحی کا افسانہ صرف بی بی کی عظمت و اہمیت بیان کرنے کے لئے تو نہیں بنایا گیا ؟

۱۲۔ جلد دوم کتاب المغازی صـ۲۲ـ۵ حدیث ۱۰۹۸

(مختصر) عبیداللہ ابن عبداللہ عن عائشۃ قالت۔فاقبلت انا وام مسطح فعثرت ام مسطح فی مرطھا فقالت تعس مسطح ۔ فقلت بئس ما قلت تسبین رجلا شھد بدرًا فذکرت حدیث الافک ۔

ترجمہ :۔ عبیداللہ ابن عبداللہ ام المؤمنین عائشہ سے نقل کرتا ہے ؛ کہ میں اور ام مسطح آرہی تھیں کہ چادر میں ام مسطح کے قدم ڈگمگا گئے ۔ اس نے کہا ، لعنت ہو مسطح کے لئے ۔ میں نے کہا ۔ بہت برے لفظ کہے تو نے تو اس شخص کو گالی دے رہی ہے جو بدر کا مجاہد ہے ۔ پھر اس نے واقعہ افک بیان کیا ۔

۱۲۔ جلد دوم کتاب المغازی صـ۵۰۴ـ حدیث ۱۲۰۵

عتبہ ابن مسعود عن عائشۃ حین قال لھا اھل الافک ما قالوا قالت عائشۃ کان رسول اللہ اذا اراد سفرًا اقرع بین ازواجہ فایھن خرج سھمھا خرج بھا معہ قالت عائشۃ فاقرع بیننا فی غزوۃ غزاھا

فخرج سهمی فخرجت مع رسول الله بعد ما انزل
الحجاب فکنت احمل فی هودجی و انزل فیه فسرنا
حتی اذا فرغ رسول الله من غزوته تلک قفل ودنونا
من المدینة قافلین اذن لیلةً بالرحیل فقمت حین
آذنوا بالرحیل فمشیت حتی جاوزت الجیش فلما قضیت
شانی اقبلت الی رحلی فلمست صدری فاذا عقدلی من
جزع اظفار قد انقطع فرجعت فالتمست عقدی فحبسنی
ابتغاؤه قالت و اقبل الرهط الذین کانوا یرحلونی واحتملوا
هودجی فرحلوه علی بعیری الذی کنت ارکب علیه
وهم یحسبون انی فیه وکان النساء اذا ذاک خفافًا فلم
یهبلن فلم یغشهن اللحم انما یاکلن العلقة من الطعام
فلم یستنکر القوم خفة الهودج حین رفعوه وحملوه وکنت
جاریة حدیثة السن فبعثوا الجمل وساروا و وجدت عقدی
بعدما استمر الجیش فجئت منازلهم ولیس بها منهم داع
ولا مجیب فتیممت منزلی الذی کنت به و ظننت
انهم سیفقدونی فیرجعون الی فبینا انا جالسته منزلی
غلبنی عینی فنمت وکان لصفوان ابن المعطل السلمی
ثم الذکوانی من وراء الجیش فاصبح عند منزلی فرأی
سواد انسان نائم فعرفنی حین رآنی وکان رآنی قبل
الحجاب فاستیقظت باسترجاعه حین عرفنی فخمرت
وجهی بجلبابی و والله ماتکلمنا بکلمات ولا سمعت منه

کلمۃ غیر استرجاعہ وھویٰ حتیٰ اناخ راحلتہ فوطئ علی
یدھا فقمت الیھا فرکبتھا فانطلق یقود بی الراحلۃ
حتیٰ اتینا الجیش موغرین فی نحر الظھیرۃ وھم نزول
فھلک من ھلک وکان الذی تولی کبر الافک عبداللہ
ابن ابی ابن سلول قال عروۃ اخبرت انہ کان یشاع
ویتحدث فیہ عندہ فیقرہ ویستمعہ ویستوشیہ و
قال عروۃ ایضًا لم یسم من اھل الافک ایضًا الاحسان
ابن ثابت ومسطح ابن اثاثہ وحمنۃ بنت جحش فی
ناس آخرین لاعلم لی بھم غیر انھم عصبۃ کما قال اللہ
تعالیٰ وان کبر ذلک یقال عبداللہ ابن ابی ابن سلول قال
عروۃ کانت عائشۃ تکرہ ان تسب عندھا حسان وتقول
انہ الذی قال۔

فانی ابی ووالدہ وعرضی لعرض محمد منکم وقاء

قالت عائشۃ فقدمنا المدینۃ فاشتکیت حین قدمت
شھرًا والناس یفیضون فی قول اصحاب الافک لا اشعر
بشیئٍ من ذلک وھو یریبنی فی وجعی انی لا اعرف من
رسول اللہ اللطف الذی کنت اری منہ حین اشتکی
انما یدخل علی رسول اللہ ثم یقول کیف تیکم ثم ینصرف
فذلک یریبنی ولا اشعر بالشیئ حتی خرجت حین نقھت
فخرجت مع ام مسطح قبل المناصع وکان متبرزنا وکنا
لا نخرج الا لیلًا الی لیل وذلک قبل ان نتخذ الکنف

قريبًا من بيوتنا قالت وامرنا امر العرب الاول فى
البرية قبل الغائط وكنا نتاذى بالكنف ان نتخذها
عند بيوتنا فانطلقت انا وام مسطح وهى ابنة ابى
رهم ابن عبد المطلب ابن عبد مناف فاقبلت انا
وام مسطح قبل بيتى حين فرغنا من شاننا فعثرت
ام مسطح فى مرطها فقالت تعس مسطح فقلت لها
بئس ما قلت أتسبين رجلًا شهد بدرًا فقالت اى
هنتاه اولم تسمعى ما قال قالت وقلت ما قال فاخبرتنى
بقول اهل الافك قالت فازددت مرضًا على مرضى
فلما رجعت الى بيتى دخل على رسول الله فسلم ثم
قال كيف تيكم - فقلت اتاذن لى ان آتى ابوىّ قالت
واريد ان استيقن الخبر من قبلهما قالت فاذن
لى رسول الله فقلت لامى يا اماه ماذا يتحدث الناس
قالت يا بنية هونى عليك فوالله لقلما كانت امرأة قط
وضيئة عند رجل يحبها لها ضرائر الا اكثرن عليها
فقلت سبحان الله لقد تحدث الناس لهذا قالت
فبكيت تلك الليلة حتى اصبحت لا يرقأ لى دمع ولا اكتحل
بنوم ثم اصبحت ابكى قالت ودعا رسول الله على ابن
ابى طالب واسامة ابن زيد يستشيرهما فى فراق اهله
فاما اسامة ابن زيد فاشار على ر[illegible] بالذى
يعلم من براءة اهله وبالذى يعلم لهم فى نفسه

فقال اسامة اهلك ولا نعلم فيها الا خيرًا و اما علی فقال
یارسول الله لا یضیق الله علیك والنساء سواها کثیر
وسل الجاریة تصدقك قالت فدعا رسول الله بریرة
فقال ای بریرة هل رأیت من شیئ یریبك قالت بریرة
والذی بعثك بالحق ما رأیت علیها امرًا قط اغمصه
غیر انها جاریة حدیثة السن تنام عن عجین اهلها فتأتی
الداجن فتاکله قالت فقام رسول الله من یومه فاستعذر
من عبد الله ابن ابی وهو علی المنبر فقال ـــــ یامعشر
المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی عنه اذاه فی
اهلی و والله ما علمت علی اهلی الا خیرًا ولقد ذکروا
رجلا ما علمت علیه الا خیرًا وما یدخل علی اهلی
الا معی قالت فقام سعد ابن معاذ اخو بنی الاشهل
فقال انا یارسول الله اعذرك فان کان من الاوس ضربت
عنقه وان کان من اخواننا الخزرج امرتنا ففعلنا امرك
قالت فقام رجل من الخزرج وکانت ام حسان بنت
عمه من فخذه وهو سعد ابن عبادہ وهو سید الخزرج
قالت وکان قبل ذلك رجلا صالحًا ولکن احتملته الحمیة
فقال لسعد کذبت لعمرالله لا تقتله ولا تقدر علی
قتله ولو کان من رهطك ما احببت ان یقتل - فقام اسید
ابن حضیر وهو ابن عم سعد فقال لسعد ابن عبادہ
کذبت لعمرالله لنقتلنه فانك منافق تجادل عن

المنافقين فثار الحيان الاوس والخزرج حتی هموا ان
یقتتلوا و رسول الله قائم علی المنبر قالت فلم
یزل رسول الله یخفضهم حتی سکتوا و سکت قالت
فبکیت یومی ذلک کله لا یرقانی ومع ولا اکتحل بنوم
قالت واصبح ابوای عندی وقد بکیت لیلتین ویوما
لا یرقالی دمع ولا اکتحل بنوم حتی انی لاظن ان البکاء
خالق کبدی فبینا ابوای جالسان عندی و انا ابکی
فاستاذنت علی امرأة من الانصار فاذنت لها فجلست
تبکی معی قالت فبینا نحن علی ذلک دخل رسول الله
علینا فسلم ثم جلس قالت ولم یجلس عندی منذ قیل
ما قیل قبلها وقد لبث شهرًا لا یوحی الیه فی شانی
بشیٔ - قالت فتشهد رسول الله حین جلس ثم قال -
اما بعد یا عائشة انه بلغنی عنک کذا و کذا فان کنت
بریئة فسیبرئک الله و ان کنت الممت بذنب
فاستغفری الله و توبی الیه فان العبد اذا اعترف
ثم تاب تاب الله علیه قالت فلما قضی رسول الله
مقالته قلص دمعی حتی ما احس منه قطرةً فقلت
لابی اجب رسول الله عنی فیما قال فقال ابی والله
ما ادری ما اقول رسول الله فقلت لامی اجیبی رسول
الله فیما قال قالت امی والله ما ادری ما اقول لرسول
الله فقلت وانا جاریة حدیثة السن لا اقرا من القران

کثیرًا۔ انی واللہ لقد علمت لقد سمعتم ھذا
الحدیث حتی استقرفی انفسکم وصدقتم بہ
فلئن قلت لکم انی بریئۃ لا تصدقونی ولئن اعترفت
لکم بامر واللہ یعلم انی بریئۃ لتصدقنی فواللہ لا اجد لی
ولکم مثلًا الّا ابا یوسف حین قال فصبر جمیل واللہ المستعان
علی ما تصفون ۔ ثم تحولت واضطجعت علی فراشی
واللہ یعلم انی حینئذٍ لبریئۃ وان اللہ مبرئی ببرائتی ولکن
واللہ ماکنت اظن ان اللہ منزل فی شانی وحیًا یتلی
لشانی ۔ فی نفسی کان احقر ان یتکلم اللہ فی بامر و
لکن کنت ارجو ان یری رسول اللہ فی النوم رؤیا یبرئنی
اللہ بہا فواللہ ما رام رسول اللہ مجلسہ ولا خرج احد
من اھل بیت حتی انزل علیہ فاخذہ ما کان یاخذہ
من البرحاء حتی انہ لیتحدر منہ من العرق مثل
الجمان وھو فی یوم شات من ثقل القول الذی انزل
علیہ قالت فسری عن الرسول وھو یضحک فکانت
اول کلمۃ تکلم بہا ان قال یاعائشہ اما اللہ لقد
برأک قالت فقالت لی امی قومی الیہ فقلت واللہ
لا اقوم الیہ فانی لا احمد الا اللہ قالت وانزل
اللہ ان الذین جاء و بالافک العشر الآیات ثم انزل
اللہ ھذا فی برائتی ۔ قال ابوبکر وکان ینفق علی مسطح
ابن اثاثہ لقرابتہ منہ وفقرہ واللہ لا انفق علی مسطح

شیئًا ابدًا بعد الذی قال لعائشۃ ما قال فانزل اللہ
ولا یاتل اولوالفضل منکم - الی قولہ غفور رحیم - قال
ابوبکر بلی واللہ انی لاحب ان یغفراللہ لی فرجع الی
مسطح النفقۃ التی کان ینفق علیہ وقال واللہ لا انزعھا
منہ ابدًا قالت عائشۃ وکان رسول اللہ سئل زینب
بنت جحش عن امری فقال لزینب ماذا علمت او
رأیت فقالت یارسول اللہ احمی سمعی و بصری واللہ
ماعلمت الاخیرًا۔
قالت عائشۃ وھی التی کانت تسأمینی من ازواج النبی
نعصمھا اللہ بالورع قالت وطفقت اختھا حمنۃ تحارب لھا
فھلکت فیمن ھلکت -

ترجمہ :- عتبہ ابن مسعود ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے ۔ جب
اہل افک نے بی بی کے متعلق کہا جو کچھ کہا ۔ سرور کونینؐ کا معمول تھا کہ
جب کسی سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج میں قرعہ اندازی کرتے ۔ جس
کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے ۔ ایک جنگ میں آپ جانے لگے
قرعہ اندازی میں میرا نام نکلا پردہ کا حکم اتر چکا تھا ۔ میں آپ کے ساتھ تھی
ایک عماری میں اٹھایا اور اتارا جاتا تھا ۔ ہم گئے جب سرور کونینؐ جنگ سے
فارغ ہوئے واپس پلٹے ہم مدینہ کے قریب پہنچ چکے تھے ۔ آپ نے لشکر
کو کوچ کا حکم دیا جب حکم کوچ ہو چکا تو میں رفع حاجت کے لئے چلتے
چلتے لشکر سے آگے نکل گئی ۔ رفع حاجت کے بعد میں واپس لشکر میں آرہی

تھی کہ میں نے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ دیکھا تو میرا خرمہروں کا ہار ٹوٹ کر گر چکا تھا۔ میں واپس پلٹ کر ہار ڈھونڈنے لگی ہار کی تلاش میں مجھے دیر لگی۔
اتنی دیر میں جو لوگ میری عماری اٹھانے پر مامور تھے وہ آئے اور اس خیال سے کہ میں عماری میں ہوں، عماری کو اٹھایا اور میری سواری کے اونٹ پر رکھ دیا اونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے، وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں نہ تو ان کا جسم بھاری بھرکم ہوتا تھا اور نہ ہی زیادہ گوشت ہوتا تھا۔ انتہائی قلیل مقدار میں کھانا کھاتی تھیں اور پھر میں تو ویسے بھی نوخیز لڑکی تھی اس لئے عماری میں میرے نہ ہونے کو اٹھانے والوں نے محسوس تک نہ کیا۔
لشکر جا چکنے کے بعد مجھے ہار مل گیا۔ میں لشکر گاہ میں پلٹی، دیکھا تو وہاں کوئی متنفس نہ تھا۔ میں جہاں ٹھہری ہوئی تھی وہیں چلی آئی۔ میرا خیال تھا کہ جب انہیں میرے نہ ہونے کا علم ہوگا تو پلٹ آئیں گے۔ میں بیٹھی تھی کہ میری آنکھوں کو نیند نے بوجھل کر دیا چنانچہ میں سو گئی۔
صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے تھا وہ میری قیام گاہ پر آیا۔ اسے سوتے ہوئے انسان کا ہیولا نظر آیا۔ اس کے اونٹ بٹھانے کی آواز سے میں جاگ گئی۔ میں نے چہرہ چادر میں چھپا لیا۔ بخدا ہم نے آپس میں ایک بات تک نہیں کی اور نہ ہی صفوان کے منہ سے میں نے اونٹ بٹھانے کی آواز کے علاوہ کوئی بات سنی۔ اس نے سواری کے گھٹنے پر پاؤں رکھا میں اٹھی اور سوار ہو گئی وہ سواری کی مہار پکڑ کر چلنے لگا حتیٰ کہ ہم لشکر میں آغاز دوپہر کو پہنچے لشکر اترا ہوا تھا بس جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گیا اور اتہام کا بیڑا اٹھانے والا عبداللہ ابن ابی ابن سلول تھا۔

عروہ کا کہنا ہے کہ عبداللہ اس واقعہ کو شہرت دیتا تھا جگہ جگہ بیان کرتا تھا اور اچھی خاصی رنگ آمیزی کیا کرتا تھا۔ عروہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اہل افک میں سے۔ حسان ابن ثابت۔ مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے علاوہ دوسرے افراد کے نام معلوم نہیں سوائے اس کے کہ وہ ایک گروہ تھا

عروہ ہی کا کہنا ہے کہ بی بی عائشہ اپنی موجودگی میں حسان پر سب گوارا نہیں کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ یہی حسان تو ہے جس نے یہ شعر کہا تھا۔

میرا باپ دادا اور میری عزت   ناموس محمدؐ کی ڈھال ہیں

بی بی کہتی ہے کہ پھر ہم مدینہ میں آئے میں بیمار پڑ گئی اور ایک ماہ تک بیمار رہی جبکہ لوگ اہل افک کی باتیں سن رہے تھے۔ مجھے کسی بات کا علم نہ تھا۔ البتہ مجھے کچھ کچھ شبہ سرور کونینؐ کے رویہ سے ہوتا تھا کیونکہ آپ کی طرف سے وہ لطف و مدارات نہ تھی۔ جو قبل ازیں میرے ایام مرض میں میرے ساتھ فرماتے تھے۔ آپ میرے پاس آتے سلام کرتے اور کہتے تیکم کیسی ہے؟ پھر پلٹ جاتے؟ یہی بات میرے لئے تشویش کا باعث تھی۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی تو میں ام مسطح کے ساتھ رفع حاجت کے لئے مناصع کی طرف باہر نکلی۔

ہمارا معمول عام عربوں کا سا تھا کہ ہم رات کے رات باہر جاتی تھیں ہمیں گھروں کے قریب بیت الخلاء بناتے ہوئے کراہت محسوس ہوتی تھی۔

چنانچہ میں اور ام مسطح بنت ابو رہم ابن عبدالمطلب ابن عبد مناف جس کی ماں صخر ابن عامر کی بیٹی اور ابوبکر کی خالہ تھی اور اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا باہر گئیں رفع حاجت سے فارغ ہو کر جب ہم واپس پلٹ رہی تھیں تو ام مسطح چادر میں پھسل گئی۔ اس نے کہا۔

لعنت ہے مسطح پر میں نے کہا تو نے
بہت برے لفظ کہے ہیں۔ کیا ایسے
شخص کو گالی دیتی ہے جو مجاہدین بدر
سے ہے۔

اس نے کہا: اے عزیزہ کیا تو نے نہیں سنا جو کچھ اس نے کہا ہے؟
میں نے کہا اس نے کیا کہا ہے؟ چنانچہ اس نے اہل افک کا پورا
واقعہ مجھے سنا دیا۔ بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ میرے مرض میں اور اضافہ ہوگیا
جب میں گھر پہنچ گئی۔ سرور کونین میرے پاس آئے۔ سلام کیا اور کہا:
تیکم کیسے ہے؟ میں نے کہا۔ کیا آپ مجھے میرے والدین کے گھر
جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ میرا مقصد یہ تھا کہ میں وہاں جاکر اس
واقعہ کی تفصیلات معلوم کروں گی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی (میں
گھر آئی تو) ماں سے کہا: ماں! لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ میری ماں نے
جواب دیا۔

بیٹی! ایسی باتوں کو محسوس نہیں کیا کرتے۔ جب
بھی کوئی بیوی اپنے شوہر کی نگاہوں میں محبوبہ ہو۔
اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو اس کے خلاف
بکثرت باتیں کی جاتی ہیں۔

میں نے کہا۔ سبحان اللہ! لوگ (طرح طرح کی) باتیں کر رہے ہیں۔
میں وہ رات روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمے اور نہ ہی میری آنکھوں میں
نیند آئی۔ روتے روتے صبح ہوگئی۔ سرور کونین نے علی ابن ابوطالب
اور اسامہ ابن زید کو بلایا۔ تاکہ ان سے اپنی بیوی کو طلاق دے دینے

کے بارے میں مشورہ لے

چنانچہ اسامہ ابن زید نے تو وہی مشورہ دیا جو وہ جانتا تھا
اور جو اسے محبت تھی۔ اس نے کہا: ہمیں تو آپ کی
بیوی میں نیکی کے سوا کچھ معلوم نہیں۔ اور علیؓ نے کہا:
یا رسول اللہ! اللہ نے آپ پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔
اور اس کے سوا عورتیں بھی بہت ہیں۔ ویسے آپ کنیز
سے پوچھ لیں وہ آپ کو صحیح صحیح بتا دے گی۔

آپ نے بریرہ کو بلایا اور فرمایا: بریرہ کیا تو نے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس نے تجھے مشکوک کیا ہو؟ بریرہ نے کہا: آپ کو مبعوث برسالت کرنے والے کی قسم میں کوئی بات نہ چھپاؤں گی۔ میں تو صرف اتنا جانتی ہوں۔ کہ یہ نوخیز لڑکی ہے اپنا گوندھا ہوا آٹا بھی بھول جاتی ہے بکری آتی ہے اور وہ کھا جاتی ہے۔

بی بی عائشہ کہتی ہے کہ سرور کونینؐ اٹھے عبداللہ ابن سلول کے متعلق منبر پر کھڑے ہو کر یوں کہا:

اے مسلمانو! کوئی ہے جو مجھے ایسے شخص سے
نجات دلائے جس نے مجھے میرے اہل خانہ
کے معاملہ میں تکلیف پہنچائی۔ بخدا مجھے اپنی
بیوی کے متعلق نیکی کے سوا کچھ بھی معلوم نہیں۔
اور ان لوگوں نے ایسے آدمی کا نام لیا ہے جو
کبھی خلوت میں میری بیوی کے پاس گیا بھی نہیں
بلکہ جب بھی گیا میرے ساتھ ہی گیا۔

بنی اشہل سے سعد ابن معاذ اٹھا۔ اور کہا یا رسول اللہ میں آپ کو نجات دلاؤں گا۔ اگر اوس سے ہوا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر ہمارے بھائی بنی خزرج سے ہوا اور آپ نے حکم دیا۔ تو ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔

پھر بنی خزرج کا ایک آدمی اٹھا ام حسان بنت عمر اسی کی لڑکی تھی۔ یہ بنی خزرج کا سردار سعد ابن عبادہ تھا۔ یہ شخص قبل ازیں نیک سیرت تھا لیکن قبائلی غیرت اس پر غالب آگئی اور سعد سے کہنے لگا۔ تو جھوٹ کہہ رہا ہے نہ تو اسے قتل کرے گا اور نہ ہی اس کے قتل پہ تو قادر ہے۔

اسید ابن حضیر جو سعد کا چچا زاد تھا اٹھا اور سعد ابن عبادہ سے کہا۔ بخدا تو جھوٹ کہہ رہا ہے ہم ضرور اسے قتل کریں گے تو منافق ہے اور منافقین کی طرفداری میں بول رہا ہے۔

دونوں قبیلے اوس اور خزرج کھڑے ہو کر آمادہ جنگ ہو گئے۔ سرور کونین منبر پہ کھڑے تھے سرور کونین دونوں قبائل کو حوصلہ دلاتے رہے حتیٰ کہ وہ بھی خاموش ہو گئے۔

میں نے یہ دن بھی روتے ہوئے گزارا۔ نہ آنسو تھمے اور نہ نیند آئی۔ میں دو راتیں اور ایک دن رو چکی تھی۔ میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے ایسے لگتا تھا جیسے یہ گریہ میرے جگر کو کباب کر دے گا میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے تھے میں رو رہی تھی کہ ایک انصاری عورت نے مجھ سے اجازت مانگی میں نے اجازت دے دی وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم تمام اسی حالت میں بیٹھے تھے کہ سرور کونین آ گئے اور میرے پاس بیٹھ گئے قبل ازیں اس واقعہ کے بعد میرے پاس

کبھی نہ بیٹھے تھے۔

ایک ماہ گزر چکا تھا میرے سلسلہ میں
کوئی وحی وغیرہ نہیں ہوتی تھی۔

سرور کونین ؐ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر کہا:
عائشہ تیرے متعلق مجھے ایسی ایسی بات پہنچی ہے اگر تو بری ہے تو اللہ تجھے بری کر دے گا اور اگر تو نے گناہ کا ارادہ کر لیا تھا تو اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر۔ انسان جس وقت گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

جب سرور کونین ؐ نے اپنی بات ختم کر لی میرا خون خشک ہو گیا اور مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میرے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ میری طرف سے جواب دیں۔

میرے باپ نے کہا بخدا مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں کیا کہوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تو میری طرف سے جواب دے۔ میری ماں نے کہا بخدا مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا عرض کروں۔

میں خود نوخیز لڑکی تھی اتنا زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا۔ لیکن میں نے عرض کیا۔

مجھے یقین ہو چلا ہے کہ آپ سب نے یہ بات
سن لی ہے اور وہ آپ کے ذہنوں میں گھر کر
چکی ہے۔ آپ اسے تسلیم کر چکے ہیں اگر میں کہہ
دوں کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ میری بات نہیں
مانیں گے اور اگر میں اقبال جرم کر لوں تو اللہ جانتا ہے

کہ میں بیگناہ ہوں لیکن تم مان لوگے ۔ بخدا اب
میری اور آپ کی مثال یعقوب ایسی ہے ۔
جب اس نے کہا تھا: صبر جمیل ہے اور تمہاری
باتوں میں اللہ میرا مددگار ہے ۔ پھر میں نے
منہ دوسری طرف کر لیا اور لیٹ گئی ۔ خدا
جانتا ہے ۔ ـــــــ کہ اس وقت بیگناہ
ہوں اور اللہ مجھے بری کرے گا ۔

لیکن مجھے قطعاً یہ خیال تک نہ تھا کہ اللہ میری شان میں وحی بھیجے گا
جو ہمیشہ تلاوت کی جاتی رہے گی ۔ میرے اپنے خیال کے مطابق میں اس
بات سے کہیں پست تھی کہ اللہ میری شان میں کوئی بات کرے گا ۔
البتہ مجھے یہ خیال آتا تھا سرور کونین میری برأت کے سلسلہ میں کوئی خواب
دیکھیں گے ۔

بخدا ابھی تک سرور کونین اسی جگہ بیٹھے تھے اور اہل خانہ میں سے
کوئی بھی باہر نہیں گیا تھا کہ سرور کونین پر وہ کیفیت طاری ہو گئی جو بوقت
وحی طاری ہوتی تھی اور انتہائی سردی کے دن بھی آپ کی پیشانی سے موتیوں
کی طرح پسینہ کے قطرے گرتے تھے ۔ جب سرور کونین سے وہ کیفیت
دور ہوئی تو آپ مسکرا رہے تھے اور سب سے پہلا لفظ جو آپ کے منہ
سے نکلا وہ یہ تھا کہ :

اے عائشہ اللہ نے تجھے بری کر دیا ہے

میری ماں نے مجھے کہا اٹھو رسول اللہ کی طرف ۔ میں نے کہا ۔ بخدا رسول
اللہ کی طرف نہیں اٹھوں گی اور نہ ہی میں خدا کے سوا کسی کی تعریف

کروں گی۔ آیت یہ تھی۔ وہ لوگ جو افک کا واقعہ لاتے ہیں۔ دس آیات تھیں۔ اللہ نے میری برأت میں نازل کیں۔

ابوبکر مسطح ابن اثاثہ کی قرابت کی بدولت اسے وظیفہ دیا کرتا تھا۔ اس نے کہا بخدا مسطح کے اس واقعہ افک کے بعد ایک کوڑی بھی اسے نہ دوں گا پھر خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی۔

تم میں سے کشادہ دست افراد۔ غفور رحیم تک نازل کی جس کے بعد ابوبکر نے کہا۔ کیوں نہیں، بخدا میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے چنانچہ انہوں نے مسطح کا وظیفہ دوبارہ شروع کر دیا اور کہا کہ بخدا اب کبھی بھی واپس نہ لوں گا۔

بی بی کہتی ہیں کہ سرور کونینؐ نے بنت جحش سے میرے متعلق پوچھا کہ تو کیا جانتی ہے اور کیا دیکھا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میرے کان بہرے اور آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ بخدا میں نے نیکی کے سوا کچھ بھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ زینب ہی مجھے بہت زچ کیا کرتی تھی لیکن اللہ نے اسے پرہیزگاری کے سبب بچا لیا۔ البتہ اس کی بہن حمنتہ اس سے الجھتی رہتی تھی اور وہ دوسرے ہلاک والوں کے ساتھ ہلاک ہو گئی۔

جائزہ:

جلد اول ۲۴۷ تا ۲۴۳ سے حسب ذیل نکات میں مختلف ہے۔

۱۔ زیر نظر حدیث میں اہل افک میں سے تین اور افراد کے نام بتائے گئے ہیں حسان ابن ثابت۔ مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش۔

۲۔ زیرِ نظر حدیث میں گھروں کے قریب لیٹرینز نہ بنانے کی وجہ ۔ اذیت ؛ بتادی گئی ہے ۔

۳۔ زیرِ نظر حدیث میں ام مسطح کے والدین کا تعارف کرایا گیا ہے کہ ام مسطح کا باپ عبدالطلب کا بیٹا ابو رہم تھا ۔ گویا ام مسطح سرورِ کونینؐ کی چچازاد تھی اس لحاظ سے مسطح سرورِ کونینؐ کا عزیز تھا اور ام مسطح کی ماں صخر ابن عامر کی بیٹی اور ابوبکر کی خالہ تھی گویا ام مسطح ابوبکر کی خالہ زاد بہن تھی اور مسطح ابوبکر کا بھی عزیز تھا ۔

۴۔ زیرِ نظر حدیث میں مسطح کا تعارف بھی کرایا گیا ہے کہ وہ اثاثہ ابن عباد ابن عبدالمطلب کا بیٹا تھا ۔ گویا مسطح سرورِ کونینؐ کے چچازاد اثاثہ ابن عباد کا بیٹا تھا

۵۔ زیرِ نظر حدیث میں بی بی نے یہ احسان بھی فرمایا ہے کہ یہ وضاحت کر دی کہ ایک ماہ تک وحی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا ۔ بلکہ صرف میرے مسئلہ میں ذاتِ احدیت خاموش رہی ۔ ورنہ جلد اوّل صـ۲۴۷۳ میں تو بی بی نے ایک ماہ تک وحی کو بالکل بند رکھا کر مجھ جیسے غریبوں کو تو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا ۔

۱۳۔ جلد دوم　　　کتاب التفسیر　　　صـ۷۶۱　　　حدیث ۱۶۹۲

هشام عن ابيه عن عائشة قالت هلكت قلادة لاسماء فبعث النبىّ فى طلبها رجالا فحضرت الصلوة وليسوا على وضوء ولم يجدوا ماءً فصلوا وهم على غير وضوء فانزل الله يعنى آية التيمم.

ترجمہ :۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے

کہ اسماء کا ہار گم ہوگیا۔ سرورِ کونینؐ نے اسے تلاش کرنے کی خاطر کچھ لوگوں کو بھیجا اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا جبکہ قافلہ کو وضو نہ تھا۔ اور نہ ہی وضو کے لئے پانی مل سکا چنانچہ بلا وضو نماز پڑھی گئی۔ بعدازاں اللہ نے آیت تیمم نازل کر دی۔

۱۴۔ جلد دوم کتاب التفسیر صفحہ ۲۰۰ حدیث نمبر ۱۸۲۰

قاسم عن ابیہ عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ فی بعض اسفارہ حتی اذا کنا بالبیداء او بذات الجیش انقطع عقد لی فاقام رسول اللہ علی التماسہ واقام الناس معہ ولیسوا علی ماء ولیس معھم ماء فاتی الناس الی ابی بکر فقالوا لاتری ماصنعت عائشۃ اقامت برسول اللہ و بالناس ولیسوا علی ماءٍ ولیس معھم ماء فجاء ابوبکر و رسول اللہ واضع رأسہ علی فخذی قد نام فقال حبست رسول اللہ و الناس ولیسوا علی ماء ولیس معھم ماء قالت عائشۃ فعاتبنی ابوبکر وقال ماشاء اللہ ان یقول وجعل یطعننی بیدہٖ فی خاصرتی ولا یمنعنی من التحرک الامکان رسول اللہ علی فخذی فقام رسول اللہ حتی اصبح علی غیر ماء فانزل اللہ آیۃ التیمم فقال اسید ابن حضیر ماھی باول برکتکم یا ال ابی بکر قالت فبعثنا البعیر [illegible] علیہ فاذا العقد تحتہ۔

ترجمہ :- قاسم اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ہم کسی سفر میں سرور کونینؐ کے ساتھ گئے۔ جب ہم بیدار یا ذات الجیش میں تھے میرا ہار گم ہو گیا۔ سرور کونینؐ اس کی تلاش میں رک گئے دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے نہ تو قافلہ کے پاس پانی تھا۔ اور نہ ہی جہاں رُکے وہاں پانی تھا۔ لوگ ابوبکر کے پاس آئے اور شکوہ کیا کہ بی بی کا حال دیکھیں کہ اس نے سرور کونینؐ اور دوسرے قافلہ کو ایسی جگہ روک رکھا ہے جہاں پانی نہیں ہے۔ ابوبکر آئے تو سرور کونینؐ میری ران پر سر رکھے سو رہے تھے ابوبکر نے مجھے سخت سست کہنا شروع کیا اور ساتھ ہی میری کمر میں ہاتھ سے ٹھونگے مارنے لگے۔ سرور کونینؐ کی بدولت میں نہ ہل سکتی تھی۔ سرور کونینؐ بیدار ہوئے کوئی پانی وغیرہ نہ تھا اللہ نے آیت تیمم نازل کی۔ اسید ابن حضیر نے کہا۔ اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے جس اونٹ پر میں سوار تھی جب اسے اٹھایا گیا تو ہار اس کے نیچے پڑا تھا۔

۱۵۔ جلد دوم   کتاب التفسیر   ص ۱۱۰   حدیث ۱۰۲۱

قاسم عن ابیہ عن عائشۃ سقطت قلادۃ لی بالبیداء ونحن داخلون المدینۃ فاناخ النبیؐ ونزل فثنی راسہ فی حجری راقدا اقبل ابوبکر فلکزنی لکزۃ شدیدۃ و قال حبست الناس فی قلادۃ فبی الموت لمکان رسول اللہ وقد اوجعنی ثم ان النبیؐ استیقظ وحضرت الصبح فالتمس الماء فلم یوجد فنزلت یاایھا الذین

أمنوا اذا قمتم الی الصلٰوة - فقال اسید ابن حضیر لقد بارك الله الناس فیکم یاآل ابی بکر ما انتم الا برکة لهم -

ترجمہ :- قاسم اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب ہم داخل مدینہ ہونے والے تھے میرا ہار بیدار میں گر گیا۔ سرور کونین نے اونٹ بٹھایا۔ اترے اور میری جھولی میں سر رکھ کر سو گئے ابوبکر آیا اور مجھے ایسا مکا رسید کیا کہ میرے لئے موت سے کم نہ تھا لیکن سرور کونین کی بدولت میں ہل بھی نہ سکی اور کہا ایک معمولی سے ہار کے عوض تو نے لوگوں کو روک رکھا ہے۔ سرور کونین بیدار ہوئے۔ صبح ہو گئی۔ آپ نے پانی مانگا لیکن پانی نہ ملا تو اللہ نے آیت تیمم نازل کی۔ اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابی بکر اللہ نے لوگوں کے لئے تمہاری بدولت برکت رکھی ہے جہاں تم ہو ان کے لئے برکت ہے۔

۱۷۔ جلد دوم کتاب التفسیر صفحہ ۸۱۸ حدیث نمبر ۱۰۰۱

عبید الله ابن عبدالله عن عائشة حین قال لها اهل الافك ما قالوا فبراها الله - قال النبیؐ ان کنت بریئة فسیبرئك الله وان کنت المممت بذنب فاستغفری الله وتوبی الیه قلت انی والله لا احد مثلاً الا ابا یوسف فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون وانزل الله ان الذین جاؤو بالافك - العشر الآیات -

ترجمہ :- عبید اللہ ابن عبد اللہ ام المومنین عائشہ کی حدیث افک سے نقل

کرتا ہے کہ جب اہل افک نے اسے کہا جو کہا۔ پھر اللہ نے اسے بری قرار دے دیا۔

سرور کونینؐ نے فرمایا: اگر تو بری ہے تو اللہ تجھے بری کرے گا۔ اور اگر تو نے گناہ کا ارادہ کر لیا تھا تو معافی مانگ اور توبہ کر۔ میں نے کہا۔ بخدا میرے پاس یعقوب کی مثال ہے۔ بہترین صبر اور تمہاری گفتار میں اللہ میرا معاون ہے۔ پھر اللہ نے ان الذین جاءو بالافک۔ دس آیات نازل کیں۔

۱۷۔ جلد دوم　　کتاب التفسیر　　ص ۸۱۸　　حدیث ۱۸۰۲

مسروق ابن اجدع عن ام رومان وھی ام عائشۃ قال بین انا وعائشۃ اخذتھا الحمٰی فقال النبیؐ لعلی فی حدیث تحدث قالت نعم وقعدت عائشۃ قالت مثلی ومثلکم کیعقوب وبنیہ واللہ المستعان علی ماتصفون۔

ترجمہ:۔ مسروق ام المومنین عائشہ کی والدہ ام رومان سے نقل کرتا ہے کہ عائشہ ہمارے گھر میں تھی اسے بخار تھا سرور کونینؐ نے فرمایا۔ شاید اس تہمت کے رنج سے بخار آیا ہے۔ عائشہ نے کہا۔ ہاں اور اٹھ کر بیٹھ گئی اور کہا میری اور آپ کی مثال بالکل حضرت یعقوب اور ان کے بیٹے حضرت یوسف کی ہے کہ ان کے بھائیوں نے بہانہ بنایا۔ جسے حضرت یعقوب نے سن کر فرمایا۔ فصبر جمیل۔

۱۸۔ جلد دوم　　　کتاب التفسیر　　　ص۸۶۱　　　حدیث نمبر۱۸۶۰

عروۃ عن عائشۃ والذی تولی کبرہ قالت عبداللہ ابن

ابی ابن ابی سلول

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ والذی

تولی کبرہ۔ سے مراد عبداللہ ابن ابی ابن سلول ہے۔

۱۹۔ جلد دوم　　　کتاب التفسیر　　　ص۸۶۲　　　حدیث نمبر۱۸۶۱

عتبۃ ابن مسعود عن حدیث عائشۃ حین قال اھل

الافک ما قالوا فبراھا اللہ مما قالوا ان عائشۃ زوج

النبی قالت کان رسول اللہ اذا اراد ان یخرج اقرع

بین ازواجہ فایتھن خرج سھمھا خرج بھا معہ

قالت عائشۃ فاقرع بیننا فی غزوۃ غزاھا فخرج

سھمی فخرجت مع رسول اللہ بعد ما نزل الحجاب

فانا احمل فی ھودج وانزل فیہ فسرنا حتی اذا فرغ

رسول اللہ من غزوتہ تلک وقفل ودنونا من

المدینۃ قافلین اذن لیلۃ بالرحیل فقمت حین اذنوا

بالرحیل فمشیت حتی جاوزت الجیش فلما قضیت

شانی اقبلت الی رحلی فاذا عقد لی من جزع ظفار

قد انقطع فالتمست عقدی وحبسنی ابتغاءہ واقبل

الرھط الذین کانوا یرحلون لی فاحتملوا ھودجی فرحلوہ

علی بعیری الذی کنت رکبت وھم یحسبون انی

فيه وكان النساء اذ ذاك خفافا لم يثقلهن اللحم
انما ناكل العلقة من الطعام فلم يستنكر القوم
خفة الهودج حين رفعوه وكنت جارية حديثة السن
فبعثوا الجمل وساروا فوجدت عقدى بعدما استمر
الجيش فجئت منازلهم وليس بها داع ولا مجيب
فاممت منزلى الذى كنت به وظننت انهم سيفقدونى
فيرجعون الى فبينا انا جالسة فى منزلى غلبتنى عينى
فنمت وكان صفوان ابن المعطل السلمى ثم الذكوانى
من وراء الجيش فادلج فاصبح عند منزلى فراى سواد
انسان نائم فاتانى فعرفنى حين رآنى وكان يرانى قبل الحجاب
فاستيقظت باسترجاعه حين عرفنى فخمرت وجهى
بجلبابى والله ما كلمنى كلمة ولا سمعت منه كلمة
غير استرجاعه حتى اناخ الراحلة فوطئ على يديها فركبتها فانطلق يقود بى الراحلة
حتى اتينا الجيش بعد ما نزلوا موغرين فى نحر الظهيرة
فهلك من هلك وكان الذى تولى الافك عبد الله
ابن ابى بن سلول فقدمنا المدينة فاشتكيت حين قدمت
شهرا والناس يفيضون فى قول اصحاب الافك لا
اشعر بشئ من ذلك وهو يريبنى فى وجعى انى لا
اعرف من رسول الله اللطف الذى كنت ارى فيه
حين اشتكى انما يدخل على رسول الله فيسلم ثم
يقول كيف تيكم - ثم ينصرف فذالك الذى

يريبنی ولا اشعر حتی خرجت بعد ما نقهت فخرجت
ومعی ام مسطح قبل المناصع وهو متبرزنا وکنا
لا نخرج الا لیلًا الی لیل و ذلك قبل ان نتخذ
الکنف قریبًا من بیوتنا و امرنا امر العرب
الاول فی التبرز قبل الغائط فکنا نتاذی بالکنف ان
نتخذها عند بیوتنا فانطلقت انا وام مسطح وهی
ابنة ابی رهم ابن عبد مناف و امها بنت صخر ابن
عامر خالة ابی بکر و ابنها مسطح ابن اثاثه فاقبلت
انا وام مسطح قبل بیتی قد فرغنا من شاننا عثرت
ام مسطح فی مرطها فقالت تعس مسطح فقلت بئس
ما قلت أتسبین رجلا شهد بدرًا قالت ای هنتاه
اولم تسمعی ما قال قالت قلت وما قال فاخبرتنی
بقول اهل الافك فازدوت مرضًا علی مرضی قالت
فلما رجعت الی بیتی و دخل علی رسول الله ثم قال
کیف - تیکم - فقلت أتاذن لی ان آتی ابوی قالت
و انا حینئذٍ ارید ان استیقن الخبر من قبلهما
قالت فاذن لی رسول الله فجئت ابوی فقلت لامی
یا امتاه ما یتحدث الناس۔
فقالت* یا بنیة هونی علیك فوالله لقلما کانت
امرأة قط وضیئة عند رجل یحبها ولها ضرائر
الاکثرن علیها ــــــــــ فقلت سبحان الله

ولقد تحدث الناس بهذا قالت فبکیت تلك الليلة
حتی اصبحت لا یرقألی دمع ولا اکتحل بنوم حتی
اصبحت ابکی فدعا رسول الله علی ابن ابی طالب
واسامة ابن زید حین استلبث الوحی یستامرها
فی فراق اهله - قالت فاما اسامة ابن زید فاشار
علی رسول الله بالذی یعلم من البرأة فی اهله
وبالذی یعلم لهم من نفسه من الود - فقال
یارسول الله اهلك وما نعلم الاخیرًا و اما علی
ابن ابی طالب فقال یارسول الله لم یضیق الله علیك
والنساء سواها کثیر وان تسأل الجاریة تصدقك
قالت فدعا رسول الله البریرة فقال ای بریرة —
——— فقالت لا والذی بعثك بالحق ان رأیت
علیها امرا اغمضه علیها اکثر من انها جاریة
حدیثة السن تنام عن عجین اهلها فتاتی الداجن
فتاکله فقام رسول الله فاستعذر یومئذ من
عبدالله ابن ابی ابن سلول - فقال رسول الله و
هو علی المنبر یامعشرالمسلمین من یعذرنی فی
رجل قد بلغنی اذالا فی اهل بیتی فوالله ما علمت
اهلی الاخیرًا وما کان یدخل علی اهلی الا معی
فقام سعد ابن معاذ الانصاری فقال یارسول الله
انا اعذرك منه ان کان من الاوس ضربت عنقه

وان كان من اخواننا من الخزرج امرتنا ففعلنا امرك قالت فقام سعد بن عبادة وهو سيد الخزرج وكان قبل ذلك رجلا صالحًا ولكن احتملته الحمية فقال لسعد كذبت لعمر الله لا تقتله ولا تقدر على قتله فقام اسيد ابن حضير وهو ابن عم سعد فقال لسعد ابن عبادة كذبت لعمر الله لنقتلنه فانك منافق تجادل عن المنافقين فثار الحيان الاوس والخزرج حتى هموا ان يقتتلوا ورسول الله قائم على المنبر فلم يزل رسول الله يخفضهم حتى سكتوا وسكت قالت فمكثت يومي ذلك لا يرقا لي دمع ولا اكتحل بنوم قالت فاصبح ابواى عندى وقد بكيت ليلتين ويومًا لا اكتحل بنوم ولا يرقا لي دمع ولا اكتحل يظنان ان البكاء فالق كبدى قالت فبينما هما جالسان عندى وانا ابكى فاستاذنت على امرأة من الانصار فاذنت لها فجلست تبكى معى قالت فبينما نحن على ذلك دخل علينا رسول الله ثم جلس قالت ولم يجلس عندى منذ قيل ما قيل قبلها وقد لبث شهرًا لا يوحى اليه فى شانى قالت فتشهد رسول الله حين جلس ثم قال اما بعد يا عائشه فانه قد بلغنى عنك كذا وكذا فان كنت بريئة فيبرئك الله وان كنت الممت بذنب فاستغفرى الله وتوبى اليه فان العبد اذا اعترف بذنبه ثم تاب الى الله تاب الله عليه قالت فلما قضى رسول

الله مقالته قلص دمعی حتی ما احس منها قطرة
فقلت لابی اجب رسول الله فیما قال - قال والله ما
ادری ما اقول لرسول الله فقلت لامی اجیبی رسول
الله قالت ما ادری ما اقول لرسول الله قالت فقلت
وانا جاریة حدیثة السن لا اقرء کثیرًا من القرآن
انی والله لقد علمت لقد سمعتم هذا الحدیث حتی
استقر فی انفسکم فصدقتم به فان قلت لکم انی
بریئة والله یعلم انی بریئة لا تصدقونی بذلک
ولئن اعترفت لکم بامر والله یعلم انی بریئة لتصدقنی
والله ما اجد لکم مثلًا الاقول ابی یوسف قال
فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون قالت
ثم تحولت فاضطجعت علی فراشی قالت و انا
حینئذٍ اعلم انی بریئة و ان الله مبرئی ببراءتی
ولکن والله ماکنت اظن ان الله منزل فی شانی
وحیا یتلی ولشانی فی نفسی کان احقر من ان
یتکلم الله فی بامر یتلی ولکن کنت ارجو ان یری
رسول الله فی النوم رؤیا ایبرئنی الله بها قالت فوالله مادام
رسول الله ولا خرج احد من اهل بیت حتی انزل
علیه فاخذه ماکان یأخذه من البرحاء حتی انه
لینحدر منه مثل الجمان من العرق وهو فی یوم
شات من ثقل القول الذی ینزل علیه قالت

فلما سری عن رسول الله ـــــــ وهو یضحك فكانت
اول كلمت تكلم به عائشة اما والله عزوجل فقد
برأك - فقالت امی قومی اليه فقلت والله لا اقوم اليه
ولا احمد الا الله عزوجل و انزل الله ان الذين
جاء و بالافك عصبة منكم لا تحسبوه - العشر الايات
كلها ـــــــ فلما انزل الله هذا فی برأتی قال
ابوبكر الصديق وكان ينفق علی مسطح بن اثاثة
لقرابته منه وفقره والله لا انفق علی مسطح
شيئا ابدا بعد الذی قال لعائشة ما قال - فانزل
الله ولا يأتل اولوالفضل منكم والسعة ان يؤتوا اولی
القربی والمساكين والمهاجرين فی سبيل الله
وليعفوا وليصفحوا الا تحبون ان يغفرالله لكم والله
غفوررحيم قال ابوبكر بلی والله انی احب ان يغفرالله
لی فرجع الی مسطح النفقة التی كان ينفق عليه وقال
والله لا انزعها منه ابدا قالت عائشة وكان رسول
الله يسأل زينب بنت جحش عن امری فقال يازينب
ماذا علمت اورأيت فقالت يارسول الله احمی سمعی
وبصری ما علمت الا خيرا قالت وهی التی كانت
تسامينی من ازواج رسول الله فعصمها الله بالورع
وطفقت اختها حمنة تحارب لها فهلكت فيمن هلك
من اصحاب الافك -

ترجمہ: عتبہ ابن مسعود نے ام المومنین عائشہ سے واقعہ افک کے متعلق جب اہل افک نے کہا جو کچھ کہا روایت کرتا ہے کہ سرور کونین جب کبھی باہر تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج میں قرعہ اندازی کرتے۔ جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔ ایک جنگ میں جانے کے لئے آپ نے قرعہ اندازی کی تو میرا نام نکلا میں آپ کے ساتھ ہولی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب پردہ کا حکم آچکا تھا۔ مجھے ایک عماری میں اٹھایا اور اتارا جاتا تھا۔ جب آپ جنگ سے فارغ ہو چکے اور واپس پلٹے مدینہ کے قریب تھے، رات کو کوچ کا اعلان کیا گیا۔ جب کوچ کا اعلان کیا تو میں رفع حاجت کے لئے اٹھی۔ چلتے چلتے لشکر سے آگے نکل گئی۔ رفع حاجت سے فارغ ہو کر واپس لشکر میں آرہی تھی کہ میرا خرمہروں کا ہار ٹوٹ گیا۔ میں ہار تلاش کرنے لگی جس میں کافی دیر لگ گئی جو لوگ میری عماری اٹھاتے تھے وہ آئے میری عماری اٹھائی اور میرے اونٹ پر رکھ دی۔ ان کا خیال تھا کہ میں عماری ہی میں ہوں۔ اس وقت عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں گوشت ان کے جسم کو بھاری نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ بہت معمولی غذا کھاتی تھیں اور میں تو ویسے بھی نوخیز لڑکی تھی۔ اسی لئے اٹھانے والوں کو عماری کے ہلکے پن نے میرے عدم وجود کا احساس نہ دلایا۔ انہوں نے اونٹ اٹھایا اور چل دیئے۔ لشکر چلے جانے کے بعد مجھے ہار مل گیا۔ میں لشکر گاہ میں آئی وہاں کوئی نہ تھا۔ میں اسی جگہ آئی جہاں پہلے تھی۔ میرا خیال تھا کہ جب میرے نہ ہونے کا پتہ چلے گا تو واپس آجائیں گے۔ میں اپنی جگہ بیٹھی تھی کہ میری آنکھیں بوجھل

ہونے لگیں۔ میں وہیں سوگئی۔ صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے آرہا تھا۔ اسے سوئے ہوئے انسان کا ہیولا نظر آیا۔ میری طرف بڑھا تھا۔ پردہ سے قبل اس نے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ چنانچہ پہچان گیا اس کی آواز سے میں جاگ گئی۔ میں نے اپنا چہرہ چادر سے چھپا لیا۔ بخدا میں نے ایک بات تک اس سے نہ کی اور نہ ہی جگانے کے علاوہ اس سے میں نے کوئی بات سنی۔ اس نے سواری کو بٹھایا۔ میں سوار ہو گئی۔ یہ لیکر چل پڑا۔ دوپہر کی ابتداء میں لشکر میں اس وقت پہنچے جب لشکر اتر چکا تھا۔ اب جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گیا اتہام طرازی کرنے والا عبداللہ ابن ابی ابن سلول تھا۔ گھر واپس آنے کے بعد میں ایک ماہ تک بیمار رہی۔ لوگ افک کی باتیں سنتے رہے مجھے کسی چیز تک کا علم نہ تھا۔ البتہ میرے ایام تکلیف میں سرور کونین کا رویہ مجھے متفکر کرتا تھا۔ آپ میں وہ لطف نہ تھا جو قبل ازیں مرض میں ہوتا تھا آپ میرے پاس آتے سلام کرتے اور کہتے۔ تیکیسی ہے ؟ پھر واپس چلے جاتے۔ جب میں ذرا سنبھلی تو ام مسطح کے ساتھ رفع حاجت کیلئے باہر جا رہی تھی، ہم رات کے رات نکلتے تھے ہمارا دستور بھی ابتدائی عربوں جیسا تھا۔ گھروں کے قریب لیٹرینز بنانے میں ہمیں تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ ام مسطح ابا رہم ابن عبدمناف کی بیٹی تھی۔ اس کی ماں صخر ابن عامر کی بیٹی تھی جب ہم رفع حاجت سے فارغ ہو کر واپس آرہے تھے تو ام مسطح کو چادر میں کسی چیز سے ٹھوکر لگی۔ اس کے منہ سے نکلا لعنت ہو مسطح پر۔ میں نے کہا بڑے برے لفظ کہے ہیں۔ تو نے کیا ایسے شخص کو گالی دیتی ہے جو

مجاہدین بدر سے ہے۔ اس نے کہا۔ اے عزیزہ کیا تو نے نہیں سنا جو کچھ اس نے کہا ہے۔ میں نے کہا اس نے کیا کہا ہے۔ اس نے اہل افک کا پورا واقعہ کہہ سنایا۔ میرے مرض میں اضافہ ہو گیا۔ جب میں گھر پہنچ گئی اور سرور کونین تشریف لائے انہوں نے اپنے معمول کے مطابق کہا: تیکم : کیسے ہے؟ میں نے کہا کہ آپ مجھے میرے والدین کے گھر جانے کی اجازت دیں گے۔ میرا مقصد تھا کہ وہاں جا کر کچھ اور تفصیل معلوم کروں۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں جب والدین کے گھر آئی تو ماں سے کہا۔ اماں جان! یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ میری ماں نے جواب دیا۔ بیٹی ایسی باتوں کو محسوس نہیں کیا کرتے۔ جب کوئی سوکنوں والی عورت اپنے شوہر کی نگاہوں میں محبوب ہوتی ہے تو اس پر ایسی باتیں کی جاتی ہیں۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔

میں نے وہ رات روتے ہوئے گزاری نہ تو نیند آئی اور نہ ہی آنسو تھمے۔ میری صبح روتے ہوئے ہوئی۔ سرور کونین نے وحی کے رُک جانے کی بدولت علی ابن ابی طالب اور اسامہ ابن زید کو بلایا۔ تاکہ ان سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا مشورہ لے۔ اسامہ ابن زید نے تو وہی مشورہ دیا جو اسے ازواج رسولؐ سے محبت اور ان کی برات کا علم تھا۔ اس نے کہا۔ قبلہ آپ کی بیوی ہے۔ ویسے ہم نیکی کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ لیکن علی ابن ابی طالب نے کہا۔ یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کے لئے عورتوں میں کوئی حد نہیں رکھی اور اس کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ ویسے آپ کنیز سے پوچھ لیں۔ وہ آپ کو مطمئن

کر دے گی۔ آپ نے بریرہ کو بلایا اور اس سے پوچھا۔ بریرہ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی مبعوث کیا، میں اس سے زیادہ نہیں جانتی کہ یہ نوعمر لڑکی ہے۔ اپنا آٹا رکھنا بھول جاتی ہے

سرورِ کونینؐ اٹھے منبر پر آئے اور فرمایا۔ اے مسلمانو! کوئی ہے جو مجھے ایسے شخص سے نجات دلائے جس نے میری بیوی کے متعلق مجھے اذیت دی۔ حالانکہ بخدا میں نیکی کے سوا کچھ بھی نہیں جانتا اور جس شخص کے متعلق کہا گیا ہے وہ کبھی بھی تنہا میری بیوی کے پاس نہیں جاتا تھا۔ بلکہ جب بھی گیا میرے ساتھ ہی گیا۔ سعد ابن معاذ انصاری اٹھا اور کہا یا رسول اللہ! میں آپ کو اس سے نجات دلاؤں گا۔ اگر اوس سے ہوا تو میں اس کا سر اڑا دوں گا اور اگر ہمارے خزرجی بھائیوں سے ہوا اور آپ نے حکم دیا تو ہم بجا لائیں گے۔

سعد ابن عبادہ جو بنی خزرج کا سردار تھا اٹھا: یہ شخص قبل ازیں صالح افراد سے تھا۔ لیکن قبائلی تعصب نے اسے مجبور کیا۔ کہنے لگا بخدا، تو جھوٹ بک رہا ہے نہ تو اسے قتل کرے گا اور نہ ہی اسے قتل کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ سعد کا چچا زاد اسید بن حضیر اٹھا اور اس نے سعد ابن عبادہ سے کہا تو جھوٹ بک رہا ہے۔ ہم یقیناً اسے قتل کریں گے تو منافق ہے اور منافقین کی طرفداری کرتا ہے

دونو قبیلے اٹھ گئے اور دونوں نے ایک دوسرے سے گتھ جانے کا ارادہ کر لیا۔ سرورِ کونینؐ منبر پر کھڑے تھے۔ آپ دونوں کو حوصلہ دلاتے رہے حتیٰ کہ وہ بھی خاموش ہو گئے اور سرورِ کونینؐ بھی خاموش ہو گئے۔

بی بی کہتی ہے کہ میں نے یہ سارا دن روتے ہوئے گزارا، نہ آنسو رکے اور نہ نیند آئی ۔ میرے والدین بھی میرے ساتھ بیٹھ گئے ۔ دو راتیں اور ایک دن میں رو چکی تھی ۔ انہیں یقین ہو گیا کہ یہ گریہ میرے جگر کو کباب کر دے گا ۔ والدین میرے پاس بیٹھے تھے کہ ایک انصاریہ عورت نے آ کر مجھ سے اجازت مانگی ۔ میں نے اجازت دی تو وہ بھی میرے ساتھ آ کر بیٹھ گئی اور رونے لگی ۔ ہم اسی طرح بیٹھے تھے کہ سرورِ کونینؐ تشریف لائے اور میرے قریب بیٹھ گئے حالانکہ قبل ازیں اس واقعہ کے بعد آپ کبھی میرے پاس نہ بیٹھے تھے ۔ ایک ماہ گزر چکا تھا اور آپ پر میرے سلسلہ میں وحی نہیں آئی تھی ۔ آپ نے فرمایا ۔

اے عائشہ مجھے تیرے متعلق ایسی ایسی بات سننے میں آئی ہے اگر تو بری ہے تو اللہ تجھے بری کر دے گا ۔ اور اگر تو نے گناہ کا ارادہ کر لیا تھا تو معافی مانگ اور بارگاہ خدا میں توبہ کر ۔ کیونکہ جب انسان اقرارِ گناہ کر کے اللہ سے معافی مانگتا ہے تو وہ توبہ قبول کر لیتا ہے

جب سرورِ کونینؐ بات کر چکے تو میں نے باپ سے کہا ۔ آپ میری طرف سے سرورِ کونینؐ کو جواب دیں ۔ اس نے کہا بخدا میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا کہ میں کیا کہوں ؟ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تو میری طرف سے جواب دے ، میری ماں نے بھی کہا کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا ۔ میں خود ایک نوخیز لڑکی تھی ابھی تک اتنا قرآن بھی نہیں پڑھا تھا لیکن میں نے کہا ۔

مجھے یقین ہے کہ آپ نے لوگوں کی باتیں سنی ہیں اور آپ کے

دل میں گھر کر گئی ہیں۔ آپ کو ان پر یقین آچکا ہے اگر میں آپ سے کہوں کہ میں بری ہوں تو آپ میری بات نہیں مانیں گے۔ اور اگر میں اقرار گناہ کر لوں جبکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو آپ لوگ میری بات مان لیں گے۔ بخدا مجھے اپنے اور آپ کے لئے یعقوب کی مثال کے سوا کوئی بات نظر نہیں آئی۔ جب اس نے کہا تھا میری طرف سے صبر جمیل ہے اور تمہاری گفتگو میں اللہ میرا معاون و مددگار ہے پھر میں نے منہ دوسری طرف کر لیا اور بستر پر لیٹ گئی۔ مجھے اس وقت یقین تھا کہ میں بے گناہ ہوں اور اللہ میری برات کرے گا۔ البتہ مجھے یہ خیال تک نہ تھا کہ میرے بارے میں وحی آئے گی اور وہ ہمیشہ کے لئے تلاوت کی جاتی رہے گی کیونکہ میں اپنے کو اس بات سے کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ میرے بارے میں کوئی کلام کرے میرا اندازہ یہ تھا کہ سرور کونین کو خواب میں اللہ میری برات سے آگاہ کر دے گا ـــــ بخدا ابھی تک سرور کونین بھی بیٹھے تھے اور گھر والوں سے کوئی بھی باہر نہیں گیا تھا کہ سرور کونین پر وہ کیفیت طاری ہو گئی جو بوقت وحی طاری ہوتی تھی اور سردی کے موسم میں بھی آپ کی پیشانی سے پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ٹپکتے تھے جب وہ کیفیت دور ہوئی تو سرور کونین مسکرا رہے تھے اور سب سے پہلا لفظ جو آپ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا۔

اے عائشہ اللہ نے تجھے بری کر دیا ہے

میری ماں نے مجھے کہا جلدی سے سرور کونین کی طرف اٹھ۔ میں نے کہا نہ تو میں آپ کی طرف اٹھوں گی اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی کی تعریف

کروں گی۔ اللہ نے : ان الـذین جاء و بالافك لعصبة منکم لا تحسبوہ ۔ کی دس آیات نازل کیں ۔ جب اللہ نے میری برات نازل کر دی تو ابوبکر جو مسطح کی غربت اور قرابت کی بدولت اسے ماہانہ وظیفہ دیا کرتے تھے نے کہا کہ بخدا عائشہ کے متعلق مسطح کے الزام کے پیش نظر اب کبھی مسطح کو ایک کوڑی بھی نہ دوں گا۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل کی ۔

تم میں سے صاحب فضل وکشادگی کو، اقربار
مساکین اور مہاجرین کو راہ خدا میں دینے سے
باز نہیں آنا چاہیئے معاف کر دینا چاہیئے اور
چشم پوشی سے کام لینا چاہیئے کہ اللہ تمہیں بھی
معاف کرے اللہ غفور الرحیم ہے ۔

ابوبکر نے کہا ۔ ہاں میں بخدا چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کرے ۔ چنانچہ مسطح کا ماہانہ وظیفہ پھر شروع کر دیا اور کہا کہ بخدا اب کبھی یہ وظیفہ نہ رکے گا ۔ بی بی کہتی ہے کہ سرور کونین میرے بارے میں زینب بنت جحش سے پوچھتے تھے کہ تو نے کیا دیکھا ہے اور کیا جانتی ہے زینب نے جواب دیا کہ میرے کان بہرے ہو جائیں ۔ میں نے سوائے نیکی کے کچھ نہیں دیکھا حالانکہ ازواج نبی میں سے زینب ہی تھی ۔ جو مجھے زیادہ پریشان کرتی تھی ۔ اللہ نے اسے پرہیز گاری کی بدولت بچا لیا البتہ اس کی بہن حمنتہ اس سے الجھتی رہتی تھی ۔ لہٰذا وہ ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہو گئی ۔

۲۰ - جلد دوم کتاب التفسیر صہ ۸۴۷ حدیث ۱۸۶۷

هشام ابن عروة عن ابيه ان عائشة قالت لما ذكر
من شانى الذى ذكرو ما علمت به قام رسول الله فى
المنبر خطيبا فتشهد فحمد الله واثنى عليه بما هو اهله
ثم قال اما بعد اشيروا فى اناس ابنوا اهلى وايم
الله ما علمت على اهلى من سوءٍ وابنوهم بمن والله
ماعلمت عليه من سوءٍ قط ولا يدخل بيتى قط
الا وانا حاضر ولا غبت فى سفر الا غاب معى فقام
سعد ابن معاذ فقال ائذن لى يا رسول الله ان نضرب
اعناقهم وقال رجل من بنى الخزرج وكانت ام
حسان ابن ثابت من رهط ذلك الرجل فقال كذبت اما
والله ان لو كانوا من الاوس ما اجبت ان تضرب
اعناقهم حتى كاد ان يكون بين الاوس والخزرج
شر فى المسجد وما علمت فلما كان مساء ذلك اليوم
خرجت لبعض حاجتى ومعى ام مسطح فعثرت و
قالت تعس مسطح فقلت اى امّ أتسبين ابنك وسكتت
ثم عثرت الثانية فقالت تعس مسطح فقلت لها
تسبين ابنك ثم عثرت الثالثة فقالت تعس مسطح
فانتهرتها فقالت والله ما اسبه الا فيك فقلت فى
اى شانى قالت فبقرت الى الحديث فقلت وقد كان
هذا قالت نعم والله فرجعت الى بيتى كان الذى

خرجت له اجد منه قليلًا ولا كثيرًا ووعكت فقلت لرسول
الله وارسلني الى بيت ابي فارسل معي الغلام فدخلت
الدار فوجدت ام رومان في السفل وابابكر فوق
البيت يقرأ فقالت امي ما جاء بك يا بنية فاخبرتها
وذكرت لها الحديث واذاهو لم يبلغ منها مثل ما
بلغ مني فقالت يابنية خفضي عليك الشان فانه والله لقلما كانت
امراة حسناء عند رجل يحبها لها ضرائر الاحسدن لها
وقيل فيها واذ هو لم يبلغ ما بلغ مني قلت وقد
علم به ابي قالت ونعم قلت ورسول الله قالت
نعم ورسول الله واستعبرت وبكيت فسمع ابوبكر
صوتي وهو فوق البيت يقرأ فنزل فقال لامي ماشانها
قالت بلغها الذي ذكر من شانها ففاضت عيناه قال
اقسمت عليك اى بنيه الا رجعت الى بيتك فرجعت
ولقد جاء رسول الله بيتي فسال عني خادمتي فقالت
لا والله ماعلمت عليها عيبا الا انها كانت ترقد
حتى يدخل الشاة فتاكل خميرها او عجينها وانتهر
ها بعض صحابه فقال اصدقي رسول الله حتى اسقطوا
لها به فقالت سبحان الله والله ما علمت عليها
الا ما يعلم الصائغ على تبر الذهب الاحمر وبلغ
الامر الى ذلك الرجل الذي قيل له فقال سبحان
الله والله ماكشفت كنف انثى قط قالت عائشة فقتل شهيدًا

فی سبیل اللہ قالت واصبح ابوای عندی فلم یزالا حتی
دخل علی رسول اللہ وقد صلی العصر ثم دخل
وقد اکتنفنی ابوای عن یمینی وعن شمالی فحمد اللہ
واثنی علیہ ثم قال اما بعد یا عائشۃ ان کنت قارفت سوءً او
ظلمت فتوبی الی اللہ فان اللہ یقبل التوبۃ من عبادہ
قالت وقد جاءت امرأۃ من الانصار فہی جالسۃ
بالباب فقلت الا تستحی من ہذہ المرأۃ ان
تذکر شیئاً - فوعظ رسول اللہ فالتفت الی ابی
فقلت اجبہ قال فماذا اقول فالتفت الی امی فقلت
اجیبیہ فقالت اقول ماذا فلما لم یجیباہ تشہدت
فحمدت اللہ واثنیت علیہ بما ہو اہلہ ثم قلت
اما بعد فواللہ لئن قلت لکم انی لم افعل واللہ
عزوجل یشہد انی لصادقۃ ماذلک بنافعی عندکم
لقد تکلمتم بہ واشربتہ قلوبکم وان قلت انی فعلت
واللہ یعلم انی لم افعل لتقولن قد باءت بہ علی
نفسہا وانی واللہ ما اجد لی ولکم مثلاً والتمست اسم
یعقوب فلم اقدر علیہ الا ابا یوسف حین قال
فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون وانزل
علی رسول اللہ من ساعتہ فسکتنا فرفع عنہ وانی
لاتبین السرور فی وجہہ وہو یمسح جبینہ ویقول
ابشری یا عائشۃ فقد انزل اللہ براءتک قالت

وكنت اشد ما كنت غضبا فقال لى ابواى قومى اليه فقلت والله لا اقوم اليه ولا احمده ولا احمدكم ولكن احمد الله الذى انزل براءتى لقد سمعتموه فما انكرتموه ولا غيرتموه وكانت عائشة تقول اما زينب بنت جحش فعصمها الله بدينها فلم تقل الا خيرًا واما اختها حمنته فهلكت فيمن هلك وكان الذى يتكلم فيه مسطح حسان ابن ثابت والمنافق عبدالله ابن ابى ابن سلول وهو الذى كان يستوشيه و يجمعه وهو الذى تولى كبره منهم هو وحمنته قالت فحلف ابوبكر ان لا ينفع مسطحًا بنافعة ابدًا فانزل الله عز وجل ولا ياتل اولوالفضل منكم الى اخر الاية يعنى ابابكر والسعة ان يوتوا اولى القربى والمساكين يعنى مسطحًا الى قوله الا تحبون ان يغفرالله لكم والله غفور رحيم حتى قال ابوبكر بلى والله يا ربنا انا احب ان يغفرلنا وعادله بما كان يصنع -

---

ترجمہ:- ہشام ابن عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب میرے متعلق کہا گیا جو کچھ کہا گیا۔ مجھے کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ سرور کونین نے میرے متعلق کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اللہ کی اتنی حمد و ثنا کی جتنا کہ وہ اس کا اہل تھا۔ پھر فرمایا۔ امابعد۔ مجھے ان لوگوں کے متعلق مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی پر الزام لگایا ہے۔ حالانکہ بخدا میں اپنی بیوی کی

کسی برائی کو نہیں جانتا اور پھر ایسے شخص کے متعلق کہا ہے جس کا مجھے کوئی عیب معلوم نہیں ہے۔ صرف اسی وقت میرے گھر آتا تھا۔ جب میں گھر میں ہوتا تھا اور جب کہیں میں سفر میں جاتا تھا تو میرے ساتھ پا بہ رکاب ہوتا تھا۔

سعد ابن معاذ اٹھا اور اس نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ مجھے اجازت دیں میں ان کی گردنیں اڑا دوں۔

بنی خزرج سے ایک شخص اٹھا حسان ابن ثابت کی ماں اس کے قبیلہ سے تھی۔ اس نے کہا تو جھوٹ بک رہا ہے اگر یہ لوگ قبیلہ اوس سے ہوتے تو تو ان کی موت گوارا نہ کرتا۔ قریب تھا کہ بنی اوس اور خزرج مسجد ہی میں ایک دوسرے سے برسرپیکار ہو جاتے۔

جب اسی دن کی شام ہوئی تو میں ام مسطح کے ساتھ رفع حاجت کے لئے باہر نکلی۔ ام مسطح کو ٹھوکر لگی تو اس نے کہا ام مسطح پر لعنت ہو۔ میں نے کہا اے ماں! کیا اپنے بیٹے کو گالی دے رہی ہو۔ وہ خاموش رہی۔ پھر دوسری مرتبہ اسے ٹھوکر لگی اس نے پھر کہا۔ مسطح پر لعنت ہو۔ اب کی بار میں نے اسے جھڑک دیا۔ اس نے جواب دیا۔ بخدا میں تو صرف تیری خاطر اسے گالی دے رہی ہوں۔ میں نے کہا۔ وہ کیوں؟ اس نے پورا واقعہ سنایا۔ میں نے کہا اچھا بات یہاں تک پہنچ گئی ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں! بخدا۔ میں اس گھر میں پلٹی جس گھر سے نکلی تھی میری آنکھوں میں اندھیرا تھا۔ مجھے بخار ہو گیا۔ میں نے سرورِ کونین کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے میرے والدین کے گھر بھیج دے۔ آپ نے ایک غلام میرے ساتھ بھیج دیا۔ میں گھر میں داخل

ہوئی۔ میں نے دیکھا ام رومان نچلے حصہ میں تھی اور ابوبکر اوپر والے حصہ
میں تلاوت کر رہے تھے۔ میری ماں نے کہا بیٹی کیسے آنا ہوا؟ میں نے
اسے واقعہ سنایا لیکن جو اثر مجھ پر ہوا تھا۔ اس پر اتنا نہ ہوا اور کہنے لگی
بیٹی! ایسی باتیں محسوس نہیں کیا کرتے۔ ہمیشہ جب بھی کوئی سوکنوں والی
حسینہ عورت اپنے شوہر کی محبوبہ ہو تو سوکنیں اس پر حسد کرتی ہیں۔
اور اس کے متعلق باتیں بنائی جاتی ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کیا ابو جان کو
بھی معلوم ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں۔

میں نے کہا۔ اور سرور کونین ؐ کو بھی علم ہے اس نے کہا۔ ہاں اور
سرور کونین ؐ کو بھی معلوم ہے۔ میرے آنسو امڈ آئے اور میں رو پڑی۔
ابوبکر نے میری آواز سنی۔ نیچے اترے اور میری ماں سے کہا کیا بات
ہے؟ اس نے کہا جو کچھ اس کے متعلق کہا گیا ہے اسے معلوم ہو
گیا ہے۔ اس کے آنسو بہنے لگے اور کہا بیٹی تجھے قسم ہے اپنے
گھر چلی جا۔ میں واپس پلٹ آئی۔ سرور کونین ؐ آئے۔ میرے متعلق میری
کنیز سے پوچھا۔ اس نے کہا بخدا میں اس کے کسی عیب کو نہیں
جانتی۔ سوائے اس کے کہ وہ نوخیز لڑکی ہے۔ سو جاتی ہے۔ بکری
آ کر اس کا آٹا کھا جاتی ہے۔ آپ کے کسی صحابہ نے اسے جھڑکا اور
کہا سچ کہہ سرور کونین سے حتیٰ کہ .... اس نے کہا سبحان اللہ!
بخدا میں اس کے متعلق وہی کچھ جانتی ہوں جو زرگر سرخ سونے
کے متعلق جانتا ہے۔

جس شخص کا اتہام لگایا گیا تھا جب اس سے پوچھ گچھ کی گئی
تو اس نے کہا۔ سبحان اللہ! بخدا میں نے آج تک کسی عورت کی

پنڈلی کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ پھر وہ شہید ہو گیا۔ میرے والدین میرے پاس آ گئے۔ وہ میرے پاس ہی بیٹھے تھے کہ سرورِ کونین نمازِ عصر پڑھنے کے بعد میرے پاس آ گئے۔ میرے والدین میرے دائیں اور بائیں بیٹھے تھے۔ آپ نے ذاتِ احدیت کی حمد و ثنا کی اور اما بعد، کہہ کر فرمایا۔

اے عائشہ اگر تو نے ارتکاب گناہ یا ظلم
کیا ہے تو بارگاہ خدا میں توبہ کرے اللہ اپنے
بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

میں نے کہا آپ کو اس برارت سے شرم نہیں آتی۔
سرورِ کونینؐ نے نصیحت فرمائی میں نے باپ سے کہا آپ جواب دیں۔ اس نے کہا میں کیا کہوں؟
پھر میں نے ماں سے کہا تو جواب دے۔ اس نے بھی کہا بھلا میں کیا کہوں؟
جب ان دونوں نے جواب نہ دیا تو میں نے ذاتِ احدیت کے لائق اس کی حمد و ثنا کی اور کہا۔ اما بعد

بخدا اگر تم سے کہوں کہ میں نے کچھ نہیں کیا
اور اللہ بھی جانتا ہے کہ میں سچی ہوں۔ تو یہ کہنا
مجھے فائدہ نہیں دے گا۔ تمہارے دلوں میں
وہ بات راسخ ہو چکی ہے اور اگر میں کہوں کہ
میں نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے نہیں
کیا تو تم کہو گے کہ اس نے اپنے گناہ کا اقرار

کرلیا ہے۔ بخدا مجھے اپنے اور تمہارے لئے
صرف ایک مثال نظر آتی ہے اور وہ ہے
یوسف کا باپ" میں نے یعقوب کا نام لینے
کی کوشش کی لیکن ابو یوسف سے زیادہ نہ کہہ
سکی ۔ جب اس نے کہا تھا۔ میری طرف سے
صبر جمیل ہے اور تمہاری ہر گفتگو میں اللہ معاون ہے

اسی وقت سرور کونینؐ پر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ خاموش ہو گئے۔ جب سلسلۂ وحی ختم ہوا۔ آپ نے سر اٹھایا تو مجھے مسرت کے آثار آپ کے چہرہ پر نظر آرہے تھے۔ آپ نے پیشانی صاف کی۔ اور کہا۔

بشارت ہو اے عائشہ! اللہ نے تیری براءت
نازل کردی ہے۔

لیکن مجھے انتہائی شدت سے غصہ تھا۔ والدین نے کہا اٹھو سرور کونینؐ کی طرف میں نے کہا بخدا میں نہ سرور کونین کی تعریف کرتی ہوں۔ اور تمہاری میں تو صرف اللہ کی تعریف کروں گی۔ اللہ نے میری براءت نازل کی ہے۔ تم نے تو بات سن کر انکار کیا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کی کوشش کی۔

بی بی کہتی تھی کہ زینب بنت جحش کی اللہ نے اپنے تدین کی بدولت محفوظ رکھا۔ اس نے اچھائی کے سوا کچھ نہیں کہا۔ لیکن اس کی بہن حمنۃ وہ دوسرے ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہو گئی۔ زیادہ اچھالنے والوں میں مسطح ابن اثاثہ۔ حسان ابن ثابت اور منافق عبداللہ ابن ابی ابن سلول تھے۔

عبداللہ تو خاصی رنگ آمیزی کر کے بیان کرتا تھا اور ھوالذی تولی کبرہ فھم سے مراد بھی عبداللہ اور حمنۃ بنت جحش ہیں۔

پھر ابوبکر نے قسم کھائی کہ میں مسطح کو ایک پائی کا فائدہ بھی نہیں پہنچاؤں گا۔ اللہ نے پھر آیت نازل کی۔ ولا یاتل اولوالفضل سے غفور رحیم تک۔ تو ابوبکر نے کہا ہاں بارالٰہا ہم چاہتے ہیں کہ تو ہمیں بخش دے اور جو کچھ مسطح کو دیتا تھا۔ پھر شروع کر دیا۔

۲۱۔ جلد دوم کتاب التفسیر صفحہ ۸۷ حدیث ۱۸۶۶

عن مسروق قال دخل حسان ابن ثابت علی عائشۃ فشبب وقال

حصان رزان ماتزن بریبۃ وتصبح غرثی من لحوم الغوافل

قال لست کذلک قلت تدعین مثل ھذا یدخل علیک وقد انزل اللہ والذی تولی کبرہ منھم فقالت وای عذاب اشد من العمی۔ وقالت وقد کان یرد عن رسول اللہ۔

ترجمہ:۔ مسروق سے مروی ہے کہ حسان ابن ثابت بی بی کے پاس آیا اور یہ شعر پڑھا:

پاکدامن ہے، سنجیدہ ہے اور پروقار ہے۔ ناداری اور کسمپرسی کے باوجود کسی کی غیبت نہیں کرتی۔

بی بی نے کہا۔ مگر تو ایسا نہیں ہے۔ مسروق کہتا ہے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ ایسے آدمی کو اپنے پاس آنے کی اجازت

دیتی ہیں۔ جس کے متعلق ارشاد قدرت ہے۔ والذی تولی کبرہ منھم۔ عائشہ نے کہا اندھے پن سے بڑھ کر کونسا عذاب ہوگا۔

۲۲۔ جلد سوم کتاب النکاح صفحہ ۱۰۰ حدیث ۱۴۹

هشام عن ابيه عن عائشة انها استعارت من اسماء قلادة فهلكت فارسل رسول الله ناسا من اصحابه فى طلبها فادركتهم الصلوة فصلوا بغير وضوء فلما اتوا النبى شكوا ذلك اليه فنزلت آية التيمم فقال اسيد ابن حضير جزاك الله خير الجزاء فوالله مانزل بك امر قط الا جعل الله لك منه مخرجاً وجعل للمسلمين فيه بركته۔

ترجمہ: ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے اسماء سے ہار مانگا۔ وہ گم ہوگیا۔ سرور کونین نے اس کی تلاش میں چند صحابہ بھیجے۔ انہیں بلا وضو نماز پڑھنا پڑی۔ جب واپس آئے تو سرور کونین سے شکایت کی۔ خدا نے آیت تیمم بھیجدی اسید بن حضیر نے کہا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ جب بھی تجھ پر کوئی تکلیف آئی تو اللہ نے تیرے لئے نکلنے کا سامان بنادیا۔ اور دیگر مسلمان کے لئے اسے باعث برکت بنادیا۔

۲۳۔ جلد سوم کتاب اللباس صفحہ ۲۳۰ حدیث ۸۱۶

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة قالت هلكت

قلادة لاسماء فبعث النبیؐ فی طلبها رجالا فحضرت الصلوٰة و لیسوا علی وضوء ولم یجدوا ماء فصلوا وهم علی غیر وضوء فذکروا ذلک للنبیؐ فانزل الله آیة التیمم - زاد ابن نمیر عن هشام عن ابیه عن عائشة - استعارت عن اسماء -

ترجمہ: ہشام ابن عروہ اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ اسماء کا ہار گم ہو گیا۔ سرور کونینؐ نے کچھ صحابہ کو تلاش کی خاطر بھیجا۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ نہ تو انہیں وضو تھا اور نہ ہی پانی مل سکا۔ انہوں نے بلا وضو نماز پڑھ لی اور سرور کونینؐ سے آکر تذکرہ کیا اللہ نے آیت تیمم نازل کر دی۔

ابن نمیر نے ہشام کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے جو روایت کی ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ ہار اسماء سے میں نے مانگا تھا۔

۱۲۔ جلد سوم کتاب الایمان والنذور صہ ۵۷۹ حدیث ۱۵۶۸

عبید الله ابن عبد الله عن عائشة حین قال لها اهل الافک ماقالوا فبرأها الله وکلٌ حدثنی طائفة من الحدیث۔ فقام النبی فاستعذر من عبد الله ابن ابی ابن سلول ۔ فقام اسید ابن حضیر فقال لسعد ابن عبادة لعمرالله لنقتلنه -

ترجمہ: عبید اللہ ابن عبد اللہ ام المومنین عائشہ کی حدیث نقل کرتا ہے کہ جب اہل افک سے آپ نے کہا جو کچھ کہا اور اللہ نے اسے بری

قرار دے دیا۔ مجھے حدیث کا صرف ایک جملہ سنایا کہ سرور کونینؐ کھڑے ہوئے۔ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کی اذیت کا ذکر کیا۔ اسید ابن حضیر کھڑا ہوا اور اس نے سعد ابن عبادہ سے کہا۔ بخدا ہم ضرور اسے قتل کریں گے۔

۲۵۔ جلد سوم   کتاب النکاح   صنہ ۱۳۰   حدیث نمبر ۲۲۴

قاسم عن ابیہ عن عائشۃ قالت عاتبنی ابوبکر وجعل یطعننی بیدہ فی خاصرتی فلا یمنعنی من التحرك الا مکان رسول اللہ ورأسہ علی فخذی۔

ترجمہ: قاسم نے اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر نے مجھے سخت سست کہا اور ہاتھ سے میرے کمر کو ٹھونکے مارنے لگے۔ چونکہ سرور کونینؐ کا سر میری ران پر تھا اس لیے میں ہل نہ سکتی تھی۔

۲۶۔ جلد سوم   کتاب المحاربین   صنہ ۹۴۵   حدیث نمبر ۱۷۴۰

قاسم عن ابیہ عن عائشۃ قالت جاء ابوبکر ورسول اللہ واضع رأسہ علی فخذی فقال حبست رسول اللہ والناس لیسوا علی ماء فعاتبنی وجعل یطعن بیدہ فی خاصرتی ولا یمنعنی من التحرك الامکان رسول اللہ فانزل اللہ آیۃ التیمم۔

ترجمہ: قاسم اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا

ہے کہ ابوبکرؓ آئے تو سرور کونینؐ نے میری ران پر سر رکھا ہوا تھا۔ اور کہا تو نے سرور کونین کو روک رکھا ہے اور لوگ پانی پر نہیں ہیں۔ مجھے سخت وسست کہا اور ہاتھ سے میری کمر پر ٹھونکے مارنے لگا۔ سرور کونینؐ کی بدولت میں ہل تک نہ سکتی تھی پھر اللہ نے آیت تیمم بھیجی۔

۲۷۔ جلد سوم کتاب المحاربین صہ ۶۲۵ حدیث ۱۰۴۱

قاسم عن ابیہ عن عائشۃ قالت اقبل ابوبکر فلکزنی لکزۃ شدیدۃ وقال حبست الناس فی قلادۃ فبی الموت لمکان رسول اللہ وقد اوجعنی نحوہ۔

ترجمہ: قاسم اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ابوبکر آیا اور مجھے انتہائی شدت کے ساتھ مکا رسید کیا اور کہا ایک ہار کے لئے تو نے تمام لوگوں کو روک رکھا ہے۔ سرور کونینؐ کی بدولت میں ہل بھی نہ سکتی تھی اور درد کے مارے میرا برا حال ہوگیا۔

۲۹۔ جلد سوم کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صہ ۸۴۵ حدیث ۲۲۲۴

عبید اللہ عن عائشۃ حین قال لہا اہل الافک قالت

دعا رسول اللہ علی ابن ابی طالب واسامۃ ابن زید حین استلبث الوحی یسألہما وہو یستشیرہما فی فراق اہلہ فاما اسامۃ فاشار بالذی یعلم من برأۃ اہلہ واما علی فقال لم یضیق اللہ علیک والنساء سواہا کثیر سل الجاریۃ تصدقک فقال ہل رایت من شیء یریبک قالت ما رایت امرا اکثر من انہا جاریۃ حدیثۃ السن تنام عن

عجتین اھلھا فتاتی الداجن فتاکلہ فقام علی المنبر فقال یا معشر المسلمین من یعذرنی عن رجل بلغنی اذاہ فی اھلی واللہ ماعلمت علی اھلی الاخیرا فذکر براۃ العائشۃ

ترجمہ: عبیداللہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب اہل افک نے کہا۔ سرور کونین ؐ نے علی ابن ابی طالب اور اسامہ ابن زید کو اس وقت بلایا جب سلسلہ وحی منقطع ہوگیا تھا تاکہ ان سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے متعلق مشورہ لے۔ اسامہ نے تو وہی بات کی جو وہ سرور کونین ؐ کی بیوی کی برادت کے متعلق جانتا تھا۔ لیکن علیؑ نے کہا کہ اللہ نے عورتوں کے سلسلہ میں آپ پر کوئی پابندی نہیں لگائی اور اس کے علاوہ بھی دوسری عورتیں ہیں۔ ویسے آپ کنیز سے پوچھ لیں۔ وہ آپ کو صحیح بتا سکے گی (آپ نے کنیز کو بلایا اور پوچھا) کہ کیا تجھے کوئی مشکوک حرکت نظر آتی ہے؟ اس نے کہا۔ میں اس سے زیادہ نہیں جانتی کہ یہ نوخیز لڑکی ہے۔ آٹا گوندھ کر محفوظ رکھنا بھول جاتی ہے بکری کھا جاتی ہے۔ آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے گروہ مسلمانان! کوئی ہے جو مجھے ایسے شخص سے نجات دلائے جس کی اذیت میری بیوی کے معاملہ میں مجھے پہنچی ہے۔ حالانکہ بخدا میں اپنی بیوی میں نیکی کے سوا کچھ نہیں پاتا پھر ام المومنین عائشہ کی برأت بیان کی۔

۲۹۔ جلد سوم کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۸۴۶ حدیث ۲۲۲۵

عروۃ عن عائشۃ ان رسول اللہ خطب الناس فحمد اللہ

واثنی علیہ وقال ما تشیرون علی فی قوم یسبون اھلی ماعلمت علیھم من سوء قط -

ترجمہ: عروہ عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اس کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا ان لوگوں کے متعلق مجھے کیا مشورہ دیتے ہو جو میرے اہل کو سب کرتے ہیں۔ حالانکہ میں ان کی کسی برائی سے مطلع نہیں۔

۳۰۔ جلد دوم کتاب المغازی ص ۵۸۲ حدیث ۱۳۰۸

ابن ابی ملیکۃ عن عائشۃ کانت تقرأ اذ تلوتہ بالسنتکم وتقول الولق الکذب قال ابن ابی ملیکہ وکانت اعلم من غیرھا لانہ نزل فیھا

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ یہ آیت یوں پڑھتی تھیں - اذ تلقونہ بالسنتکم کہتی تھیں۔ الولق کا معنی جھوٹ ہے۔ ابن ابی ملیکہ کہتا ہے کہ ام المومنین عائشہ اس آیت کو دوسروں کی نسبت بہتر جانتی تھی کیونکہ وہ اسی کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

جائزہ :

یہ تیس احادیث ہیں۔ جن میں دس احادیث کا تعلق واقعہ ہار سے ہے اور تیرہ احادیث واقعہ افک سے متعلق ہیں۔

ہار کی احادیث :

ان دس احادیث کے راوی حسب ذیل ہیں ۔

(۱) قاسم ابن عروہ (۲) عروہ ابن زبیر (۳) ہشام ابن عروہ

- قاسم اور ہشام دونوں ام المومنین عائشہ کے بھانجے عروہ ابن زبیر کے بیٹے ہیں اور اپنے باپ عروہ سے روایت کرتے ہیں اور عروہ بی بی کا بھانجہ ہے جو بی بی کے بہنوئی زبیر سے روایت کرتا ہے

- ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے ۔

۱ ۔ سرور کونینؐ کسی سفر میں جاتے ہیں ام المومنین عائشہ بھی آپ کے ساتھ ہیں ۔ واپسی پر کسی جگہ بی بی کا (۱) ہار جو اپنی بہن اسماء سے مانگ کر لے گئی تھی گر جاتا ہے جس کی تلاش میں بعض احادیث کے مطابق سرور کونینؐ چند صحابہ کو بھیجتے ہیں ۔ جن کے پاس پانی نہ تھا اور نہ ہی انہیں جستجوئے ہار کے دوران پانی میسر آیا چنانچہ انہوں نے بلا وضو نماز پڑھ لی اور واپس آکر سرور کونین سے شکوہ کیا ۔ جبکہ بعض احادیث کے مطابق سرور کونین بذاتِ خود خیمہ زن ہو گئے اور صحابہ کو حکم دیا کہ ہار تلاش کرو جب تک نہیں ملے گا ۔ قافلہ نہیں چلے گا دوسرے لوگ ہار تلاش کرنے لگے ۔ اور سرورِ کونینؐ خود بی بی عائشہ کی ران پہ سر رکھ کر سو گئے نہ تو قافلہ کے پاس پانی تھا اور نہ ہی مقام فرود پہ پانی تھا نماز کا وقت آگیا ۔ صحابہ نے ابوبکر سے شکوہ کیا کہ ذرا اپنی محترمہ بیٹی کی حالت تو دیکھئے کہ ایک ہار کے سبب سارے قافلہ کو روک رکھا ہے اب نماز کا وقت ہو گیا ہے پانی ہے نہیں ۔ نماز کیسے پڑھیں گے ۔

ابوبکرؓ غصہ میں آئے۔ دیکھا بی بی بیٹھی ہوئی ہے۔ سرور کونینؐ ران پر سر رکھے سو رہے ہیں۔ ابوبکرؓ نے ایک طرف ہاتھ سے بی بی کی پشت پر مکے رسید کرنے شروع کئے اور دوسری طرف زبان سے کچھ اور کہنا شروع کیا۔ بی بی کے لئے یہ وقت انتہائی دشوار ہوگیا اگر ہلتی ہیں یا کراہتی ہیں تو سرور کونینؐ کے جاگ جانے کا خطرہ ہے اور دوسری طرف گھونسے ہیں برس رہے ہیں گویا نہ تو شکوہ کر سکتی ہیں اور نہ ہی گھونسے سہہ سکتی ہیں۔

جب بی بی نہ ہلی نہ کراہی نہ سرور کونین جاگے تو ابوبکرؓ تھک کر واپس چلا گیا یا بیٹھ رہا اس کے متعلق بی بی نے کچھ نہیں بتایا اس طرف سے چشم پوشی کر کے اپنے اصل مقصد پر آگئی کہ ذات احدیت نے جب میرے مانگے ہوئے ہار کی گمشدگی کی بے چینی، سرور کونین کے آرام، میرے حوصلہ اور میرے والد کی سختی کو دیکھا تو فوراً جبرئیل کو بھیجا کہ جاؤ۔ بی بی کو تکلیف دینے والوں سے سرور کونینؐ کے ذریعہ کہہ دو کہ، کیا ہوا اگر پانی نہیں ملا اور تم نے بلا وضو نمازیں پڑھ لیں۔ بی بی کو پریشان نہ کرو۔ گمشدگی ہار کی بدولت سرور کونینؐ کو روک رکھنے کے طعنے نہ دو۔ ابوبکرؓ کے ذریعہ گھونسے نہ مرواؤ۔ آج کے بعد جہاں کہیں بھی تمہیں پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز پڑھ لیا کرو۔

اسید ابن حضیر صحابی اس خوشی میں جھک جھک گئے اور کہا:

اے آل ابوبکرؓ تمہاری وجہ سے امت مسلمہ کو حاصل ہونے والی یہ کوئی پہلی برکت تو نہیں قبل ازیں بھی امت مسلمہ آل ابوبکرؓ کے احسانات کی ممنون ہے۔

نوٹ :

یہ احادیث گو واقعہ افک یا قذف ام المومنین سے متعلق نہ تھیں۔ لیکن راقم الحروف نے انہیں احادیث افک ہی میں لکھ دیا۔ کیونکہ ان ہر دو قسم کی احادیث میں ایک گونہ مماثلت ہے اور وجہ مماثلت ہے ہار۔

- واقعۂ قذف میں بھی ہار گم ہوا تھا جسے بی بی نے خود تلاش کیا تھا۔
- ان احادیث میں بھی ہار گم ہوا ہے جسے بی بی نے خود تلاش نہیں کیا بلکہ سرور کونین ؐ کو بتایا اور آپ خود رک گئے یا صحابہ کو تلاش میں بھیجا۔

چند سوالات :

امید ہے میری طرح آپ کے ذہن میں بھی چند سوالات کھٹک رہے ہونگے۔ لہٰذا آئیے اور عظمت صحابہ کے واحد اجارہ داروں اور سستی شہرت کے بیماروں سے چند سوالات پوچھتے ہیں۔

(۱) یہ سفر کس نوعیت کا تھا۔ تفریحی سفر تھا یا جنگ کا؟
(۲) اگر تفریحی سفر تھا تو سرور کونین کی کتاب حیات میں اس قسم کا کوئی سفر بطور مثال پیش کریں؟
(۳) اگر سفر جنگ تھا تو یہ کونسی جنگ تھی جس سے واپسی پر بی بی سے یہ روح فرسا واقعہ پیش آیا؟
(۴) سفر جنگ میں جانے کی خاطر بی بی کو کیا ضرورت تھی مانگ کر ہار پہن کے جانے کی؟

(۵) ایک حدیث میں تو یہ ملتا ہے کہ تلاش بسیار کے باوجود ہار نہ ملا۔ قافلہ نے کوچ کا اعلان کر دیا اور جب چلنے لگے جس اونٹ پر میں بیٹھی تھی جب اسے اٹھایا گیا ہار اس کے نیچے تھا دیگر احادیث میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ہار ملا یا نہ ملا؟

(۶) اونٹ کے نیچے سے ہار برآمد ہونے والی حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ہار اونٹ کے نیچے پہنچ کیسے گیا؟

(۷) جب لوگوں نے ابوبکر سے شکوہ کیا تو ابوبکر نے ازخود لوگوں کو خاموش کیوں نہ کر دیا؟

(۸) جب ابوبکر داخل خیمہ ہوئے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ میری بیٹی کمال محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے داماد کا سر اپنی ران پہ رکھے ہوئے آرام کرنے کا موقعہ دے رہی ہے تو ابوبکر اس آرام میں کیوں مخل ہوئے؟

(۹) کیا بوقت ہجرت غار ثور میں بالکل یہی کیفیت نہیں تھی کہ سرور کونین ابوبکر کے زانو پر سر رکھے ہوئے سو رہے تھے اور سانپ نے کاٹ لیا تو ابوبکر اس خیال سے کہ میرا محبوب نبی جاگ نہ جائے ہلے نہیں تھے؟

(۱۰) جب غار ثور میں سانپ کا کاٹنا گوارا کر لیا تھا اور ہلے نہ تھے۔ آج اپنی بیٹی کی ران پر سر رکھے کر سونے والے اپنے اسی محبوب نبی کے جاگ جانے کا احساس کیوں نہ کیا؟

(۱۱) بقول بی بی کے جو کچھ ان کے دل میں آیا وہ کہتے رہے آخر آہستہ آہستہ تو نہ کہتے ہوں گے آواز کا والیم بھی اتنا تو ہوگا جو بی بی کو سنائی دیتا ہوگا اور جو آواز بی بی سن لیتی ہے وہ آواز سرور کونین کو جگانے

کے لئے بھی کافی لہر تھی پھر کیوں نہ خیال کیا ؟

(۱۲) اگر صرف بآواز بلند بی بی ہی کو سخت و سست کہتے رہتے تو بھی شاید اتنا احساس نہ ہوتا بلکہ یہاں تو ایسا نظر آتا ہے کہ ابوبکر سرور کونین ؐ کو بے آرام کرنے پر تلے ہوئے تھے اور زبان کے ساتھ ہاتھ کو بھی چلانے لگے ۔ بی بی کی کمر پر گھونسوں کی بارش کر دی ۔ بھلا کمر اور ران میں کتنا فاصلہ ہوتا ہے جو ٹھوکر کمر پر لگے اس کا اثر ران تک نہ پہنچے گا اور کیا کمر کے ہلنے سے ران نہ ہلی ہوگی ؟

(۱۳) کیا یہ عجیب گورکھ دھندا نہیں کہ ایک وقت میں ایک شخص کو سانپ کاٹ لیتا ہے اور وہ ہلتا تک نہیں اور دوسرے وقت میں صرف پانی کے نہ ہونے نے غصہ میں اتنا بے قابو کر دیا کہ اپنے محبوب کا خیال تک نہ رہا ؟

(۱۴) کیا واقعہ ہجرت اور گمشدگی ہار میں دونوں باتیں درست ہیں ؟

(۱۵) اگر دونوں درست ہیں تو خدارا ہمیں بھی سمجھا دیا جائے ورنہ ان دو میں سے کسی ایک کو درست بتائیے ؟

(۱۶) کیا ایسا تو نہیں کہ گمشدگی ہار کا واقعہ صرف آیت تیمم کو اپنی طرف منسوب کرنے کی خاطر تراش لیا گیا ہو ؟

---

۳۱ ۔ جلد دوم کتاب الجہاد صفحہ ۵۶ حدیث ۱۴۲

عبید اللہ ابن عبدالرحمٰن عن عائشۃ قالت کان النبیؐ اذا اراد ان یخرج اقرع بین نسائہ فایتھن یخرج سھمھا خرج بھا معہ فاقرع بیننا فی غزوۃ

غزاها فخرج سہمی فخرجت مع النبیؐ بعد ما انزل الحجاب۔

ترجمہ:۔ عبیداللہ ابن عبدالرحمٰن ام المومنین عائشہ کی حدیث سے بیان کرتا ہے کہ جب کبھی سرور کونینؐ سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج میں قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے ایک جنگ میں آپ نے قرعہ اندازی کی تو میرا نام نکلا چنانچہ میں آپ کے ساتھ گئی جبکہ پردہ کا حکم آچکا تھا۔

اوراب

قذف یا واقعہ افکؓ

ا۔ یہ کل نو احادیث ہیں۔ جن کے راوی حسب ذیل ہیں۔

(۱) عبیداللہ ابن عتبہ (۲) عتبہ ابن مسعود (۳) عبیداللہ ابن عبداللہ
(۴) مسروقؒ ابن اجدعؒ (۵) عروہ ابن زبیر (۶) ہشام ابن عروہ
(۷) ابن ابی ملیکہ (۸) عبیداللہ ابن عبدالرحمٰن

ب۔ ان نو احادیث میں سے چار احادیث مفصل ہیں جو حسب ذیل راویوں نے نقل کی ہیں۔

(۱) عبداللہ ابن عتبہ (۲) عتبہ ابن مسعود (۳) ہشام ابن عروہ

ج۔ جلد اوّل ۲۴۷۳ کا راوی عبداللہ ابن عتبہ ہے۔

جلد دوم ۳۰۵ اور ۱۸۶۱ کا راوی عبداللہ ابن عتبہ ہے۔

اور جلد دوم ۱۸۶۷ کا راوی ہشام ابن عروہ ہے۔

د۔ باقی کی پانچ احادیث مختصر ہیں جن کے راوی حسب ذیل ہیں۔

جلد دوم ص ۱۹۰۱ عبیداللہ ابن عبداللہ سے منقول ہے۔
جلد دوم ص ۱۸۰۲ کا راوی مسروق ابن اجدع ہے۔
جلد دوم ص ۱۸۶۰ اور جلد سوم ص ۲۲۲۵ کا راوی عروہ ابن زبیر ہے
جلد دوم ص ۱۸۶۲ مسروق کی نقل شدہ ہے۔
جلد سوم ص ۱۵۶۸ عبیداللہ ابن عبداللہ سے منقول ہے۔
جلد دوم ص ۱۳۰۹ عمر ابن ملیکہ سے منقول ہے۔

مختصر احادیث:

بعد مطالعہ ان احادیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ یہ احادیث بذات خود مستقل اہمیت کی حامل نہیں ہیں بلکہ مفصل احادیث ہی کے مختلف ٹکڑے ہیں۔ لہٰذا ان احادیث میں فکر کی بجائے مناسب ہوگا اگر مفصل احادیث میں غور کرلیں۔

مشترکہ نکات:

جلد اول ص ۲۴۰۳، جلد دوم ص ۱۳۰۵، جلد دوم ص ۱۸۶۱ اور جلد دوم ص ۱۸۶۷ میں ام المومنین عائشہ کے بیان۔ عبداللہ ابن عتبہ۔ عتبہ ابن مسعود، ہشام ابن عروہ کی روایت اور امام بخاری کے اعتماد اور اندراج کے مطابق ان احادیث کے متفقہ نکات حسب ذیل ہیں۔

(۱) سفر پر جاتے ہوئے سرور کونین کا ازواج میں قرعہ اندازی کرنا اور جس بیوی

کا قرعہ نکلتا اسے ساتھ لے جانا معمول تھا۔

(۲) واقعہ افک میں ام المومنین عائشہ کے نام کا قرعہ نکلا اور سرور کونین بی بی کو ساتھ لے گئے۔

(۳) واقعہ افک حکم پردہ آچکنے کے بعد پیش آیا۔

(۴) ام المومنین عائشہ کو عماری ہی میں اونٹ پر سوار کر دیا جاتا تھا اور عماری ہی میں اونٹ سے اتارا جاتا تھا۔

(۵) واقعہ افک جس جنگ میں پیش آیا اس جنگ کا نام اور انجام معلوم نہیں

(۶) واقعہ افک جنگ سے فراغت کے بعد واپسی پر مدینہ کے قریب پیش آیا۔

(۷) جب قافلہ کو کوچ کا حکم دیا گیا اس وقت بی بی رفع حاجت کیلئے روانہ ہوئی

(۸) رفع حاجت سے واپسی پر بی بی نے ہار سنبھالا جو نہیں تھا اور بی بی نے اسے تلاش کرنا ضروری سمجھا۔

(۹) بی بی کی عماری اٹھانے والوں نے یہ دیکھے بغیر کہ بی بی موجود ہے یا نہیں عماری اٹھا کر اونٹ پر رکھ لی اور اونٹ اٹھا کر چل دیئے۔

(۱۰) اس زمانہ میں کم خوری کی بدولت عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔

(۱۱) بی بی بالکل نوخیز لڑکی تھی۔

(۱۲) قافلہ جا چکنے کے بعد بی بی کو ہار مل گیا۔

(۱۳) جب ہار تلاش کر کے بی بی واپس پلٹی تو قافلہ جا چکا تھا۔

(۱۴) بی بی اپنی قیام گاہ پر آکر بیٹھی، نیند نے غلبہ کیا اور بی بی سو گئی۔

(۱۵) صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی نے پردہ سے قبل بی بی کو دیکھا ہوا تھا۔

(۱۶) صفوان مذکور شامل لشکر نہیں تھا بلکہ لشکر سے پیچھے رہ گیا تھا۔

(۱۷) صفوان نے کسی سونے والے کو دیکھ کر اونٹ کا رخ موڑا اور بی بی کے

قریب اونٹ بٹھایا۔

(۱۸) اونٹ بٹھانے کی آواز سے بی بی بیدار ہوگئی۔

(۱۹) سرور کونین کو بی بی کی عدم موجودگی کا علم قافلہ اتر جانے کے باوجود بھی نہ ہوا

(۲۰) صفوان نے اونٹ بٹھایا۔ بی بی سوار ہوگئی۔ قافلہ اترا ہوا تھا اور صفوان بی بی کو لے کر پہنچ گیا۔

(۲۱) جب بی بی قافلہ میں پہنچ گئی اور اہل لشکر کو علم ہوا تو ان میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں اور نتیجہ قذف نکلا۔

(۲۲) سفر سے واپسی کے فوراً بعد بی بی ایک ماہ تک بیمار رہی۔

(۲۳) سرور کونین نے بی بی کی اس بیماری میں وہ دلچسپی نہ لی جو پہلے ایام مرض میں لیا کرتے تھے۔

(۲۴) بی بی کو ام مسطح کے ذریعہ واقعۂ افک کا پتہ چلا۔

(۲۵) بی بی نے سرور کونین سے والدین کے گھر جانے کی اجازت مانگی۔ سرور کونین نے اجازت دے دی اور بی بی میکے چلی گئی۔ مقصد یہ تھا کہ حقیقت کی مزید توضیح معلوم کی جا سکے۔

(۲۶) بی بی نے والدہ سے واقعہ پوچھا تو اس نے کہا جس بیوی کی سوکنیں ہوں اسے ایسے واقعات سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیے۔

(۲۷) بی بی نے دو دن ایک رات روتے اور جاگتے ہوئے گزار دی۔

(۲۸) سرور کونین کو بذریعہ وحی اس واقعہ سے متعلق کوئی حکم موصول نہ ہوا۔

(۲۹) ایک ماہ گزر جانے کے بعد آپ نے علی ابن ابی طالب اور اسامہ ابن زید سے مشورہ کیا کہ بیوی کو طلاق دے دوں یا نہ دوں؟

(۳۰) اسامہ ابن زید نے اپنے معلومات اور ابوبکر سے تعلقات کی بنیاد پر بی بی

کی نیکی کی شہادت دی۔

(۳۱) علی ابن ابی طالب نے فرمایا کہ اللہ نے آپ کو عورتوں کے سلسلہ میں پابند نہیں کیا اور بی بی کے علاوہ عورتیں دوسری بھی ہیں۔ ویسے آپ بی بی کی کنیز بریرہ سے حقیقت حال دریافت کرلیں۔

(۳۲) سرور کونین نے بریرہ سے پوچھا تو بریرہ نے بھی بی بی کی صفائی پیش کی۔

(۳۳) اسامہ ابن زید، علی ابن ابی طالب اور بریرہ سے مشورہ اور تفتیش سے فارغ ہو کر سرور کونین منبر پر تشریف لائے اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ جن لوگوں نے مجھے میری بیوی کے سلسلہ میں اذیت پہنچائی ہے مجھے ان سے نجات دلاؤ کیونکہ مجھے اپنی بیوی کے نیکی کے سوا کوئی بات معلوم نہیں ہو سکی۔

(۳۴) سعد ابن معاذ نے کہا کہ اگر قبیلہ اوس سے ہے تو ہم ابھی گردن اڑاتے ہیں اور اگر بنی خزرج سے ہے تو آپ حکم دیں بجا لائیں گے۔

(۳۵) سعد بن عبادہ نے سعد ابن معاذ کو جواب دیا کہ اگر بنی خزرج سے ہوا تو تمہیں اسے قتل کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

(۳۶) اسید ابن حضیر نے اٹھ کر سعد ابن عبادہ کو جھوٹا کہہ کر منافقین کا طرفدار بتایا

(۳۷) بنی اوس و خزرج دوپا ہو گئے تو تکرار شروع ہو گئی اور خطرۂ جنگ رونما ہونے لگا۔

(۳۸) سرور کونین نے دونوں کو ٹھنڈا کیا اور جھگڑا مزید نہ بڑھا۔

(۳۹) کثرت گریہ سے بی بی کو جگر پھٹنے جیسا گمان ہونے لگا۔

(۴۰) بی بی کے والدین بی بی کے قریب آ کر بیٹھ گئے۔

(۴۱) ایک انصاری عورت بھی بی بی سے اجازت لے کر آئی اور بی بی کے قریب

بیٹھ کر بی بی کے غم میں رونے لگی۔

(۴۲) یہ افراد بیٹھے ہوئے ہیں کہ سرورِ کونین تشریف لائے اور بی بی کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حالانکہ اس واقعہ کے بعد اور اس دن سے پہلے آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔

(۴۳) آپ بی بی سے فرماتے ہیں کہ میں نے اس طرح سنا ہے اگر تو بے گناہ ہے تو اللہ تجھے بے گناہ بتا دے گا اور اگر تو نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو بارگاہ خالق میں اعتراف جرم کر کے توبہ کر، اللہ معاف کر دے گا۔

(۴۴) بی بی نے باری باری والدین سے کہا کہ آپ میری طرف سے جواب دیں لیکن دونوں نے انکار کر دیا۔

(۴۵) اس واقعہ تک بی بی نے کوئی اتنا زیادہ قرآن نہیں پڑھا تھا۔ البتہ سورہ یوسف نازل ہو چکی تھی۔

(۴۶) بی بی نے خود یوں جواب دیا کہ آپ لوگ یہ واقعہ سن کر اس کی حقیقت ہونے کا یقین کر چکے ہیں لہذا میرا اقرار جرم آپ کے لئے باعث تسکین ہو گا لیکن غلط ہو گا اور انکار جرم آپ کے لئے قابل قبول نہیں ہو گا جو حقیقت کے عین مطابق ہو گا۔

(۴۷) میں صرف حضرت یوسف کے باپ کا جملہ دہرا سکتی ہوں کہ اچھا صبر ہے اور تمہاری باتوں میں اللہ سے مدد کی درخواست ہے۔

(۴۸) اتنا کہہ کر بی بی نے رخ موڑ لیا اور بستر پر دراز ہو گئیں۔

(۴۹) ابھی تک یہی کیفیت تھی کہ سرورِ کونینؐ پر وحی ہوئی اور آپ نے بی بی کو بی بی کی برائت کا مژدہ سنایا۔

(۵۰) بی بی۔۔۔ بی بی کی والدہ نے سرورِ کونینؐ کے قدم چھونے کو کہا۔ بی بی

نے انکار کر دیا۔

(۵۱) مسطح کو ابو بکر قرابت اور غربت کی بدولت کچھ وظیفہ دیتے تھے جو انہوں نے بند کر دیا۔

(۵۲) ذات احدیت نے بند نہ کرنے کا فرمان بھیجا اور ابو بکر نے دوبارہ شروع کر دیا۔

(۵۳) سرورِ کونین نے دیگر ازواج میں سے صرف زینب بنت جحش سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا اگرچہ زینب بنت جحش کی بی بی سے بنتی نہ تھی لیکن زینب نے بی بی کی برأت کی شہادت دی۔

(۵۴) ام المومنین زینب بنت جحش کی بہن حمنہ بنت جحش اصحاب افک میں تا آخر شامل رہی۔

نگاہِ فکر:

مناسب ہوگا اگر ان مشترکہ نکات میں غور کر لیں تاکہ طوالت بیان اکتاہٹ کا سبب نہ بن جائے۔

(۱) بی بی نے نامعلوم وجوہ کی بنا پر یہ نہیں بتایا کہ جس جنگ سے واپسی پر یہ اندوہناک واقعہ پیش آیا وہ کونسی جنگ تھی اور اس جنگ کا انجام کیا ہوا تھا۔ فتح یا شکست؟

(۲) جب قافلہ کو حکم کوچ مل گیا اور بی بی رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئی تو بی بی نے سرورِ کونینؐ یا کسی کنیز وغیرہ کو کیوں نہ بتایا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

(۳) ایک طرف ہار کی تلاش تھی اور دوسری طرف قافلہ کے چلے جانے کا امکان تھا بی بی نے جستجوئے ہار کو ضروری کیوں سمجھا اور اگر اتنا ضروری ہی تھا تو آکر سرور کونینؐ کو اطلاع کیوں نہ دی تاکہ گزشتہ احادیث ہار کی طرح یا قافلہ رک جاتا اور یا سرور کونین دو چار صحابہ کو جستجوئے ہار پر مامور کر دیتے ؟

(۴) بی بی کی بیان کردہ توجیہہ کے مطابق عورتیں اتنی ہلکی پھلکی ہوتی تھیں کہ عماری اٹھانے والوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس میں کوئی نہیں ہے۔ اگر یہ درست بھی ہو تو پورے راستہ میں سرور کونینؐ بھی گویا بی بی کے محمل کے قریب نہیں آئے اور نہ ہی دوسری فرود گاہ پر اترنے کے بعد سرور کونینؐ یا حضرت ابوبکر نے یہ پتہ کیا کہ عماری میں کوئی ہے یا نہیں حیرت انگیز معاملہ ہے ؟

(۵) یہ صفوان ابن معطل کون ہے لشکر سے پیچھے کیوں رہ گیا تھا۔ سرور کونین کی اجازت سے تھا یا اپنی مرضی سے ؟

(۶) جب سرور کونینؐ نے بی بی کی عیادت میں پہلی سی دلچسپی نہ لی تو بی بی نے اس کی وجہ پوچھنے کی کوشش کیوں نہ کی ؟

(۷) والدین کے گھر جاکر بی بی کے وسائل میں کیا اضافہ ہوا۔ کیا ایسی باتوں کی اطلاعات بی بی کے والدین کے ہاں جلدی اور مفصل ملنے کے وسائل زیادہ تھے اگر زیادہ تھے تو کس بنا پر اور اگر زیادہ نہ تھے تو والدین کے گھر جانے کا فائدہ کیا ہوا ؟

(۸) بیماری کے ایک ماہ کے دوران بی بی کے والدین نے بی بی کی عیادت نہیں کی۔ اگر کی ہوتی تو بی بی اس کا ذکر ضروری کرتی۔ آخر کیا وجہ ہو سکتی

ہے۔ نہ باپ آئے اور نہ ہی ماں ؟

(۹) بی بی کی والدہ نے واقعہ افک کا ذمہ دار سوکنوں کو قرار دیا ہے حالانکہ پورے واقعہ میں کسی سوکن کا نام نہیں ملتا۔ اگر ام المومنین زینب بنت جحش کا نام آیا بھی ہے تو بی بی نے خود لیا ہے اور وہ بھی اپنی صفائی میں۔ پھر یہ کونسی امہات المومنین تھیں جن کی مذموم کوششوں نے واقعہ افک کو جنم دیا۔ نہ تو بی بی نے خود بتایا ہے اور نہ ہی بی بی کی والدہ نے کسی کا نام بتایا ہے کیا وجہ ہے ؟

(۱۰) سرورِ کونین نے جب اسامہ بن زید اور علی ابن ابی طالب کو مشورے کے لئے بلایا تو اس میں حضرت عمر کو کیوں نہ بلایا۔ اس پورے واقعہ میں حضرت عمر کا کہیں بھی نام نہیں ہے کیا یہ ایسی جنگ تھی جس میں حضرت عمر سرے سے شریک ہی نہ تھے۔ اگر شریک تھے تو اول سے لے کر آخر واقعہ تک حضرت عمر کیوں غائب ہیں، نہ سرورِ کونین مشورے میں بلاتے ہیں نہ وہ خود حضرت ابوبکر کے پاس آتے ہیں نہ مسجد میں ان کی آواز ہے نہ اوس و خزرج کی تو تکار میں وہ موجود ہیں۔ نہ بی بی کو تسلی دینے کے لئے آئے ہیں۔ بقول والدۂ بی بی کہ یہ سوکنوں کا کیا دھرا ہے کہیں ام المومنین حفصہ اور حضرت عمر ہی واقعہ افک کے تانے بانے میں مرکزی کردار تو ادا نہیں کر رہے ؟

(۱۱) جب سرورِ کونین نے امت مسلمہ سے اپیل کی کہ مجھے واقعہ افک کے بانی افراد سے نجات دلاؤ تو مسلمانوں میں سے کسی نے بھی سرورِ کونینؐ کی اپیل پر کان دھرنے کی بجائے تو تکار کا ماحول کیوں پیدا کر لیا قبائلی عصبیت کی فضا پیدا کر کے واقعہ افک کے بانی افراد کو چھپانے کی

کوشش کیوں کی گئی ؟

(۱۲) اندازہ یہی ہوتا ہے کہ سرورِ کونین اپیل کرنے کو تو کر بیٹھے لیکن جب دیکھا کہ معاملہ قبائلی عصبیت کا رنگ اختیار کرنے لگا ہے تو آپ کو واقعہ افک بھول گیا اور دوسرے دردِ سر کا علاج کرنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہیں خاموش کرالیا تو دوبارہ اس بات کا نام نہیں لیا۔

(۱۳) بقول بی بی کے کہ وہ والدین کے گھر میں مصروفِ گریہ ہیں اسی دوران سرورِ کونینؐ اسامہ ابن زید، علی ابن ابی طالب اور بریرہ سے مشورہ و تفتیش کرتے ہیں پھر مسجد میں خطبہ دیتے ہیں اوس و خزرج کی لڑائی روکتے ہیں۔ یہ واقعات بی بی کو کس نے بتائے ہیں۔ بی بی خود اپنے گھر نہیں ہیں۔ والدین کے گھر ان حالات کی اطلاع کیسے ملتی رہی۔ بی بی نے اطلاع دینے والے کسی مرد یا عورت کا نام نہیں لیا۔

(۱۴) ذیل کی دو باتیں ایسی ہیں۔ جن کا آپس میں کوئی جوڑ نظر نہیں آتا۔

۱۔ اسامہ ابن زید۔ علی ابن ابی طالب اور بریرہ سے مشورہ اور تفتیش کے بعد سرورِ کونینؐ مسجد میں منبر پر فرماتے ہیں کہ: بخدا میں اپنی بیوی میں کوئی برائی نہیں دیکھتا اور جس مرد کا کہا گیا ہے وہ کبھی تنہا میرے گھر نہیں گیا۔ گویا سرورِ کونینؐ کو یقین ہے کہ بی بی بیگناہ ہے۔

۲۔ جب آپ ابوبکر کے گھر آکر بی بی کے پاس بیٹھتے ہیں تو فرماتے ہیں۔ ہم نے ایسی ایسی بات سنی ہے اگر تو بے گناہ ہے تو اللہ تجھے بیگناہ ثابت کرے گا اور اگر تو نے ارتکاب گناہ کیا ہے تو توبہ کر۔

گویا مسجد میں آپ کو بی بی کی بے گناہی کا یقین تھا لیکن سسرال پہنچنے کے بعد آپ کا یقین متزلزل ہوگیا اور آپ شک میں پڑ گئے کہ کہیں

بی بی نے کیا تو نہیں ـــــ اگر خدانخواستہ (نعوذ باللہ من ذلک) بی بی اعتراف گناہ کر لیتیں تو سرور کونین ؐ کی اس قسم کا کیا بنتا۔ جو آپ نے مسجد میں بی بی کی بے گناہی کے سلسلہ میں بر سر منبر کھائی تھی ؟

(۱۵) اس واقعہ افک کو نشر ہوئے ایک ماہ سے اوپر کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن مدینہ میں سے کوئی مہاجر و انصار عورت بی بی کے پاس نہیں آئی۔ جب بی بی سسرال میں دوسرے دن بیٹھی رو رہی ہیں تو ایک انصاری عورت اجازت لے کر آتی ہے اور کوئی بات کئے بغیر بی بی کے ساتھ بیٹھ کر مصروف گریہ ہو جاتی ہے۔ شومئی قسمت کہ بی بی نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ یہ انصاری عورت کون ہے ؟ کس کی ماں ہے ؟ کس کی بہن ہے ؟ کس کی بیٹی ہے یا کس کی بیوی ہے ؟

(۱۶) بی بی نے حضرت یعقوب کی بجائے ، یوسف کا باپ کہا ہے خدا جانے اس کی کیا وجہ ہو ؟

(۱۷) بی بی کے والدین نے سرور کونین ؐ کے سامنے اپنی بیٹی کی بے گناہی کا نام نہیں لیا۔ بیٹی کی خواہش اور درخواست کے باوجود بھی والدین خاموش ہی رہے خدا معلوم کیا وجہ تھی ۔ حالانکہ فطرت اور محبت اولاد کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ خود سرور کونین ؐ کے سامنے کچھ نہ کچھ کہتے ۔ لیکن خاموش ہیں ۔ کیوں ؟

(۱۸) یہ تو مسلمہ ہے کہ جن لوگوں نے واقعہ افک تراشا وہ مسلمانوں میں شامل کافر تھے ۔ جنہیں اصطلاح قرآن میں منافق کہا جاتا ہے ۔ ایسے لوگوں کی نشاندہی اور امت مسلمہ کو ان کی سرگرمیوں سے باخبر رکھنے کی خاطر اتنے ناموں کی فہرست ضروری تھی اور واقعہ افک میں ملوث ایک

دو تو نہیں ہوں گے بلکہ پوری جماعت ہو گی ۔

یہ بھی یقینی ہے کہ اور کسی کو ان افراد کا علم ہو یا نہ ہو۔ام المومنین عائشہ کی زیر کی اور سمجھ بوجھ کو دیکھتے ہوئے یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ بی بی نے ان کے نام ضرور تلاشش کئے ہوں گے اور بی بی کو وہ فہرست معلوم ہو گی ۔ بی بی کے علاوہ دوسرے افراد بھی ایسے ہوں گے جنہیں ان اسلام دشمن افراد کا علم ہو گا۔

بنا بریں بی بی یا دوسرے مسلمانوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہم قسمت کے ماروں کو کم ازکم واقعہ افک تراشنے والے منافقوں سے تو آگاہ کر دیتے اور بتا دیتے کہ سرور کونین ؐ کے زمانہ میں انہوں نے یہ کیا اور آپ کے بعد ان کی سرگرمیاں یہ تھیں ۔ آخر ایسا کس مصلحت کی بنا پر کیا گیا ہے ؟

(۱۹) ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ سرور کونین کے بعد واقعہ افک کے بانی افراد خلافت راشدہ سے منسلک رہے یا کہیں اور چلے گئے ؟

مختلف نکات :

متحدہ اور مشترکہ نکات دیکھنے کے لئے مناسب ہو گا اگر یہ بھی دیکھ لیں کہ ان روایات افک میں اختلافی نکات کہاں کہاں ہیں اور کیا کیا ہیں ۔تاکہ تکرار حدیث کا جھاڑو نہ پھیرا جاسکے ۔

(۱) جلد اول حدیث ۲۴۷۳ میں صفوان ابن معطل کے اونٹ بٹھانے کے بعد بی بی سوار ہو جاتی ہے پردے وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں جبکہ جلد دوم

۱۳۰۵ میں صفوان کے بی بی کو پہچان لینے کے بعد بی بی اپنے منہ پر نقاب ڈال لیتی ہے۔ جلد دوم ۱۸۹۱ میں منہ پر نقاب ڈالنے کے علاوہ قسم کے ساتھ یہ فقرہ بھی ہے کہ بخدا میں نے صفوان کی زبان سے اونٹ بٹھانے کی آواز کے علاوہ کوئی دوسری بات نہ سنی اور نہ ہی صفوان نے مجھ سے کوئی بات کی۔

(۲) جلد اول ۲۴۷۳ میں واقعہ افک کا بانی عبداللہ ابن ابی ابن سلول اور مسطح ابن اثاثہ صرف یہی دو بتائے گئے ہیں جبکہ جلد دوم ۱۳۰۵ میں ان کے ساتھ حسان ابن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔

(۳) جلد اول ۲۴۷۳ میں صرف ام مسطح بتایا گیا ہے جبکہ جلد دوم ۱۳۰۵ میں ام مسطح اور مسطح دونوں کا شجرۂ نسب بھی بتایا گیا ہے جو یوں ہے۔ ام مسطح کا باپ عبدالمطلب کا بیٹا ابورہم تھا۔ گویا ام مسطح سرورِ کونین ؐ کی چچازاد تھی اور ام مسطح کی ماں صخرا ابن عامر کی بیٹی اور ابوبکر کی خالہ تھی گویا ام مسطح ابوبکر کی خالہ زاد بہن تھی۔

(۴) حدیث ۱۳۰۵ میں مسطح کا شجرہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے۔ مسطح ابن اثاثہ ابن عباد ابن عبدالمطلب۔

(۵) حدیث ۲۴۷۳ میں بی بی نے بتایا ہے کہ جب سے واقعہ افک ہوا اس کے بعد سرورِ کونین پر سلسلہ وحی قطعی طور پر بند ہو گیا۔ جبکہ دیگر احادیث میں بی بی نے وضاحت کر دی ہے کہ سلسلہ وحی میرے معاملہ میں بند ہوا تھا۔ ویسے احکام الٰہیہ کا سلسلہ جاری رہا۔

(۶) جلد دوم ۱۸۶۷ میں ام مسطح کو تین مرتبہ ٹھوکر لگی اور ہر مرتبہ ام مسطح نے

مسطح پر لعنت ہو۔ کہا اور بی بی نے ہر مرتبہ ٹوکا۔ لیکن دیگر احادیث میں صرف ایک مرتبہ ٹھوکر لگنے کا ذکر ہے۔

(۷) جلد دوم ص ۱۸۶۷ میں دیگر احادیث کی نسبت ایک اور بات جو مختلف ہے وہ یہ ہے۔ دیگر احادیث میں بی بی میکے آگئیں اور ماں سے واقعہ کے متعلق گفتگو کی لیکن مذکورہ حدیث میں بی بی پوری تفصیل بتاتی ہے کہ ابو بکر اوپر والے مکان میں مصروف تلاوت تھے جبکہ بی بی نے ماں سے گفتگو کی اور رونے لگیں تو ابو بکر نے گریہ کی آواز سنی۔ نیچے اترا اور پوچھا کیا بات ہے۔ بی بی کی ماں نے بتایا تو ابو بکر بھی رو پڑے اور کہا کہ واپس چلی جاؤ۔

(۸) دیگر احادیث میں سرور کونین نے بی بی کی کنیز بریرہ سے بی بی کے والدین کے گھر تفتیش کی اور آپ تنہا تھے جبکہ زیر نظر حدیث میں سرور کونینؐ نے بی بی کی کنیز سے اپنے ہی گھر میں پوچھا اور آپ تنہا نہ تھے بلکہ آپ کے ساتھ اصحاب بھی تھے اور کسی صحابی نے بی بی کی کنیز پر رعب بھی جھاڑا کہ سچ سچ بتا کیا بات تھی؟

کاش بی بی اس رعب جھاڑنے والے صحابی کا نام ہی بتا دیتیں۔ ویسے صاحبان عقل اور تاریخ دان حضرات تو جان ہی لیں گے۔ کہ سرور کونینؐ کی موجودگی میں ایسی عادتیں کون کرتا تھا اور یہ بے باکانہ جسارت کس میں تھی۔ یہ تو واضح ہے کہ یہ واقعہ حکم پردہ کے بعد نازل ہوا۔ اسس سے ہر صحابی تو آ نہیں سکتا تھا صرف

وہی صحابہ ہی آتے ہوں گے۔ جن کا رشتہ
ہو گا اگر بی بی بزبان خود اس کا نام بتا دیتیں
تو ذرا اچھا ہوتا۔

(۹) دیگر احادیث میں بی بی کے والدین اپنے ہی گھر میں بی بی کے پاس بیٹھتے تھے جبکہ زیر نظر حدیث میں بی بی کے والدین بھی سرور کونینؐ ہی کے گھر بی بی کے دائیں بائیں بیٹھے ہوتے ہیں۔

(۱۰) دیگر احادیث میں بی بی نے صرف اتنا بتانے پر اکتفا کی کہ جب برات آگئی تو میری ماں نے کہا کہ اٹھ سرور کونینؐ کی طرف تو بی بی نے انکار کر دیا۔ لیکن اس حدیث میں بی بی نے وجہ بھی بتا دی کہ میں غصہ میں بھری ہوئی تھی اس لئے انکار کر دیا۔

(۱۱) دیگر احادیث میں صرف ماں کا بتایا ہے کہ ماں نے کہا لیکن اس حدیث میں کہنے والی اکیلی ماں نہیں بلکہ والدین یعنی ماں اور باپ دونوں ہیں

(۱۲) اس حدیث میں حسان ابن ثابت کو بھی اصحاب افک سے شمار کیا گیا ہے۔

فیصلہ:

اب یہ فیصلہ تو قارئین ہی کریں گے کہ قذف عائشہ کا قائل کون ہے۔ راقم الحروف نے بخاری شریف سے تمام احادیث جمع کر دی ہیں جن کا اس واقعہ سے تعلق تھا۔ جلد نمبر، صفحہ نمبر اور حدیث نمبر بھی ساتھ دیا ہے اگر کوئی حوالہ غلط نکلے تو راقم الحروف ہر تعزیر کے

لئے تیار ہے۔

اب ذرا اتنی تفصیل تو درکنار اس تفصیل کا عشر عشیر بھی اگر شیعہ لٹریچر میں مل جائے تو بھی شیعہ مستحق سزا ہوں گے ــــــ ویسے مقام افسوس ہے کہ ان راویوں کو یہ احادیث نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا ان کے بغیر بی بی کی زندگی نامکمل تھی؟ اگر راویوں نے نقل کر بھی دی تھیں تو امام بخاری کو اپنی صحیح میں درج کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

جہاں تک میں سمجھتا ہوں ــــــ اگرچہ یہ احادیث صحیح بخاری میں درج ہیں۔ اس کے راوی امام بخاری کی نگاہ میں قابل اعتماد ہیں تمام احادیث بی بی کی اپنی بیان کردہ ہیں ــــــ ان میں سے کوئی حدیث نہ تو صحیح ہے اور نہ درست۔ بلکہ ناموس سرور کونین کو داغدار کرنے کی مکروہ سازش ہے جس میں تمام وہ افراد شریک ہیں۔ جن کے قلم اور زبان نے ان احادیث کو نشر کیا ہے۔

اگر یہ اصرار کیا جائے کہ یہ احادیث غلط نہیں ہیں اور درست ہیں۔ ان احادیث سے بی بی کی برأت ثابت ہوتی ہے تو گزارش یہ ہے کہ

ایسی برأت کا کیا فائدہ جو داغدار کرنے کے بعد حاصل ہو۔ سفید کپڑا داغ لگ جانے کے بعد کتنا ہی دھویا جائے اس میں پہلے کی سی چمک نہیں آتی۔

اگر اسی برأت کو بہانہ بنا کر آیۂ تطہیر کا ہار بی بی کے گلے میں فٹ کیا جائے تو یہ احمقانہ دوستی ہوگی اور اس سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ جنگ جمل میں۔ لا تبرجن تبرج الجاهلية

الاولی کی کھلی مخالفت اور نظام مصطفیٰ بزبان زوجہ با صفا جلد اوّل میں سنہری فیصلہ کے زیر عنوان بی بی کی وصیت کہ مجھے روضۂ رسولؐ میں دفن نہ کیا جائے نفی تطہیر کی واضح اور غیر مبہم دلیلیں ہیں۔
کیا ہی اچھا ہوتا اگر ان احادیث کو سرے سے درج ہی نہ کیا جاتا۔

بخاری شریف ! سے اتنی مفصل احادیث جو خود بی بی ہی کی نقل کردہ ہیں پڑھ لینے کے بعد شیعوں کو مورد الزام ٹھیرانا اور یہ کہنا کہ شیعہ قذف عائشہ کے قائل نہیں کیا یہ دھاندلی اور غنڈہ گردی نہیں

میرے دوستو! شیعہ مسلمہ معتقدات سے ہے کہ زوجۂ نبی منافقہ ہو سکتی ہے، کافرہ ہو سکتی ہے لیکن بد کردار نہیں ہو سکتی۔ اللہ ناموس انبیاء کا محافظ ہوتا ہے۔ اگر اس پر بھی اعتبار نہ آئے تو آئیے ہماری آواز میں آواز ملائیے۔ ہم شیعہ بیک زبان ام المومنین عائشہ پر بدکاری کی تہمت لگانے والوں پر لعنت کرتے ہیں۔ جو بھی تھے ان پر لعنت۔ آپ بھی کہہ دیجئے۔ قذف عائشہ کرنے والوں پر لعنت!

سرورِ کونینؐ
اور
دُخترِ نبیؐ

کُل چار احادیث

جلد دوم	کتاب المغازی حدیث ۱۰۵۶ راوی عروہ
جلد دوم	کتاب الانبیاء حدیث ۸۲۷ راوی مسروق
جلد سوم	کتاب الاستیذان حدیث ۱۲۰۲ راوی مسروق
جلد دوم	کتاب الانبیاء حدیث ۹۱۰ عروہ

۳۲۔ جلد دوم کتاب المغازی صفحہ ۶۹۶ حدیث نمبر ۱۵۵۶

عروہ عن عائشۃ قالت دعا النبیؐ فاطمۃ فی شکواہ الذی قبض فیہ فسارھا بشیٔ فبکت ثم دعاھا فسارھا بشیٔ فضحکت فسالنا عن ذلک فقالت سارنی النبیؐ انہ یقبض فی وجعہ الذی توفی فیہ فبکیت ثم سارنی فاخبرنی انی اول اھلہ یتبعہ فضحکت۔

ترجمہ: عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے اپنے مرض وفات میں اپنی دختر جناب فاطمہ کو بلایا اور اس سے سرگوشی کی جس پر آپ رو پڑیں۔ پھر بلایا اور سرگوشی کی جس سے آپ ہنسنے لگیں۔ ہمارے پوچھنے پر دختر نبی نے بتایا کہ پہلی مرتبہ سرور کونینؐ نے مجھے بتایا کہ میں اسی بیماری میں دنیا سے چلا جاؤں گا۔ میں نے رو دیا۔ دوسری مرتبہ آپ نے بتایا کہ میرے اہل بیت میں تو سب سے پہلے مجھ سے آملیگی تو میں ہنس دی۔

۳۳۔ جلد دوم کتاب الانبیاء صفحہ ۳۶۸ حدیث نمبر ۸۲۰

مسروق عن عائشۃ قالت اقبلت فاطمۃ تمشی کان مشیتھا مشی النبیؐ قال النبیؐ مرحبًا با بنتی فاجلسھا عن یمینہ او عن شمالہ ثم اسر الیھا حدیثًا فبکیت فقلت لھا لم تبکین ثم اسر الیھا حدیثًا فضحکت فقلت ما رأیت کالیوم فرحًا اقرب عن حزن فسالتھا

عماقال - فقالت ماکنت لافشی سر رسول اللہ حتٰی قبض النبیؐ فسالتھا فقالت اسر الی ان جبریل کان یعارضنی القراٰن کل سنتہ مرۃ و انہ عارضنی العام مرتین ولا اراہ الاحضر اجلی و انک اول اھلبیتی لحاقًا بی فبکیت فقال اما ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنتہ اونساء العالمین فضحکت لذالک -

ترجمہ: مسروق ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ دختر نبی فاطمہ آئی بالکل سرور کونینؐ کی طرح چل رہی تھی۔ سرور کونینؐ نے کہا خوش آمدید بیٹی۔ پھر اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا اور سرگوشی کی۔ جس پر آپ رونے لگیں۔ میں نے کہا کیوں رو رہی ہو، آپ نے پھر سرگوشی کی تو ہنسنے لگیں میں نے کہا غم کے بعد خوشی اتنی جلدی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات تھی تو کہنے لگیں کہ میں راز نبی کو ظاہر نہیں کروں گی۔ سرور کونینؐ کے بعد میں نے پوچھا تو بتایا کہ پہلی مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ جبریل ہر سال ایک مرتبہ قرآن لاتا تھا اور اس سال دو مرتبہ قرآن لایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میرا وقت آپہنچا ہے اور تو میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھے آملیگی میں رو پڑی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو اہل جنت۔ یا کائنات کی عورتوں کی سردار ہو تو میں مسکرا دی۔

عن مسروق حدثتنی عائشة قالت انا کنا ازواج
النبیؐ عنده جمیعًا لم تغادر منا واحدة فاقبلت فاطمة
علیها السلام تمشی لا واللّٰہ ما تخفی مشیتها من
مشیته رسولؐ اللّٰہ فلما رأها رحب قال مرحبًا بابنتی
ثم اجلسها عن یمینه او عن شماله ثم سارها فبکت
بکاء شدیدًا فلما رای حزنها سارها الثانیة
اذا ھی تضحک فقلت لها انا من بین نسائه -
خصک رسول اللّٰہ بالسر من بیننا ثم انت تبکین
فلما قام رسول اللّٰہ سالتها عما سالک قالت ماکنت
لافشی علی رسول اللّٰہ سره فلما توفی قلت لها
عزمت علیک بمالی علیک من الحق لما اخبرتنی
قالت اما الآن فنعم - فاخبرتنی قالت اما حین
سارنی فی الامر الاول فانه اخبرنی انه جبریل
کان یعارضه بالقرآن کل سنة مرة وانه قد
عارضنی به العام مرتین ولا اری الاجل الا قد
اقترب فاتقی اللّٰہ واصبری فانی نعم السلف انا
لک قالت فبکیت بکائی الذی رأیت فلما رأی جزعی
سارنی الثانیة قال یا فاطمة الا ترضین ان تکونی
سیدة نساء المومنین او سیدة نساء هذه
الامة -

ترجمہ:۔ مسروق ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرورکونین کی تمام ازواج آپ کے پاس موجود تھیں کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی۔ کہ فاطمہ بنت رسول آئی بخدا اس کی رفتار رفتار رسول سے ذرہ بھر مختلف نہ تھی۔ آپ نے فرمایا خوش آمدید بیٹی۔ اور اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا۔ پھر آپ نے جناب فاطمہ سے سرگوشی کی۔ جس پر آپ دھاڑیں مار کر رونے لگیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے دوسری مرتبہ سرگوشی کی۔ جس سے فاطمہ مسکرا دی۔ تمام ازواج میں سے صرف میں نے کہا کہ سرورکونینؐ نے ہم سب کو چھوڑ کر آپ کو اپنے راز کے لئے مخصوص کیا اور آپ روتی ہیں۔ جب سرورکونینؐ باہر چلے گئے تو میں نے دختر رسولؐ سے وہ بات پوچھی جس پر اس نے کہا میں راز رسولؐ کو ظاہر نہیں کروں گی۔ سرورکونینؐ کی وفات کے بعد میں نے کہا۔ تجھے میرے حق کا واسطہ وہ بات بتا دیں۔ آپ نے کہا اب کوئی حرج نہیں پھر فرمایا کہ پہلی مرتبہ سرورکونینؐ نے فرمایا کہ جبریل ہر سال قرآن ایک مرتبہ لاتا تھا اور اس سال دو مرتبہ لایا ہے گویا میرا وقت قریب ہے صبر کئے رہنا میں تیرا بہترین پیش خیمہ ہوں۔ جس پر میں رو دی جب آپ نے مجھے روتے دیکھا تو دوسری مرتبہ فرمایا کیا تجھے منظور نہیں کہ تو نسائے مومنین یا نسائے امت کی سردار ہو۔

۳۵۔ جلد دوم کتاب الانبیاء صـ ۴۰۸ حدیث نمبر ۹۱۰

عروۃ عن عائشۃ قالت دعا النبیؐ فاطمۃ ابنتہ

فی شکواہ الذی قبض فیہا فسارھا بشیئ فبکت

ثم دعاها فسارها فضحکت قالت سالتها عن ذلك فقالت سارنی النبیؐ فاخبرنی انه یقبض فی وجعه الذی توفی فیه فبکیت ثم سارنی فاخبرنی انی اول اهلبیته اتبعه فضحکت ۔

ترجمہ، عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے اپنے مرض وفات میں اپنی بیٹی فاطمہ کو بلایا اور اس سے سرگوشی کی تو وہ رونے لگی۔ پھر دوسری مرتبہ بلایا اور سرگوشی کی تو مسکرانے لگی میں نے پوچھا تو جناب فاطمہ نے بتایا کہ پہلی مرتبہ سرگوشی میں آپ نے بتایا کہ میں اسی بیماری میں دنیا سے رخصت ہو جاؤنگا۔ جس پر میں رونے لگی اور دوسری مرتبہ بلا کر فرمایا کہ میرے اہل بیت میں تو سب سے پہلے مجھے آملے گی تو میں مسکرا دی۔

جائزہ :

(۱) جلد دوم ۹۱۰ اور جلد دوم ۱۵۵۹ کا راوی عروہ ابن زبیر بی بی کا بھانجا ہے

(۲) جلد دوم ۸۲۷ اور جلد سوم ۱۲۱۴ کا راوی مسروق ہے

(۳) عروہ کی دونوں احادیث میں سرور کونین آخری مرض میں اپنی دختر جناب فاطمہ کو ام المومنین عائشہ کی موجودگی میں دو مرتبہ بلاتے ہیں اور بی بی کی موجودگی کے باوجود جناب فاطمہ سے دو مرتبہ سرگوشی کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ جناب فاطمہ رو دیتی ہیں اور دوسری مرتبہ مسکرا دیتی ہیں۔ ام المومنین وفات رسول کے بعد دختر نبی سے وہ بات پوچھتی ہیں اور دختر رسولؐ

بتاتی ہیں کہ

پہلی مرتبہ سرورِ کونین نے مجھے بتایا کہ یہ میرا اس دنیا میں آخری مرض ہے اور اسی مرض میں میں رخصت ہو جاؤں گا۔ اس خبر نے مجھے رلا دیا۔ دوسری مرتبہ آپ نے بتایا کہ میرے اہل بیت میں سے تو سب سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو کر میرے پاس آئے گی اس بات نے مجھے ہنسا دیا۔

(۴) مسروق کی جلد دوم ۸۲۷ میں دختر رسول کو بلایا نہیں گیا بلکہ جناب فاطمہ خود آئی اور اس وقت سرورِ کونین کے پاس صرف ام المومنین عائشہ موجود تھی۔

جبکہ جلد سوم ۱۲۱۴ میں دختر نبی جناب فاطمہ آئی تو خود لیکن سرورِ کونین کے پاس تنہا بی بی عائشہ نہیں تھی بلکہ تمام ازواج نبی تشریف فرما تھیں

دونوں احادیث کے مطابق دختر رسول جناب فاطمہ کا انداز رفتار۔ رفتار سرورِ کونین سے مختلف نہ تھا۔

(۵) مسروق کی دونوں احادیث میں سرورِ کونین اپنی دختر جناب فاطمہ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اپنے دائیں یا بائیں بٹھا کر اسی وقت دو مرتبہ سرگوشی کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ دختر نبی جناب فاطمہ رو دیتی ہے اور دوسری مرتبہ مسکرا دیتی ہے۔

(۶) جلد دوم ۸۲۷ میں دختر رسول جناب فاطمہ کے رونے اور مسکرانے پر ام المومنین یوں تبصرہ فرماتی ہیں۔

میں نے غم کے بعد اتنی جلدی مسرت کا اظہار آج کے سوا کبھی نہیں دیکھا۔

جبکہ جلد سوم ص ۱۲۱۴ میں دختر رسول جناب فاطمہ کے رونے پر ام المومنین کہتی ہے کہ اپنی ازواج کے ہوتے ہوئے اور ان کی موجودگی میں سرور کونین ؐ نے آپ کو ہمراز بنایا ہے اور آپ روتی ہیں۔

(۷) مسروق کی دونوں احادیث ام المومنین عائشہ دختر رسول جناب فاطمہ سے وہ بات پوچھتی ہے جو سرور کونین ؐ نے بتائی ہے تو دختر رسول یہ جواب دیتی ہے۔

میں سرور کونین ؐ کے راز کو ظاہر نہیں کرتی۔

(۸) سرور کونین ؐ کی وفات کے بعد ام المومنین عائشہ اپنے حق کا واسطہ دیکر وہ بات پوچھتی ہیں تو دختر رسول جناب فاطمہ نے فرمایا: کہ اب چونکہ وہ راز نہیں رہا اس لئے بتائے دیتی ہوں۔

(۹) مسروق کی دونوں احادیث کے مطابق سرگوشی میں کی جانے والی پہلی بات جس پر دختر رسول جناب فاطمہ نے رو دیا تھا۔ وہ متفقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ

میں اپنے اسی مرض میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ کیونکہ قبل ازیں جبریل ؑ ہر سال میں ایک مرتبہ قرآن لاتا تھا اور اس سال دو مرتبہ قرآن لایا ہے —— اور میرے اہل بیت میں سے تو سب سے پہلے مجھ سے آکر ملے گی۔ یعنی اس دنیا سے تو بہت جلد رخصت ہونے والی ہے۔

لیکن جس بات پر دختر رسول مسکراتی ہیں وہ مسروق کی دونوں احادیث

میں مختلف ہے۔

جلد دوم ص۸۲۷ میں

اما ترضین ان تکونی	کیا تجھے یہ منظور نہیں کہ تو
سیدۃ نساء اھل الجنۃ	نسائے اہل جنت یا نسائے عالمین
او نساء العالمین	کی سردار ہو۔

جلد سوم ص۱۲۱۴

ألا ترضین ان تکونی	کیا تجھے یہ منظور نہیں کہ تو نسائے
سیدۃ نساء المومنین	مومنین یا اس امت کی تمام
او سیدۃ نساء ھذہ الامۃ	عورتوں کی سردار ہو۔

ام المومنین کی غیر مبہم شہادت

ان چار احادیث میں غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ:۔

ا۔ دختر رسول جناب ام الحسنین فاطمہ ہی ہمراز سرور کونین ہیں۔

ب۔ دختر رسول جناب فاطمہ ہی سرور کونین کی رفتار میں آپ کی شبیہہ تھیں

ج۔ تمام ازواج کی موجودگی کے باوجود سرور کونین نے راز کی بات صرف جدۂ سادات جناب فاطمہ سے کی۔

د۔ دختر رسول جناب فاطمہ امینہ اسرار نبوت تھیں۔

ہ۔ سرور کونین عالم الغیب تھے۔ بقول ام المومنین سرور کونینؐ نے دو پیش گوئیاں کیں۔

(۱) میری زندگی کا آخری مرض ہے اور اسی مرض میں رخصت ہو جاؤنگا۔

(۲) میرے اہل بیت میں سے میری فاطمہ بیٹی سب سے پہلے مجھ سے آکر

یہ خیال رہے: کہ

سرورِ کونینؐ فرما رہے ہیں کہ مجھ سے
آکر ملے گی ۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس دنیا
سے رخصت ہو گی ۔

اگر یہ احادیث درست ہیں اور یقیناً درست
ہیں تو سرورِ کونینؐ کا مقام جنت ہی ہوگا
اور آپ سے آپ کی بیٹی جنت ہی
میں جا ملی ہونگی ۔

جب دخترِ رسول جنت میں سرورِ کونین
سے جا ملیں ہوں گی تو انہوں نے ضرور
پوچھا ہوگا کہ میرے بعد کیسے گزری ؟

دخترِ رسول نے جنازہ سے لے کر گریہ سے
منع تک تمام واقعات ایک ایک کر کے
سنائے ہوں گے ۔

اور بتایا ہوگا کہ

ا ۔ کس طرح آپ کے ترکہ پر قبضہ کر کے مجھے محروم کیا گیا ؟

ب ۔ کس طرح مجھے میراث انبیاء کی احادیث سنائی گئیں ۔ اور
کس طرح حکم قرآن کی مخالفت کی گئی ؟

ج ۔ کس طرح میرے دروازے کو آگ لگانے کی دھمکیاں دی
گئیں ؟

د۔ کس طرح آپ کے حامی و ناصر اور باب مدینۃ العلم کو بیعت کے لئے مجبور کیا گیا؟

ہ۔ کس طرح سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کی کھچڑی پکائی گئی؟

ز۔ دختر رسولؐ نے یہ بھی پوچھا ہو گا کہ :۔

ابا جان! اگر انبیاء کا متروکہ مال ان کے وارثوں کو نہیں ملتا اور انبیاء کے وارث محروم المیراث ہوتے ہیں تو کم از کم مجھے اس آخری وقت ہی میں بتا دیتے کہ بیٹی خیال رکھنا میرے بعد میری جائیداد کی تو وارث نہیں ہو گی۔

آپ نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ میری زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ یہ بھی بتا دیا تھا کہ تو اہل بیت میں سے سب سے پہلے میرے پاس آئے گی۔ لیکن یہ تو نہیں بتایا تھا کہ تو میری وارث بھی نہیں ہو گی۔

کاش بابا جان! خاتم الانبیاء ہوتے ہوئے۔ آپ نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ سرگوشی کر کے دوسری باتیں بتا دیں اور وہ بات جس سے میری زندگی وابستہ تھی نہ بتائی۔

بابا جان! اگر آپ مجھے بتا دیتے تو نہ میں جائیداد کا سوال لے کر جاتی اور نہ مجھے آپ کے منبر کے روبرو بھرے دربار میں بے علم کہا جاتا۔

اعلان عام

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت
عیسیٰؑ تک تاریخ اسلام میں کوئی
ایسا نبی پیش کیا جائے۔ جس کے
ترکہ سے اس کی اولاد محروم
رہی ہو۔

طالب حق کو دنیا میں دو کتابیں کافی ہیں
(۱) اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے
(۲) رسول اللہ کی کتاب وہ بخاری ہے۔

عقیلی

دارِ فانی سے رخصت

کل سولہ احادیث:۔

جلد دوم کتاب التفسیر حدیث ۱۲۹۹ راوی عروہ
جلد اول کتاب الجنائز حدیث ۱۲۹۹ ؍؍
جلد دوم کتاب الوصایا حدیث ۱۴ راوی سوؔ
جلد دوم کتاب الجہاد حدیث ۳۴۲ ابن ابی ملیکہ
جلد دوم کتاب الجہاد حدیث ۳۴۱ عتبہ ابن مسعود
جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۵۰۱ سعید ابن مسیب
جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۵۲۵ عبداللہ ابن زبیر
جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۳۶۵ قاسم

جلد سوم کتاب المرضیٰ حدیث ۶۳۴ عباد ابن عبداللہ
جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۵۶۰ عروہ
جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۵۶۱ ؍؍
جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۵۶۲ ؍؍
جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۵۶۲ ؍؍
جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۲۰۱ ہشام
جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۵۶۶ اسود
جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۵۶۱ ذکوان

۲۶۔ جلد دوم　　کتاب التفسیر　　صد ۶۴۲　　حدیث ۱۶۹۹

عروہ عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ یقول
ما من بنی یمرض الاخیر بین الدنیا والآخرۃ وکان
شکواہ الذی قبض فیہ اخذتہ بحۃ شدیدۃ فسمعتہ
یقول مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین
والشھداء والصالحین فعلمت انہ خیر۔

ترجمہ۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین فرمایا
کرتے تھے کہ جب کوئی نبی بیمار ہوتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت
میں اختیار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ سرور کونینؐ مرض الموت میں جب مبتلا
بشدت ہوئے تو میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا: ان لوگوں کے
ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ جو نبی۔ صدیق شہدار اور صالحین
تھے۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔

۲۷۔ جلد اول　　کتاب الجنائز　　صد ۵۲۲　　حدیث ۱۲۴۹

عروہ عن عائشۃ قالت ان کان رسول اللہ لیتعذر فی
مرضہ این انا الیوم این انا غداً استبطاءً لیوم
عائشۃ فلما کان یومی قبضہ اللہ بین سحری و
نحری و دفن فی بیتی۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
مرض الموت میں معذرت کے طور پر فرماتے کہ میں آج کہاں ہوں۔
کل کہاں ہوں گا۔ بی بی عائشہ کی باری کو بہت دور سمجھتے تھے جب

میری باری کا دن آیا تو اللہ نے آپ کو اٹھا لیا اس حالت میں کہ آپ میرے پہلو اور سینہ کے بیچ میں تھے اور میرے گھر میں دفن ہوئے۔

۳۸۔ جلد دوم کتاب الوصایا صفحہ ۴۰ حدیث ۱۴

عن الاسود قال ذکروا عند عائشۃ ان علیا کان وصیا فقالت متی اوصی الیہ وقد کنت مسندتہ الی صدری او قالت حجری فدعا بالطست فلقد انخنثت فی حجری فما شعرت انہ قد مات فمتی اوصی الیہ۔

ترجمہ:۔ اسود سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ کے سامنے لوگوں نے کہا کہ حضرت علی وصی رسول اللہ تھے انہوں نے کہا کہ آپ نے کب وصیت کی۔ میں آپ کو اپنے سینہ یا گود سے تکیہ لگائے بیٹھی تھی۔ آپ نے پانی کا طشت مانگا اور میری گود میں جھک گئے۔ مجھے معلوم بھی نہ ہوا کہ آپ پردہ فرما گئے۔ بتاؤ آپ نے انہیں کب وصیت کی۔

۳۹۔ جلد دوم کتاب الجہاد صفحہ ۱۲۶ حدیث ۳۴۲

ابن ابی ملیکہ قال قالت عائشۃ توفی النبیؐ فی بیتی وفی نوبتی وبین سحری ونحری وجمع اللہ بین ریقی وریقہ۔ قالت دخل عبدالرحمن بسواک فضعف النبیؐ فاخذتہ فمضغتہ ثم

ستته به -

ترجمہ :- ابن ابی ملیکہ نے ام المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے میرے گھر میں ۔ میری باری میں ۔ میرے سینہ اور گردن کے درمیان وفات پائی ۔ اللہ نے میرے اور ان کے لعاب دہن کو بھی جمع کر دیا (بات یہ ہے) عبدالرحمٰن ایک مسواک لائے ۔ جسے سرورِ کونینؐ نہ چبا سکے تو میں نے چبا کر اس سے آپ کی مسواک کی ۔

۴۰۔ جلد دوم کتاب الجہاد ص ۱۹۶ حدیث نمبر ۲۴۱

عتبه ابن مسعود ان عائشة قالت لما ثقل رسول الله استاذن ازواجه ان يمرض فى بيتى فاذن له -

ترجمہ :- عتبہ ابن مسعود ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب سرورِ کونینؐ کا مرض شدت پکڑ گیا تو آپ نے ازواج سے میرے گھر میں علاج معالجہ کی اجازت مانگی اور ازواج کی طرف سے آپ کو اجازت مل گئی ۔

۴۱۔ جلد دوم کتاب المغازی ص ۶۰۲ حدیث نمبر ۱۵۸۱

سعيد ابن المسيب فى رجال من اهل العلم ان عائشة قالت كان النبىؐ يقول وهو صحيح انه لم يقبض نبى حتى يرى مقعده من الجنة ثم يخير فلما نزل به وراسه على فخذى غشى عليه ثم افاق فاشخص بصره الى سقف البيت ثم

قال اللھم الرفیق الاعلیٰ فقلت اذن لا یختارنا
فعرفت انه الحدیث الذی کان یحدثنا وھو
صحیح قالت فکانت آخر کلمته تکلم بها اللھم
الرفیق الاعلیٰ۔

ترجمہ :۔ سعید ابن مسیب نے کئی معزز افراد کی موجودگی میں ام المومنین عائشہ سے سنا کہ سرورِ کونین ؐ ایام تندرستی میں فرمایا کرتے تھے۔ کوئی نبی اس وقت تک دنیا سے نہیں جاتا۔ جب تک جنت میں اپنا مقام دیکھ نہ لے۔ پھر نبی کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے جب سرور کونین مبتلائے مرض ہوئے آپ کا سر میرے زانو پر تھا۔ آپ کو غش آیا۔ جب افاقہ ہوا تو منہ چھت کی طرف کیا اور کہا۔ اے اللہ رفیق اعلیٰ سے۔ تو میں سمجھ گئی کہ اب آپ ہم سے اکتا گئے ہیں اور یہ وہی بات ہے جو ایام صحت میں آپ ہم سے فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے زندگی کے آخری لمحہ میں جو آخری بات کی وہ یہ تھی۔

"اے اللہ رفیق اعلیٰ کے ساتھ"

۴۲۔ جلد دوم　　　کتاب المغازی　　　صفحہ ۹۹۰　　　حدیث ۱۵۶۵

عبداللہ ابن الزبیر ان عائشة : خبرته انها سمعت
النبیؐ واصغت الیه قبل ان یموت وھو مسند الی
ظھره یقول اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق۔

ترجمہ :۔ عبداللہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے

ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب آنحضرت کی وفات کا وقت قریب آگیا تو آنحضرت مجھ سے تکیہ لگائے ہوئے تھے تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے۔ اے اللہ مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ اور بلند رفیقوں سے ملا۔

۴۳۔ جلد سوم　　　کتاب المرضیٰ　　　صفحہ ۲۶۲　　　حدیث ۶۳۴

عباد ابن عبداللہ ابن الزبیر قال سمعت عائشۃ قالت سمعت النبیؐ وھو مستند الی یقول اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق۔

ترجمہ:۔ عباد ابن عبداللہ ابن زبیر کہتا ہے کہ میں نے ام المومنین عائشہ سے سنا کہ سرور کونینؐ سے اس وقت سنا جب وہ مجھ سے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ اے اللہ مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما اور بلند رفیقوں سے ملا۔

۴۴۔ جلد دوم　　　کتاب المغازی　　　صفحہ ۶۹۷　　　حدیث ۱۵۲۰

عروۃ عن عائشۃ قالت کنت اسمع انہ لایموت نبی حتی یخیر بین الدنیا والاخرۃ فسمعت النبی یقول فی مرضہ الذی مات فیہ واخذتہ بحۃ یقول مع الذین انعم اللہ علیھم۔ الآیۃ

ترجمہ:۔ عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے آنحضرت سے سنا تھا کہ نبی کو اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے تو وہ

اس جہان میں رہے اور چاہے تو آخرت کے قیام کو پسند کرے
چنانچہ میں نے قریب وفات کہ آپ آیت : مع الذین انعم
اللہ علیہم ۔ تلاوت فرما رہے تھے ۔

۴۵۔ جلد دوم کتاب المغازی صـ ۶۹۷ حدیث نـ ۱۵۶۱

عروۃ عن عائشۃ قالت لما مرض النبیؐ المرض
الذی مات فیہ جعل یقول ۔ فی الرفیق الاعلیٰ ۔
ترجمہ :۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت
جب اس مرض میں بیمار ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی ۔ تو
آپ فرما رہے تھے ۔ فی الرفیق الاعلیٰ ۔

۴۶۔ جلد دوم کتاب المغازی صـ ۶۹۷ حدیث نـ ۱۵۶۲

عروۃ ابن الزبیران عائشۃ قالت کان رسول اللہ
وھو صحیح یقول انہ لم یقبض نبی قط حتی یری
مقعدہ من الجنۃ ثم یحیا او یخیر ۔ فلما اشتکی و
حضرہ القبض و راسہ علی فخذ عائشۃ غشی علیہ
فلما افاق شخص بصرہ نحو سقف البیت ثم قال
اللھم فی الرفیق الاعلیٰ فقلت اذن لا یجاورنا
فعرفت انہ حدیثہ الذی کان یحدثنا ھو صحیح
ترجمہ : عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت
نے ایک دفعہ تندرستی کی حالت میں فرمایا تھا کہ کوئی نبی اس وقت

تک انتقال نہیں کرتا جبتک جنت میں اس کی جگہ اسے دکھائی نہیں
جاتی پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے تو دنیا میں رہے
اور چاہے تو آخرت کو پسند کرے آنحضرت جب بیمار ہوئے
اور وقت قریب آیا تو ان کو غش آگیا اور فرمایا۔ اللّٰھم فی
الرفیق الاعلی۔ میں کہنے لگی اب آپ ہم میں رہنا پسند نہیں
کرتے اور معلوم ہو گیا کہ آپ نے جو بات تندرستی کے زمانہ میں فرمائی
تھی وہ پوری ہو رہی ہے۔

۴۷۔ جلد دوم کتاب المغازی صد ۲۰۲ حدیث ۱۵۶۲

عروۃ اخبرنی ابی عن عائشۃ ان رسول اللہ کان
یسأل فی مرضہ الذی مات فیہ یقول این انا غدا این
انا غدا یرید یوم عائشۃ فاذن لہ ازواجہ یکون
حیث شاء فکان فی بیت عائشۃ حتی مات عندھا
قالت عائشۃ فمات فی الیوم الذی کان یدور
علی فی بیتی فقبضہ اللہ وان رأسہ لبین سحری
ونحری وخالط ریقہ ریقی ثم قالت دخل عبدالرحمن
ابن ابی بکر ومعہ سواک یستن بہ فنظر الیہ رسول
اللہ فقلت لہ اعطنی ھذا السواک یا عبدالرحمن
فاعطانیہ فقضمتہ ثم مضغتہ فاعطیتہ رسول اللہ
فاستن بہ وھو مستند الی صدری۔

ترجمہ: عروہ اپنے والد سے وہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ اپنے مرض الموت میں بار بار دریافت فرماتے کہ: این انا غداً - این انا غداً - یعنی کل میں کہاں ہوں گا۔ مطلب آپکا یہ تھا کہ ام المومنین عائشہ کی باری کب آئے گی؟ یہ کیفیت دیکھ کر آپ کی بیویوں نے اجازت دیدی کہ آپ جہاں مناسب سمجھیں قیام فرمائیں چنانچہ آپ تا وفات میرے ہی گھر میں رہے اور جب وفات ہوئی تو وہ میری ہی باری کا دن تھا اور اللہ نے اس آخر وقت میں میرے لعاب دہن سے آپ کا لعاب دہن بھی شامل کر دیا۔ بات یہ ہوئی۔ کہ عبدالرحمٰن ایک ہری مسواک لئے ہوئے داخل ہوئے تو آنحضرت نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے کہا اے عبدالرحمٰن یہ مسواک مجھے دے دیجیئے اس نے مسواک مجھے دے دی۔ میں نے اس سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے اسے نرم کیا اور پھر رسول اللہ کو دیدی تو آپ نے میرے سینہ سے تکیہ لگائے مسواک فرمائی۔

۴۸۔ جلد سوم کتاب النکاح صفحہ ۱۱۹ حدیث ۲۰۱

(قال) هشام ابن عروة اخبرنی ابی عن عائشة ان رسول الله كان يسأل فی مرضه الذی مات فيه - این انا غداً این انا غداً - يريد يوم عائشة فاذن له ازواجه يكون حيث شاء فكان فی بيت عائشة حتى مات عندها قالت عائشة فمات فی اليوم الذی كان يدور علی فيه فی بيتی فقبضه الله و ان رأسه لبين نحری و سحری وخالط ريقه ريقی۔

ترجمہ: ہشام اپنے والد عروہ سے روایت کرتا ہے اور عروہ نے ام المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت اپنے مرض وفات میں اپنی بیویوں سے پوچھتے تھے کہ کل میں کہاں قیام کروں گا۔ اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ ام المومنین عائشہ کا دن کب آئے گا۔ اس پر آپ کی تمام بیویوں نے اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں آپ نے میرے پاس قیام فرمایا اور میرے ہی پاس آپ کا وصال ہوا جس وقت روح مبارک جدا ہوئی۔ آپ کا سر مبارک میرے سینہ اور گلے کے درمیان تھا اور آپ کا لعاب دہن میرے لعاب دہن سے ملا ہوا تھا۔

۴۹۔ جلد دوم کتاب المغازی صفحہ ۵۰ حدیث ۱۵۷۷

عن الاسود قال ذکر عند عائشة ان النبی اوصی الی علی فقالت من قاله لقد رأیت النبی وانی لمسندته الی صدری فدعا بالطست فانخنث فمات فما شعرت فکیف اوصی الی علی۔

ترجمہ:۔ اسود ابن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ کے سامنے کسی نے یہ بات کہی کہ حضور نے حضرت علیؑ کو اپنے بعد اپنا جانشین اور وصی بنایا تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ کون کہتا ہے میں تو خود موجود تھی آنحضرت میرے سینہ سے تکیہ لگائے تھے آپ نے کلی کرنے کے لئے طشت فرمایا۔ پھر آپ انتقال کر گئے اور مجھے بھی معلوم نہ ہو سکا۔ پھر علیؑ کو کب وصی اور جانشین بنایا۔

جائزہ :

ا۔ کل چودہ احادیث ہیں۔

ب۔ سات احادیث کا راوی ام المومنین عائشہ کا عزیز بھانجا عروہ ابن زبیر ہے

ج۔ دو احادیث اسود نے نقل کی ہیں۔

د۔ ایک حدیث ابن ابی ملیکہ نے روایت کی ہے۔

ہ۔ ایک حدیث کا راوی عتبہ ابن مسعود ہے۔

و۔ ایک حدیث سعید ابن مسیب کی نقل کردہ ہے۔

ز۔ ایک حدیث عبداللہ ابن زبیر نے نقل کی ہے۔

ح۔ ایک حدیث عبادہ ابن عبداللہ سے مروی ہے۔

ط۔ اسود کی دونوں احادیث کا تعلق اس بات سے ہے کہ کچھ لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ سرور کونین نے علی ابن ابی طالب کو اپنا وصی بنایا تھا۔ حالانکہ قطعی غلط ہے۔ آپ کا انتقال ایسی حالت میں ہوا کہ میں بھی سمجھ نہ پائی۔ پھر وصیت کب کی؟

ی۔ چار احادیث میں ام المومنین عائشہ نے بتایا ہے کہ سرور کونین ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو اس دنیا چھوڑنے سے قبل۔ دنیا چھوڑنے یا نہ چھوڑنے کا اختیار دیا جاتا ہے اور یہی اختیار آپ کو بھی دیا گیا۔ اور جونہی آپ نے۔ اللہ سے رفیق اعلیٰ کی دعا مانگی۔ میں سمجھ گئی کہ اب آخری سفر کی تیاری ہے۔

ان احادیث میں سے تین احادیث کا راوی عروہ ابن زبیر ہے

اور ایک حدیث سعید ابن مسیب سے منقول ہے۔

ث۔ چار احادیث میں ام المومنین نے بتایا ہے کہ سرور کونینؐ مرض کے آخری ایام میں اتنے بے خبر ہو گئے تھے کہ آپ کو علم نہ رہتا تھا کہ میں کسی بی بی کے گھر میں ہوں اور کل کس کی باری ہو گی۔

اس پوچھنے سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ میری باری کب آئے گی بعض میں تو یہ بتایا ہے کہ آپ نے خود اپنی ازواج سے اجازت مانگی کہ مجھے عائشہ کے گھر رہنے کی اجازت دے دو اور بعض میں خود ازواجؓ نے آپ کے شوق اور بے چینی کو دیکھ کر گزارش کر دی کہ آپ جہاں پسند کریں انہیں ہماری طرف سے کوئی پابندی نہیں۔

پھر سرور کونین کی وفات اسی دن ہوئی جو میری اپنی باری کا دن تھا اور اسی پر بی بی فخر کرتی ہیں۔

ل۔ تین احادیث میں بی بی عائشہ نے انتہائی فخر سے تین خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔

(۱) آپ کی وفات میری باری اور میرے گھر میں ہوئی۔

(۲) آپ کی وفات میری گردن اور سینہ کے درمیان سر رکھے ہوئے ہوئی۔

(۳) اللہ نے میرے اور سرور کونینؐ کے لعاب دہن کو آپس میں یکجا کر دیا۔

یعنی آپ نے آخری وقت بی بی کے بھائی عبدالرحمن کے ہاتھ میں مسواک دیکھی تو میں نے نگاہ کے انداز سے آپ کا اشتیاق سمجھ لیا۔ چنانچہ عبدالرحمن سے مسواک لے کر اس کا چبایا ہوا حصہ علیحدہ کر کے پھینک دیا اور خود چبا کر سرور کونین کو مسواک کرنے کے لئے دیا۔ یا میں نے اپنے ہاتھوں سے مسواک کرایا۔ چونکہ آپ نے میرا چبایا

ہوا مسواک اپنے منہ میں رکھ لیا اس لئے میرا اور آپ کا لعاب دہن آخری وقت مل گیا۔

۴۔ دو احادیث میں بی بی نے سرور کونین کی صرف دعا کا ذکر کیا ہے کہ آپ نے آخری وقت یہ دعا مانگی۔

چند سوالات :

(۱) حضرت علی کے وصی بنانے کی خصوصیت سے نفی کرنے کا کیا مقصد ہے؟

(۲) کیا یہ ضروری ہے کہ انسان کسی کو دم مرگ وصیت کرے ؟

(۳) کیا یہ ممکن نہیں کہ سرور کونین نے علی ابن ابی طالب کو پہلے سے وصی بنا رکھا ہو ؟

(۴) بی بی نے کسی صحابی کا نام نہیں لیا کہ آخری اور تکلیف دہ وقت میں کوئی یار غار بھی تھا یا نہیں ؟

(۵) بقول ہمارے بھائیوں کے اس کڑے وقت میں مراد رسول عمر صاحب کہاں تھے ؟

(۶) آخر دیگر صحابہ کی نسبت ابوبکر اور عمر کے لئے یہ وقت انتہائی تکلیف دہ تھا کیونکہ جس باپ کی بیٹی بیوہ ہو رہی ہو وہ باپ چین سے نہیں بیٹھتا۔ لیکن بی بی کی کسی روایت میں آپ کو دوسروں کے علاوہ ان دو حضرات کا نام بھی نہیں ملے گا۔ کہیں سقیفہ بنی ساعدہ کی تیاریاں تو نہیں ہو رہی تھیں ؟

(۷) دیگر ازواج کے گھر میں آپ کو کیا تکلیف تھی اور بی بی کے گھر

میں کیا سہولت تھی ؟

(۸) کیا دیگر ازواج بھی بی بی کی طرح سرور کونین کی اپنے گھر میں وفات کو سعادت سمجھتی تھیں ؟

(۹) بی بی کی بتائی گئی کیفیت وفات رسول کو آپ غور سے دیکھیں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب باوفا تو رہے درکنار سرور کونین کے کے پاس تو کسی کی بی بی بھی نہیں ہے اور نہ ہی دیگر ازواج نبی ہیں۔ اور بی بی آپ کے اس آخری وقت میں بالکل یکہ و تنہا ہے۔ آخر کیا ہو گیا تھا؟ دیگر ازواج آتی نہ تھیں یا انہیں آنے نہیں دیا گیا۔ کوئی صحابی آیا نہ تھا یا انہیں آنے سے روک دیا گیا۔

آخر اتنا بڑا محسن اور اتنی بڑی بے کسی و کسمپرسی کہ بوقت آخر یکہ و تنہا نہ کوئی مرد سہارا دینے والا۔ اور نہ کوئی عورت ہاتھ بٹانے والی۔ یہ سب کیسے ہوا اور کیوں ہوا ؟

(۱۰) بی بی کے گھر اور باری کے دن تو وفات رسول چلو بی بی کیلئے موجب سعادت تھی۔ جیسا کہ بی بی خود فرماتی ہے لیکن:

بی بی کا اپنا لعاب دہن مسواک کے ذریعہ سرور کونین کے دہن مبارک میں دیکر یہ فخر کرنا کہ ہمارے لعاب دہن یکجا ہو گئے چہ معنی دارد ؟ کیا بی بی کے پاس دھونے کے لئے پانی نہ تھا ؟ یا اگر پانی تھا تو سرور کونین نے منع فرما دیا تھا ؟

اگر پانی بھی تھا اور سرور کونین نے منع بھی نہیں فرمایا تھا جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے تو کیا کہیں بی بی نے اپنا سر فخر بلند کرنے کی خاطر سرور کونین کی بیماری اور ناچاری سے ناجائز فائدہ تو نہیں اٹھایا ؟

۱۱۔ بھلا بی بی کے لعاب دہن میں کیا سعادت تھی فخر کی بات تو یہ تھی کہ سرور کونین کا لعاب دہن بی بی کے منہ میں آتا۔ اگر بی بی کا لعاب دہن سرور کونین کے دہن مبارک میں چلا گیا۔ تو اس میں کونسی مباہات کی بات ہے؟

۵۰۔ جلد دوم | کتاب المغازی | صفحہ ۶۹۷ | حدیث ۱۵۶۲

قاسم عن ابیہ عن عائشۃ دخل عبد الرحمن ابن ابکر علی النبیؐ وانا مسندتہ الی صدری ومع عبد الرحمن سواک رطب یستن بہ فابدہ رسول اللہ بصرہ فاخذت السواک فقصمتہ ونقضتہ وطیبتہ ثم دفعتہ الی النبیؐ فاستن بہ فما رایت رسول اللہ استن استنانا قط احسن منہ فما عدا ان فرغ رسول اللہ رفع یدہٗ او اصبعہ ثم قال فی الرفیق الاعلیٰ ثلاثاً ثم قضی وکانت تقول مات بین حاقنتی وذاقنتی۔

ترجمہ:۔ قاسم اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ عبدالرحمن ابن ابوبکر سرور کونین کے پاس آیا۔ آپ نے میرے سینہ کا سہارا لے رکھا تھا۔ عبدالرحمن کے پاس تازہ مسواک تھا۔ سرور کونینؐ کافی دیر تک مسواک کو دیکھتے رہے۔ چنانچہ میں نے عبدالرحمن سے مسواک لے لیا۔ اسے توڑا۔ جھاڑا۔ اور صاف کر کے سرور کونین کو دیدیا۔ آپ نے مسواک کیا۔ میں نے کبھی اتنی اچھی طرح آپ کو مسواک کرتے نہیں دیکھا تھا تھوڑی ہی دیر بعد آپ نے ہاتھ یا انگلی بلند کی۔ تین مرتبہ۔ فی الرفیق الاعلیٰ۔

کہا۔ اور چل بسے۔ بی بی کہا کرتی تھی۔ آپ کی وفات میرے گردن اور سینہ سے درمیان ہوئی۔

۵۱۔ جلد دوم کتاب المغازی صفحہ ۱۰۱ حدیث ۱۵۷۱

ذکوان مولیٰ عائشۃ اخبرہ ان عائشۃ کانت تقول ان من نعم اللہ علی ان رسول اللہ توفی فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری وان اللہ جمع بین ریقی وریقہ عند موتہ دخل علی عبد الرحمٰن بیدہ السواک وانا مسندۃ رسول اللہ فرأیتہ ینظر الیہ وعرفت انہ یحب السواک فقلت اخذہ لک فاشار برأسہ ان نعم فتناولتہ فاشتد علیہ وقلت الینہ لک فاشار برأسہ ان نعم فلینتہ وبین یدیہ رکوۃ او علبۃ یشک عمر فیہا ماءٌ فجعل یدخل یدیہ فی الماء فیمسح بہا وجہہ یقول لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات ثم نصب یدہ وجعل یقول فی الرفیق الاعلیٰ۔ حتی قبض ومالت یدہ۔

ترجمہ :۔ ام المومنین عائشہ کا غلام ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ : اللہ کی نعمات سے مجھ پر یہ بھی ایک نعمت ہے کہ سرور کونینؐ کی وفات۔ میرے گھر۔ میری باری اور میرے سینہ اور گردن کے درمیان ہوئی اور اللہ نے میرے لعاب دہن کو سرور کونینؐ کے لعاب دہن سے ملا دیا۔ ہوا یوں کہ عبد الرحمٰن ابن ابو بکر سرور کونینؐ کے پاس

آیا۔ آپ مجھ سے سہارا لیے ہوئے تھے۔ عبدالرحمن کے ہاتھ میں مسواک تھا۔ سرورِ کونین مسواک کو دیکھنے لگے۔ مجھے اندازہ ہوگیا کہ آپ مسواک پسند کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا آپ کے لئے لے لوں؟ آپ نے سر سے ہاں کا اشارہ کیا۔ میں نے عبدالرحمن سے لے لیا۔ آپ کو دشوار پڑا۔ میں نے پوچھا کیا آپ کے لئے نرم کردوں آپ نے سر سے ہاں کا اشارہ کیا۔ میں نے نرم کیا۔ آپ کے سامنے کوزہ یا طشت (شک عمر کو ملے) رکھا تھا۔ جس میں پانی تھا آپ اپنا ہاتھ پانی میں ڈالتے تھے اور کہتے تھے لا الہ الا اللہ سکرات موت بھی کتنے سخت ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے ہاتھ بلند کیا اور کہنے لگے فی الرفیق الاعلیٰ۔ حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی اور ہاتھ جھک گیا۔

جائزہ :

یہ دونوں روایات بھی سابقہ ان دو روایات کی طرح ہیں۔ جن میں عبدالرحمن مسواک کرتا ہوا آتا ہے۔ البتہ ان میں سرورِ کونین کی مسواک سے رغبت کا ذکر بھی ہے اور سکرات موت کا تذکرہ بھی ہے۔

علاوہ ازیں ان میں کھلے لفظوں سے بی بی نے سرورِ کونین کی وفات کو اللہ کی نعمات سے ذکر کیا ہے۔ جب ہم عبدالرحمن ابن ابوبکر کو سرورِ کونین کے پاس آتا دیکھتے ہیں تو وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ عبدالرحمن کس غرض سے آیا ہے، کیونکہ

ا۔ بی بی نے ہلکا سا اشارہ بھی نہیں کیا کہ عبدالرحمن آپ کی عیادت کے لئے

آیا تھا یا کوئی اور مقصد تھا ؟

ب ۔ اگر عیادت کے لئے آیا تھا تو کیا اس نے سرور کونین ؐ سے کوئی بات بھی کی یا نہ کی ؟

ج ۔ اگر کوئی بات کی تو کونسی تھی ؟

د ۔ اگر نہیں کی تو بیٹھ گیا یا واپس چلا گیا ؟

ہ ۔ عبدالرحمٰن کی زندگی میں آپ دیکھیں آپ کو صحاح ستہ میں کہیں ضعیف حدیث بھی ایسی نہ ملے گی جسمیں عبدالرحمٰن نے تمام صحابہ کو چیلنج کر کے کہا ہو کہ میرے سوا کون ہے آپ حضرات میں سے جس نے سرور کونین ؐ کے آخری وقت میں آپ کی زیارت کی یا کوئی بات پوچھی یا سنی ہو ؟

و ۔ کہیں عبدالرحمٰن کی آمد کسی کے اشارہ پر تو نہ تھی ؟

ز ۔ کیا عبدالرحمٰن صرف یہ معلوم کرنے تو نہیں آیا تھا کہ ابھی کتنی دیر باقی ہے ؟ یہ اشتباہ ہمیں اس نکتہ سے ہوتا ہے کہ جب سرور کونین ؐ کا اٹھا یا ہوا ہاتھ جھک گیا اس کے بعد بی بی خاموش ہے ، یہ نہیں بتاتیں کہ عبدالرحمٰن نے سرور کونین کو بعد از وفات بستر پر سلانے میں میری مدد کی یا نہیں ؟

ح ۔ آخر ایسے وقت میں جب ایک نوجوان تنہا عورت ہو اسے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے لیکن عبدالرحمٰن کا کردار بالکل خاموش ہے ۔

ط ۔ یا ممکن ہے بی بی صرف اللہ کی صرف ان نعمات کا تذکرہ کرنا چاہتی ہے جو اللہ نے آپ پر سرور کونین ؐ کی وفات کے سلسلہ میں کیں اور بی بی سرور کونین ؐ کی وفات کے سلسلہ میں اور کوئی بات بتانا ہی مناسب نہیں سمجھتی ۔

طالب حق کے لئے دنیا میں دو کتابیں کافی ہیں

(۱) اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے } عقیلی

(۲) رسول اللہ کی کتاب وہ صحیح بخاری ہے۔
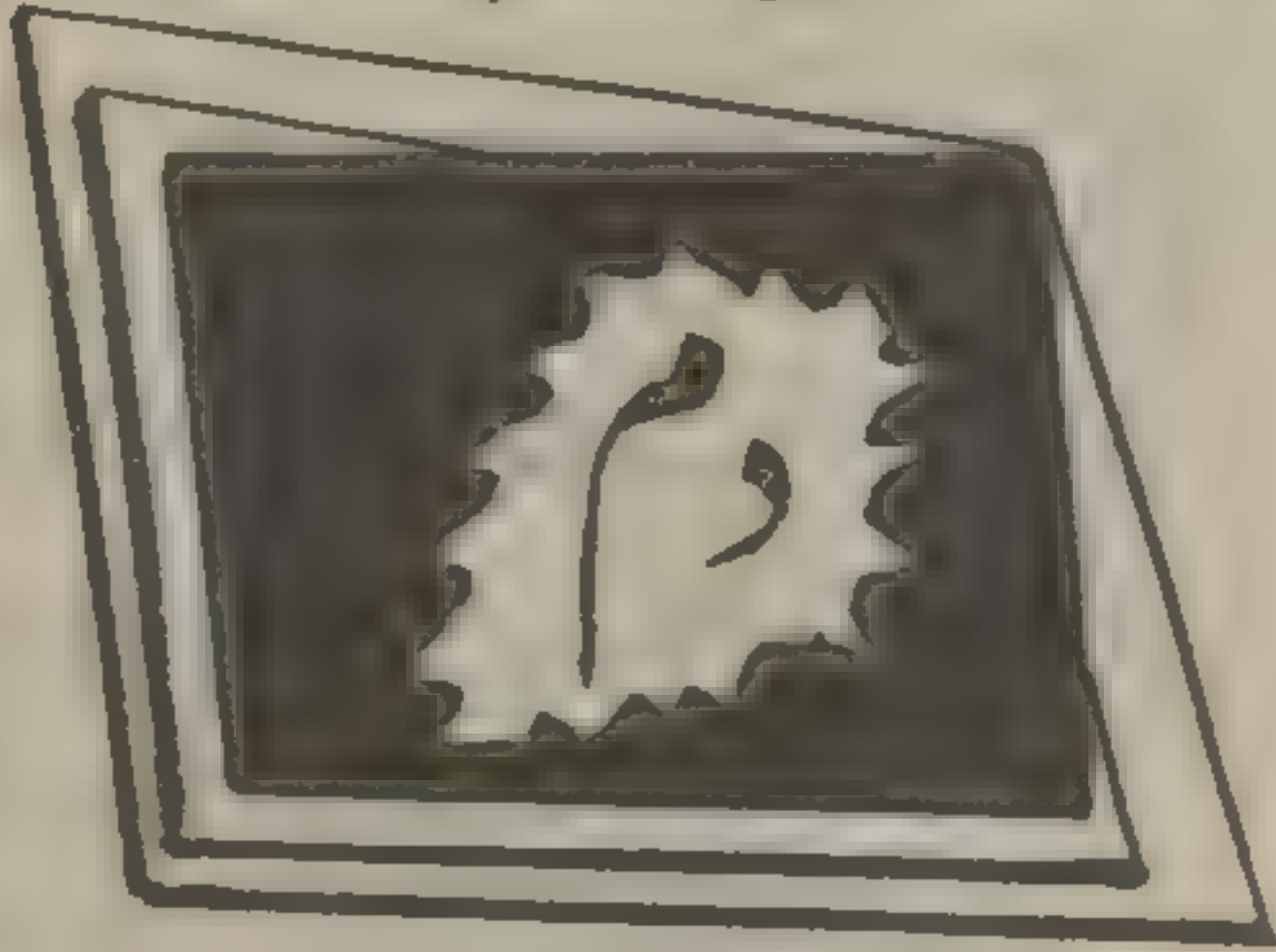
کل بارہ احادیث

جلد سوم کتاب التفسیر حدیث ۸ راوی عروہ

جلد سوم کتاب الطب حدیث ۶۸۶ 〃 〃

جلد سوم کتاب الطب حدیث ۶۸۹ راوی عبداللہ بن شداد

جلد سوم کتاب الطب حدیث ۶۹۲ عبدالرحمن الاسود

جلد سوم کتاب الطب حدیث ۶۹۴ مسروق

جلد سوم کتاب الطب حدیث ۶۹۵ عروہ

جلد سوم کتاب الطب حدیث ۶۹۶ راوی عمرہ

جلد سوم کتاب الطب حدیث ۶۹۷ راوی عمرہ

جلد سوم کتاب الطب حدیث ۶۹۹ راوی عروہ

جلد سوم کتاب الطب حدیث ۷۰۰ راوی مسروق

جلد سوم کتاب الطب حدیث ۷۰۲ راوی عروہ

جلد سوم کتاب التفسیر حدیث ۹ 〃 〃

جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث ۱۵۶۴ راوی عروہ

۵۲ - جلد سوم　　کتاب التفسیر　　صـ ۵۲　　حدیث ۸

عروہ عن عائشۃ ان رسول اللہ کان اذا اشتکی
یقراء علی نفسہ بالمعوذات وینفث فلما اشتد
وجعہ کنت اقراء علیہ وامسح بیدہ رجاء برکتہا۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سرور کونین ؐ
بیمار ہوتے، تو معوذتین پڑھ کر دم کرتے اور آپ کا درد بڑھ گیا۔ تو
انہی سورتوں کو میں آپ پر پڑھتی اور آپ کے ہاتھوں کو آپ پر برکت
کی امید سے پھیرتی تھی۔

---

۵۳ - جلد سوم　　کتاب الطب　　صـ ۲۸۳　　حدیث ۶۸۶

عروہ عن عائشۃ ان النبی کان ینفث علی
نفسہ فی المرض الذی مات فیہ بالمعوذات
فلما ثقل کنت انفث علیہ بھن وامسح بید نفسہ
لبرکتہا فسألت الزھری کیف ینفث قال کان ینفث
علی یدیہ ثم یمسح بھما وجھہ۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین
اپنے مرض وفات میں معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے تھے۔
جب آپ بوجھل ہو گئے تو میں اپنے ہاتھوں پر دم کر کے امید
برکت میں سرور کونین ؐ کے جسم پر پھیرتی تھی۔ میں نے زہری سے
پوچھا کس طرح دم کرتے تھے تو اس نے بتایا کہ ہاتھوں پر دم
کر کے انہیں چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

۵۴ - جلد سوم　　کتاب الطب　　صہ ۲۸۵　　حدیث ۶۸۹

عبد اللہ ابن شداد عن عائشۃ قالت امرنی رسول اللہ او امران یسترقی من العین۔

ترجمہ :- عبداللہ ابن شداد ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین نے مجھے یا علی العموم ہر ایک کو حکم دیا ہے کہ نظر بد سے بچے رہا کرو۔

---

۵۵ - جلد سوم　　کتاب الطب　　صہ ۲۸۶　　حدیث ۶۹۲

عبدالرحمن الاسود عن ابیہ قال سألت عائشۃ عن الرقیہ من الحمۃ فقالت رخص النبی الرقیۃ من کل ذی حمۃ۔

ترجمہ :- عبدالرحمن ابن اسود اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے بی بی سے بخار میں تعویذ کے متعلق پوچھا تو کہا کہ سرور کونین نے ہر بخار والے کو تعویذ کی اجازت دی ہے

---

۵۶ - جلد سوم　　کتاب الطب　　صہ ۲۸۷　　حدیث ۶۹۴

مسروق عن عائشۃ ان النبیؐ کان یعوذ بعض اھلہ یمسح بیدہ الیمنی ویقول اللھم رب الناس اذھب الباس اشفہ انت الشافی ولا شفاء الا شفاءك شفاء لایغادر سقما

ترجمہ :- مسروق ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونینؐ

اپنے بعض اہل بیت پر دائیں سے مسح کرتے اور پڑھتے۔

اللھم رب الناس اذھب	اے لوگوں کے پروردگار اللہ اس سے
الباس اشفہ انت الشافی	مصیبت کو دور فرما اسے شفایاب
ولا شفاء الا شفاءک شفاءً	فرما۔ تیرے سوا کسی کے پاس شفاء
لا یغادر سقماً	نہیں ایسی شفا جس میں کوئی بیماری
	نہ بچے۔

۵۷۔ جلد سوم　　کتاب الطب　　صفحہ ۲۸۷　　حدیث ۶۹۵

عروہ قال اخبرنی ابی عن عائشۃ ان رسول اللہ
کان یرقی ویقول امسح الباس رب الناس
بیدک الشفاء لا کاشف لہ الا انت۔

ترجمہ :- عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ تعویذ دیتے تھے اور فرماتے تھے۔

امسح الباس رب	اے پروردگار انسان تکلیف دور
الناس بیدک الشفاء	فرما تیرے پاس شفاء ہے۔ تیرے
لا کاشف لہ الا انت	سوا کوئی اس تکلیف کو دور
	نہیں کر سکتا۔

۵۸۔ جلد سوم　　کتاب الطب　　صفحہ ۲۸۸　　حدیث ۶۹۶

عمرہ عن عائشۃ ان النبی کان یقول للمریض
بسم اللہ تربۃ ارضنا۔ بریقۃ۔ بعضنا یشفی سقیمنا

باذن ربنا۔

ترجمہ :- عمرہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتی ہے کہ سرورِ کونین بیمار سے فرماتے تھے۔ بسم اللہ تربۃ ارضنا۔ بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا۔

۵۹۔ جلد سوم کتاب الطب صفحہ ۲۸۸ حدیث نمبر ۶۹۷

عمرہ عن عائشۃ قالت کان النبی یقول فی الرقیۃ تربۃ ارضنا و ریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا۔

ترجمہ :- عمرہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتی ہے کہ سرورِ کونین دم میں پڑھا کرتے تھے۔ تربۃ ارضنا۔ وریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا

۶۰۔ جلد سوم کتاب الطب صفحہ ۲۹۰ حدیث نمبر ۶۹۹

عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ اذا آوی وفراشہ نفث فی کفیہ بقل ہو اللہ احد وبالمعوذتین جمیعاً ثم یمسح بہما وجہہ وما بلغت یداہ من جسدہ قالت عائشۃ فلما اشتکی کان یامرنی ان افعل ذلک بہ۔

ترجمہ :- عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونین جب بستر خواب پر تشریف لاتے تو قل ہو اللہ احد

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس مکمل سورتیں پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرتے اور ہاتھوں کو چہرہ اور تمام جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا پھیرتے۔ بی بی کہتی ہے کہ جب آپ بیمار ہوتے تو مجھے حکم کرتے کہ ایسا کروں۔

۶۱۔ جلد سوم — کتاب الطب — صہ ۲۸۹ — حدیث ۵۱۰

مسروق عن عائشة قالت کان النبیؐ یعوذ بعضهم یمسحه بیمینه اذهب الباس رب الناس واشفه انت الشافی لاشفاء الا شفاؤك شفاء لایغادر سقما

ترجمہ:۔ مسروق ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونین اپنے افراد کو دم کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ ان پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے۔

اذهب الباس - رب الناس
واشفه - انت الشافی
لاشفاء الاشفاءك شفاءً
لایغادر سقما۔

۶۲۔ جلد سوم — کتاب الطب — صہ ۲۹۰ — حدیث ۵۰۲

عروه عن عائشة ان النبیؐ کان ینفث علی نفسه فی مرضه الذی قبض فیه بالمعوذات فلما ثقل کنت انا انفث علیه بهن فامسح بید نفسه لبرکتها فسالت ابن شهاب کیف کان ینفث

قال ینفث علی یدیه ثم یمسح بهما وجهه

ترجمہ :- عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورکونینؐ اپنے مرض وفات میں اپنے کو معوذتین سے دم کرتے ۔ جب آپ بوجھل ہو گئے تو میں اپنے ہاتھوں پر معوذتین دم کر کے آپ پر برکت کی امید سے پھیرتی تھیں ۔ میں نے ابن شہاب سے پوچھا کس طرح دم کرتے تھے اس نے بتایا کہ ہاتھوں پر پھونک مار کر کے چہرہ پر پھیرتے تھے ۔

---

۶۳ - جلد سوم کتاب التفسیر صفحہ ۳۲ حدیث ۹

عروة عن عائشة ان النبیؐ کان اذا آوی فراشه کل لیلة جمع کفیه ثم نفث فیهما فقرا فیهما قل هو الله احد - قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم یمسح بهما ما استطاع من جسده یبدأ بهما علی راسه ووجهه وما اقبل من جسده یفعل ذلك ثلاث مرات -

ترجمہ :- عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورکونینؐ جب بستر پر تشریف لاتے ہر رات اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کرتے ان پر دم کرتے پھر قل ھو اللہ احد - قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے اور جتنے تک ہاتھ پہنچتا - تمام جسم پر ہاتھ پھیرتے ابتدا سر سے کرتے اور تین مرتبہ ایسا کرتے ۔

جائزہ :

ا۔ کل بارہ احادیث ہیں جن میں تین کا تعلق تو اس بات سے ہے
کہ سرورِ کونین ایامِ مرض کی ابتدا میں تو خود اپنے کو دم کرتے تھے اور
جب مرض بڑھ گیا تو پھر میں آپکو دم کرتی تھی۔
جبکہ نو احادیث علی العموم تعویذ اور دم کی اجازت سے متعلق ہیں۔

ب۔ چھ احادیث بی بی کے بھانجے عروہ ابن زبیر سے منقول ہیں۔

ج۔ ایک حدیث عبداللہ ابن شداد سے مروی ہے۔

د۔ ایک حدیث عبدالرحمٰن ابن اسود کی روایت ہے۔

ہ۔ دو احادیث مسروق کی روایت کردہ ہیں۔

و۔ دو احادیث عمرہ سے نقل کی گئی ہیں۔

۲۴۔ جلد دوم کتاب الانبیاء صفحہ ۶۹۸ حدیث نمبر ۱۵۶۴

عروہ ان عائشة اخبرته ان رسول الله كان اذا اشتكى نفث على
نفسه بالمعوذات ومسح عنه بيده فلما اشتكى وجعه الذى توفى فيه
طفقت انفث على نفسه بالمعوذات التى كان ينفث وامسح بيد النبى عنه

ترجمہ :۔ عروہ ابن زبیر حضرت عائشہ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان
کیا کہ جب رسول بیمار ہوتے تو آیات اور دعائیں پڑھ کر دم کرتے تھے۔
اور اپنے ہاتھوں پر دم کر کے تمام جسم پر پھیر لیا کرتے تھے۔ پھر جب
آپ اس بیماری سے بیمار ہوئے جس میں آپ نے وفات پائی۔ تو
میں نے وہی سورتیں اور دعائیں پڑھ کر آپ کے ہاتھوں پر دم کر کے
آپ کے جسمِ مبارک پر پھیرا۔
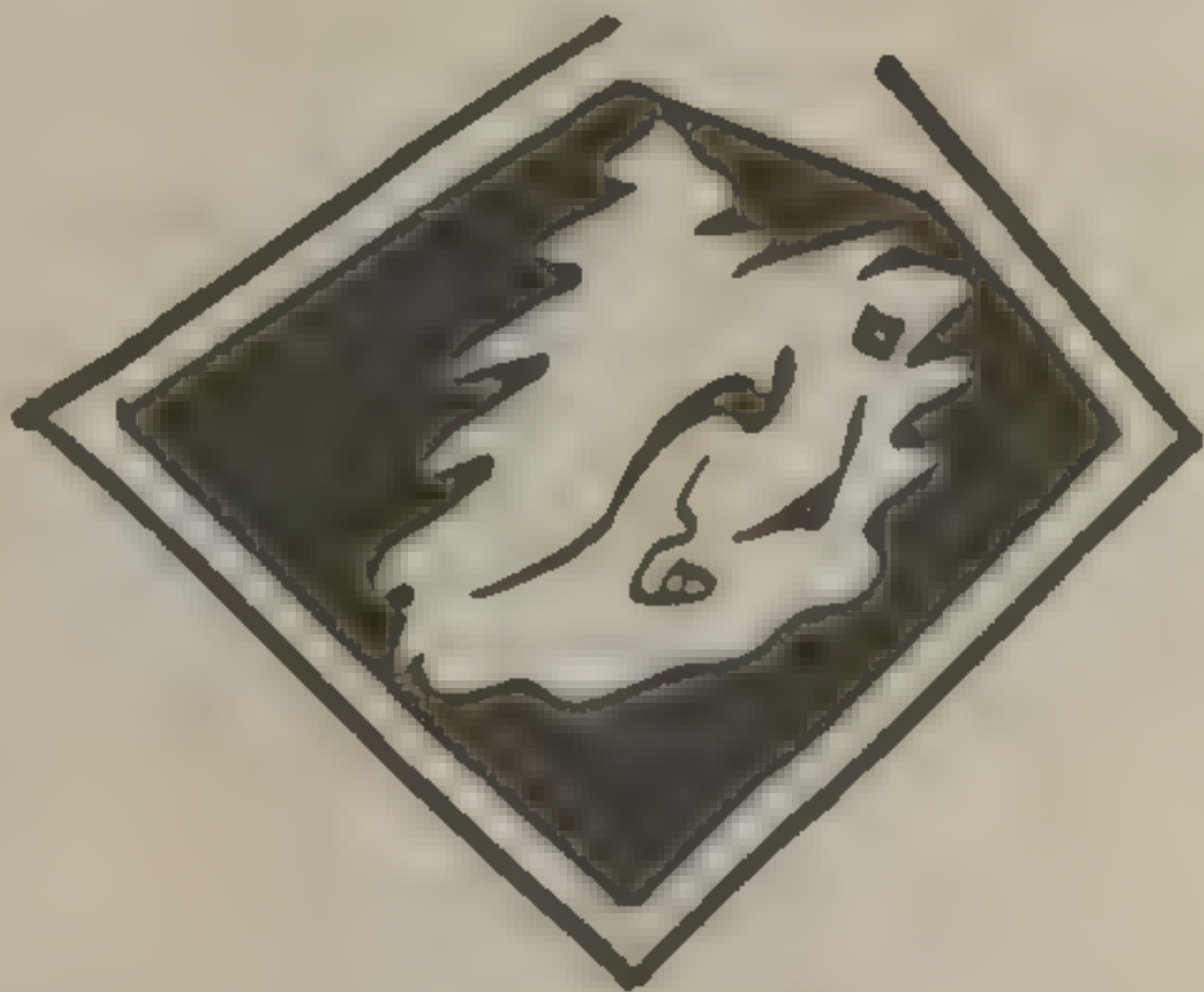
کل پانچ احادیث :

جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر ۱۵۶۲ راوی عروہ

جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر ۱۵۷۲ راوی علی ابن یحییٰ

جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر ۶۶۵ راوی عبیداللہ ابن عبداللہ

جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر ۱۶۸۰ راوی عبیداللہ ابن عبداللہ

جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر ۱۰۹۱ " " " "

۶۵۔ جلد دوم　　کتاب المغازی　　صہ ۱۹۵　　باب ۵۵۰

قال عروہ قالت عائشۃ کان النبیؐ یقول فی
مرضہ الذی مات فیہ یا عائشۃ ما ازل احد
الم الطعام الذی اکلت بخیبر فھذا اوان وجدت
انقطاع ابھری من ذالک السم۔

ترجمہ:۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورکونین اپنے
مرض وفات میں فرماتے تھے۔ اے عائشہ جو کھانا میں نے خیبر میں کھایا
اس کی تلخی آج تک میں محسوس کر رہا ہوں۔ اب وہ وقت ہے کہ
میں اس کے زہر کے اثر سے اپنی آنتیں کٹتی ہوئی محسوس کر رہا ہوں

۶۶۔ جلد دوم　　کتاب المغازی　　صہ ۲۰۴　　حدیث ۱۵۰۶

علی ابن یحیٰی عن عائشۃ قالت لددناہ فی مرضہ
فجعل یشیر الینا ان لا تلدونی فقلنا کراھیۃ المریض
للدواء فلما افاق قال الم انھکم ان لاتلدونی قلنا
کراھیۃ المریض للدواد فقال لایبقی احد فی البیت
الالد وانا انظر الاالعباس فانہ لم یشھدکم۔

ترجمہ:۔ علی ابن یحیٰی ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ہم
نے سرورکونینؐ کو۔ لدپلایا۔ آپ اشارہ سے ہمیں منع کرتے رہے
لیکن ہم نے سوچا کہ شاید جس طرح ہر مریض دوا پینے سے کتراتا ہے
اسی طرح آپ بھی کترا رہے ہوں جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ
میں تم کو منع کرتا رہا اور تم نے۔ لد۔ پلادیا۔ میں نے کہا کہ ہمارا خیال تھا

کہ آپ کا منع کرنا ایسا ہی ہے جیسے بیمار منع کیا کرتے ہیں۔
آپ نے فرمایا۔ اچھا اب گھر میں جتنے آدمی ہیں سب کے منہ
میں لد۔ ڈالا جائے صرف عباس کو چھوڑ دو کہ وہ حاضر نہ تھے۔

---

۶۷ - جلد سوم کتاب الطب صد ۲۷۶ حدیث ۱۲۵

عبیداللہ ابن عبداللہ عن ابن عباس و عائشة
ان ابابکر قبل النبیؐ وھو میت قال و قالت
عائشة و لددناہ فی مرضہ فجعل یشیر الینا
ان لا تلدونی قلنا کراھیة المریض للدواء فلما
افاق قال الم انھکم ان تلدونی قلنا کراھیة
المریض للدواء فقال لا یبقی فی البیت احد
الا لد وانا انظر - الا العباس فانہ لم یشھدکم۔

ترجمہ :۔ عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عباس اور ام المومنین عائشہ
سے نقل کرتا ہے کہ ابوبکر نے سرورکونین کا بوسہ لیا جبکہ آپ وفات
پا چکے تھے۔ عبیداللہ کا کہنا ہے کہ بی بی نے کہا کہ ہم نے ایام مرض
میں آپ کو۔ لد۔ پلایا آپ اشارہ سے منع کرتے رہے لیکن ہم نے
اس خیال سے کہ مریض دوا سے نفرت کرتا ہے جیسے تیسے پلا دیا
جب افاقہ ہوا تو کہنے لگے۔ میں نے منع نہیں کیا تھا کہ مجھے لد نہ پلانا
ہم نے کہا۔ مریض دوا سے نفرت کرتا ہے۔ آپ نے کہا اچھا اب
ذرا میرے روبرو گھر کے ہر فرد کو لد پلاؤ۔

---

۶۸ - جلد سوم کتاب الدیات (باب القصاص بین الرجال والنساء فی الجراحات
صفحہ ۶۵۹ حدیث نمبر ۱۷۸۰

عبید اللہ ابن عبداللہ عن عائشۃ قالت لددنا النبیؐ
فی مرضه فقال لا تلدونی فقلنا کراهیة المریض
للدواء فلما افاق قال لا یبقی احد منکم الا لد غیر
العباس فانه لم یشهدکم ۔

ترجمہ :- عبیداللہ ابن عبداللہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ دوران
مرض ہم نے سرور کونینؐ کو لد پلایا۔ آپ نے منع کیا ہم سمجھے کہ جس
طرح مریض دوا سے کراہت کرتا ہے اسی طرح آپ بھی کر رہے ہیں
جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا۔ اب عباس چونکہ گھر میں موجود نہیں تھا
اس لئے اس کے سوا تمام افراد لد پئیں ۔

---

۶۹ - جلد سوم کتاب الدیات (باب جب چند لوگ ایک شخص کو قتل کریں تو کیا ان سب
سے بدلہ یا قصاص لیا جائے گا) صفحہ ۶۶۲ حدیث نمبر ۱۷۹۰

عبید اللہ ابن عبداللہ قال قالت عائشۃ لددنا رسول
اللہ فی مرضه وجعل یشیر الینا لا تلدونی قال
فقلنا کراهیة المریض للدواء فلما افاق قال الم
انهکم ان تلدونی قال قلنا کراهیة المریض
للدواء فقال رسول اللہ لا یبقی احد منکم الا لد وانا
انظر الا العباس فانه لم یشهدکم ۔

ترجمہ :- عبیداللہ ابن عبداللہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ

دوران مرض ہم نے سرورِ کونین ؐ کو لد پلایا۔ آپ اشارہ سے ہمیں منع فرماتے رہے لیکن ہم نے اس خیال سے کہ مریض دواء سے نفرت کرتا ہے پلا دیا۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا۔ میں نے تمہیں روکا نہیں تھا کہ مجھے لد نہ پلانا۔ ہم نے عرض کی ہر مریض دوا سے نفرت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا چونکہ عباس تم میں موجود نہیں تھا اس لیئے اس کے سوا تم تمام ذرا میرے سامنے لد پیو۔

جائزہ :

ا۔ پانچ احادیث ہیں جن میں سے تین احادیث عبیداللہ ابن عبداللہ سے مروی ہیں ایک کا راوی عروہ ابن زبیر ہے اور ایک حدیث علی ابن یحییٰ کی نقل کردہ ہے

ب۔ عروہ ابن زبیر کی حدیث کا تعلق جنگ خیبر کے اس طعام سے جو آپ کو ایک یہودیہ نے کھانے میں دیا تھا۔ ۷ھ میں خیبر فتح ہو چکا تھا۔ ۱۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ ام المومنین عائشہ سے فرماتے ہیں کہ زہر خیبر کا اثر میرے جسم میں رہا اور آج میں محسوس کرتا ہوں کہ میری آنتیں کٹ رہی ہیں۔

علی ابن یحییٰ اور عبیداللہ ابن عبداللہ کی چار احادیث کا تعلق مرض وفات سے ہے جن میں بی بی بتاتی ہے کہ سرورِ کونین ؐ کو ہم نے لد پلایا۔ آپ نے منع کیا۔ ہم نے بزور پلا دیا۔ آپ غش کر گئے۔ جب افاقہ ہوا تو باز پرس کی کہ مجھے لد کیوں پلایا گیا ہے۔

ہم نے کہا کہ ہم تو یہی سمجھے کہ جس طرح ہر مریض، دوا سے نفرت کرتا ہے آپ بھی اسی طرح نفرت کر رہے ہیں چنانچہ آپ کے نہ چاہنے کے باوجود بھی ہم نے دوا پلا دیا۔
آپ نے فرمایا اچھا جتنے لوگ مجھے دوا دینے میں کام کرتے رہے ہو اور جتنے لوگ اس وقت گھر میں بیٹھے ہیں چونکہ عباس دوا پلاتے وقت موجود نہیں تھا اس لئے عباس کے سوا تم تمام میرے روبرو لد پیو۔

چند سوالات :

(۱) زہر خیبر نے چار سال بعد اثر کیوں ظاہر کیا؟
(۲) بخاری میں بی بی کی زبانی قبل ازیں سرور کونین کا کوئی اس قسم کا شکوہ موجود نہیں جو آپ نے کیا ہو پھر یکایک چار برس بعد میں خاموشی بننے کے بعد خیبر میں کھایا ہوا زہر کیسے جاگ گیا۔
(۳) جو زہر چار سال بعد جگر کاٹ رہا ہے وہ پہلے کہاں سویا ہوا تھا؟
(۴) آپ نے زہر خیبر کا تذکرہ صرف ام المومنین عائشہ سے کیوں کیا؟
(۵) جس وقت لد پلایا جا رہا تھا اس وقت کون کون سے افراد موجود تھے؟
(۶) دیگر ازواج کہاں تھیں؟
(۷) جب سرور کونین نے فرمایا کہ تم بھی لد پیو تو اس حکم کی تعمیل کی گئی یا نہیں؟
(۸) اگر تعمیل ہوئی تو کہاں مذکور ہے؟
(۹) اگر تعمیل نہیں ہوئی تو کیوں؟

(۱۰) ام المومنین عائشہ اور حفصہ کے والدین کہاں تھے؟
(۱۱) یہ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر مسواک لئے ہوئے کیوں آیا تھا؟
(۱۲) اگر عیادت کے لئے آیا تھا تو سرورِ کونین سے کوئی گفتگو کیوں نہ کی؟
(۱۳) کیا عبدالرحمٰن سقیفاتی گروپ کا کوئی پیغام لے کر آیا تھا؟

خدارا سوچیئے:

جلد سوم کتاب الدیات حدیث ۱۰۰۶ اور حدیث ۱۰۱۷ کو اغور دیکھئے ترجمہ شدہ بخاری ہاتھ میں لیجیئے۔ ذہن کو ہر تعصب سے بالا کیجیئے! بخاری شریف میں ان ہر دو احادیث کو جس عنوان میں بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

جلد سوم کتاب الدیات ۱۰۰۶ کا باب جس کے تحت حدیث مذکور ہے دیکھئے القصاص بین الرجل والنساء فی الجراحات: یعنی اگر کسی کو مرد اور عورتیں مل کر مجروح کریں تو اس کا بدلہ: خدا کیلئے سوچئے کہ واقعہ وفات رسول کا ہے۔ بیان کرنے والی بی بی عائشہ ہے۔ یہاں کون مجروح ہوا ہے؟ کس نے مجروح کیا ہے؟ کیوں مجروح کیا ہے؟ اور کب مجروح کیا ہے؟ کس کا قصاص ہے؟ کہیں لد ہی تو ایسی چیز نہیں جسے پلاتے ہوئے سرورِ کونین زخمی ہو گئے؟ امام بخاری نے اس حدیث کو باب القصاص میں کیوں لکھا؟ کس بات کا قصاص ہے؟

جلد سوم کتاب الدیات ۱۰۹۰ تو اور بھی وحشت انگیز ہے جو عنوان امام بخاری نے دیا ہے ملاحظہ ہو:-

جب چند لوگ ایک شخص کو قتل کریں تو کیا ان سب سے بدلہ یا قصاص لیا جائے گا؟

اس عنوان کے تحت امام بخاری بی بی عائشہ کی زبانی سرور کونین کو لد پلانے والی حدیث نقل کرتے ہیں۔

لوگو! خدا جانتا ہے میرا جسم کانپ رہا ہے۔ ہاتھ لرز رہا ہے اور قلم تھرا رہا ہے لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں۔

کہیں سرور کونین کو شہید تو نہیں کیا گیا؟ کہیں لد ہی ایسی چیز تو نہ تھی جو سبب وفات بن گئی؟ یہ قاتل کون ہیں؟ کتنے لوگ ہیں؟ مقتول کون ہے؟ یہ بدلہ کیسا ہے؟

بی بی نے انتہائی دیانت داری سے سب کچھ بتا دیا ہے۔ عبیداللہ ابن عبداللہ نے کمال امانت سے انجام رسول ہم تک پہنچا دیا ہے۔ اور امام بخاری نے انتہائی ایمانداری کے ساتھ آپ کے آخری لمحات کی داستان پہنچا دی ہے شاید اسی وجہ سے بی بی عائشہ نے دم مرگ وصیت کی تھی کہ مجھے روضۂ رسول میں نہ کرنا اور اس مظلوم آقا کی اس مظلومیت پر ہی دو آنسو بہالیں جس کی شہادت سے پوری امت بے خبر ہے۔

خدا کے نام پر:

جلد سوم کتاب الدیات کی حدیث نمبر ۱۰۸۰ اور نمبر ۱۰۹۰ کو امام بخاری کے دیئے گئے عنوان کی روشنی میں ایک مرتبہ پھر ملاحظہ فرمائیے:-

اولاً : تو وفات رسول کو کتاب الدیات میں درج کرنا بھی بہت کچھ بتا رہا ہے۔ امام بخاری نادان تو نہیں تھے، ناسمجھ نہیں تھے۔ قریب کا زمانہ پایا تھا۔ کچھ واقعات زبانی سُنے ہوں گے کتاب الدیات میں وفات رسول کا تذکرہ بجائے خود ایک لمحۂ فکریہ ہے

بھلا آپ ہی بتائیے ——— وفات رسول کی کہانی : اور : کتاب الدیات کا آپسمیں کوئی جوڑ ہے۔ اگر ہے تو کیسے اور کیوں؟

لیجئے آگے بڑھیئے اور

وہ عنوان دیکھئے جس کے ذیل میں امام بخاری نے سرورِ کونینؐ کو لد۔ پلانے کا ذکر کیا ہے۔

حدیث ۱۶۸۸ کا عنوان ہے۔

القصاص بین الرجال والنساء فی الجراحات۔

مردوں اور عورتوں کے مشترکہ زخم لگانے پر قصاص۔

اب بھلا بتائیے : امام بخاری لُد پلانے کے ذیل میں کسے مجروح بتا رہے ہیں؟ کس کے قصاص کا ذکر کر رہے ہیں؟ یہ مرد اور عورتیں کون ہیں؟ کس کے گھر میں ہیں؟

کیا بی بی عائشہ نے لُد۔ پلاتے پلاتے آنحضور کو مجروح کر دیا تھا؟

کیا بی بی عائشہ لُد پلانے میں تنہا تھی؟

بی بی کا بیان اور امام بخاری کا عنوان بتاتا ہے کہ بی بی تنہا نہ تھی یہ بھی معلوم ہے کہ صرف عورتیں نہ تھیں۔ یہ بھی معلوم ہے کہ لُد پلانے کے وقت عباس بھی موجود نہ تھے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ حجرہ بی بی کا تھا اور دخترِ نبیؐ وغیرہ موجود نہ تھے۔

• پھر یہ کون مرد ہیں جو لُد پلانے میں بی بی کے شریک ہیں ؟
• کون عورتیں ہیں جو لُد پلانے میں بی بی سے تعاون کر رہی ہیں ؟
• یہ کون افراد ہیں جن سے قصاص کا مطالبہ امام بخاری کر رہے ہیں ؟
• یہ لُد کیا ہے جسے پیتے ہی آپ پر غشی طاری ہوگئی ؟

ان سوالات کو ذہن میں رکھ کر اب اسی کتاب الدیات کی حدیث منو۹۰۱ ملاحظہ فرمائیے :- اس حدیث کا بخاری شریف میں عنوان ہے۔

جب چند لوگ ایک شخص کو قتل کریں تو کیا ان سب سے بدلہ یا قصاص لیا جائے گا ؟ اب بتائیں کہ پہلے امام بخاری صرف آپ کے زخمی ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ اب کھلے لفظوں میں شہادت سرورِ کونین کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔

- جس لُد کا ذکر بی بی نے فرمایا ہے کہیں یہ زہر تو نہیں تھا ؟
- اگر زہر نہیں تھا تو امام بخاری ایک مقتول اور بہت سے قاتل کا عنوان کیوں باندھتے ہیں ؟
- اگر زہر تھا تو کیا شیعہ کو کافر کہنے والے امام بخاری کے بیان کردہ واقعہ قتل رسول کو تسلیم کریں گے ؟
- امام بخاری کسے قاتل بنا رہے ہیں ؟
- امام بخاری کس کو مقتول بنا رہے ہیں ؟
- بدلہ یا قصاص کس سے مانگا جا رہا ہے ؟
- بی بی عائشہ کس کی وفات حسرت آیات کی داستان سنا رہی ہیں ؟

اگر ان احادیث لُد اور امام بخاری کے عنوانات کے پیش نظر :

- کوئی غیر سُنی المذہب ذیل کے چند سوالات کر دے تو کیا شیعہ کے

- ذبیحہ کو مردار بکنے والے بازاری فتویٰ باز کوئی جواب دے سکیں گے؟

سوالات:

- کہیں سرور کونینؐ کو کسی باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت شہید تو نہیں کیا گیا؟
- کہیں بی بی نے زہر خیبر کا واقعہ ۔لد۔ پلانے کے بعد مترتب ہونیوالے اثرات کو چھپانے کی خاطر تو نہیں بنایا؟
- کہیں بی بی عائشہ اور ان کے دیگر شرکائے کار نے مل کر ۔لد۔ کے
- نام پر آپ کو زہر تو نہیں دیا؟

وقت وفات یاران ہمرکاب ابوبکر و عمر کی غیبت اسی وجہ سے تو نہ تھی؟

- عبدالرحمن ابن ابوبکر کا مسواک لئے ہوئے چکر لگانا اسی انتظار میں تو نہ تھا؟
- ابوبکر کے پہنچنے سے قبل عمر کا تلوار بدست کھڑے ہوکر وفات رسول کو چھپانا کسی منصوبہ کا حصہ تو نہ تھا؟
- بی بی عائشہ کا اپنے بھانجے عبداللہ ابن زبیر کو دم مرگ وصیت کرنا کہ مجھے روضۂ رسول میں دفن نہ کرنا میں وہاں پاک نہ ہوسکوں گی اسی واقعۂ ۔لد۔ کی غمازی تو نہیں کرتا۔

اگر ان مختصر سوالات کے اطمینان بخش جواب مل جائیں تو۔

فبہا ورنہ بصورت دیگر:

- کیا سرور کونینؐ سے بڑھکر بھی کوئی شہید اعظم ہوگا؟
- کیا آپ سے بڑھ کر بھی کوئی مظلوم اعظم ہوگا؟
- کیا یہ مقام عبرت نہیں کہ کائنات کی رحمت شہید ہو۔ امام بخاری قصاص کا مطالبہ کریں۔ بی بی عائشہ اپنی زبانی داستان شہادت سنائیں اور امت

کے کان پر جوں تک نہ رینگے؟

- کیا قاتلان حسین کی خانہ تلاشی کرنے والے ہاتھ حجرۂ عائشہ کی تاریکی میں قاتلان رسولؐ کے گریبان تک پہنچ سکیں گے؟
- کیا قاتلان حسین کی خانہ تلاشی میں پریشان نگاہیں حجرۂ عائشہ میں قاتلان رسولؐ کا سراغ لگا سکیں گی؟
- کیا قاتلان حسین کی خانہ تلاشی کے لیے اٹھنے والے قدم حجرۂ عائشہ تک پہنچ کر قاتلانِ رسولؐ کا تعاقب کر سکیں گے؟
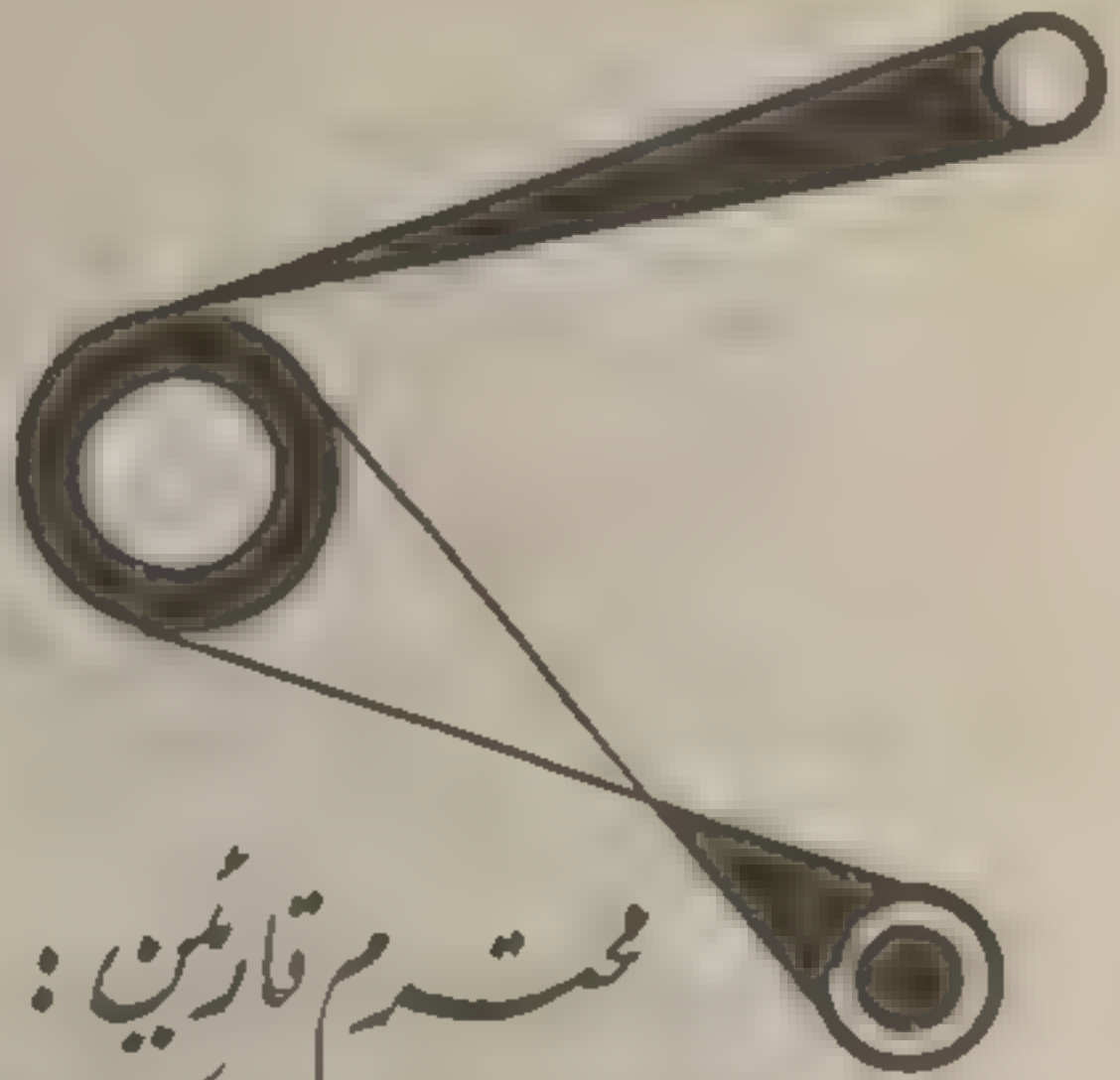
محترم قارئین :

جذبات سے ہٹ کر سوچئے ! فکر کیجئے اور غور فرمائیے یہ اس نبی مظلوم کی داستان ہے شہادت ہے۔ جس کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ جو لوگ ہمارے رسول اعظم کے قتل میں شریک ہیں۔ جن کے ہاتھوں پر خون رسول کے سُرخ دھبے ہیں۔ ان سے ہمارا کیا تعلق اور ان کا مذہب اور اسلام سے کیا واسطہ ؟ یہ لوگ تو یہودی اور عیسائی لابی کے بزدل افراد تھے۔ ان لوگوں کا باقاعدہ یہودیوں اور عیسائیوں سے رابطہ تھا۔ یہ لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کے آلہ کار تھے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے دشمن تھے۔ بی بی کی اپنی زبانی وفات سرور کونینؐ کی جو تصویر سامنے آتی ہے، اس کے مطابق آپ کو گھیر گھار کر ایسی جگہ

دیاگیا جہاں نہ تو آپ کی عزیزہ بیٹی آپ کی
تیمار داری کر سکی ، نہ ہر جنگ میں جانثاری
کرنے والا علیؑ پہنچ سکا اور نہ آپ کے
عزیز ترین نواسے حسنینؑ قریب آ سکے
جب لُد کا انجام توقع کے مطابق پُورا ہو
گیا تو پھر نہ عبدالرحمٰن بن ابو بکر قریب پھٹکا
نہ کوئی اور آیا۔ نہ ہی خود بی بی نے جنازہ رسول
پر تین دن گزارے بلکہ پھر اہلبیتؑ کے سپرد
کر دیا گیا کہ لو اپنا نبی۔ تم تجہیز و تکفین کرو
ہمارا کام ہو گیا ہے۔ ہم سقیفۂ بنی ساعدہ میں
جا کر پہلے دستار بندی کرتے ہیں پھر تمہارے
پاس آئیں گے۔ ہماری زندگی کا مشن مکمل ہو گیا۔

کل نو احادیث :

جلد اول کتاب الاذان حدیث ۶۷۸ راوی عروہ

جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث ۶۱۰ راوی عروہ

جلد سوم کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ حدیث ۲۱۶۳ راوی عروہ

جلد اول کتاب الاذان حدیث ۶۲۹ راوی اسود

جلد اول کتاب الاذان حدیث ۶۴۷ راوی عروہ

جلد اول کتاب الاذان حدیث ۶۵۱ راوی عبیداللہ ابن عبداللہ

جلد اول کتاب الاذان حدیث ۶۷۴ راوی اسود

جلد اول کتاب الاذان حدیث ۶۷۵ راوی اسود

جلد اول کتاب الاذان حدیث ۶۲۲ راوی ہشام

قال الاسود کنا عند عائشۃ فذکرنا المواظبۃ علی الصلوٰۃ والتعظیم لھا قالت لما مرض النبیؐ مرضہ الذی مات فیہ فحضرت الصلوۃ فاذن فقال مروا ابا بکر فلیصل بالناس فقیل لہ ان ابابکر رجل اسیف اذا قام مقامك لم یستطع ان یصلی بالناس واعاد فاعادوا لہ فاعاد الثالثۃ فقال انکن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس فخرج ابوبکر یصلی فوجد النبی من نفسہ خفۃ فخرج یھادی بین رجلین کانی انظر الی رجلیہ یخطان الارض من الوجع فاراد ابوبکر ان یتأخر فاومأ الیہ النبی ان مکانك ثم اتی بہ حتی جلس الی جنبہ ۔

ترجمہ :۔ اسود کہتا ہے کہ ہم ام المومنین عائشہ کے پاس بیٹھے تھے عظمت کی نماز اور باقاعدگی کا تذکرہ ہو رہا تھا۔

ام المومنین نے کہا کہ سرور کونینؐ جس مرض میں فوت ہوئے اس مرض میں نماز کا وقت ہُوا اور اذان کہی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ۔ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ۔ آپ سے کہا گیا کہ ابوبکر نرم دل ہے جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو رقت قلب کی بدولت لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکے گا ۔

آپ نے دوسری مرتبہ کہا ۔ آپ کو دوسری مرتبہ وہی جواب دیا گیا ۔ آپ نے تیسری مرتبہ کہا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ تم تو یوسف

کے ساتھ والیاں ہو ابوبکر سے کہو نماز پڑھائے۔

چنانچہ ابوبکر گئے اور نماز شروع کر دی۔ سرور کونینؐ نے اپنے کو ذرا سا ہلکا محسوس کیا۔ آپ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر چلے گویا میں اب بھی (چشم تصور میں) دیکھ رہی ہوں کہ درد کی وجہ سے آپ کے قدم زمین پر خط کھینچ رہے ہیں۔ ابوبکر نے آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا آپ نے کھڑے رہنے کا اشارہ کیا پھر آئے اور ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

۱۷۔ جلد اول کتاب الاذان صفحہ ۳۰۶ حدیث ۶۴۲

هشام ابن عروه عن ابيه عن عائشة انها قالت ان رسول الله قال فى مرضه مروا ابا بكر يصل بالناس قالت قلت ان ابا بكر اذا قام فى مقامك لم يسمع الناس من البكاء فمر عمر فليصل بالناس فقالت قلت لحفصة قولى له ان ابا بكر اذا قام مقامك لم يسمع الناس من البكاء فمر عمر فليصل بالناس ففعلت حفصة فقال رسول الله مه انكن لانتن صواحب يوسف فمروا ابا بكر فليصل بالناس فقالت حفصة لعائشة ماكنت لاصيب منك خيرًا

ترجمہ: ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین نے مرض الموت میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ ام المومنین کہتی ہے میں نے

کہا ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو گریہ کے سبب اس کی آواز نہ سن سکیں گے آپ عمر کو حکم دیں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے ام المومنین کہتی ہے میں نے حفصہ سے کہا کہ تو آپ سے کہہ کہ ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو گریہ کی وجہ سے لوگ آواز نہ سن سکیں گے۔ آپ عمر سے کہیں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حفصہ نے کہا تو آپ نے فرمایا خاموش رہ۔ تم یوسف کے ساتھ والی عورتیں ہو۔ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حفصہ نے عائشہ سے کہا۔ مجھے کبھی بھی تیری طرف سے اچھائی نصیب نہیں ہوئی۔

۷۲۔ جلد اوّل کتاب الاذان صفحہ ۳۰۸ حدیث ۶۴۷

عروہ عن ابیه عن عائشة قالت امر رسول الله ابابکر ان یصلی بالناس فی مرضه۔ فمن یصلی بهم قال عروة فوجد رسول الله من نفسه خفة فخرج فاذا ابوبکر یوم الناس فلما راٰه ابوبکر استاخر فاشار الیه ان کما انت فجلس رسول الله حزاء ابی بکر الیٰ جنبه فکان ابوبکر یصلی بصلوٰة رسول الله والناس یصلون بصلوٰة ابی بکر۔

ترجمہ:۔ عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونین نے اپنے مرض میں ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ عروہ کہتا ہے کہ پھر سرورِ کونینؐ نے اپنے کو ذرا ہلکا محسوس کیا تو آپ باہر تشریف لائے اس وقت ابوبکر نماز پڑھا رہا تھا ابوبکر

نے جب آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا۔ آپ نے اشارہ سے فرمایا جہاں ہو وہیں رہو۔ سرورکونین ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ ابوبکر سرورکونین کی اقتدار کرنے لگا اور دوسرے لوگ ابوبکر کی اقتدار کرنے لگے۔

۷۳۔ جلداوّل کتاب الاذان صد۲۱ حدیث ۶۵۱

عبیدالله ابن عبدالله ابن عتبه قال دخلت علی عائشة وقلت ألاتحدثینی عن مرض رسول الله ؟ قالت بلی ۔ثقل النبیؐ فقال اصلی الناس قلنا لا وهم ینتظرونك یارسول الله ۔ قال ضعوا الی ماءً فی المخضب قالت ففعلنا فاغتسل فذهب لینوء فاغمی علیه ۔ ثم افاق فقال أصلی الناس ؟ قلنا لا وهم ینتظرونك یارسول الله قال ضعوا الی ماءً فی المخضب قالت ففعلنا فاغتسل ثم ذهب لینوا فاغمی علیه ۔ ثم قال أصلی الناس قلنا لا وهم ینتظرونك یارسول الله قال ضعو الی ماءً فی المخضب فقعد فاغتسل ثم ذهب لینوء فاغمی علیه ثم افاق فقال أصلی الناس قلنا لا ۔ ینتظرونك یارسول الله ۔ والناس عکوف فی المسجد ینتظرون النبیؐ لصلوٰة العشاء الآخرة ۔ فارسل النبیؐ الی ابی بکر بان یصلی بالناس فاتاه الرسول ۔ فقال ان رسول الله یامرك ان تصلی بالناس فقال ابوبکر وکان رجلاً

رقیقاً - یا عمر صل الناس - فقال له عمر انت احق
بذالك - فصلی ابوبکر تلك الایام - ثم ان النبیؐ
وجد فی نفسه خفةً فخرج بین رجلین احدھما العباسؓ
لصلوٰۃ الظھر وابوبکر یصلی بالناس فلما راہ ابوبکر
ذھب یتأخر فاومی الیه النبیؐ بان لا یتأخر فقال
اجلسانی الی جنبه فاجلساہ الی جنب ابی بکر۔ قال فجعل
ابوبکر یصلی وھو یأتم بالصلوٰۃ النبیؐ والناس بصلوٰۃ
ابی بکر والنبیؐ قاعد - فدخلت علی عبداللہ ابن
عباس فقلت له اُلا اعرض علیك ما حدثتنی عائشة
عن مرض النبیؐ قال ھات فعرضت علیه حدیثھا
فما انکر منه شیئاً غیر انه قال اُسمت ذلك الرجل
الذی کان مع العباس قلت لا - قال ھو علیؓ -

ترجمہ :- عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عتبہ کہتا ہے کہ میں ام المومنین عائشہ کے پاس گیا اور عرض کی کیا آپ مرض سرور کونینؐ کے متعلق مجھے کچھ بتائیں گی؟ کہنے لگیں کیوں نہیں؟

جب آپ بوجھل ہوگئے تو پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے ہم نے کہا۔ نہیں، وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔ آپ نے فرمایا غسلخانے میں پانی رکھو، ہم نے پانی رکھا آپ نے غسل کیا جب اٹھنے لگے۔ تو بے ہوش ہوگئے۔ جب افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے ہم نے کہا نہیں وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا غسلخانے میں پانی رکھو، ہم نے پانی رکھا آپ نے غسل کیا۔ جب اٹھنے

لگے تو بیہوش ہو گئے ۔ جب افاقہ ہوا تو پوچھا ۔ ۔ ۔ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے ۔ ہم نے کہا نہیں وہ آپ کے انتظار میں ہیں ۔ آپ نے فرمایا غسلخانے میں پانی رکھو ۔ ہم نے پانی رکھا آپ نے غسل کیا ، اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے ہم نے کہا نہیں وہ آپ کے انتظار میں ہیں ۔ لوگ مسجد میں نماز عشاء کے لئے سرور کونینؐ کے منتظر تھے آپ نے ابوبکر کو کہلا بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے ۔ پیغام لے جانے والے نے ابوبکر سے کہا کہ سرور کونینؐ آپ کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے ہیں ۔ ابوبکر نے عمر سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ ، عمر نے کہا کہ نہیں تم زیادہ مستحق ہو چنانچہ ان دنوں ابوبکر نماز پڑھاتا رہا ۔ جب پھر سرور کونینؐ نے اپنے کو ہلکا محسوس کیا ۔ آپ دو آدمیوں کے درمیان باہر تشریف لائے ان میں سے ایک عباس تھا ۔ جب ابوبکر نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگا آپ نے اشارہ سے منع کیا ۔ اور فرمایا مجھے اس کے پہلو میں بٹھا دو ۔ انہوں نے آپ کو ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیا (راوی کہتا ہے) ابوبکر کھڑے ہو کر سرور کونینؐ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگا جبکہ آپ بیٹھے تھے اور لوگ ابوبکر کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے ۔ پھر میں عبداللہ ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کیا میں آپ کو وہ حدیث نہ سناؤں جو عائشہ نے مرض رسولؐ کے سلسلہ میں سنائی ہے ۔ اس نے کہا سناؤ ۔ میں نے وہ حدیث سنائی ۔ اس نے کسی بات کا انکار نہ کیا البتہ یہ پوچھا کہ کیا عائشہ نے دوسرے آدمی کا نام لیا تھا ۔ جو عباس کے ساتھ تھا ۔ میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا وہ علیؑ تھے ۔

اسود عن عائشة قالت لما مرض النبی مرضه الذی
مات فیه اتاه بلال یؤذنه بالصلوٰة قال مروا ابابکر
فلیصل بالناس قلت ان ابابکر رجل اسیف ان
یقیم مقامك یبك فلا یقدر علی قرأة فقال مروا ابابکر
فلیصل بالناس فقلت مثله فقال فی الثالثه او الربعة
انکن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس
فصلی وخرج النبیؐ یہادی بین رجلین کانی انظر
الیه یخط برجلیه الارض فلما راٰه ابوبکر ذهب
یتأخر فاشار الیه ان صل فتأخر ابوبکر و قعد
النبیؐ الی جنبه و ابوبکر یسمع الناس التکبیر

ترجمہ :۔ اسود ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب سرورِ
کونینؐ مرض وفات میں مبتلا ہوئے بلال آیا اور نماز کی اطلاع دی۔ آپ
نے فرمایا۔ ابوبکر سے کہو۔ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ میں نے کہا ابوبکر
نرم دل ہے جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو قرأت تک نہ کر سکے گا۔
آپ نے فرمایا۔ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ میں نے پھر وہی
بات کی چنانچہ آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا۔ تم تو یوسف کی
ساتھ والیاں ہو، ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ ابوبکر نے
نماز شروع کی۔ سرور کونینؐ دو آدمیوں کے درمیان نکلے۔ میں چشم تصور
میں آج بھی آپ کے قدموں کو گھسٹتا ہوا دیکھ رہی ہوں۔ ابوبکر نے

آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگا۔ آپ نے نماز جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔ لیکن ابوبکر پیچھے ہٹا۔ سرورکونینؐ اس کے پہلو میں بیٹھ گئے ابوبکر آپ کی اقتدا میں لوگوں کو تکبیر سنانے لگا۔

۷۵۔ جلد اول کتاب الاذان ص ۳۱۹ حدیث ۶۷۵

اسود عن عائشة قالت ما ثقل النبیؐ جاء بلال یؤذنه بالصلوٰة فقال مروا ابا بکر ان یصلی بالناس فقلت یارسول الله ان ابا بکر رجل اسیف انه متی یقوم مقامك لا یسمع الناس لو امرت عمر فقال انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابا بکر ان یصلی بالناس فقلت لحفصة تقول له ان ابابکر رجل اسیف وانه متی ما یقوم مقامك لا یسمع الناس لو امرت عمر فقال انکن لانتن صولحب یوسف مروا ابابکر ان یصلی بالناس فلما دخل فی الصلوٰة وجد رسول الله فی نفسه خفةً فقام یهادی بین رجلین ورجلاه یخطان فی الارض حتی دخل المسجد فلما سمع ابوبکر حسه ذهب ابوبکر یتأخر فاومأ الیه رسول الله فجاء النبیؐ جلس عن یسار ابی بکر فکان ابوبکر یصلی قائماً وکان رسول الله یصلی قاعداً یقتدی ابوبکر بصلاة رسول الله والناس مقتدون بصلاة ابی بکر۔

ترجمہ :- اسود ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب سرور کونین بھاری ہو گئے۔ بلال نماز کے لئے بلانے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ابو بکر نرم دل انسان ہے جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو لوگوں کو آواز نہ سنا سکے گا۔ اگر آپ عمر کو حکم دیتے تو بہتر تھا۔ آپ نے فرمایا تم یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ ابو بکر سے کہو کہ نماز پڑھائے۔ جب ابو بکر نے نماز شروع کی تو سرور کونین نے آپ کو ذرا سا ہلکا محسوس کیا آپ دو آدمیوں کے درمیان ایسی حالت میں چلے کہ آپ کے قدم زمین پر گھسٹتے چلے جاتے تھے۔ حتٰی کہ داخل مسجد ہوئے جب ابو بکر نے آپ کے آنے کی آواز سنی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ سرور کونین نے اسے وہیں رہنے کا اشارہ کیا اور ابو بکر کے بائیں جانب بیٹھ گئے ابو بکر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔ سرور کونین بیٹھ کر پڑھ رہے تھے۔ ابو بکر سرور کونین کی اقتداء کر رہا تھا اور دوسرے لوگ ابو بکر کی اقتداء کر رہے تھے۔

۷۶۔ جلد اوّل — کتاب الاذان — ص ۳۲۰ — حدیث ۶۶۸

عروہ عن ابیہ عن عائشۃ ان رسول اللہ قال فی مرضہ مروا ابابکر یصلی بالناس قالت عائشۃ قلت لہ ان ابابکر اذا قام فی مقامک لم یسمع الناس من البکاء عمر فلیصل بالناس فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت عائشۃ لحفصۃ قولی لہ ان ابابکر اذا قام فی مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمر عمر فلیصل للناس ففعلت حفصۃ فقال رسول اللہ مہ۔ انکن لانتن

صواحب یوسف مروا

ابا بکر فلیصل للناس فقالت حفصة لعائشة ما کنت
لاصیب منك خیرًا۔

ترجمہ :۔ عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا
ہے کہ سرور کونینؐ نے اپنے مرض میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو۔ کہ
نماز پڑھائے۔ میں نے کہا کہ ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا۔ تو
بسبب گریہ کے لوگوں کو آواز نہیں سنا سکے گا۔ عمر کو حکم دیں وہ لوگوں
کو نماز پڑھائے۔ آپ نے فرمایا۔ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے
میں نے حفصہ سے کہا کہ تو عرض کر ابوبکر آپ کی جگہ کھڑا ہو کر گریہ
کے سبب سے لوگوں کو سنا نہیں سکے گا۔ آپ عمر سے فرمائیں وہ نماز پڑھائے
چنانچہ حفصہ نے عرض کیا تو حفصہ سے آپ نے کہا۔ خاموش رہ۔ تم تو یوسف
کے ساتھ والیاں ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حفصہ
نے مجھے کہا۔ مجھے کبھی بھی تیری طرف سے اچھائی حاصل نہیں ہوئی۔

۷۷۔ جلد دوم کتاب الانبیاء صفحہ ۲۸۰ حدیث ۶۱۰

عروہ عن عائشة ان النبیؐ قال مری ابا بکر یصلی
بالناس قالت انه رجل أسیف متی یقیم مقامك
رق۔ فعاد۔ فعادت قال شعبه۔ فقال فی له لثالثة او
الرابعه۔ ان کن صواحب یوسف مروا ابا بکر۔

ترجمہ :۔ عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے
فرمایا۔ ابوبکر سے کہہ کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اس نے کہا کہ وہ نرم
دل آدمی ہے جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو اس کا دل پسیج جائیگا

آپ نے دوسری مرتبہ فرمایا۔ اس نے پھر وہی جواب دیا۔ شعبہ کہتا ہے کہ تیسری یا چوتھی مرتبہ آپ نے فرمایا کہ تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائے۔

۷۸۔ جلد سوم کتاب الاعتصام بالکتاب والسنتہ ص ۸۱۸ حدیث ۲۱۶۳

عروہ عن ابیہ عن عائشۃ ان رسول اللہ قال فی مرضہ مروا ابابکر یصلی بالناس قالت عائشۃ قلت ان ابابکر اذا قام فی مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمر عمر فلیصل فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت عائشۃ قلت لحفصۃ قولی ان ابابکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمر عمر فلیصل بالناس ففعلت حفصۃ فقال رسول اللہ انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابا بکر فلیصل للناس فقالت حفصۃ لعائشۃ ماکنت لاصیب منک خیرًا۔

ترجمہ :۔ عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین نے اپنے مرض میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ ام المومنین عائشہ کہتی ہے میں نے کہا ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو گریہ کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہیں سکے گا۔ عمر سے کہیں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، آپ نے کہا ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے، ام المومنین عائشہ نے حفصہ سے کہا کہ تو کہہ

ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو گریہ کے سبب لوگوں کو سُنا نہ سکے گا۔ عمر سے کہیں وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ حفصہ نے ایسا کیا۔ تو سرورِ کونینؐ نے فرمایا۔ خاموش رہ۔ تم تو یوسف کے ساتھ والیاں ہو ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حفصہ نے عائشہ سے کہا۔ مجھے کبھی بھی تیری طرف سے اچھائی نصیب نہیں ہوئی۔

جائزہ :

کل نو احادیث ہیں۔ جن کے راوی حسب ذیل ہیں۔

اسود۔ جلداول ص ۶۲۹، جلداول ص ۶۰۴، جلداول ص ۶۷۵

عروہ۔ جلداول ص ۶۴۷، جلداول ص ۶۴۸، جلداول ص ۶۱۰، جلدسوم ص ۲۱۹۳۔

ہشام۔ جلداوّل ص ۶۴۲

عبیداللہ ابن عبداللہ۔ جلداول ص ۶۵۱۔

مشترکہ نکات :

(۱) سرورِ کونینؐ اپنے آخری مرض میں ابوبکر کے متعلق فرماتے ہیں کہ اسے کہو نماز پڑھائے۔

(۲) ایسے نازک وقت میں سرورِ کونینؐ کے پاس نہ ابوبکر ہے اور نہ عمر ہے

(۳) ام المومنین عائشہ ابوبکر کی نرم دلی کا عذر کر کے ابوبکر کو نماز پڑھانے سے بچانے پر مصر ہے۔

(۴) سرورِ کونینؐ ابوبکر کو امام جماعت بنانے پر مصر ہیں۔

(۶) جب سرورِ کونینؐ اپنے کو ہلکا محسوس کرتے ہیں تو اگرچہ ابوبکر کو جماعت کرانے کا کہلا چکے ہیں۔ پھر بھی جناب عباس اور حضرت علیؑ کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لے آتے ہیں اور ابوبکر کے پیچھے مقتدی بن کر کھڑے نہیں ہوتے بلکہ ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ جاتے ہیں۔

مختلف نکات :

یہ نہ بھولیں کے ہر عنوان کے تحت راقم الحروف نے جو متعدد احادیث مختلف الواب سے جمع کی ہیں۔ اس سے میرا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ ہمارے اکثر بھائی یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بخاری شریف میں مکررات زیادہ ہیں یعنی ایک ہی حدیث کو مختلف مقاصد کے تحت مختلف الواب میں نقل کیا گیا ہے۔ جبکہ میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ تکرار قطعی نہیں ہے۔ ہر حدیث دوسری سے لفظ۔ معنی اور مفہوم میں بالکل مختلف ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) جلد اول ۶۲۹ میں اسود اس وقت ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے۔ جب چند افراد اکٹھے بیٹھے ہیں عظمت نماز کا ذکر چل رہا ہے ام المومنین اسی اثنا میں فرماتی ہیں۔

(۲) سرور کونینؐ نے مرض الموت میں اپنے پاس بیٹھنے والے مردوں سے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ ملاحظہ فرمائیں لفظ مُرُوا جمع مذکر مخاطب فعل امر کا صیغہ ہے یعنی آپ کے مخاطب مرد تھے انہوں نے ابوبکر کی جانب سے معذرت کی۔

(۲) آپ نے دوسری مرتبہ فرمایا۔ مخاطبین نے دوسری مرتبہ معذرت کی۔ آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا۔ مخاطبین نے پھر معذرت کی تو سرورِ کونینؐ نے فرمایا، تم عورتیں تو یوسف کے ساتھ والیوں جیسی ہو گویا مخاطب مردوں سے نہیں بلکہ غیر مخاطب عورتوں نے بیچ میں ٹپکنے کی کوشش جنہیں سرورِ کونینؐ نے ڈانٹ دیا۔

(۳) ابوبکر جب نماز پڑھانے لگے تو سرورِ کونینؐ نے اپنے کو ہلکا محسوس کیا چنانچہ اٹھے اور دو آدمیوں کا سہارا لیا۔ ام المومنین چشمِ تصور سے دیکھ رہی ہیں کہ سرورِ کونینؐ دو آدمیوں کا سہارا لئے آرہے ہیں۔ اور آپ کے قدم زمین پر گھسٹ رہے ہیں۔

(۴) ابوبکر نے آپ کو آتے ہوئے دیکھ کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ تو سرورِ کونینؐ نے اشارہ سے منع کر دیا اور ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

۲۔ جلد اول ص۲۴۲

(۱) ام المومنین عائشہ ابوبکر کی طرف سے بذاتِ خود معذرت کرتی ہیں اور ساتھ ہی متبادل امام جماعت کی نشاندہی بھی کرتی ہیں کہ ابوبکر کی جگہ عمر سے کہیں۔

(۲) جب سرورِ کونینؐ ام المومنین عائشہ کی بات کو اَن سنا کر کے اپنے حکم کا تکرار کرتے ہیں تو ام المومنین عائشہ حفصہ سے کہتی ہے کہ تم کہو، حفصہ وہی بات کہتی ہے تو سرورِ کونینؐ اپنی تمام ازواج سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تم تو سب یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ انکن۔ تم سب۔ ایک یا دو نہیں بلکہ تم سب۔

(۳) حفصہ بی بی عائشہ سے شکوہ کے الفاظ میں کہتی ہے کہ تو نے کبھی

مجھ سے اچھا برتاؤ نہیں کیا۔ ذرا اندازہ کریں یہ دونوں احادیث جس طرح الفاظ میں مختلف ہیں اسی طرح مفہوم میں بھی ایک دوسرے سے جدا ہیں یا نہیں۔

۳۔ جلد اول ص ۶۴۷

اس حدیث میں ام المومنین انتہائی سادگی سے بتاتی ہیں کہ سرور کونین نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ ابوبکر نے نماز پڑھانی شروع کی۔ آپ ذرا ہلکے ہوئے تو مسجد میں خود بخود چلے آئے۔ ابوبکر نے آپ کو آتا دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگا۔ آپ نے اشارہ سے فرمایا جہاں ہو وہیں رہو۔ اور ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ نہ بی بی عائشہ کی معذرت ہے۔ نہ سرور کونین کا اصرار ہے سابقہ دونوں احادیث سے کتنی مختلف ہے۔

۴۔ جلد اول ص ۶۵۱

اس حدیث میں راوی عبیداللہ ابن عبداللہ چل کر جاتا ہے۔ بی بی سے مرض نبی کا حال دریافت کرتا ہے۔ بی بی بتاتی ہے:۔

(۱) سرور کونین بوجھل ہوئے تو پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ــــ بتایا گیا نہیں ــــ فرمایا غسل کے لئے پانی رکھو ــــ پانی رکھا گیا غسل کیا ــــ اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے ــــ افاقہ ہوا، پھر پوچھا پھر غسل کیا ــــ پھر اٹھتے ہوئے بے ہوش ہو گئے ــــ افاقہ ہوا پھر پوچھا۔ پھر غسل کیا ــــ اٹھتے ہوئے بے ہوش ہو گئے ــــ افاقہ ہوا۔ پھر پوچھا۔

(۲) اب ابوبکر کے پاس آدمی بھیجا ــــ ابوبکر کو پیغام ملا ــــ ابوبکر نے

عمر سے کہا تم پڑھاؤ۔ عمر نے کہا تم زیادہ حقدار ہو ـــــ ابوبکر نے نماز شروع کر دی۔

(۳) کئی دن تک ابوبکر نماز پڑھاتے رہے۔

(۴) ایک دن ظہر کی نماز ابوبکر پڑھا رہے تھے کہ سرورِ کونین نے کچھ آرام محسوس کیا۔ سرورِ کونینؐ اپنے چچا عباس اور داماد علیؑ کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر تشریف لائے۔

(۵) ابوبکر نے آپ کو آتا ہوا دیکھ لیا، پیچھے ہٹنا چاہا۔ آپ نے اشارے سے منع کیا اور پہلو میں بیٹھ گئے۔

(۶) بی بی عائشہ آپ کے چچا عباس اور دامادِ علیؑ میں سے ایک کا نام لیتی ہے لیکن دوسرے کا نام نہیں لیتی۔

(۷) حدیث کا راوی عبیداللہ بی بی سے سن کر عبداللہ ابن عباس کے پاس جاتا ہے اسے حدیث سناتا ہے عبداللہ تصدیق کرتا ہے۔

بھلا بتائیے سابقہ تین احادیث سے اس کا کیا ربط ہے قطعی طور پر ان سے مختلف ہے۔

ص۵ جلد اول ۶۷۴

(۱) سرورِ کونینؐ بیمار ہیں، بلال نماز کی اطلاع دینے آتا ہے۔ آپ کہتے ہیں ابوبکر سے کہو نماز پڑھائے

(۲) بی بی تین مرتبہ معذرت کرتی ہے۔ آپ یوسف کی ساتھ والیاں۔ فرما کر چپ کراتے ہیں۔

(۳) آپ مسجد میں تشریف لاتے ہیں ابوبکر پیچھے ہٹنا چاہتا ہے۔ آپ اشارہ سے منع فرماتے ہیں لیکن پھر ابوبکر ہٹ جاتا ہے۔ امامت خود سرورِ کونینؐ

کرتے ہیں ـــــ ابوبکر آپ کی صدائے تکبیر دوسروں تک پہنچاتا ہے
دیکھئے سابقہ احادیث میں سے وہ کون سی حدیث ہے جس
سے اس حدیث کا مفہوم متحد ہو۔ یا لفظ متحد ہوں۔

۶۔ جلد اول ۶۷۵

(۱) بلال اطلاع نماز دینے آتا ہے، آپ ابوبکر کی طرف بھیجتے ہیں۔
(۲) بی بی ابوبکر کی طرف سے معذرت کر کے عمر کا مشورہ دیتی ہیں۔
(۳) سرور کونینؐ بی بی کی بات نہیں سنتے۔ بی بی حفصہ سے کہتی ہے حفصہ
آپ سے وہی کہتی ہے جو بی بی نے پڑھایا ہے۔ آپ حفصہ کو
جھڑک کر خاموش کراتے ہیں۔
(۴) سرور کونین طبیعت بحال محسوس کرتے ہیں دو مردوں کے سہارے
مسجد میں آتے ہیں۔
(۵) ابوبکر آپ کی آمد محسوس کرتا ہے جبکہ سابقہ احادیث میں ابوبکر آپ
کو آتا ہوا دیکھتا ہے

اندازہ کیجئے تکرار کہاں ہے؟

۸۔ جلد اول ۶۷۸

سرسری نظر سے دیکھنے والا تو یہی سمجھے گا کہ یہ حدیث جلد اول ۶۴۷
جیسی ہے۔ لہذا تکرار ہے حالانکہ ملاحظہ فرمائیے۔
جلد اول ۶۴۲ ففعلت حفصة۔ حفصہ نے میرے کہنے کے مطابق عمل کیا
جلد اول، ۶۷۸ میں یہ لفظ نہیں ہے۔
۹۔ جلد دوم ۶۱۰ تو سب سے اس لئے مختلف ہے کہ دیگر تمام احادیث
میں سرور کونینؐ کے مخاطب مرد ہیں۔ جبکہ زیر نظر حدیث میں مخاطب

بلاواسطہ ام المومنین عائشہ ہے۔

دیگر احادیث : مروا ابابکر۔ ابوبکر سے کہو

زیر نظر حدیث : مری ابابکر۔ ابوبکر سے تو کہہ۔

۲۔ جلد سوم ۲۱۶۳ بھی بظاہر جلد اول ۶۴۲ اور ۶۰۸ کی طرح معلوم ہوتی ہے لیکن ملاحظہ فرمائیے :

جلد اول ۶۴۲ : قلت لحفصة قولى له۔ جلد اول ۶۷۵ قلت لحفصة قولى له

جلد سوم ۲۱۶۳ قلت لحفصة قولى۔ دیگر دونوں احادیث میں لفظ۔ له ہے جبکہ زیر نظر حدیث میں لفظ۔ له۔ نہیں ہے —— یہی لفظی اختلاف معنی اور مفہوم میں اختلاف کا موجب ہوتا ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ مکررات، ہیں، غلط ہیں۔ تمام احادیث آپ کے سامنے ہیں۔ کوئی ایک حدیث دوسری سے لفظاً متحد نہیں۔ جب لفظاً متحد نہیں تو معنوی اتحاد بھی نہیں ہوگا۔

اب تدبر :

تمام احادیث کو اگر جوڑ کر ایک کر لیا جائے تو افسانۂ امامت ابوبکر یوں بنے گا۔

ام المومنین عائشہ فرماتی ہیں کہ جب سرور کونین ؐ پر مرض نے قابو پا لیا تو آپ مسجد میں جماعت کی خاطر تشریف نہ لے جا سکے بلال نے معمول، کے مطابق اذان کہی۔ کچھ دیر آپ کے آنے کا انتظار کیا۔ پھر بلال، اندر چلا آیا، آپ سے جماعت کی درخواست کی۔ یا۔ آپ نے از خود پوچھا۔ جب بتایا گیا کہ لوگ منتظر ہیں آپ نے غسل کے لئے پانی رکھنے کا حکم دیا۔ پانی رکھ دیا گیا۔ آپ نے

غسل کیا جب اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے۔ افاقہ ہوا پھر نماز
کا پوچھا جب بتایا گیا کہ لوگ انتظار میں ہیں۔ تو آپ نے غسل کے
لئے پانی رکھنے کا حکم دیا۔ پانی رکھ دیا گیا۔ آپ نے غسل کیا۔ جب
اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے۔ ـــــــ جب افاقہ ہوا تو پھر نماز کا
پوچھا۔ جب تیسری مرتبہ بھی انتظار کا بتایا گیا تو آپ نے پھر غسل کے لئے
پانی رکھنے کا حکم دیا۔ پانی رکھ دیا گیا۔ آپ نے غسل کیا اور اٹھنے لگے
تو بے ہوش ہو گئے جب تیسری مرتبہ افاقہ ہوا تو نماز کا پوچھا۔ جب
بتایا گیا کہ لوگ ابھی تک منتظر ہیں تو آپ نے کسی کو بھیجا کہ جا ابوبکرؓ سے
کہہ کہ وہ نماز پڑھائے ام المومنین عائشہ نے کہا کہ ابوبکر انتہائی نرم دل
ہے جب آپ کی جگہ کھڑا ہو گا تو اسے رونے پر قابو نہ رہے گا۔
جس کی وجہ سے اس کی آواز حلق میں اٹک جائے گی۔ لوگوں تک
اس کی آواز نہ پہنچ سکے گی۔ آپ عمر کو فرمائیں وہ نماز پڑھائے آپ
نے پھر ابوبکر کا کہا تو بی بی عائشہ نے حفصہ کو بیچ میں ڈالا کہ میری تو
نہیں سنتے جو کچھ میں نے کہا ہے تو کہہ۔ چنانچہ حفصہ نے کہا۔ جب
اصرار بڑھ گیا تو آپ نے کہنے والیوں سے فرمایا کہ تم تو یوسف کے
ارد گرد والی عورتوں جیسی ہو۔ ابوبکر ہی نماز پڑھائے گا۔ قاصد نے جا کر
ابوبکر کو سرور کونینؐ کا پیغام دیا۔ ابوبکر نے عمر سے کہا تم پڑھاؤ۔ عمر نے
کہا نہیں تم زیادہ حقدار ہو۔ ابوبکر مصلی پر کھڑے ہو گئے۔ نماز شروع
کر دی۔ ادھر سرور کونینؐ نے اپنے کو ہلکا محسوس کیا تو اپنے چچا عباسؓ
اور بھائی علیؓ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے قدم گھسیٹتے داخل مسجد ہوئے
ابوبکر نے آپ کو آتا ہوا دیکھ لیا۔ اس نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔

سرور کونین نے اشارہ سے منع کیا اور ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ نماز شروع کردی ابوبکر آپ کی صدائے تکبیر دوسرے لوگوں تک پہنچاتا رہا، یہ ہے افسانۂ امامت کا خلاصہ۔ چند سوالات ہیں جن کے بغیر یہ افسانہ مکمل نہیں ہوتا۔ اگر کوئی سلیم الطبع اور ہوش مند جواب عنایت فرما سکے تو نوازش ہوگی۔

(۱) بلال جب اندر بلانے آیا تو اس نے اندر آنے کی اجازت کس سے مانگی۔ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے، کہ تمام احادیث کا انداز بیان جدا ہے۔

اگر یہ ایک ہی واقعہ کی نو تعبیریں ہیں تو گویا واقعہ سرے سے غلط ہے کیونکہ جب اصل روایت کا سرچشمہ ایک فرد ہے۔ یعنی ام المومنین عائشہ۔ پھر ایک واقعہ نو مختلف انداز میں بیان کرنے کی کوئی معقول وجہ کیا ہوگی؟

(۲) اگر ایک واقعہ نہیں تو گویا مرض الموت میں نو مرتبہ سرور کونین نے ابوبکر کو پیشنماز بنایا ——— اگر اسے درست مان لیا جائے کہ نو مرتبہ سرور کونین نے پیش نماز مقرر کیا تو کیوں؟

(۳) کیا پہلی مرتبہ کے تقرر کے بعد۔ ابوبکر نے انکار کر دیا تھا۔ یا۔ نماز پڑھنے والوں نے اعتراض کیا تھا یا سرور کونین خود پسند نہیں کرتے تھے۔ یہ آٹھ مرتبہ کی معزولی اور تقرری کیا ہے؟

(۴) بلال جب اندر آیا تو اجازت لے کر آیا تھا یا نہیں؟

(۵) اگر اجازت لے کر آیا تھا تو کس سے؟ اور اس اجازت کا ذکر کہاں ملے گا؟

(۶) اگر اجازت لے کر نہیں آیا تو بی بی نے اس کا ذکر کیوں نہیں کیا؟

(۷) کیا کوئی صحابی بھی سرورِ کونینؐ کے پاس آنے کے لئے اجازت کا پابند نہیں تھا اگر یہ پابندی نہیں تھی تو کیوں؟

(۸) سرورِ کونینؐ نے بے ہوشی کے بعد غسل کیوں ضروری سمجھا؟

(۹) جب ابوبکر کے پاس آدمی بھیجا گیا وہ کہاں تھے؟

(۱۰) اس جانے والے کا نام کیا تھا؟

(۱۱) جب داماد اس قدر نڈھال تھا تو سسر اس کے پاس موجود کیوں نہ تھے؟

(۱۲) کیا سرورِ کونینؐ کے حکم سے باہر گئے ہوئے تھے؟

(۱۳) اگر آپ کے حکم سے باہر گئے تھے تو وہ حکم کہاں ہے اور وہ کام کون سا تھا؟

(۱۴) جب سرورِ کونینؐ نے ابوبکر کے پاس قاصد بھیجا تھا تو ابوبکر نے عمر سے کیوں نماز پڑھانے کا کہا؟

(۱۵) کیا یہ انتخاب سرورِ کونینؐ کی خلاف ورزی نہیں؟

(۱۶) اگر اصحابی کلھم عدول (میرے تمام صحابی عادل ہیں) والی حدیث درست ہے تو ابوبکر نے عمر کے بجائے کسی دوسرے کو کیوں نہیں کہا؟

(۱۷) جب سرورِ کونینؐ ابوبکر کا نام لیتے ہیں تو بی بی عائشہ کبھی خود اور کبھی حفصہ کے ذریعہ کیوں اس انتخاب پر اعتراض کرتی ہے؟

(۱۸) انتخاب سرورِ کونینؐ پر اعتراض مقامِ مصطفےٰ کے خلاف نہیں؟

(۱۹) سرورِ کونینؐ نے اپنے آخری وقت میں ام المومنین عائشہ اور ان کی دیگر ہمنواؤں کو۔ یوسف کے ساتھ والیوں سے کیوں تشبیہ دی؟

(۲۰) یوسف کے اردگرد رہنے والیاں نیک خصلت تھیں یا کچھ اور؟

(۲۱) جب سرورِ کونینؐ نے جمع کے صیغہ سے تمام ازواج کو۔ یوسف کے

گرد گھیرا ڈالنے والیوں سے تشبیہہ دی تو حفصہ نے صرف بی بی عائشہ سے کیوں کہا کہ مجھے تیری طرف سے کبھی کوئی اچھائی میسر نہیں آئی ؟

(۲۲) جب سرور کونینؐ نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا پھر اتنی تکلیف کر کے کہ دو آدمیوں کے درمیان سہارا پہ چل کر قدم گھسیٹتے ہوئے کیوں تشریف لائے ؟

(۲۳) سرور کونینؐ ابوبکر کے سامنے کی طرف سے مسجد میں آئے تھے یا پہلو کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے ؟

(۲۴) اگر سامنے کی طرف سے آئے تھے تو ذرا یہ بتایا جائے کہ سرور کونینؐ کا دروازہ قبلہ کی طرف تھا یا کسی دوسری جانب ؟ اگر قبلہ رخ دروازہ ہو تو اس کا ثبوت کیا ہے ؟

(۲۵) اگر قبلہ رخ تھا۔ ابوبکر نے آپ کو آتا ہوا دیکھ لیا تھا اور حکم سرور کونین سے مصلیٰ پر کھڑے ہوئے تھے پھر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیوں کیا ؟

(۲۶) جب پیچھے ہٹنے کا ارادہ کر چکے تھے اور سرور کونین نے اشارہ سے منع کیا تو پھر جلد اول ۲۷۶ کے مطابق اشارہ جو حکم رسول تھا کے باوجود پیچھے ہٹ کیوں گئے ؟

(۲۷) کیا پیچھے ہٹ کر حکم عدولی نہیں کی ؟

(۲۸) اگر حکم عدولی نہیں کی تو کیسے اور اگر کی تو اس کا جواز کیا ہے ؟

(۲۹) جلد اول ۲۷۵ کے مطابق سرور کونینؐ سامنے سے نہیں آئے کیونکہ۔ سمع ابوبکر حسہ۔ ابوبکر نے آپ کی چاپ سنی۔ اگر سامنے سے آتے تو چاپ نہ سنتے بلکہ دیکھتے جبکہ دیگر آٹھ احادیث کے مطابق ابوبکر نے دیکھا ہے ان دو میں سے کونسا نظریہ درست ہے ؟

(۳۰) اگر چاپ سن کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو پھر سرور کونین کا اشارہ کیسے دیکھ لیا؟

(۳۱) اگر آپ سامنے سے نہیں آئے بلکہ کسی پہلو سے آئے ہیں تو ابوبکر نے کیسے دیکھ لیا؟

(۳۲) کیا نماز میں قبلہ رخ ہونا واجب نہیں؟

(۳۳) سب سے بڑھ کر جب آپ مسجد میں تشریف لے آئے۔ ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ آپ کی آمد پر ابوبکر کا پیچھے ہٹنا۔ سرور کونین کا اشارہ کرنا اور پہلو میں بیٹھنا ام المومنین عائشہ کو کیسے معلوم ہوا؟

(۳۴) کیا بی بی خود ساتھ آئیں تھیں؟

(۳۵) اگر ساتھ آئیں تھیں تو کس تاریخ میں ہے؟

(۳۶) اگر ساتھ نہیں آئیں تو انہیں یہ سب کچھ کیسے پتہ چلا؟

(۳۷) انہوں نے خود دیکھا نہیں اور دوسرے کسی کا بتایا نہیں۔ آخر کیا ہے؟

(۳۸) کہیں ایسا تو نہیں کہ سب کچھ بعد کی پیداوار ہو؟

(۳۹) اگر حقیقتاً اس وقت یہ سب کچھ ہوا ہوتا تو سقیفہ میں عمر صاحب ضرور یہ سہرا ابوبکر کے سر پر سجاتے۔ حالانکہ تاریخ شاہد ہے سقیفہ میں ایسی کوئی بات نہیں؟

(۴۰) کسی دوسری زوجہ نے یہ واقعہ نقل کیوں نہیں کیا؟

(۴۱) خود ام المومنین حفصہ جو اس افسانہ میں شریک کار تھی اس نے اسے روایت کیوں نہیں کیا؟

فیصلہ

جو کچھ ان نو احادیث سے ثابت
ہوتا ہے۔ وہ صرف یہی ہے کہ ابوبکر
کی امامت کا افسانہ دستار خلافت باندھ لینے
کے بعد بی بی نے اپنے اباجی کی دیوار خلافت
کو سہارا دینے کے لئے گھڑا ہے۔

انشاء اللہ نظام مصطفےٰ حصہ سوم میں آپ۔ بی بی
کا دردِ سر۔ اور سرور کونین ؐ کی خواہش۔ کے زیرِ عنوان
ملاحظہ فرمائیں گے کہ سرور کونین ؐ کا زبانی بتاتے ہیں۔ کہ
میں تو ابوبکر کی خلافت کا اعلان کر دینا چاہتا ہوں
لیکن اللہ کے ٹھکرانے اور مومنین کے
انکار کا خطرہ ہے۔
اس لئے میں نے اپنا کیا ہوا
ارادہ واپس لے لیا ہے جب

سرور کونین ؐ نے نیابت
ابوبکر کا ارادہ واپس لے لیا
تھا تو پھر دوبارہ کب
ارادہ کیا۔ تاریخ جو ایک
مسلسل عمل ہے نے آج تک
یہ نہیں بتایا کہ سرور کونین ؐ نے ابوبکر یا عمر
میں سے کسی کو بھی اس قابل سمجھا ہو کہ انہیں
کسی علاقہ کا گورنر بنا کر بھیجا ہو۔ ایسے لوگ جن
پر سرور کونین ؐ صرف زکوٰۃ وصول کرنے کا اعتماد
نہیں کر سکتے تھے۔ وہ کب اس اہل ہو سکتے
ہیں کہ انہیں مسند رسالت کا اہل سمجھ
لیا جائے ــــــ

کل تیرہ احادیث:

جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر ۸۶۶ راوی عروہ
جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر ۱۵۶۴ " "
جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر ۱۵۰۳ راوی ابوملیکہ
جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر ۱۵۰۴ راوی ابوسلمہ
جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر ۱۶۶۸ عبدالرحمٰن
جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر ۱۵۹۳ راوی عروہ

جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر ۱۵۰۵ راوی عبیداللہ ابن عتبہ
جلد اول کتاب الجنائز حدیث نمبر ۱۳۰۵ راوی ابن عباس
جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر ۶۰۰ ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن
جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر ۱۳۳۰ راوی ابوعمرو ذکوان
جلد اول کتاب المرضیٰ حدیث نمبر ۲۰۵ راوی مسروق

جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر ۷۴۸ راوی عروہ

۷۹۔ جلد اول کتاب الجنائز ص۴۷۷ حدیث ۱۱۲۳

اخبرنی ابوسلمة ان عائشة اخبرته قالت اقبل ابوبکر علی فرسه من مسکنه بالسخ حتی نزل فدخل المسجد فلم یکلم الناس حتی دخل علی عائشة فتیمم النبیؐ وھو مسجّی ببرد حبرة فکشف عن وجھه ثم اکب علیه فقبله ثم بکی فقال بابی انت یا نبی اللہ لا یجمع اللہ علیك موتتین اما الموتة الاولی التی کتبت علیك فقد متھا۔

قال ابوسلمه فاخبرنی ابن عباس ان ابابکر خرج وعمر یکلم الناس فقال اجلس فابی فقال اجلس فابی فتشھد ابوبکر فمال الیه الناس وترکوا عمر قال اما بعد فمن کان منکم یعبد محمدًا فانه قدمات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت قال اللہ ما محمد الا رسول۔ الی الشاکرین ۔ واللہ لکان الناس لم یکونوا یعلمون ان اللہ انزل حتی تلاھا ابوبکر فتلقاھا منه الناس فما یسمع بشر الا یتلوھا۔

ترجمہ :- ابوسلمہ نے ام المومنین عائشہ سے روایت کی ہے ابوبکر اپنے محلہ سخ میں واقع اپنے مکان سے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ گھوڑے سے اترے ، داخل مسجد ہوئے، لوگوں سے بات نہ کی، عائشہ کے پاس آئے۔ سرورِ کونینؐ کے قریب گئے۔ آپ یمنی چادر کے

نیچے تھے۔ منہ سے کپڑا ہٹایا، جھکے بوسہ لیا، پھر رو دیئے اور کہا میرا
باپ قربان ہو، اے نبی خدا اللہ آپ کو دو موتیں نہ دے گا۔ پہلی
موت جو مقدر تھی وہ آ چکی ہے۔

ابو سلمہ کہتا ہے کہ مجھے ابن عباس نے بتایا ہے کہ اس کے بعد
ابوبکر باہر نکلا، اس وقت عمر لوگوں سے باتیں کر رہا تھا۔ ابوبکر نے
عمر سے کہا بیٹھ جا۔ اس نے انکار کر دیا۔ ابوبکر نے دوسری مرتبہ کہا۔
اس نے پھر انکار کر دیا ابوبکر نے کلمہ شہادت پڑھا لوگوں نے عمر کو چھوڑ
دیا اور ابوبکر کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ابوبکر نے کہا اما بعد
تم میں سے جو شخص محمدؐ کی پرستش کرتا تھا یقین رکھو کہ وہ مرگیا ہے،
اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یقین رکھو وہ حی ولا یموت
ہے۔ پھر ما محمد الا رسول سے شاکرین تک آیت پڑھی۔ بخدا یوں
معلوم ہوتا تھا کہ یہ آیت ایسے لگی، جیسے اتری ہی نہ ہو۔ جب ابوبکر
نے پڑھی تو لوگوں نے یاد کی اور پھر ہر شخص نے اس آیت کو ورد بنا لیا

۸۰۔ جلد دوم کتاب الانبیاء صہ ۳۸۳ حدیث ۸۶۷

عروۃ ابن زبیر عن عائشۃ زوج النبیؐ ان رسول اللہ
مات و ابوبکر بالسخ قال اسماعیل یعنی بالعالیۃ
فقام عمر یقول واللہ ما مات رسول اللہ۔ قالت
وقال عمر واللہ ما کان یقع فی نفسی الا ذاک ولیبعثنہ
اللہ فلیقطعن ایدی الرجال وارجلھم۔ فجاء ابوبکر
فکشف عن رسول اللہ فقبلہ قال بابی انت وامی

طبت حیًا ومیتاً والذی نفسی بیدہ لا یذیقك
اللہ موتتین ابدًا ثم خرج فقال ایہا الحالف علی
رسلك فلما تکلم ابوبکر جلس عمر فحمد اللہ واثنی
علیہ وقال۔

الا من کان یعبد محمدًا فان اللہ حی قد مات ومن
کان یعبد اللہ فاللہ حی لا یموت وقال انك میت .
وانہم میتون وقال ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل أفأن مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم ومن
ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئًا وسیجزی
اللہ الشاکرین۔

قال فنشج الناس یبکون ۔ قال واجتمعت الانصار الی
سعد ابن عبادہ فی سقیفۃ بنی ساعدۃ فقالوا منا امیر
ومنکم امیر۔ فذھب الیہم ابوبکر وعمر ابن خطاب
وابوعبیدۃ ابن الجراح ۔ فذھب عمر یتکلم فاسکتہ
ابوبکر وکان عمر یقول واللہ ما اردت بذلك الا انی
قد ھیأت کلامًا قد اعجبنی خشیت ان لا یبلغہ ابوبکر۔
ثم تکلم ابوبکر۔ فتکلم ابلغ الناس فقال فی کلامہ
نحن الامراء وانتم الوزراء فقال حباب ابن المنذر
لا واللہ لا نفعل منا امیر ومنکم امیر فقال ابوبکر
لا ولا کنا الامراء وانتم الوزراء ھم اوسط العرب
دارًا واعربہم احسابا فبایعوا عمر اوابا عبیدۃ۔

فقال عمر بل نبايعك انت فانت سيدنا و خيرنا واحبنا الى رسول الله فاخذ عمر بيده فبايعه الناس فقال قائل قتلتهم سعد ابن عبادة فقال عمر قتله الله -

اخبرني القاسم ان عائشة قالت شخص بصر النبيؐ - ثم قال فى الرفيق الاعلى ثلاثاً و قص الحديث قالت فما كانت من خطبتهما الا نفع الله بها لقد خوف عمر الناس و ان فيهم لنفاقاً فردهم الله بذلك ثم لقد بصر ابوبكر الناس الهدیٰ و عرفهم الحق الذى عليهم اخرجوا يتلون ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل - الى - الشاكرين -

ترجمہ :- عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونینؐ فوت ہوئے تو ابوبکر سنح میں تھا (اسماعیل کہتا ہے یعنی بلندی پر تھا) عمر کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ بخدا سرور کونینؐ فوت نہیں ہوئے۔ بی بی کہتی ہے کہ عمر کہا کرتا تھا۔ بخدا میرے ذہن میں تو یہی تھا کہ ابھی اللہ انہیں پھر مبعوث کرے گا اور وہ لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں توڑ دیں گے ۔۔۔۔ کہ اتنے میں ابوبکر آئے آپ کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا بوسہ لیا اور کہا ۔۔۔۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ جس طرح زندگی میں پاکیزہ تھے اسی طرح زندگی کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس کی قسم اللہ آپ کو دو

موتیں نہیں چکھائے گا۔ پھر باہر نکلے ـــــ اور کہا ـــــ او قسم کھانے والے
ذرا ٹھہر جا ـــــ جب ابوبکر نے بات شروع کی عمر بیٹھ گیا۔ ابوبکر نے
حمد و ثنا کے بعد کہا ـــــ یقین رکھو! جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا،
تو وہ مر گیا ہے اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ حی لا یموت
ہے اللہ ہی نے فرمایا ہے تو بھی مرنے والا ہے اور یہ بھی مرنے والے
ہیں، اور فرمایا ہے محمد صرف رسول ہی تو تھا اس سے پہلے بھی انبیاء
گزرے ہیں اگر یہ فوت ہو گیا یا شہید کر دیا گیا تو کیا تم پھر اپنے پچھلے
پاؤں پر الٹ جاؤ گے اگر کوئی اپنے پچھلے پاؤں پر الٹا پھرا تو اللہ
کو ہرگز ہرگز نقصان نہیں دے سکے گا۔ اور اللہ شکر کرنے والوں کو
جزا دے گا۔

لوگوں نے رونا شروع کر دیا۔ انصار سعد ابن عبادہ کے پاس سقیفہ
بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور کہنے لگے۔ ایک امیر تم سے ہو گا اور ایک
امیر ہم سے ہو گا۔ اتنے میں ابوبکر۔ عمر ابن خطاب اور ابوعبیدہ ابن
جراح بھی پہنچ گئے۔ عمر نے کچھ بولنے کا ارادہ کیا تو ابوبکر نے اسے
خاموش رہنے کو کہا۔ عمر کہا کرتا تھا ـــــ بخدا میرا ارادہ صرف یہ تھا کہ
میں نے اس وقت کے لئے جو کلام (تقریر) تیار کر رکھی تھی۔ ابوبکر
اس تک پہنچ نہ پائے گا۔

پھر ابوبکر نے بات شروع کی تو ہر ایک سے بلاغت دکھائی اور
کہا ـــــ ہم حکمران ہوں گے، تم وزیر ہو گے۔ حباب ابن منذر نے کہا۔
ـــــ بخدا ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ ایک امیر ہمارا ہو گا اور ایک
امیر تمہارا ہو گا ـــــ ابوبکر نے کہا۔ ہرگز نہیں ہم حکمران ہوں گے۔ تم

وزیر رہو گے (کیونکہ) مہاجرین عربوں کی نسبت اوسط گھر والے ہیں۔
تم چاہو تو عمر کی بیعت کر لو ——— اور چاہو تو ابو عبیدہ کی
بیعت کر لو
عمر نے کہا، نہیں بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ ہمارے
سردار ہیں۔ آپ ہم سے اچھے ہیں اور آپ ہم سب کی نسبت محبوب
سرور کونین ہیں۔ عمر نے ابو بکر کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں نے بیعت کر لی۔
ابو القاسم کہتا ہے کہ مجھے ام المومنین عائشہ نے بتایا کہ سرور کونین
کی نگاہ ایک ہوئی۔ پھر تین مرتبہ کہا۔ فی الرفیق الاعلیٰ۔ اس کے بعد
پورا واقعہ سنایا۔
ام المومنین عائشہ کہتی ہے کہ ابو بکر اور عمر دونوں کے خطبوں نے
بہت بڑا فائدہ پہنچایا۔ عمر نے لوگوں کو خوب دھمکایا۔ کیونکہ ان میں
نفاق تھا۔ عمر کی دھمکی سے ان کا نفاق جاتا رہا۔ پھر ابو بکر نے لوگوں
کو ہدایت کی اور انہیں راہ حق دکھائی۔
جب لوگ وہاں سے اٹھے تو ۔۔۔ محمد صرف رسول ہی تو ہے
والی آیت کی تلاوت کر رہے تھے۔

۸۱۔ جلد دوم کتاب الانبیاء صفحہ ۶۹۸ حدیث ۱۵۶۴

عروہ ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللہ کان اذا اشتکی
نفث علی نفسہ بالمعوذات ومسح عنہ بیدہ فلما
اشتکیٰ وجعہ الذی توفی فیہ طفقت انفث علی نفسہ
بالمعوذات التی کان ینفث وامسح بید النبیؐ عنہ۔

ترجمہ:- عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونین جب کبھی بیمار ہو جاتے تو معوذات پڑھ کر اپنا ہاتھ اپنے جسم پر پھیرتے تھے جب آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو وہی معوذات جو آپ پڑھا کرتے تھے میں پڑھ کر دم کرتی اور آپ کا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرتی تھی۔

۸۲۔ جلد دوم کتاب المغازی صد ۷۰۳ حدیث ۱۵۱۳

ابی ملیکہ عن عائشۃ قالت توفی النبیؐ فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری وکانت احدینا تعوذہ بدعاء المریض اذا مرض فذھبت اعوذ فرفع رأسہ الی السماء وقال فی الرفیق الاعلی ومر عبد الرحمٰن ابن ابی بکر وفی یدہ جریدۃ رطبۃ فنظر الیہ النبی فظننت ان لہ بہا حاجت فاخذتہا مضغت رأسہا ونفضتہا فدفعتہا الیہ فاستن بہا کاحسن ما کان مستنا ثم ناولنیہا فسقطت او سقطت من یدہٖ فجمع اللہ بین ریقی وریقہ فی آخر یوم من الدنیا واولی یوم من الآخرۃ۔

ترجمہ: ابو ملیکہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونین میرے حجرہ میں میری باری والے دن میں اور میرے سینہ اور گردن کے درمیان فوت ہوئے۔ ہم میں سے کوئی ایک آپ پر وہ دعا پڑھتی تھی جو مریض پر پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ میں وہ دعا پڑھنے لگی۔ آپ نے

آسمان کی طرف سر بلند کیا اور کہا فی الرفیق الاعلیٰ ۔ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر گزرا ۔ اس کے ہاتھ میں تازہ شاخ تھی ۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ میں نے سمجھا کہ آپ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ۔ میں نے اس سے لی اُسے چبایا اور آپ کو دیدی ۔ آپ نے انتہائی اچھی طرح مسواک کیا ۔ پھر مجھے پکڑایا تو وہ گر گیا ۔ یا ۔ آپ کے ہاتھ ہی سے گر گیا ۔ اللہ نے آپ کے دنیا سے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میرے اور آپ کے لعاب دہن کو مسواک کے ذریعہ ملا دیا ۔

---

۸۳ ۔ جلد دوم کتاب المغازی صـ۲۰ـ حدیث ۱۵۷۴

ابوسلمه ان عائشة اخبرته ان ابابکر اقبل علی فرس من مسکنه بالسنح حتی نزل فدخل المسجد فلم یکلم الناس حتی دخل علی عائشة فتیمم رسول الله وهو یغشی بثوب حبرة فکشف عن وجهه ثم اکب علیه فقبله وبکی ثم قال بابی انت وامی والله لا یجمع الله علیك موتتین اما الموتة التی کتبت علیك فقد متها ۔

قال الزهری حدثنی ابوسلمه عن عبدالله ابن عباس ان ابابکر خرج وعمر یکلم الناس فقال اجلس یا عمر فابی عمر ان یجلس فاقبل الناس الیه وترکوا عمر فقال ابوبکر ۔

امابعد من کان منکم یعبد محمدًا فان محمدًا قد مات ۔ ومن کان منکم یعبد الله فان الله حی لا

يموت قال الله وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الى قوله الشاكرين - وقال والله لكان الناس لم يعلموا ان الله انزل هذه الآية حتى تلاها ابوبكر فتلقاها منه الناس كلهم فما اسمع بشراً من الناس الا يتلوها فاخبرني سعيد ابن المسيب ان عمر قال والله ماهو الا ان سمعت ابابكر تلاها فعقرت حتى ما تقلني رجلاى وحتى اهويت الى الارض حين سمعته تلاها ان النبيؐ قد مات -

ترجمہ :- ابوسلمہ نے ام المومنین عائشہ سے روایت کی ہے کہ ابوبکر اپنے مکان واقع محلہ سخ میں سے گھوڑے پر آئے۔ اترے - داخل مسجد ہوئے لوگوں سے بات نہ کی ۔ ام المومنین عائشہ کے پاس گئے پھر سرورکونینؐ کے پاس آئے۔ آپ یمنی کپڑے کے نیچے تھے ۔ منہ سے کپڑا ہٹایا جھکے - بوسہ لیا - روئے - پھر کہا میرے ماں باپ قربان بخدا اللہ آپ کو دو موتیں ہرگز نہیں دے گا - وہ موت جو آپ کا مقدر تھی آپ کو مل گئی -

زہری کہتا ہے کہ مجھے ابوسلمہ نے عبداللہ ابن عباس کی زبانی سنایا کہ ـــ پھر ابوبکر باہر آئے ۔ عمر لوگوں سے گفتگو کر رہا تھا - ابوبکر نے کہا - اے عمر بیٹھ جا - عمر نے بیٹھنے سے انکار کر دیا - لوگ ابوبکر کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمر کو چھوڑ دیا - چنانچہ ابوبکر نے کہا -

اما بعد ! تم میں سے جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا تو یقین رکھو محمد مر گیا ہے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ حی ولا یموت ہے -

ارشاد قدرت ہے۔ محمد نہیں مگر رسولؐ۔ سے شاکرین تک آیت پڑھی ـــــ بخدا لوگوں کے علم میں بھی نہیں تھا کہ اللہ نے یہ آیت بھی بھیج رکھی ہے۔ حتیٰ کہ ابوبکر نے پڑھی تو لوگوں نے ابوبکر سے حفظ کی۔ میں نے جس انسان سے بھی سنا وہ یہی آیت پڑھ رہا تھا۔

مجھے سعید ابن نے بتایا ہے کہ عمر کہتا ہے ـــــ بخدا جب میں نے ابوبکر سے یہ آیت سنی تو میں جیسے سن ہو گیا۔ میری ٹانگیں میرا بوجھ اٹھانے سے جواب دینے لگیں اور میں نے جب سنا کہ سرور کونینؐ مر چکے ہیں۔ میں کھڑا نہ رہ سکا۔

۸۴۔ جلد دوم کتاب المغازی صفحہ ۲۰۰ حدیث ۱۵۶۸

عن ابیہ عن عائشۃ قالت مات النبیؐ وانہ لبین حاقنتی وذاقنتی فلا اکرہ شدت الموت لاحد بعد النبیؐ

ترجمہ: اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے۔ کہ سرور کونینؐ میرے سینہ اور تھوڑی کے درمیان فوت ہوئے۔ سرور کونینؐ کے بعد مجھے کسی کے لئے بھی موت کی سختی ناپسند نہیں۔

۸۵۔ جلد دوم کتاب المغازی صفحہ ۲۰۶ حدیث ۱۵۸۲

عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ ان رسول اللہ توفی وھو ابن ثلاث وستین۔

ترجمہ:۔ عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین ترسٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

۸۶۔ جلددوم   کتاب المغازی   صـ۶۰۶ـ   حدیث ۱۵۹۲

عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ ان النبیؐ توفی وھو

ابن ثلاث وستین۔

ترجمہ :۔ عروہ ابن زبیر ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ وقت وفات

سرور کونینؐ ترسیٹھ برس کے تھے۔

۸۷۔ جلددوم   کتاب المغازی   صـ۶۰۷ـ   حدیث ۱۵۷۵

عبداللہ ابن عتبہ عن عائشۃ ان ابابکر قبل النبیؐ

بعد موتہ۔

ترجمہ : عبداللہ ابن عتبہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ابوبکر

نے سرور کونینؐ کا مرنے کے بعد بوسہ لیا۔

۸۸۔ جلداول   کتاب الجنائز   صـ۴۹۰ـ   حدیث ۱۲۰۵

قال ابن عباس فلما مات عمر ذکرت ذلک لعائشۃ

فقالت رحم اللہ عمر ما حدث رسول اللہ ان اللہ

لیعذب المومن ببکاء اھلہ علیہ ولکن رسول اللہ

قال ان اللہ لیزید الکافر عذابا ببکاء اھلہ اللہ علیہ وقال

حسبکم القرآن لا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ۔

ترجمہ :۔ ابن عباس کہتا ہے کہ جب عمر مرگیا تو میں نے (میت پر

رونے سے عذاب کا) ذکر ام المومنین عائشہ سے کیا۔ تو اس نے کہا۔

اللہ عمر پہ رحم کرے۔ سرور کونین نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ مومن کی موت

پر اس کے گھر والوں کے رونے سے میت پر اللہ عذاب بھیجتا ہے بلکہ سرور کونین نے تو فرمایا تھا کہ کافر کی موت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے اللہ کافر میت کے عذاب میں اضافہ کرتا ہے اور تمہارے لئے قرآن کافی ہے۔ قدرت کا ارشاد ہے۔ کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

۸۹۔ جلد سوم کتاب اللباس ص ۳۱۱ حدیث ۷۶۰

ابو سلمہ ابن عبد الرحمٰن ابن عوف ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللہ حین توفی سجی ببردۃ حبرۃ۔

ترجمہ:۔ ابو سلمہ ابن عبد الرحمٰن ابن عوف نے ام المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ جب سرور کونین کی وفات ہو چکی تو آپ کو یمنی چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔

۹۰۔ جلد سوم کتاب الرقاق ص ۵۲۰ حدیث ۱۴۳۰

ابو عمرو ذکوان مولیٰ عائشۃ اخبرہ ان عائشۃ کانت تقول۔ ان رسول اللہ کانت بین یدیہ رکوۃ او علبۃ فیھا ماء یشك عمر فجعل یدخل یدہ فی الماء فیمسح بھما وجھہ و یقول لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات ثم نصب یدہ فجعل یقول فی الرفیق الاعلیٰ حتی قبض و مالت یدہ۔

ترجمہ:۔ ابو عمرو ذکوان ام المومنین عائشہ کا غلام بی بی سے نقل کرتا ہے

کہ سرور کونین کے پاس پانی کا پیالہ یا طشت رکھا تھا۔ شک ابوعمرو کو ہے۔ آپ اس میں ہاتھ ڈال کر چہرہ پر پھیرتے تھے اور کہتے تھے لا الہ الا اللہ۔ سکرات موت بھی کتنے سخت ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے ہاتھ بلند کیا اور کہا۔ فی الرفیق الاعلیٰ۔ حتیٰ کہ فوت ہو گئے اور ہاتھ جھک گیا

۹۱۔ جلد سوم کتاب المرضیٰ صفحہ ۵۶ حدیث ۶۰۵

عن مسروق عن عائشة قالت ما رأيت احد اشد

عليه الوجع من رسول الله۔

ترجمہ:۔ مسروق ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین جتنا مبتلائے درد (بوقت وفات) ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

جائزہ:

جلد دوم حدیث ۸۶۷ جو کچھ بتایا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

(۱) جب سرور کونین کی وفات ہوئی اس وقت ابوبکر اپنے گھر محلہ سنح میں تھے جو مدینہ سے اتنے فاصلہ پر تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر آنا پڑتا تھا

(۲) ابوبکر سیدھے اپنی بیوہ بیٹی کے پاس آئے پھر سرور کونین کے پاس آئے۔

(۳) چہرہ سے کپڑا ہٹایا۔ بوسہ لیا۔ اور روئے۔

(۴) باہر نکلے۔ عمر لوگوں میں تقریر کر رہا تھا۔ ابوبکر نے عمر کو دو مرتبہ بیٹھنے کو کہا۔ عمر نہ مانا۔

(۵) ابوبکر نے کلمہ شہادت پڑھا۔ لوگوں نے عمر کو چھوڑ دیا اور ابوبکر کے گرد ہو گئے۔

(۶) ابوبکر نے تقریر کی ۔ دوران تقریر ایک ایسی آیت پڑھی جو اس سے قبل کسی کو معلوم نہ تھی ۔

جلد دوم ص۸۹۶ کا خلاصہ یوں ہے ۔

(۱) سرور کونین کی وفات ہوئی تو ابوبکر اپنے گھر واقعہ محلہ سنح میں تھا ۔

(۲) عمر نے تقریر شروع کی کہ سرور کونین کی وفات نہیں ہوئی اور قسم کھا کر کہا ۔

(۳) عمر کا خیال یہ تھا کہ خدا معلوم کیا چکر ہے ۔ کیا پتہ کہ ابھی اللہ اسے پھر اٹھا دے اور اٹھ کر سرور کونین لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹنے لگیں ۔

(۴) پھر ابوبکر آیا ۔ آپ کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور بوسہ لیا ۔ پھر باہر آگیا ۔

(۵) عمر کو تقریر سے منع کیا ۔ عمر نے ابوبکر کو بولتے دیکھ کر چپ سادھ لی ۔ اور بیٹھ گیا ۔

(۶) ابوبکر نے تقریر میں وہ آیت پڑھی جو پہلے کسی نے نہ سنی تھی ۔

(۷) ابوبکر کی تقریر سن کر سب لوگ رونے لگے ۔

(۸) انصار سقیفۂ بنی ساعدہ میں سعد ابن عبادہ کے پاس جمع ہوئے اور کہا ایک امیر تمہارا ہوگا ایک ہمارا ہوگا ۔

(۹) ابوبکر، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح سقیفۂ بنی ساعدہ میں آگئے ۔

(۱۰) عمر نے کچھ کہنے کا ارادہ کیا ۔ ابوبکر نے روک دیا ۔

(۱۱) عمر کا خیال تھا کہ آج کے دن کے لئے تقریر کی جو تیاری میں نے کر رکھی ہے ابوبکر اتنا تیار نہ ہوگا ۔

(۱۲) ابوبکر نے ایسی تقریر کی کہ عمر کو اعتراف کرنا پڑا کہ یہ مجھ سے بھی زیادہ تیار تھا ۔

(۱۳) ابوبکر نے کہا ہم حکمران ہونگے تم وزیر رہو گے ۔ انصار نے انکار کیا ۔

(۱۴) ابوبکر نے مہاجرین کے فضائل گنے اور عمر اور ابوعبیدہ میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی تجویز دی۔

(۱۵) عمر نے ابوبکر کے فضائل گنے اور کہا لاؤ ہم تمہاری بیعت کرتے ہیں بیعت ہوگئی۔

(۱۶) ام المومنین عائشہ کہتی ہے کہ ابوبکر و عمر دونوں کی تقریریں انتہائی مفید تھیں۔

(۱۷) سقیفہ میں موجود لوگوں میں نفاق تھا۔

(۱۸) وہ نفاق عمر کی دھمکی سے ختم ہوگیا۔

(۱۹) ابوبکر نے ہدایت کی اور حق کا تعارف کرایا۔

جلد دوم ص۱۵۶۴ کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) سرور کونینؐ کا معمول تھا جب بیمار ہوتے تو دم کرتے۔

(۲) بی بی نے آپ کو دم کیا۔

(۳) سرور کونین نے آخری وقت فی الرفیق الاعلیٰ کہا۔

(۴) بی بی کا بھائی عبدالرحمٰن ایک تازہ شاخ لئے گزرا۔

(۵) بی بی نے سرور کونینؐ کی رغبت دیکھ کر وہ شاخ لی۔ اسے چبایا اور مسواک بنا کر دیا۔

(۶) سرور کونینؐ نے مسواک کیا۔ پھر بی بی کو واپس کر دیا۔ یا۔ آپ کے ہاتھ سے گر گیا۔

(۷) دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن بی بی اور سرور کونینؐ کا لعاب دہن مل گیا۔

جلد دوم ص۱۵۶۴ کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) ابو بکر اپنے محلہ واقعہ محلۂ سنخ سے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔
(۲) پہلے سیدھے اپنی بیوہ بیٹی کے پاس آئے پھر سرورِ کونین ؐ کے پاس گئے۔
(۳) چہرہ سے کپڑا ہٹایا۔ جھکے۔ بوسہ لیا اور باہر نکل آئے۔
(۴) عمر تقریر کر رہا تھا۔ اسے منع کیا۔ عمر نہ رکا۔ لوگوں نے عمر کو چھوڑ دیا۔ اور ابو بکر کے پاس آ گئے۔
(۵) ابو بکر نے مؤثر تقریر کی اور ایسی آیت پڑھی جسے پہلے کسی نے نہ سنا تھا۔
(۶) عمر کہتا ہے کہ ابو بکر کے منہ سے موت رسول والی آیت سن کر میں کھڑا نہ رہ سکا بیٹھ گیا۔

جلد دوم ص ۱۰۹۴ کا خلاصہ۔

سرورِ کونین ؐ کے سکرات موت دیکھنے کے بعد مجھے کسی کے سکرات موت میں شدت نظر نہیں آتی۔ یعنی اتنے شدید سکرات تھے کہ دوسروں کے معمولی نظر آتے ہیں۔

جلد دوم ص ۱۵۸۲ اور جلد دوم ص ۸۴۸ میں سرورِ کونین کی عمر بتائی گئی ہے۔

جلد دوم ص ۱۵۷۵ میں بعد از وفات ابو بکر کا سرورِ کونین ؐ کو بوسہ دینا مذکور ہے۔

جلد اول ص ۱۲۰۵ میں عمر کے اس قول کی تردید ہے کہ میت پر رونے سے میت معذب ہوتا ہے۔

جلد سوم ص ۲۶۰ میں بتایا گیا ہے کہ سرورِ کونین پر یمنی چادر ڈال دی گئی تھی۔

جلد سوم ص ۱۴۳۰ کا خلاصہ ۔
سرورِ کونینؐ کی اپنی زبانی سکراتِ موت کی تلخی بتائی گئی ہے۔

اور اب چند سوالات :

(۱) ابوبکر اتنے نازک وقت میں سرورِ کونینؐ کو چھوڑ کر اتنے فاصلہ پر کیوں چلے گئے تھے۔

(۲) ام المومنین عائشہ کی ان احادیث صحیحہ کے مطابق ابوبکر کا گھر اتنے فاصلہ پر تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر آنے کی ضرورت تھی تو پھر
ا۔ خوخہ ابوبکر والی حدیث کا کیا بنے گا ؟
ب۔ جب ابوبکر کا گھر مسجد نبوی کے قریب نہیں تو کھڑکی کیسے کھلی رکھی گئی؟
ج۔ کیا یہ صرف حضرت علیؑ کا مقابلہ کرنے کیلئے جعلی حدیث نہیں بنائی گئی؟
د۔ کیا خوخۂ ابوبکر کی حدیث کے راوی جھوٹے نہیں ہوں گے ؟

(۳) جب ابوبکر داخل خانہ ہوئے تو سرورِ کونینؐ کے پاس جانے سے پہلے بیٹی کے پاس کیوں گئے ؟

(۴) کیا بی بی عائشہ نے جنازۂ رسول کو تنہا چھوڑ رکھا تھا ؟

(۵) اگر تنہا چھوڑ رکھا تھا تو کیوں ؟

(۶) اگر تنہا نہیں چھوڑا تھا تو ابوبکر کا بی بی کے پاس آنے کا کیا مطلب؟

(۷) ابوبکر سرورِ کونین کا بوسہ لینے کے بعد کیوں روئے ؟

(۸) کیا ابوبکر کو اس مسئلہ کا علم نہیں تھا کہ کسی میت پہ رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے ؟

(۹) اگر علم نہیں تھا تو کیوں ؟

(۱۰) اگر علم تھا تو کیا عمداً سرورِ کونین کو مبتلائے تکلیف کرنے کی خاطر روئے تھے ؟

(۱۱) ابوبکر نے اپنی بیٹی کو کوئی تسلّی کیوں نہیں دی ؟

(۱۲) ابوبکر وفات رسول کا سُن کر خود آئے تھے یا کسی نے بلایا تھا ؟

(۱۳) اگر بلایا تھا تو کس نے بلایا تھا اور بلانے کی خاطر کسے بھیجا تھا ؟

(۱۴) ابوبکر کے آنے سے قبل عمر لوگوں سے کس موضوع پر بات چیت کر رہا تھا

(۱۵) عمر وفات رسول سے قبل یا بعد خانۂ رسولؐ میں آیا تھا یا نہیں ؟

(۱۶) اگر آیا تو کس تاریخ میں ہے ؟

(۱۷) اگر نہیں آیا تو کیوں ؟

(۱۸) کیا عمر کو اپنی بیٹی کے بیوہ ہونے کا افسوس نہیں تھا ؟

(۱۹) ابوبکر کے آنے سے قبل عمر لوگوں سے کس قسم کی گفتگو کر رہا تھا ؟

(۲۰) جب ابوبکر نے عمر کو بولنے سے منع کیا تو عمر نے کیوں انکار کیا ؟

(۲۱) جلد دوم ص۶۷ میں عمر کے اس جملہ کا کیا معنی ہے کہ مجھے یہی خیال تھا کہ ابھی اللہ رسول کو اٹھا دے گا اور لوگوں کے ہاتھ کاٹنا اور ٹانگیں توڑنا شروع کر دیں گے ؟

(۲۲) کیا عمر کو وفات رسولؐ پر اطمینان نہیں ہوا تھا ؟

(۲۳) اگر اطمینان نہیں تھا تو کیوں ؟

(۲۴) اگر اطمینان نہیں تھا تو یہ ہاتھ کاٹنا اور ٹانگیں توڑنا کس بنیاد پر منسوب کیا ہے ؟

(۲۵) کیا شدّت غم سے حواس کھو بیٹھا تھا ؟

(۲۶) اگر حواس کھو بیٹھا تھا تو لوگوں سے باتیں کیسے کہہ رہا تھا ؟

(۲۷) اگر حواس بجا تھے سرور کونین کو رحمت اللعالمین نہیں سمجھتا تھا؟
(۲۸) اگر رحمۃً للعالمین سمجھتا تھا تو اٹھنے کے بعد فوراً ہاتھ کاٹنے اور ٹانگیں توڑنے کا کیا معنی ہے؟
(۲۹) ابوبکر نے وفات رسول کی جو آیت پڑھی یہ پہلے قرآن میں تھی یا نہیں؟
(۳۰) اگر نہیں تھی تو ابوبکر نے کیا اپنی طرف سے بنائی تھی؟
(۳۱) اگر تھی تو یہ کیوں کہا گیا ہے کہ لوگوں نے یاد بھی اسی وقت کی؟
(۳۲) جب ابوبکر نے تقریر شروع کی تو ایسا انداز کیوں اختیار کیا جس سے لوگ رونے لگے؟
(۳۳) کیا عمر کی نقل کردہ اس حدیث کہ۔ میت رونے والوں کی بدولت مبتلائے تکلیف ہوتا ہے پر ایمان نہیں تھا۔
(۳۴) اگر تھا تو شیعوں کی طرح وفات رسول پر ذاکری کر کے لوگوں کو کیوں رلانے لگے؟
(۳۵) کیا یہی مقصد تھا کہ سرور کونین کو تکلیف زیادہ ہو؟
(۳۶) کیا وفاتِ سرور کونین پر آپ کی وفات کا تذکرہ کر کے لوگوں کو رُلانا سیرت ابوبکر نہیں؟
(۳۷) جلد دوم ص۸۹۷ کے مطابق سقیفۂ بنی ساعدہ میں انصار کیسے جمع ہو گئے؟
(۳۸) انہیں کسی نے جمع کیا تھا یا از خود جمع ہو گئے؟
(۳۹) جب وفات سرور کونین کا علم ہوا تو انصار خانۂ رسول کی طرف آنے کے بجائے سقیفۂ بنی ساعدہ کی طرف کیوں گئے؟
(۴۰) انصار نے: ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے، کا مطالبہ کس سے کیا؟

(۴۱) کیا یہ سلسلہ وفات رسول سے پہلے شروع تھا یا وفات رسولؐ کے بعد اچانک شروع ہو گیا؟

(۴۲) اگر وفات رسول سے پہلے تھا تو اس کا محرک کون تھا؟ اور سرورکونین سے کیوں نہ پوچھا گیا؟

(۴۳) اگر وفاتِ رسولؐ کے بعد تھا تو تحریک کس نے کی؟

(۴۴) جب حیات رسول میں ہر معاملہ مسجد میں طے ہوتا تھا تو خلافت کا مسئلہ سقیفہؔ میں کیوں طے کیا گیا؟

(۴۵) ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ ابن جراح اگر اجتماع انصار سے ناواقف تھے تو سقیفہ میں کسی کے بلاوے پر گئے یا از خود چلے گئے؟

(۴۶) اگر کسی کے بلاوے پر گئے تھے تو بلانے والا کون تھا؟

(۴۷) بلانے والے نے اپنی طرف سے اطلاع دی تھی یا ابوبکر و عمر نے اس کے ذمہ لگا دیا ہوا تھا؟

(۴۸) سقیفہ میں پہنچکر ابوبکر نے عمر کو بولنے کی اجازت کیوں نہ دی؟

(۴۹) جلد دوم ص۸۹۱ کے مطابق عمر کا یہ کہنا کہ: قد هیات کلاماً قد اعجبنی ان لا یبلغه ابوبکر (میں نے ایسی تقریر تیار کر رکھی تھی کہ میرے خیال کے مطابق ابوبکر اسے نہ پا سکے گا) یہ کیسی تقریر تھی؟

(۵۰) اس تقریر کی تیاری وفات رسول سے قبل تھی یا بعد؟

(۵۱) اگر قبل تھی تو کہاں کی تھی؟

(۵۲) اگر بعد میں تیار ہوئی تو کس ضرورت کے پیش نظر؟

(۵۳) طویل بحث و مباحثہ کے بعد ابوبکر نے عمر اور ابوعبیدہ کا نام کیوں پیش کیا؟

(۵۴) کیا مہاجرین میں دوسرا کوئی اس قابل نہ تھا ؟

(۵۵) کیا تمام مہاجرین کی رائے یہی تھی ؟

(۵۶) اگر تمام مہاجرین کی رائے بھی یہی تھی تو وضاحت کی جائے کہ یہ رائے کہاں پاس ہوئی تھی اور اس میں کون کون لوگ شریک تھے ؟

(۵۷) عمر نے ابوبکر کے استحقاق میں امامت ابوبکر کا تذکرہ کیوں نہیں کیا ؟

(۵۸) کیا امامت ابوبکر کا افسانہ بعد کی پیداوار نہیں ؟

(۵۹) اگر امامت ابوبکر پہلے سے تھی تو پھر نیابت کے مسئلہ میں انصار کو کیوں نہ کہا گیا کہ یہاں لڑنے کی کیا بات ہے رسولؐ نے ابوبکر کو امام جماعت بنا کر فیصلہ کر دیا ہے ؟

(۶۰) ام المومنین عائشہ کے اس جملہ کہ ابوبکر و عمر کے ان خطبوں نے جو سقیفہ میں دیئے گئے عظیم فائدہ ہوا کا کیا معنی ہے ؟

(۶۱) کیا یہی فائدہ ہے کہ حکومت اور اقتدار پر قبضہ ہو گیا ہے ؟

(۶۲) بی بی کے مطابق عمر نے لوگوں کو دھمکی دی یہ کیسی دھمکی تھی اور کس بات پہ دھمکی تھی اور اس کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟

(۶۳) کیا عمر کی دھمکیوں نے اجماع امت پیدا کیا ؟

(۶۴) اگر اجماع دھمکیوں کا نتیجہ ہے تو کیسا اجماع ہے ؟

(۶۵) اگر اجماع دھمکیوں سے نہیں تو پھر یہ دھمکیاں کس بات کی تھیں ؟

(۶۶) بی بی کے بقول سقیفہ میں منافق تھے یہ کون تھے ؟

(۶۷) انصار منافق تھے یا مہاجرین ؟

(۶۸) اگر انصار منافق تھے تو تمام یا کچھ ؟

(۶۹) اگر تمام منافق تھے تو درست ہے لیکن یہ بتایا جائے کہ انعقاد حکومت

کے بعد پھر یہ منافق حکومت کے حلقہ بگوش ہو گئے یا حزب اختلاف میں چلے گئے؟

(۷۰) اگر حزب اختلاف میں چلے گئے تو کس تاریخ میں سے؟

(۷۱) اگر حکومت کے حلقہ بگوش ہو گئے تو منافق کیسے تھے؟

(۷۲) اگر تمام منافق نہیں تو کتنے افراد تھے اور کون کون سے؟

(۷۳) اگر انصار منافق نہیں تھے اور مہاجرین منافق تھے تو سب یا بعض؟

(۷۴) اگر سب منافق تھے تو اقتدار پر قبضہ کس نے کیا؟

(۷۵) اگر بعض منافق تھے تو ان کی فہرست مہیا کی جائے؟

(۷۶) پھر جو منافق تھے حصولِ اقتدار کے بعد وہ حزبِ اختلاف میں چلے گئے یا کچھ لے دے کر حزبِ اقتدار کے ہمنوا ہو گئے؟

(۷۷) یہ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر تازہ شاخ لئے کہاں جا رہا تھا؟

(۷۸) بقول بی بی کے عبدالرحمٰن گزرا۔ بی بی نے مسواک لیا۔ کیا خانۂ رسولؐ کہیں جانے کا راستہ تھا؟

(۷۹) اگر کہیں جا نہیں رہا تھا تو کیا سرور کونینؐ کی عیادت کیلئے آیا تھا؟

(۸۰) اگر عیادت کے لئے آیا تھا تو عبدالرحمٰن نے اپنے بہنوئی کی نازک حالت دیکھ کر اپنی بہن سے کوئی تعاون کیا یا نہیں؟

(۸۱) اگر کیا تو کیسے؟

(۸۲) اگر نہیں کیا تو کیوں؟

(۸۳) کیا وفات رسول کی اطلاع حاصل کرنے کی خاطر تو نہیں آیا تھا؟

(۸۴) مسواک دینے کے بعد یہ کہاں چلا گیا؟

(۸۵) جلد دوم ص ۱۵۷۴ کے مطابق ابوبکر سے آیت وفات سن کر عمر پہ

کیا دورہ پڑ گیا تھا؟

(۸۶) کیا یہ شدت غم کا احساس تھا یا شادیٔ مرگ کی کیفیت تھی؟

(۸۷) جلد دوم ص۹۹ کے مطابق بی بی سرورِ کونینؐ کیلئے کونسے سکرات موت کا تذکرہ کرتی ہے؟

(۸۸) سکرات موت کس گناہ کی پاداش میں تھے؟

(۸۹) کیا امتِ رسولؐ کے بہت سے صالح افراد سکراتِ موت سے دوچار ہوئے بغیر اس دنیا سے کوچ نہیں کر گئے؟

(۹۰) اگر امت کا عام آدمی سکرات کی تلخی سے دوچار نہیں ہوتا تو سرورِ کونینؐ پر سکرات کیسے تھے؟

(۹۱) بی بی کہیں تلخی سکرات کے سایہ میں ـ لُد ـ تو نہیں چھپا رہی؟

(۹۱) سابق زہر کے زیرِ عنوان بخاری شریف کی ان احادیث کا مطالعہ فرما چکے ہیں جن میں سرورِ کونینؐ کو ـ بزور ـ لُد ـ پلانے کا تذکرہ ہے وہ دوا کیسی تھی جس سے آپ منع کرتے رہے اور بی بی نے بزور منہ کھول کر پلا دی؟

(۹۲) کیا سرورِ کونینؐ نے بی بی کے علاوہ زہرِ خیبر کا تذکرہ کسی اور زوجہ یا صحابی کے سامنے بھی کیا؛ اگر کیا ہے تو کہاں ہے؟ اگر نہیں کیا تو وفات کے موقعہ پر بی بی کو زہرِ خیبر کا ذکر کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیا زہرِ خیبر کا تذکرہ کسی اندرونی پریشانی پر پردہ تو نہیں؟

(۹۳) کیا واقعاً یہ سکرات ہیں یا پلائی گئی دوا کا نتیجہ ہے؟

میرے دوستو!

بخاری شریف کی ان احادیث کی بنا پر جو ام المومنین عائشہ کی بیان کردہ ہیں ان کے مطابق ہر فکرِ سلیم رکھنے والا جو کچھ سوچ اور سمجھ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ:

(۱) ابوبکر و عمر اور ابوعبیدہ ابن جراح نے ہی اپنے اثر و رسوخ سے لشکرِ اسامہ کو

روک رکھا تھا؟

۲۔ الملل والنحل شہرستانی کے مطابق چونکہ سرور کونینؐ نے فرما دیا تھا کہ: لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ (جو کبھی بھی لشکر اسامہ میں شامل نہیں ہوگا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی) یہ دونوں حضرات سرور کونینؐ کو منہ نہ دکھاتے تھے۔

۳۔ ان کی طرف سے خلافت کی کوئی تجویز لیک آؤٹ ہو چکی تھی جس کی وجہ سے وفات رسول کے بعد انصار نے خانہ رسول کی بجائے سقیفہ کا رُخ کیا۔

۴۔ بقول عمر کے میں نے سقیفہ کے لئے تقریر تیار کر رکھی تھی اور میرا خیال تھا کہ ابوبکر ویسی تقریر نہ کر سکے گا۔ لیکن ابوبکر نے بہت عمدہ تقریر کی۔ اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں حضرات ایک طرف تو سرور کونینؐ کے سامنے اس لئے نہ آئے کہ لشکر اسامہ میں جانے پر مجبور نہ کریں اور دوسری طرف تقریروں کی تیاری کرتے رہے۔

۵۔ اندرونی معاملات کو ام المومنین نے بخوبی سنبھال رکھا تھا اور بیرونی محاذ پر یہ دونوں کام کر رہے تھے۔

۶۔ سرور کونینؐ کو دوا کے نام پر کچھ پلایا گیا اور پھر اسے زہر خیبر کے لبس میں چھپانے کی ناکام کوشش کی گئی۔

۷۔ ذرا بخاری شریف میں احادیث لُد کا محل وقوع ملاحظہ فرمائیں: کتاب الدیات میں احادیث لُد ہیں۔ امام بخاری نے باب کو جو عنوان دیا ہے قابل غور ہے۔ ایک مقتول اور بہت سے قاتل۔ یہ ہے عنوان جس میں سرور کونینؐ کو دوا پلانے کا ذکر ہے۔

۸۔ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صرف یہی معلوم کرنے آتا تھا کہ ابھی تک کتنا وقت باقی ہے۔۔

۹۔ اسی لُد کو چھپانے کی خاطر ایک طرف زہر خیبر کا لیبل لگایا اور دوسری طرف سکرات موت کی سُرخی جمائی گئی اور یوں شہادت سرور کونین ؐ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کے ساتھ دفن ہوگئی۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ آج تک وفات سرور کونین ؐ کا دن باقاعدگی سے نہیں منایا جاتا۔ کیونکہ اس دن کی عظمت کے پیش نظر آپ کے یوم وفات پر ان چیزوں کے طشت از بام ہونے کا خطرہ لاحق ہے اور بارہ ربیع الاوّل جو یوم وفات ہے اسے عید میں بدل دیا گیا ہے اور میرے خیال میں تمام مذاہب عالم میں سے ایک ہم مسلمان بدنصیب ہیں کہ جن کے محسن اعظم کے یوم وفات پر عید ہوتی ہے۔

صرف ایک حدیث:

جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۹۵ ۔ راوی قاسم

۹۲ - جلد سوم　　کتاب النکاح　　صث۱۱　　حدیث ۱۹۵

قاسم عن عائشة ان النبیؐ کان اذا خرج اقرع
بین نسائه فطارت القرعة لعائشة وحفصة
والنبی اذا کان باللیل سار مع عائشة یتحدث فقالت
حفصه الا ترکبین اللیلة بعیری وارکب بعیرك تنظرین
وانظر فقالت بلی فرکبت فجاء النبیؐ الی جمل عائشة
وعلیه حفصه فسلم علیها ثم سار حتی نزلوا وافتقدته
عائشة فلما نزلوا جعلت رجلیها بین الاذخر وتقول
یارب سلط علی عقربًا اوحیةً تلدغنی ولا استطیع
ان اقول له شیئًا

ترجمہ: قاسم ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونینؐ جب کبھی باہر جاتے تو قرعہ اندازی کرتے جس کا قرعہ نکل آتا اسے ساتھ لے جاتے ایک مرتبہ قرعہ عائشہ اور حفصہ کا نکلا۔ رات کے وقت سرور کونینؐ ام المومنین عائشہ کے محمل کے ساتھ چلتے اور باتیں کرتے تھے۔ حفصہ نے کہا: کیا آج ایسا نہ کریں کہ تو میرے اونٹ پر سوار ہو جا اور میں تیرے اونٹ پر بیٹھ جاؤں۔ عائشہ نے قبول کر لیا۔ سرور کونین حسب معمول محمل عائشہ کے پاس آئے سلام کیا اور چلنے لگے۔ حتی کہ قیام کے لئے اترے۔ ام المومنین عائشہ نے جب سرور کونینؐ کو نہ پایا تو اپنے پاؤں گھاس میں دیتی تھیں اور کہتی تھیں۔ اے اللہ کوئی سانپ یا بچھو مسلط کر دے جو مجھے کاٹ لے۔ میں آپ کو تو کچھ نہیں کہہ سکتی۔

جائزہ:

اس موضوع کی یہ واحد حدیث ہے جس میں بی بی نے ایک انتہائی قدم اٹھایا ہے۔ یوں تو جلد اوّل میں۔ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ سے حسد کے زیر عنوان بھی اس قسم کی احادیث دیکھ چکے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں امامت ابوبکر۔ کے زیر عنوان ام المومنین حفصہ کا یہ جملہ۔ ماکنت لاصیب منک خیرًا (مجھے کبھی بھی تیری طرف سے کوئی اچھائی نہیں ملی) بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اور جلد اول ہی میں۔ بی بی اور علیؑ۔ کے زیر عنوان بھی آپ بی بی کا جذبۂ انتقامی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ لیکن سابقہ کردار اور زیر نظر حدیث میں کچھ فرق ہے۔

(۱) احادیث مغافیر میں سرور کونینؐ کے ایک جام شربت پینے کا جو انتقام لیا گیا وہ سرور کونینؐ ہی سے تھا اور بنے بنائے پلان کے مطابق یہ کہا گیا تھا کہ آپ سے بدبو آرہی ہے۔

(۲) ام المومنین خدیجہ سے صاحب اولاد ہونے کا انتقام جو لیا گیا۔ اس کا نشانہ ام المومنین خدیجہ کی کمسن اور معصوم بیٹی فاطمہ سے یوں لیا گیا کہ اپنے پدر بزرگوار کے بعد بقول بی بی کے چھ ماہ سے زیادہ زندہ نہ رہ سکیں۔

(۳) ام المومنین حفصہ کو اس بات پر آمادہ کر کے کہ: تو کہہ ابوبکر نرم دل ہے آپ عمر کو نماز پر مقرر کریں۔ سرور کونینؐ سے جھڑکی دلوائی گئی۔

(۴) امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو اس مشورہ کے عوض جو واقعہ افک میں سرور کونینؐ نے آپ سے لیا تھا اور آپ نے صرف اتنا فرمایا تھا ــــ کہ عورتوں کی کمی نہیں اور اللہ نے آپ پر کوئی پابندی نہیں لگائی

ویسے آپ بی بی کی کنیز بریرہ سے مزید تحقیق کرلیں۔

یوں نشانۂ انتقام بنایا گیا کہ آپ ۔ بی بی اور علیؑ کے زیر عنوان جلد اوّل میں بھی ملاحظہ کر چکے ہیں اور زیر نظر کتاب میں ۔ امامت ابوبکر کے زیر عنوان دی گئی احادیث میں بھی دیکھ چکے ہیں کہ بی بی نے عباس کا نام تو لیا ہے لیکن حضرت علیؑ کا نام لینے کے بجائے ۔ رجل آخر کوئی دوسرا آدمی کہہ دیا ہے۔

جبکہ زیر نظر حدیث میں بی بی اپنے جذبۂ انتقام کا نشانہ خود بن رہی ہے حالانکہ ام المومنین حفصہ کی درخواست پر سواریوں کا تبادلہ بھی برضا و رغبت کیا ۔ اپنی خوشی سے حفصہ کے اونٹ پر بیٹھنا قبول کر لیا لیکن بعد میں برداشت نہ ہو سکا اور اللہ میاں سے سانپ یا بچھو کے مسلّط کرنے کی نہ صرف دعا مانگتی ہیں بلکہ گھاس میں پاؤں بھی ڈالتی ہیں۔

چند سوالات :

اصل واقعہ دیکھنے کے بعد ذہن میں چند سوالات آتے ہیں امید ہے علمائے بخاری شریف گرہ کشائی فرمائیں گے۔

(۱) بی بی نے واقعہ افک کی طرح اس حدیث میں بھی مقصد سفر نہیں بتایا کہ کیا تھا؟

(۲) کیا سرور کونینؐ کسی جنگ پر گئے تھے یا تفریحی سفر تھا؟

(۳) اگر جنگ پر گئے تھے تو کونسی جنگ تھی؟

(۴) واقعہ افک میں جملہ احادیث سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سرور کونینؐ

سفر پر روانہ ہونے سے قبل ازواج میں جو قرعہ اندازی فرماتے تھے۔ وہ قرعہ اندازی صرف ایک زوجہ کو ساتھ لے جانے کی خاطر ہوتی تھی۔ لیکن زیرِ نظر حدیث میں خلاف معمول سرورِ کونینؐ دو بیویوں کو لے کر کیوں چلے ؟

(۵) جب دونوں ساتھ تھیں تو سرورِ کونینؐ ایک کے ساتھ ترجیحی سلوک کیوں کرتے تھے اور دوسری کو عدم توجہی کا شکار کیوں بنا رکھا تھا۔ کیا یہ عدلِ نبوی کے خلاف نہیں ؟

(۶) اگر ترجیحی سلوک کرنا تھا تو پھر دوسری کو گھر سے لے کر کیوں چلے تھے ؟

(۷) جب دونوں بیویوں نے باہمی رضامندی سے سواریوں کا تبادلہ کر لیا تو پھر بی بی عائشہ کیوں ناراض ہو گئیں ؟

(۸) جب سواریوں کا تبادلہ ہو چکا تھا۔ بی بی نے سرورِ کونینؐ کو مطلع کیوں نہ کر دیا کہ آج میں حفصہ کے اونٹ پر ہونگی تاکہ سرورِ کونینؐ حفصہ کے اونٹ کے ساتھ چل کر باتیں کرتے ؟

(۹) اگر بیوی نے مطلع کر دیا تھا اور سرورِ کونینؐ اس کے باوجود بھی بی بی حفصہ کے اونٹ کے پاس آئے تو کیا یہی مطلب نہ ہوگا کہ یہ پریم کی کہانیاں سب افسانے ہیں ؟

(۱۰) جب سرورِ کونین کو سلام کرنے کے بعد علم ہو گیا تھا کہ اس اونٹ میں عائشہ نہیں بلکہ حفصہ ہے تو پھر بی بی کو کیوں نظر انداز کر دیا۔ کیا سوال ۹ کی تائید نہیں ہوتی ؟

(۱۱) بی بی کا جذبۂ انتقام سے مغلوب ہو کر دعائے موت مانگنا نظامِ مصطفےٰ میں جائز ہے ؟

(۱۲) اگر جائز ہے تو کوئی مثال ؟

(۱۳) اگر جائز نہیں تو بی بی کے سلسلہ میں کیا توجیہہ ہوگی ؟

(۱۴) بی بی کا جذبۂ انتقام سے مغلوب ہوکر سانپ اور بچھو کاٹنے کی جگہ گھاس میں پاؤں رکھ دینا کیا اقدام خودکشی نہیں ؟

(۱۵) اگر اقدام خودکشی نہیں تو کیسے ؟

(۱۶) اگر اقدام خودکشی ہے تو نظام مصطفےٰ میں اقدام خودکشی جائز ہے ؟

(۱۷) اگر جائز ہے تو کہاں ہے ؟

(۱۸) اگر جائز نہیں تو بی بی نے درست کیا ہے یا غلط ؟

(۱۹) اگر درست ہے تو کیسے ؟

(۲۰) اگر غلط کیا تو کیا کبھی اس کی توبہ بھی کی ہے ؟

(۲۱) اگر توبہ کی ہے تو کب ؟

(۲۲) اگر توبہ نہیں کی تو کیوں ؟

(۲۳) بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ ایک سفر کتنے دن تک رہا ؟

(۲۴) یہ بھی معلوم نہیں کہ سفر سے واپسی پر بی بی نے سرور کونین سے کوئی شکوہ بھی کیا یا نہیں ؟

(۲۵) یہ بھی معلوم نہیں کہ اس سفر کا انجام کیا ہوا ؟

(۲۶) یہ بھی معلوم نہیں کہ سواریوں میں تبادلہ منسوخ کر دیا گیا یا باقی رہا ؟

کل پانچ احادیث:

جلد اول کتاب الجنائز حدیث ۱۱۸۴ راوی عروہ

جلد اول کتاب الجنائز حدیث ۱۱۹۱ راوی عروہ

جلد اول کتاب الجنائز حدیث ۱۱۹۲ راوی

جلد اول کتاب الجنائز حدیث ۱۱۹۳ راوی ہشام

جلد اول کتاب الجنائز حدیث ۱۲۹۷ راوی ہشام

۹۳۔ جلداول کتاب الجنائز صہ ۴۸۴ حدیث ۱۱۸۹

عروہ عن ابیہ عن عائشۃ ان رسول اللہ کفن فی ثلاثۃ اثواب یمانیۃ بیض سحولیۃ من کرسف لیس فیھن قمیص ولا عمامۃ

ترجمہ :- عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرور کونین کو تین یمنی سحولی اور سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ان میں قمیص تھی نہ عمامہ۔

۹۴۔ جلداول کتاب الجنائز صہ ۴۸۵ حدیث ۱۱۹۱

عروہ ان عائشۃ ان رسول اللہ کفن فی ثلاثہ اثواب سحول کرسف۔

ترجمہ : عروہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین کو تین سحولی سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

۹۵۔ جلداول کتاب الجنائز صہ ۴۸۵ حدیث ۱۱۹۲

حدثنی ابی عن عائشۃ ان رسول اللہ کفن فی ثلاثۃ اثواب لیس فیھا قمیص ولا عمامۃ۔

ترجمہ : میرے باپ نے ام المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ سرور کونین کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا ان میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔

۹۶۔ جلد اول　　کتاب الجنائز　　ص۵۰۵　　حدیث ۱۱۹۳

هشام ابن عروه عن ابیه عن عائشة ان رسول الله
کفن فی ثلاثة اثواب بیض سحولیة لیس
فیها قمیص ولا عمامه۔

ترجمہ: ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونینؐ کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔

۹۷۔ جلد اول　　کتاب الجنائز　　ص۵۲۱　　حدیث ۱۲۹۷

هشام عن ابیه عن عائشة قالت دخلت علی ابی
بکرة فقال فی کم کفنتم النبیؐ قالت فی ثلاثة
اثواب بیض سحولیة لیس فیها قمیص ولا عمامة
قال لها فی ای یوم توفی رسول الله قالت یوم الاثنین
قال فای یوم هذا قالت یوم الاثنین قال ارجوا فیما بینی
وبین اللیل فنظر الی ثوب علیه کان یمرض فیه به
ردع من زعفران قال اغسلوا ثوبی هذا و زیدوا علیه
ثوبین فکفنونی منهما قلت ان هذا خلق قال ان الحی
احق بالجدیدة من المیت انما هو للمهلة فلم یتوفی
حتی امر من اللیلة الثلاثاء و دفن قبل ان یصبح۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں ابوبکر کے پاس گئی (تو یوں باتیں ہوئیں)

ابوبکر : تم نے سرورِ کونین کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟

بی بی : تین سحولی کپڑوں میں جن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھے۔

ابوبکر : سرورِ کونین کی وفات کس دن ہوئی تھی؟

بی بی : سوموار کے دن۔

ابوبکر: آج کونسا دن ہے؟

بی بی : سوموار کا دن ہے۔

ابوبکر: مجھے امید ہے کہ رات تک گذر جاؤں۔ پھر ابوبکر نے ایام مرض میں پہنے جانے والے کپڑوں کو دیکھا ان میں زعفران کا دھبہ تھا کہنے لگے میرے اس کپڑے کو دھولو اور دو اور کپڑے شامل کر لینا اور مجھے کفن پہنا دینا۔ میں نے کہا یہ تو پرانا ہے۔ ابوبکر نے کہا مردہ کی نسبت زندہ نئے کپڑے پہننے کا زیادہ حقدار ہے۔ چنانچہ اس دن فوت نہ ہوئے حتی کہ منگل کی رات آگئی۔ (یعنی منگل کی رات کو فوت ہوئے) صبح سے قبل دفن کر دیئے گئے۔

جائزہ :

(۱) جلد اول ۱۸۴ میں ام المومنین بتاتی ہیں کہ : یمنی۔ سفید۔ کرسف کے سحولی تین کپڑے تھے۔

(۲) جلد اول ۱۹۱ میں ام المومنین۔ سفید اور یمنی کی صفت اڑا کر کرسف کے سحولی تین کپڑے بتاتی ہے۔

(۳) جلد اول ۱۹۲ میں بلا کوئی صفت بتائے صرف تین کپڑے بتاتی ہے

اور قمیص اور عمامہ کی نفی کرتی ہے۔

(۴) جلد اول ۱۹۲ میں یمنی اور کرسف کی صفت اڑا کر سفید سحولی تین کپڑے بتاتی ہے۔

(۵) جلد اول ۱۹۱ کے علاوہ دیگر ہر سہ احادیث میں قمیص اور عمامہ کی نفی کرتی ہے جبکہ مذکورہ حدیث میں قمیص و عمامہ کا ذکر ہی نہیں یعنی نہ نفی ہے اور نہ اثبات ہے۔

ان چار احادیث میں آپ نے اختلاف ملاحظہ فرما لیا ہے کہیں فرماتی ہیں یمنی تھے، کہیں کہتی ہیں سفید تھے کہیں کہتی کرسفی تھے۔ اور کہیں تین اوصاف گنواتی ہیں ——— یہ تو معلوم ہو گیا کہ احادیث میں تکرار نہیں بلکہ ہر حدیث کا بیان جدا ہے۔ اب ذرا وقت وفات ابوبکر والی حدیث بھی ملاحظہ فرما لیجیے جس میں قابل غور تین چیزیں ہیں:

(ا) ابوبکر پوچھتا ہے کہ تم نے رسول کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا گویا ابوبکر اقرار کر رہا ہے کہ میں کفن رسول کے وقت نہیں تھا اگر کفن رسولؐ کے وقت ہوتا تو بیٹی سے نہ پوچھتا۔

سرور کونینؐ کس دن فوت ہوئے تھے؟ بیٹی نے بتایا کہ سوموار کے دن۔

(ب) گویا ابوبکر کو یہ علم نہیں تھا کہ آپ کی وفات کس دن ہوئی تھی۔ ہونا بھی نہیں چاہیئے تھا کیونکہ وفات سے قبل آپ سقیفہ میں ہونے والی تقریر کی تیاری میں مصروف تھے اور وفات کے بعد تین دن سقیفہ میں اقتدار پر قبضہ کرنے کی سکیمیں بنتی رہیں اور پھر اقتدار کا بوجھ کندھوں پہ پڑا۔ کیسے وہ دن یاد رکھا جاتا جس دن اپنے محبوب، محسن کی وفات ہوئی تھی۔

آپ خواہش کرتے ہیں کہ چونکہ سرور کونینؐ کی وفات سوموار کے دن ہوئی

تھی اس لئے اللہ میری وفات بھی اسی دن فرمائے گا۔ لیکن بقول بابی بی کے سوموار کا دن گزر گیا۔ منگل کی رات آگئی۔ آپ کی وہ خواہش تو پوری نہ ہو سکی۔ منگل کی رات انتقال ہوا۔ اور صبح سے قبل دفن بھی کر دیئے گئے۔

اس جائزہ کے بعد چند سوالات ہیں اگر اطمینان خاطر کیلئے کوئی جواب عنایت فرما دے تو نوازش ہوگی۔

چند سوالات :

(۱) کفن رسولؐ کا معاملہ انتہائی اہم تھا۔ بی بی کو کفن کے اوصاف یاد نہ رہے تھے یا ان کی نگاہ میں یہ چیز اہم نہ تھی؟

(۲) کہیں راوی کے اختلاف سے مسئلہ تو نہیں بدل رہا؟

(۳) کفن دینے کا کام تو مردوں نے کیا تھا۔ بی بی کو یہ کیسے علم ہوا کہ قمیص اور عمامہ نہ تھے؟

(۴) ابوبکر کفن رسولؐ میں شامل کیوں نہ ہوا؟ کیا دوستی کا تقاضا یہی تھا؟

(۵) دوستی کے علاوہ ابوبکر کا نازک رشتہ اور بھی تھا اور وہ یہ کہ فوت ہونے والا ابوبکر کا داماد تھا بیٹی کا سہاگ اجڑ گیا تھا بس وفات کا پتہ چلا۔ آیا۔ بوسہ لیا۔ لوگوں میں تقریر کی۔ اور پھر ایسے غائب ہوئے کہ پلٹنے کا نام بھی نہ لیا۔ آخر کیا وجہ تھی؟

(۶) کہیں ابوبکر نے اپنی دوستی اور رشتہ کا پھل پا تو نہیں لیا تھا؟

(۷) کہیں رشتہ اور دوستی کی غرض وغایت وہی تو نہیں تھی جو مل گئی تھی؟

(۸) کیا وجہ ہے کہ ابوبکر کے دفن کرنے کے لئے دن چڑھنے کا انتظار نہیں کیا گیا؟

(۹) بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ منگل کی رات کو پہلے حصہ میں انتقال ہوا یا دوسرے حصہ میں ؟

(۱۰) کیا حکمران وقت کے جنازہ میں شریک ہونے کی رعیت کو خواہش نہ تھی ؟

(۱۱) کیا یہ تعجب نہیں کہ امت مسلمہ کا اتنا بڑا حکمران اور یوں چپکے چپکے دفن ہو جائے کہ رات میں انتقال ہو اور صبح ہونے سے قبل زیر زمین پہنچا دیا جائے ؟

(۱۲) کسی اسلامی اعزاز واکرام کے بغیر کیوں دفنائے گئے ۔

(۱۳) کہیں ایسا تو نہیں کہ جس طرح ابوبکر نے رشتہ اور دوستی کا پھل حاصل ہوتا ہوا دیکھ کر جنازۂ سرورِ کونین کو چھوڑ کر سقیفہ میں جانے کو ترجیح دی تھی اسی طرح وفات ابوبکر پر بھی پروانۂ نیابت لکھا چکنے والے طوطا چشم ہو گئے ہوں ؟

کُل تین احادیث :

جلد دوم کتاب التفسیر حدیث ۱۸۹۸ ، راوی ہشام

جلد سوم کتاب التفسیر حدیث ۱۸۹۸ راوی ہشام

جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۰۲ راوی ہشام

۹۸ - جلد دوم　　کتاب التفسیر　　ص۸۸۸　　حدیث ۱۸۹۸

هشام عن ابیه عن عائشة قالت کنت اغار علی

اللاتی وهبن انفسهن لرسول الله و اقول أتهب

المرأة نفسها - فلما انزل الله ترجی من تشاء منهن

و تؤدی الیك من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیك۔

قلت ماارٰی ربك الا یسارع فی هواك

ترجمہ: ہشام اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھے ان عورتوں پر بڑی غیرت آتی تھی جو اپنے کو رسول خدا کے لئے ہبہ کر دیتی تھیں۔ میں کہا کرتی تھی کہ کیا کوئی عورت بھی کسی کو اپنا آپ ہبہ کرتی ہے لیکن جب اللہ نے یہ بات نازل فرمائی کہ:

جنہیں چاہے رکھ لے اور جنہیں چاہے
فارغ کر کے بھیجدے اور جن سے
علیحدگی اختیار کر چکے ہو تو کوئی حرج نہیں
تو میں نے کہا اے رسولؐ خدا اللہ آپکی
منشاء کا بڑا ہی خیال کرتا ہے۔

---

۹۹ - جلد دوم　　کتاب التفسیر　　ص۸۸۹　　حدیث ۱۸۹۸

هشام عن ابیه عن عائشة قالت کنت اغار علی

اللاتی وهبن انفسهن و اقول أتهب المرأة

نفسها - فلما انزل الله - ترجی من تشاء منهن و

تؤدی الیك من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت

فلا جناح علیك - قلت ما اری ربك الا یسارع فی هواك -

ترجمہ: ہشام اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھے ان عورتوں سے غیرت آتی تھی جو اپنے کو ہبہ کر دیتی تھیں جب اللہ نے یہ آیت نازل کی۔

جنہیں چاہے رکھ لے اور جنہیں چاہے
فارغ کر کے بھیجدے اور جن سے علیحدگی
اختیار کر چکے ہو تو کوئی حرج نہیں۔"

تو میں نے کہا اے رسول خدا اللہ آپ کی خواہش کا بڑا خیال رکھتا ہے

۱۰۰۔ جلد سوم کتاب النکاح صہ ۸۲ حدیث ۱۰۲

هشام عن ابیه قال کانت خولة بنت حکیم من اللاتی وهبن انفسهن للنبیؐ فقالت عائشة اما تستحی المرأة ان تهب نفسها للرجل فلما نزلت: ترجی عن تشاء منهن قلت - یارسول الله - ما اری ربك الا یسارع فی هواك -

ترجمہ: ہشام اپنے باپ کے ذریعہ روایت کرتا ہے کہ خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے ہے جنہوں نے اپنے آپ کو سرور کونین کے لئے ہبہ کر دیا تھا۔ ام المومنین عائشہ نے کہا کیا عورت کو شرم نہیں آتی کہ وہ اپنے کو مرد کے پیش کر دے۔ جب یہ آیت آئی۔

ان میں سے جنہیں چاہے روک لے الخ

تو اس نے کہا۔ یارسول اللہ ؛ اللہ آپ کی خواہشات کا کتنا خیال رکھتا ہے۔

جائزہ :

ہر سہ احادیث جدا جدا ہیں اور ان میں کوئی تکرار نہیں۔ نہ ہی یہ احادیث مکررات کے ذیل میں آسکتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں :-

جلد دوم ص۱۸۹ میں ام المومنین امت کی ان مظلوم عورتوں سے غیرت کرتی ہیں جو اپنی جذباتی عقیدت اور محبت کی بنا پر سرورکونینؐ کو اپنی خدمات بطور ہبہ پیش کرتی ہیں۔

جلد سوم ص۱۰۹۸ میں ام المومنین امت کی ان مستورات سے غیرت کرتی ہیں جو اپنے کو کسی مرد کے پیش کرتی ہیں۔ ملاحظہ فرمالیں زیرنظر حدیث میں بی بی کے الفاظ میں ایسا کوئی اشارہ نہیں جس سے یہ سمجھا جائے کہ سرورکونینؐ کو ہبہ کرنے والوں پر ناراض ہو رہی ہوں بلکہ

اللاتی وھبن انفسھن جن عورتوں نے اپنا آپ ہبہ کر رکھا تھا۔ جبکہ سابقہ حدیث میں ہے۔

اللاتی وھبن انفسھن لرسول اللہ۔ جن عورتوں نے اپنے آپ کو سرورکونینؐ کی خدمت میں پیش کر رکھا تھا۔

جلد سوم ص۱۰۲ میں تو بی بی نے انتہائی غصیلے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

أما تستحی المرأۃ ان تھب نفسھا للرجل۔ کیا عورت کو مرد کی خدمت میں اپنا آپ پیش کرنے سے شرم نہیں آتی۔

البتہ ہر سہ حدیث میں جو مشترکہ نکات ہیں وہ بھی قابل غور ہیں۔

ما ادری ربک الا یسارع فی هواک : اللہ آپ کی خواہش کا بڑا خیال رکھتا ہے۔

یہ ترجمہ تو تھا مترجمین کا : جو تکلفا اور عقیدۃً بدلا گیا ہے۔ ورنہ صحیح ترجمہ یوں ہوگا۔

میں نہیں دیکھتی آپ کے رب کو۔ مگر یہ کہ جلدی کرتا ہے آپ کی خواہش میں۔ یعنی آپ کا خدا آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

بی بی یہ نہیں فرماتی کہ میرا اللہ۔ یا۔ ہمارا اللہ۔ بلکہ سرور کونین سے خطاب کرتے ہوئے فرماتی ہے —— تیرا خدا۔

اگر آپ کو تاریخ سے دلچسپی ہے تو ذرا خالد ابن ولید کا معرکہ پڑھیے جو اس نے مانعین زکوٰۃ سے لڑا تھا اور جس میں مالک ابن نویرہ کو شہید کیا تھا۔ اس میں مالک ابن نویرہ نے بھی خالد سے بات کرنے میں بالکل وہی انداز اختیار کیا تھا اور سرور کونین کے متعلق فرمایا تھا کہ :

ما امر صاحبکم ھذا ! آپ کے رسول نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ خالد نے اسی جملہ کو بہانہ بنا کر مالک کو شہید کر دیا تھا اور کہا تھا کہ کیا سرور کونین صرف ہمارے صاحب ہیں اور تمہارے نہیں گویا رسالت کا منکر ہے اور واجب القتل ہے۔ اب از روئے انصاف ملاحظہ فرمائیں

بی بی اسی انداز میں فرما رہی ہے کہ : ربک۔ آپ کا رب۔

کیا کوئی ہوش مند یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ فرمانے کے بعد بی بی خدا پر ایمان نہیں رکھتی تھی (نعوذ باللہ)

چند سوالات :

(۱) جب ذات احدیت کی طرف سے سرورِ کونینؐ کو عورتوں کی طرف سے قبول ہبہ کی اجازت تھی تو بی بی کو کیوں ناپسند تھا ؟

(۲) کیا یہ بی بی ہی کا حسد تھا جس کی وجہ سے ذات احدیت نے احزاب ۵۱ نازل کر کے سرورِ کونینؐ کو اختیار دے دیا کہ جسے چاہے رکھ لے اور جسے چاہے طلاق دیدے ؟

(۳) بی بی کا یہ اظہار ناپسندیدگی اجازت خالق کو چیلنج تو نہیں ؟

(۴) اگر چیلنج نہیں تو کیسے ؟

(۵) اگر چیلنج ہے تو جائز ہے یا ناجائز ؟

(۶) اگر جائز ہے تو کیسے ؟

(۷) اگر ناجائز ہے تو اس کی کوئی تاویل کیا ہو گی ؟

(۸) ازواج سرورِ کونینؐ میں سے کسی دوسری زوجہ نے بھی ایسے حسد کا اظہار کیا ہے ؟

(۹) اگر کیا ہے تو اس کا نام اور انجام کیا ہے ؟

(۱۰) اگر نہیں کیا تو پھر بی بی تنہا اس میدان میں کیوں آگے آگئے ہے ؟

(۱۱) کیا یہ نظام اسلام سے جنگ تو نہیں ؟

(۱۲) اگر جنگ ہے تو اس کا جواز ؟

نظامِ مصطفٰی

احادیث کو دیکھ لینے کے بعد آیئے اور ان سے اخذ ہونے والے مسائل بھی ملاحظہ فرما لیجئے تاکہ اصل مقصد یونہی رہ نہ جائے اور ہم نظام مصطفٰی سے بھی بہرہ ور ہو لیں۔

(۱) رؤیت خالق کا مدعی کذاب ہے۔ جلد دوم حدیث ۲۶۷، ۲۶۸، ۱۹۶۳
(۲) سرورِ کونین کیلئے علم غیب کا مدعی کذاب ہے۔ جلد دوم حدیث ۱۹۶۳
(۳) سرورِ کونین نے اسلام کا کوئی مسئلہ نہیں چھپایا۔ جلد دوم حدیث ۱۹۶۳
(۴) سرورِ کونین علم غیب جانتے تھے۔ جلد اول حدیث ۱۹۷۶
(۵) انبیاء ملائکہ کو دیکھ بھی سکتے ہیں انکی بات بھی سن سکتے ہیں۔ جلد دوم ۹۵۰، ۹۵۴
(۶) ازواج نبی ملائکہ کو نہ دیکھ سکتی ہیں نہ ان کی آواز سکتی ہیں۔ جلد سوم ۱۱۸۳، ۱۱۶۹
(۷) اگر دورانِ سفر زوجہ نبی کا ہار گم ہو جائے تو نبی کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہار کو تلاش کرنے کی خاطر خود بھی رک جائے اور اپنی فوج کو بھی روک لے۔ جلد اول ۳۲۴
(۸) رکے ہوئے لوگ نبی کے سسر سے رکنے کا مشورہ کر سکتے ہیں۔ ″ ″
(۹) جب جستجوئے ہار کی خاطر فوج رکی ہوئی ہو تو نبی اپنی بیوی کی ران پہ سر رکھ کر سو سکتا ہے۔ جلد اول ۳۲۴
(۱۰) نبی کا سسر لوگوں کی شکایت پہ اپنی بیٹی کو سخت و سست بھی کہہ سکتا ہے اور بیٹی کی کمر پہ ہاتھ سے ضربیں بھی لگا سکتا ہے۔ جلد اول ۳۲۴
(۱۱) جب نبی اپنی زوجہ کی ران پہ سر رکھے ہوئے سو رہا ہو اور نبی کا سسر اپنی بیٹی کو سخت و سست کہنے کے ساتھ ساتھ ضربیں بھی لگا رہا ہو تو زوجہ نبی کو اس خیال

سے کہیں کہ میرا محبوب شوہر بے آرام نہ ہو جائے اپنے باپ سے پہنچنے والی ہر تکلیف خاموشی سے سہہ لینی چاہیئے۔ جلد اول ص۲۲۴

(۱۲) جب زوجۂ نبی کا ہار گم ہو جائے نبی تلاش ہار کی خاطر رک کر لوگوں کو تلاش ہار کا حکم دے کے اپنی من موہنی زوجہ کی ران پر سر رکھ کر چین سے سو جائے۔ تلاش ہار کے دوران نماز کا وقت ہو جائے اور وضو کے لئے پانی نہ ہو تو اللہ میاں کو زوجۂ نبی سے اظہار محبت کے بطور تیمم کا حکم دیدینا چاہیئے۔ جلد اول ص۲۲۴

(۱۳) کہیں سفر پر جانا ہو تو کسی عزیز سے زیور مانگ کر پہن لینا جائز ہے۔ جلد اول ص۲۲۶

(۱۴) اگر زوجۂ نبی کسی سے مانگ کر کوئی زیور پہن کر نبی کے ہمسفر ہو اور مانگا ہوا زیور گم ہو جائے تو نبی کو حق ہے کہ وہ کسی کو بھیج کر ہار کی جستجو کرائے۔ جلد اول ص۲۲۶

(۱۵) اگر زوجہ نبی کسی سفر میں نبی کے ہمراہ ہو عین ایسے وقت میں جب فوج کو کوچ کا حکم دے دیا گیا ہو زوجہ نبی اپنے شوہر کو بتائے بغیر رفع حاجت کے لئے جا سکتی ہے۔ جلد اول ص۲۷۳

(۱۶) رفع حاجت سے فارغ ہو کر جب زوجۂ نبی واپس آ رہی ہو تو اسے اپنے زیورات کا سنبھال لینا ضروری ہے۔ جلد اول ص۲۷۳

(۱۷) جب زوجۂ نبی کو رفع حاجت سے واپسی پر کوئی زیور گم نظر آئے تو کسی کو بتائے بغیر مقام رفع حاجت پر واپس پلٹ کر گمشدہ زیور تلاش کرنے بیٹھ جانا چاہیئے۔ جلد اول ص۲۷۳

(۱۸) جب قافلہ روانہ ہونے لگے تو نبی کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ وہ اپنی ہمسفر بیوی کو سنبھال لے کہ وہ بھی قافلہ میں موجود ہے یا نہیں۔ جلد اول ص۲۷۳

(۱۹) جب قافلہ جا چکے اور زوجۂ نبی کو روانگیٔ قافلہ کے بعد اپنی گمشدہ شئی مل جائے تو اسے واپس اسی جگہ آ کر بیٹھ جانا چاہیئے جہاں سے اٹھ کر گئی تھی جلد اول ص۲۷۳

(۲۰) اگر روانگیٔ قافلہ کے بعد زوجۂ نبی پڑاؤ پر آئے اور اسے نیند آنے لگے تو بے فکر ہو کر سو جانا چاہیئے۔ جلد اول ۲۴۷۳

(۲۱) جنگ سے واپسی پر اگر کوئی فوجی لشکر سے پیچھے رہ جائے تو کوئی حرج نہیں جس طرح صفوان ابن معطل سلمی بی بی کی بتائی ہوئی جنگ سے واپس آتے ہوئے پیچھے رہ گیا تھا۔ جلد اول ۲۴۷۳

(۲۲) صفوان ابن معطل سلمی کی طرح قافلہ سے پیچھے آئے ہوئے کسی سوئے ہوئے انسان کا شبہ ہو جائے تو ازالۂ اشتباہ کی خاطر اس جگہ ضرور آنا چاہیئے۔ جلد اول ۲۴۷۳

(۲۳) سویا ہوا انسان کسی کے اونٹ بٹھانے کی آواز پر جاگ سکتا ہے۔ جلد اول ۲۴۷۳

(۲۴) صفوان ابن معطل سلمی صحابی کی طرح انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جہاں کہیں کسی بے یار و مددگار عورت کو دیکھے تو اپنی سواری پر بٹھا لے۔ جلد اول ۲۴۷۳

(۲۵) زوجۂ نبی تک کے لئے نامحرم کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے جلد اول ۲۴۷۳

(۲۶) زوجہ نبی پر نامحرم کے ساتھ سفر کرنے پر بدظنی جائز نہیں۔ " "

(۲۷) صحابیٔ رسولؐ منافق ہو سکتا ہے جس طرح عبداللہ ابن ابی سلول " "

(۲۸) سفر سے واپسی کے بعد انسان بیمار ہو سکتا ہے۔ " "

(۲۹) شوہر کے عدم التفات سے زوجہ مشکوک ہو سکتی ہے " "

(۳۰) اگر بیوی کے بارے میں کوئی شک ہو تو شوہر بے توجہی برت سکتا ہے جلد اول ۲۴۷۳

(۳۱) اگر گھر میں رفع حاجت کا انتظام نہ ہو تو عورتیں رات کے رات رفع

حاجت کی خاطر صحرا میں جا سکتی ہیں۔ جلد اول ص۲۷۰

(۳۲) اگر راہ چلتے ہوئے عورت کو ٹھوکر لگ جائے تو اسے اپنے بدعمل بیٹے پر لعنت کرنے کا حق ہے خواہ بدعمل بیٹا صحابی رسول کیوں نہ ہو۔
جلد اول ص۲۷۱

(۳۳) اگر کسی کو کسی کی بدزبانی کا علم نہ ہو تو وہ اسے لعنت کرنے والے کو منع کر سکتا ہے۔ جلد اول ص۲۷۲

(۳۴) اگر کسی کو اپنے متعلق علم نہ ہو کہ لوگوں میں میرے متعلق کیا چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں تو جسے علم ہو اسے کسی نہ کسی بہانے متعلقہ فرد کو مطلع کر دینا چاہئے جس طرح ام مسطح نے مسطح پر لعنت بھیج کر بی بی عائشہ کو پورے واقعۂ افک سے مطلع کر دیا۔ جلد اول ص۲۷۰

(۳۵) زوجہ نبی کو اگر اپنے شوہر کے گھر حالات کا صحیح علم نہ ہو سکتا ہو تو وہ اپنے نبی شوہر سے میکے جانے کی اجازت لے سکتی ہے۔ جلد اول ص۲۷۰

(۳۶) بی بی کی ماں کے بقول جس عورت کی سوکنیں زیادہ ہوں اور وہ اپنے شوہر کی پسندیدہ ہو اسے سوکنوں کی طرف سے لگائے گئے اتہامات سے بے نیاز رہنا چاہیئے۔ جلد اول ص۲۷۳

(۳۷) انسان کے لئے اپنے غم میں رونا اور نہ سونا جائز ہے " "

(۳۸) اگر شوہر اپنی زوجہ کے خلاف کوئی بات سنے تو اسے تحقیق کرنا چاہیئے جلد اول ص۲۷۳

(۳۹) اگر زوجہ نبی پر اتہام عائد ہو اور دوسرے لوگوں کی طرح نبی بھی مشکوک ہو جائے تو اللہ میاں کو حق حاصل ہے کہ وہ سلسلۂ وحی روک لے۔
جلد اول ص۲۷۳

(۴۰) شوہر اپنی بیوی کے خلاف کوئی بات سنے تو اسے اپنے معتمد ساتھیوں

سے بیوی کی طلاق کا مشورہ سے لینا چاہیئے۔ جلد اول ص۱۴۰۳

(۴۲) مشیروں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ شوہر کو زوجہ کی کنیز سے تحقیق حال کا مشورہ دیں۔ جلد اول ص۲۴۷۳

(۴۳) شوہر کو حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو متہم کرنے والے شخص کے خلاف اپنے دوسرے ساتھیوں سے مدد مانگے۔ جلد اول ص۲۴۷۳

(۴۳) تحقیق حال کے بعد شوہر قسم کھا کر برسر منبر اپنی بیوی کی بے گناہی بیان کر سکتا ہے۔ جلد اول ص۲۴۷۳

(۴۴) جس کے ساتھ بیوی کو متہم کیا گیا ہو شوہر اس کی بے گناہی بھی بیان کر سکتا ہے۔ جلد اول ص۲۴۷۳

(۴۵) نبی کی موجودگی میں اس کے صحابہ باہم تو تکار کر سکتے ہیں " "

(۴۶) سعد ابن عبادہ جو بنی خزرج کا سردار تھا منافقین کا ایجنٹ تھا۔ جلد اول ص۲۴۷۳

(۴۷) جب صحابہ باہم لڑنے لگیں تو نبی کو اصل مسئلہ چھوڑ کر انہیں لڑنے سے منع کرنا چاہیئے جلد اول ص۲۴۷۳

(۴۸) دوسرے کا غم ہلکا کرنے کی خاطر اس کے ساتھ بیٹھ کر رونا جائز ہے۔ جلد اول ص۲۴۷۳

(۴۹) ایک دفعہ برسر منبر اپنی بیوی کی بے گناہی کی قسم کھا چکنے کے بعد پھر از سر نو تحقیق شروع کی جا سکتی ہے اور بذاتِ خود بیوی سے واقعہ کی تصدیق یا تردید کرائی جا سکتی ہے۔ جلد اول ص۲۴۷۳

(۵۰) اگر کوئی شخص اپنے جرم کا اعتراف کر کے معافی مانگ لے تو اس پر کوئی شرعی حد نہیں۔ جلد اول ص۲۴۷۳

(۵۱) اگر بیٹی متہم ہو تو والدین کو تہمت کے سلسلہ میں کچھ نہیں کہنا چاہیئے۔ جلد اول ص۲۴۷۳

(۵۲) اگر ماں بیٹی سے شوہر کی طرف اٹھنے کا کہے تو بیٹی کو نہ ماننے کا اختیار ہے۔ جلد اول ص۲۴۷۳

(۵۳) اگر کوئی شخص زوجہ نبی کو متہم کرے تو اس پر حد قذف نہیں ہوگی۔ جلد اول ص۲۴۷۳

(۵۴) بیٹی کے غم میں باپ آنسو بہا سکتا ہے۔ جلد دوم ص۱۸۶۷

(۵۵) اگر بیٹی کسی وجہ سے میکے آجائے تو باپ کو حق حاصل ہے کہ وہ اسے اپنے گھر نہ بیٹھنے دے بلکہ واپس سسرال بھیجدے۔ جلد دوم ص۱۸۶۷

(۵۶) ہر مریض اپنے آخری وقت میں اپنی بیٹی کو بلا کر زوجہ کی موجودگی میں سرگوشی کر سکتا ہے۔ جلد دوم ص۱۵۵۹

(۵۷) بیٹی اپنے باپ کی خبر مرگ سن کر رو سکتی ہے۔ ″ ″

(۵۸) انسان اپنی خبر موت سن کر مسکرا سکتا ہے۔ ″ ″

(۵۹) نبی کے کسی راز کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔ جلد دوم ص۸۲۷

(۶۰) جب راز کا وقت ختم ہو جائے تو اسے بتایا جا سکتا ہے۔ ″ ″

(۶۱) نبی کی موت بھی عام لوگوں جیسی تکلیف سے ہوتی ہے جلد دوم ص۱۹۹

(۶۲) ہر انسان تعدد ازواج کی صورت میں ایام مرض میں اپنی محبوبہ بیوی کی باری کا پوچھ سکتا ہے۔ جلد اول ص۱۲۹۹

(۶۳) بیوی مسواک چبا کر اپنے شوہر کے منہ میں دے سکتی ہے۔ جلد دوم ص۲۴۲

(۶۴) انسان ایام مرض میں اپنی دیگر بیویوں سے اجازت لے کر اپنی محبوبہ بیوی کے گھر آ سکتا ہے۔ جلد دوم ص۲۴۱

(۶۵) نبی پر بھی ویسے ہی سکرات موت ہوتے ہیں جیسے عام انسانوں پر۔
جلد دوم حدیث ص۱۵۶۱، ص۱۰۹۸۔ جلد سوم ص۱۴۳۰، اول ص۶۰۵۔

(۶۶) بوقت مرض انسان اپنے آپ پر دم کر سکتا ہے۔ جلد سوم ۵۰۰
(۶۷) بیوی اپنے شوہر کو دم کر سکتی ہے۔ " "
(۶۸) نظر بد سے بچنا اور دوسروں کو بچنے کی تلقین کرنا سنت رسولؐ ہے۔
جلد سوم ۶۸۹

(۶۹) بخار والے کو تعویذ دیا جا سکتا ہے۔ جلد سوم ۶۹۲
(۷۰) اگر کسی انسان کو زہر دیا گیا ہو اور زہر تکلیف دینے لگے تو اپنے تمام یار و انصار اور دیگر ازواج کو چھوڑ کر صرف ایک زوجہ سے تذکرہ کر سکتا ہے۔ جلد دوم ۵۵۰
(۷۱) انسان اپنے مرض میں کسی دوا پلانے سے منع کر سکتا ہے۔ جلد دوم
(۷۲) مریض کے منع کرنے کے باوجود اوپر والے بزور مریض کو دوا پلا سکتے ہیں۔ جلد دوم
(۷۳) بزور دوا پلانے کے بعد اگر مریض بے ہوش ہو جائے تو ہوش میں آنے کے بعد بزور دوا پلانے پر بازپرس کر سکتا ہے۔ جلد دوم
(۷۴) بزور دوا پلانے والوں کو مریض کہہ سکتا ہے کہ تم بھی یہی دوا پی لو۔
جلد دوم
(۷۵) اگر کسی کو مجروح کرنے میں عورتیں اور مرد سب شامل ہوں تو مجروح تمام سے قصاص لے سکتا ہے۔ جلد سوم ۱۶۸۰
(۷۶) اگر مقتول ایک ہو اور قاتل بہت سے ہوں تو تمام قاتلوں سے بدلہ یا قصاص کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے؟ جلد سوم ۱۶۹۰
(۷۷) پیشنماز اپنے مرض میں کسی دوسرے کو نماز پڑھانے کا کہہ سکتا ہے۔
جلد اول ۶۲۹

(۸۸) حکم رسول سے انحراف کرنا جائز ہے۔ جلد اول ص ۶۲۹

(۸۹) جب پیشنماز اپنے کو بیماری سے ہلکا محسوس کرے تو اسے بذاتِ خود جماعت کرانے کی خاطر چلے جانا چاہیئے۔ جلد اول ص ۶۲۹

(۹۰) اگر انسان کسی سے ناراض ہو تو اس کا نام لینا جائز ہے۔ جلد اول ص ۶۲۹

(۹۱) نماز پڑھاتے ہوئے انسان ادھر ادھر دیکھ سکتا ہے۔

(۹۲) نماز پڑھانے والا شخص اصل پیشنماز کو دیکھ کر پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ جلد اول ص ۶۲۹

(۹۳) اصل پیشنماز عارضی پیشنماز کو اشارے سے جگہ چھوڑنے کا کہہ سکتا ہے۔ جلد اول ص ۶۲۹

(۹۴) داماد کے وقتِ وفات سسر کو داماد کے گھر نہیں ہونا چاہیئے۔

(۹۵) مرنے کے بعد اور غسل سے قبل میت کو بوسہ دیا جا سکتا ہے۔

(۹۶) مرنے والا انسان اگر بہت بڑا آدمی ہو تو اس کے چاہنے والوں کو چاہیئے کہ اس کی تجہیز و تکفین وغیرہ سے قبل اس کا جانشین منتخب کر لیں۔ جلد دوم ص ۸۹۷

(۹۷) مرنے والا انسان اگر بہت بڑا آدمی ہو تو اس کے ساتھیوں کو اس کی جانشینی کی خاطر تقریر پہلے سے تیار کر لینی چاہیئے۔ جلد دوم ص ۸۹۷

(۹۸) مرنے والے کی جانشینی دفن سے پہلے ہو جانی چاہیئے خواہ دھونس اور دھاندلی سے کام کیوں نہ لینا پڑے۔ جلد دوم ص ۸۹۷

(۹۹) میت پر رونا جائز ہے۔ جلد اول ص ۱۲۰۵

(۱۰۰) عمر غلط کہتے تھے کہ میت پر رونے سے میت معذب ہوتا ہے۔ جلد اول ص ۱۲۰۵

(۱۰۱) کوئی کسی کے گناہ کا جواب دہ نہیں ہوتا۔ جلد اوّل ۱۲۰۵

(۱۰۲) اگر کسی کی دو بیویاں سفر میں ساتھ ہوں تو ایک بیوی کو نظر انداز کر کے دوسری بیوی کے ساتھ پیار و محبت کی باتیں کی جا سکتی ہیں۔
جلد سوم ۱۹۵

(۱۰۳) نظر انداز کردہ بیوی حیلہ سے محبوبہ بیوی کو شوہر سے دور کر سکتی ہے۔
جلد سوم ۱۹۵

(۱۰۴) جب محبوبہ بیوی اپنے شوہر کو سوکن کے پاس دیکھ لے تو جلاپے میں اگر اقدام خودکشی کر سکتی ہے۔ جلد سوم ۱۹۵

(۱۰۵) کفن صرف تین کپڑوں میں دیا جا سکتا ہے۔ جلد اول ۱۸۴۱

(۱۰۶) قمیص اور عمامہ کے بغیر بھی دفن کر دینا درست ہے۔ " "

(۱۰۷) اگر کوئی عورت اپنے کو سرورکونینؐ کے لئے ہبہ کر دے تو زوجہ کو ان سے غیرت کھانے کا حق حاصل ہے۔ جلد دوم ۱۸۹۸

عنوان	تعداد احادیث	جلد نمبر	کتاب کا نام	حدیث نمبر	راوی
رؤیت رب	۴	جلد دوم	کتاب بدء الخلق	۴۶۷	قاسم
		"	"	۴۶۰	مسروق
		"	کتاب التفسیر	۱۹۲۳	"
		جلد اول	کتاب البیوع	۱۹۷۲	نافع بن جبیر
جبریل اور بادل	۴	جلد دوم	کتاب بدء الخلق	۴۵۰	ابو سلمہ
		"	کتاب الانبیاء	۹۵۴	"
		جلد سوم	کتاب الاستیذان	۱۱۸۳	"
		"	" "	۱۱۷۹	"
انک	۲۴	جلد اوّل	کتاب التیمم	۳۲۴	قاسم
		"	" "	۳۲۶	عروہ
		"	کتاب الشہادات	۲۴۷۳	عبداللہ ابن عتبہ
		جلد دوم	کتاب المغازی	۱۹۸	عبیداللہ ابن عبداللہ
		"	" "	۱۳۰۵	عتبہ ابن مسعود
		اوّل	کتاب التفسیر	۱۶۹۲	ہشام
		"	" "	۱۷۲۰	قاسم
		"	" "	۱۷۲۱	"
		"	" "	۱۸۰۱	عبیداللہ ابن عبداللہ

عنوان	تعداد احادیث	جلد نمبر	کتاب کا نام	حدیث نمبر	راوی
انک	۲۴	جلد دوم	کتاب التفسیر	۱۸۰۲	مسروق ابن اجدع
		″	″ ″	۱۸۶۰	عروہ
		″	″ ″	۱۸۶۱	عتبہ ابن مسعود
		″	″ ″	۱۸۶۷	ہشام ابن عروہ
		″	″ ″	۱۸۶۶	مسروق
		جلد سوم	کتاب النکاح	۱۴۹	ہشام
		″	کتاب اللباس	۸۲۶	″
		″	کتاب الایمان والنذر	۱۵۶۸	عبیداللہ ابن عبداللہ
		″	کتاب النکاح	۲۳۴	قاسم
		″	کتاب المحاربین	۱۷۴۰ ۱۷۴۱	″
		″	کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ	۲۲۲۴	عبداللہ
		″	″ ″ ″	۲۲۲۵	عروہ
		جلد دوم	کتاب المغازی	۱۳۰۸	ابن ابی ملیکہ
		″	کتاب الجہاد	۱۴۲	عبیداللہ ابن عبدالرحمٰن
سرورِ کونینؐ اور	۴	″	کتاب المغازی	۱۵۵۹	عروہ
دخترِ رسولؐ		″	کتاب الانبیاء	۸۲۷	مسروق
		جلد سوم	کتاب الاستیذان	۱۲۴	″
		جلد دوم	کتاب الانبیاء	۹۱۰	عروہ
دارِ فانی سے		″	کتاب التفسیر	۱۲۹۹	″
رخصت		جلد اول	کتاب الجنائز	۱۲۹۹	″

عنوان	تعداد احادیث	جلد نمبر	کتاب کا نام	حدیث نمبر	راوی
دارفانی سے رخصت	۱۶	جلد دوم	کتاب الوصایا	۱۴	اسود
		"	کتاب الجہاد	۳۴۲	ابن ابی ملیکہ
		"	" "	۳۴۱	عتبہ ابن مسعود
		"	کتاب المغازی	۱۵۸۱	سعید ابن مسیب
		"	" "	۱۵۶۵	عبداللہ ابن زبیر
		"	"	۱۵۶۳	قاسم
		جلد سوم	کتاب المرضی	۶۳۴	عباد ابن عبداللہ
		جلد دوم	کتاب المغازی	۱۵۶۰	عروہ
		"	" "	۱۵۶۱	"
		"	" "	۱۵۶۲	"
		"	" "	۱۵۶۲	"
		جلد سوم	کتاب النکاح	۲۰۱	ہشام
		جلد دوم	کتاب المغازی	۱۵۷۷	اسود
		"	" "	۱۵۷۱	ذکوان
دم	۱۲	جلد سوم	کتاب التفسیر	۸	عروہ
		"	کتاب الطب	۶۸۶	"
		"	"	۶۸۹	عبداللہ ابن شداد
		"	" "	۶۹۲	عبدالرحمن ابن اسود
		"	" "	۶۹۴	مسروق
		"	" "	۶۹۵	عروہ

عنوان	تعداد احادیث	جلد نمبر	کتاب کا نام	حدیث نمبر	راوی
دم	۱۲	جلد سوم	کتاب الطب	۶۹۶	عمرہ
		"	" "	۶۹۷	"
		"	" "	۶۹۹	عروہ
		"	" "	۷۰۱	مسروق
		"	کتاب التفسیر	۹	عروہ
		جلد دوم	کتاب الانبیاء	۱۵۲۴	"
زہر	۵	"	کتاب المغازی	۵۵۰	"
		"	" "		علی ابن یحیی
		جلد سوم	کتاب الطب	۶۶۵	عبید اللہ ابن عبد اللہ
		"	کتاب الدیات	۱۷۸۰	" " "
		"	" "	۱۷۹۰	" " "
امامت ابوبکر	۹	جلد اول	کتاب الاذان	۶۷۸	عروہ
		جلد دوم	کتاب الانبیاء	۹۱۰	"
		جلد سوم	کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ	۲۱۶۳	"
		جلد اول	کتاب الاذان	۶۲۹	اسود
		"	" "	۶۴۲	ہشام
		"	" "	۶۴۷	عروہ
		"	" "	۶۵۱	عبید اللہ ابن عبد اللہ
		"	" "	۶۷۳	اسود
		"	" "	۶۷۵	"

عنوان	تعداد احادیث	جلد نمبر	کتاب کا نام	حدیث نمبر	راوی
الوداع	۱۳	جلد اول	کتاب الجنائز	۱۱۶۳	ابوسلمہ
		جلد دوم	کتاب الانبیاء	۸۶۷	عروہ
		″	″ ″	۱۵۶۴	″
		″	کتاب المغازی	۱۵۶۳	ابومیکہ
		″	″ ″	۱۵۶۴	ابوسلمہ
		″	″ ″	۱۰۶۸	عبدالرحمٰن
		″	″ ″	۱۵۸۲	عروہ
		″	″ ″	۱۵۶۵	عبداللہ ابن عتبہ
		″	کتاب الانبیاء	۷۴۸	عروہ
		جلد اول	کتاب الجنائز	۱۲۰۵	ابن عباس
		جلد سوم	کتاب اللباس	۷۶۰	ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن
		″	کتاب الرقاق	۱۴۳۰	ابوعمرو ذکوان
		جلد اول	کتاب المرضیٰ	۲۰۵	مسروق
خودکشی	۱	جلد سوم	کتاب النکاح	۱۹۵	قاسم
کفن سرورِ کونینؐ	۵	جلد اول	کتاب الجنائز	۱۱۸۴	عروہ
		″	″ ″	۱۱۹۱	″
		″	″ ″	۱۱۹۲	عروہ
		″	″ ″	۱۱۹۳	ہشام
		″	″ ″	۱۲۹۷	″
نساء امت پر ناراضگی	۳	جلد دوم	کتاب التفسیر	۱۸۹۹	″
		جلد سوم	″ ″	۱۸۹۸	″
		″	کتاب النکاح	۱۰۲	″

عنوان	تعداد احادیث	جلد نمبر	کتاب کا نام	حدیث نمبر	راوی
نسائے امت پر ناراضگی		جلد سوم	کتاب النکاح	۱۵۲	ہشام

کل راوی		روایت کردہ احادیث
۱۔ قاسم = ۹	عبداللہ ابن شداد ۱ ۔	ہشام ۱۰
۲۔ مسروق ۔ ۸	عبدالرحمن ابن اسود ۱ ۔	ابن ابوملیکہ ۲
۳۔ نافع ابن جبیر ۔ ۱	علی ابن یحییٰ ۱ ۔	عبیداللہ ابن عبدالرحمن ۔ ۳
۴۔ ابوسلمہ ۷	ابوملیکہ ۱ ۔	اسود ۵
۵۔ عبداللہ ابن عتبہ ۔ ۳	ابن عباس ۱ ۔	سعید ابن مسیب ۱
۶۔ عبیداللہ ابن عبداللہ ۔ ۸		عبداللہ ابن زبیر ۱
عروہ ۔ ۲۱		عباد ابن عبداللہ ۱
عتبہ ابن مسعود ۔ ۲		ذکوان ۲

بخاری شریف جلد ۱ سے احادیث

نمبر شمار	باب جلد اوّل	حدیث نمبر
۱	کتاب البیوع	۱۹۷۶
۲	کتاب التیمم	۳۳۴
۳	〃	〃
۴	کتاب الشہادات	۲۶۶۳
۵	کتاب الجنائز	۱۲۹۸
۶	کتاب الاذان	۶۲۰
۷	〃 〃	۶۴۲
۸	〃 〃	۶۴۷
۹	〃 〃	۶۵۱
۱۰	〃 〃	۶۷۴
۱۱	〃 〃	۶۷۵
۱۲	〃 〃	۶۷۸
۱۳	کتاب الجنائز	۱۱۶۳
۱۴	〃 〃	۱۲۰۵
۱۵	〃 〃	۱۱۸۴
۱۶	〃 〃	۱۱۹۱
۱۷	〃 〃	۱۱۹۲
۱۸	〃 〃	۱۱۹۳
۱۹	〃 〃	۱۲۹۷

بخاری شریف جلد دوم سے احادیث

نمبر شمار	باب جلد دوم	حدیث نمبر
۱	کتاب بدء الخلق	۴۶۷
۲	〃	۴۶۸
۳	کتاب التفسیر	۱۹۶۳
۴	کتاب بدء الخلق	۴۵۰
۵	کتاب الانبیاء	۹۵۴
۶	کتاب المغازی	۱۱۹۸
۷	〃	۱۳۰۵
۸	کتاب التفسیر	۱۷۲۰
۹	〃 〃	۱۷۲۱
۱۰	〃 〃	۱۸۰۱
۱۱	〃 〃	۱۸۰۲
۱۲	〃 〃	۱۸۶۰
۱۳	〃 〃	۱۸۶۱
۱۴	کتاب التفسیر	۱۸۶۷
۱۵	〃	۱۸۶۶
۱۶	کتاب المغازی	۱۳۰۸
۱۷	کتاب الجہاد	۱۴۲
۱۸	کتاب المغازی	۱۵۵۹
۱۹	کتاب الانبیاء	۸۲۷
۲۰		۹۱۰
۲۱	کتاب التفسیر	۱۶۹۹
۲۲	کتاب الوصایا	۱۴
۲۳	کتاب الجہاد	۳۴۱
۲۴	〃 〃	۳۴۲
۲۵	〃 〃	۱۵۶۵
۲۶	〃 〃	۱۵۶۳
۲۷	〃 〃	۱۵۶۰
۲۸	〃 〃	۱۵۶۱
۲۹	〃 〃	۱۵۶۲
۳۰	〃 〃	۱۵۷۲
۳۱	〃 〃	۱۵۷۷
۳۲	کتاب المغازی	۱۵۷۱
۳۳	〃 〃	۱۵۶۴
۳۴	〃 〃	۵۵۰
۳۵	〃 〃	۱۵۷۶
۳۶	کتاب الانبیاء	۶۱۰
۳۷	〃 〃	۸۹۷
۳۸	〃 〃	۱۵۶۴
۳۹	کتاب المغازی	۱۵۷۳
۴۰	〃 〃	۱۵۷۴
۴۱	〃 〃	۱۵۶۸
۴۲	〃 〃	۵۸۳
۴۳	〃 〃	۱۵۷۵
۴۴	کتاب الانبیاء	۷۴۸
۴۵	کتاب المغازی	۱۳۰۹
۴۶	〃 〃	۱۳۱۰
۴۷	کتاب الانبیاء	۱۵۹۴
۴۸	کتاب التفسیر	۱۵۹۸

بخاری شریف جلد سوم سے احادیث

نمبر شمار	باب جلد سوم	حدیث نمبر
۱	کتاب الاستیذان	۱۱۸۳
۲	〃 〃	۱۱۷۹
۳	کتاب النکاح	۱۴۹
۴	کتاب اللباس	۸۲۶
۵	کتاب الایمان والنذور	۱۵۲۸
۶	کتاب النکاح	۲۲۴
۷	کتاب المحاربین	۱۶۴۰
۸	〃 〃	۶۴۱
۹	کتاب الاعتصام بالکتاب والسنت	۲۲۴
۱۰	〃 〃	۲۲۲۵
۱۱	کتاب الاستیذان	۱۲۱۴
۱۲	کتاب الرضاع	۶۳۴
۱۳	کتاب النکاح	۲۰۱
۱۴	کتاب التفسیر	۸
۱۵	کتاب الطب	۶۸۶
۱۶	〃 〃	۶۸۹
۱۷	〃 〃	۶۹۲
۱۸	〃 〃	۶۹۴
۱۹	〃 〃	۶۹۵
۲۰	〃 〃	۶۹۶
۲۱	〃 〃	۶۹۷
۲۲	〃 〃	۶۹۹
۲۳	〃 〃	۷۰۱
۲۴	〃 〃	۷۰۲
۲۵	کتاب التفسیر	۹
۲۶	کتاب الطب	۶۶۵
۲۷	کتاب الدیات	۱۷۸۰
۲۸	〃 〃	۵۹۰
۲۹	کتاب اللباس	۷۲۰
۳۰	کتاب الرقاق	۳۳۰
۳۱	کتاب الرضاع	۶۰۵
۳۲	کتاب النکاح	۱۹۵
۳۳	〃 〃	۱۰۲

مصنف علام کی دیگر

علمی ادبی اور مذہبی تحقیقات

۱۔ **نظامِ مصطفےٰ** بزبانِ زوجہ سید الانبیاء جلد دوم چھا

۲۔ **عقائد الابرار ترجمہ کشف اسرار** خمینی اعظم کی رنجدید پر شہرۂ آفاق تصنیف

۳۔ **مطلوب الطالب** در ایمان ابوطالب محسن اسلام کا ایمان بزبانِ ابوط

۴۔ **الارض و التربۃ الحسینیہ** خاک کربلا پر اردو زبان میں پہل

۵۔ **جوازِ متعہ** متعہ کے موضوع پر کتب اہلِ سنت سے اثبا

۶۔ **شرح لمعہ** جلد ۱۔ حوزہ ہائے علمیہ نجف اشرف قم مقدسہ اور پاکستان

۷۔ **الجامع المختصر من اصول المظفر** حوزہ ہائے علمیہ اثنا عشریہ میں داخل

۸۔ نماز حیدریہ ، پاکٹ سائز ۱۰/۶ شرح لمعہ ترجمہ جلد

ملنے کا پتہ

۱۔ مکتبہ انوار النجف دریا خان ضلع بھ

۲۔ اف ۔ ڈپو ۔ اسلام پورہ ۔ لاہور